سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

ہفتہ' 29- اکتوبر' 1994ء

(شنبہ' 23- جمادی الاوّل' 1415ھ)

جلد 12- شمارہ 10

(بشمول شمارہ جات 1 تا 4)

مندرجات

صفحہ

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ ---------- 1

صدر نشینوں کی جماعت کی تشکیل ---------- 2

تحریک نجات کے دوران شہید ہونے والوں کے لیے دعائے مغفرت ---------- 2

نکتہ استحقاق:

اختلاف کے اراکین اسمبلی کی گرفتاری ---------- 27

میں پولیس کا رکن اسمبلی کی رہائش گاہ کا گھیراؤ ---------- 30

گوجرانوالہ میں پولیس کا رکن اسمبلی کی رہائش گاہ کا گھیراؤ ---------- 32

(جاری)

تحاریک التوائے کار،

میو ہسپتال کے out door department کے باہر مریض کی ہلاکت ----------46
ـلیہ کی نواحی بستیوں کو مسمار کرنا ----------50
پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی
میعاد میں توسیع ----------54
پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ----------56
امن عامہ کی صورت حال پر بحث----- ----------56

اجلاس کی طلبی کا فرمان

In exercise of the powers conferred by Article 54(3) read with Article 127 of the constitution of the Islamic Ripublic of Pakistan, I, Muhammad Haneef Ramay, Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on saturday, the 29th October, 1994, at 3:00 p.m. in the Assembly Chambers, Lahore.

LAHORE

The 22nd October 1994

MUHAMMAD HANEEF RAMAY

SPEAKER,

Provincial Assembly of the Punjab

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارھواں اجلاس)

ہفتہ' 29- اکتوبر' 1994ء

(شنبہ' 23- جمادی الاوّل' 1415ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں سہ پہر پونے چار بجے منعقد ہوا۔ جناب محمد حنیف رامے کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآنِ پاک اور ترجمہ قاری غلام رسول نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ()

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ()

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ
اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ؕ
اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۳۸﴾ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ
وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْئًا ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۹﴾

سورہ التوبہ، آیات 38 تا 39

اے ایمان والو! تمہیں کیا ہوا جب تم سے کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلو تو بوجھ کے مارے زمین پر بیٹھ جاتے کیا تم نے دنیا کی زندگی آخرت کے بدلے پسند کر لی اور اس دنیا کا مال و اسباب آخرت کے مقابلے میں نہیں۔ مگر اگر اللہ کی راہ میں نہ نکلو گے تو تمہیں سخت سزا دے گا۔ اور تمہاری جگہ اور لوگ لے آئے گا اور تم اس کا کچھ نہ سکو گے اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

وما علینا الا البلاغ ()

صدر نشینوں کی جماعت کی تشکیل

جناب سپیکر، سیکرٹری اسمبلی صدر نشینوں کے اسمائے گرامی کا اعلان کریں گے۔

سیکرٹری اسمبلی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ 14 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اجلاس ہذا کے لیے چار معزز اراکین پر مشتمل بحسب ترتیب و تقدیم درج ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے۔

1۔ میاں محمد افضل حیات (پی پی 97)
2۔ میاں مظاہر علی رانجھا (پی پی 29)
3۔ چودھری محمد اقبال (پی پی 85)
4۔ جناب امان اللہ خاں (پی پی 53)

تحریک نجات کے دوران شہید ہونے والوں کے لیے دعائے مغفرت

چودھری پرویز الٰہی: جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ تحریک نجات کے دوران جو محب وطن پاکستانی شہید ہوئے اور خاص طور پر ہمارے ایم پی اے منشاء اللہ بٹ صاحب کے بیٹے عامر بٹ صاحب شہید ہوئے ان کے لیے دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ ہمیشہ اجلاس کے دوران فوٹوگرافرز آتے رہے ہیں اور یہیں اسی جگہ پر کھڑے ہوتے رہے ہیں۔ آج کیا وجہ ہے کہ آپ نے اس کی اجازت نہیں دی؟ ہماری یہ گزارش ہو گی کہ پریس والے جو اپنے فرائض انجام دینا چاہتے ہیں ان کو اجازت دی جائے۔ اور یہ پابندی ہم نے پہلی دفعہ دیکھی ہے کیا جناب نے ان پر کوئی پابندی لگائی ہے۔ تو میری آپ سے یہی درخواست ہو گی کہ انہیں اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر، فوٹو گرافرز حضرات پر تصویر لینے کی کوئی پابندی نہیں لیکن ہال کے اندر داخل ہو کر تصویر لینا مناسب نہیں۔ ایوان میں کوئی اجنبی داخل نہیں ہو سکتا۔ اور اس سے ایک غلط روایت بنتی ہے۔ اس لیے انہیں منع کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر، آرڈر۔ آرڈر I call the House to order لوگ اللہ کا نام لیتے ہیں اور اللہ کا نام لے

کر ایوان شروع کیا جاتا ہے آپ کس چیز کا نام لے کر آغاز کر رہے ہیں۔ کچھ خدا کا خوف کریں۔

سید تابش الوری، پریس فوٹو گرافرز کے احتجاج میں پریس گیلری واک آؤٹ کر گئی ہے۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ انہیں واپس لانے کے لیے بھی اہتمام فرمائیں۔

جناب سپیکر، میں پریس سے درخواست ہی کر سکتا ہوں۔ اور یہ فیصلہ ان کو کافی پہلے بتا دیا گیا تھا۔ اس پر میں نے ان کے نمائندوں سے کہا تھا کہ وہ سیکریٹریٹ سے بات کر لیں۔ اور اب بھی میرے ساتھ ان کی بات ہوئی ہے۔ یا تو کسی کے لیے تفریق کی جا رہی ہو تو اس پر احتجاج مناسب ہے۔ یہ سب کے لیے رول ہے۔ قومی اسمبلی میں بھی یہی پریکٹس ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ہاؤس کے نظم و نسق کے لیے ضروری ہے کہ ہاؤس کے اندر اجنبی لوگ داخل نہ ہوں۔ اور خواہ مخواہ جھگڑا لگتا ہے۔ آپ نے خود دیکھا ہے اور اس لیے میں پریس سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس معاملے کو احتجاج کی شکل نہ دیں اور واپس آ جائیں۔

سید تابش الوری، اجنبی لوگوں کے داخل ہونے پر پابندی ہے تو میڈیا اور ٹی وی کے فوٹوگرافرز یہاں موجود ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ بھی انہی اجنبی لوگوں میں شامل ہیں۔ انہیں کس طرح سے اجازت دی گئی ہے؟

جناب سپیکر، یہ جو میڈیا ہے۔ یہ ایک ایسی جنرل چیز ہے کہ جس سے تفریق نہیں کی جا سکتی۔ کوئی ایک یا دو اخبارات کی بات نہیں۔ بلکہ یہ سب کی coverage کے لیے ہے۔ آپ کا خود مطالبہ ہوتا ہے اور اکثر بات ہوتی رہتی ہے کہ ہاؤس کی coverage ٹی وی پر آنی چاہیے۔ یہ تو آپ لوگوں کے اپنے مطالبے کے مطابق ہے۔

جناب بادشاہ میر خاں آفریدی، جناب والا! میں گزارش کرنی چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، اگر ان کی طرف اشارہ ہے تو یہ تو اسمبلی کا اپنا عملہ ہے۔ کوئی آدمی باہر سے نہیں آیا ہوا۔

جناب بادشاہ میر خاں آفریدی، جناب والا! میں جو پوائنٹ آف آرڈر پر گزارش کرنی چاہتا تھا وہ یہ تھی کہ اگر اس سے پہلے یہ پریکٹس رہی ہے کہ فوٹوگرافرز یہاں اندر آتے رہے ہیں۔ اگر آج آپ نے حکم نامہ جاری کیا ہے تو سر آنکھوں پر۔ یہ صاحب جو اس وقت یہاں کیمرہ مینی کر رہے ہیں۔ ان کو پہلے اجلاسوں میں ہم نے یہاں کبھی نہیں دیکھا۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آج specially ان کی یہاں

آنے کی وجہ کیا ہے۔

جناب سپیکر، پچھلی مرتبہ بھی تھے۔

جناب بادشاہ میر خاں آفریدی، دو اجلاسوں میں ہم نے دیکھا ہے کہ یہ یہاں آ رہے ہیں۔ اس سے پہلے نہیں آتے تھے۔

جناب سپیکر، یہ مستقل ملازم ہیں۔ میری طرف سے آپ حوصلہ رکھیں۔

جناب بادشاہ میر خاں آفریدی، جناب ہم سمجھتے ہیں کہ آپ انہیں بند کروا دیں۔ یہ اگر اپنی طرف سے اقتدار والوں کی تصویر لینا چاہتے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن حزب اختلاف کی تصویر لیں گے تو پھر ہم معترض ہوں گے۔ جناب سپیکر! ہمیں ایسی coverage کی ضرورت نہیں۔ آپ کی دعاؤں کے طفیل ماشاء اللہ ہمیں کافی coverage مل رہی ہے۔

جناب سپیکر، آفریدی صاحب یہ اسمبلی کے اپنے ریکارڈ کے لیے ہے۔ آپ اس پر کوئی اعتراض نہ کریں۔ یہ ویسے ہی ہے جیسے آپ کی گفتگو یہاں ریکارڈ ہو رہی ہے۔ اسی طرح یہ ہاؤس کے جو معاملات ہیں انہیں اسمبلی کی طرف سے cover کیا جا رہا ہے۔ یہ کوئی باہر کے لوگ نہیں۔ یہ اسمبلی کے اپنے لوگ ہیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! یہ تیز روشنی ہے۔ آنکھوں کو تنگ کرتی ہے لہذا براہ کرم اس کو بند کروایا جائے۔

جناب سپیکر، آفریدی صاحب وہ جو کیمروں کا flash ہے وہ تنگ نہیں کرتا؟

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب سپیکر! ابھی کچھ دیر پہلے ہمارے قائد حزب اختلاف نے ہماری تحریک نجات کے دوران جو ہمارے کارکن اور منشاء اللہ بٹ صاحب کے صاحبزادے شہید ہوئے تھے ان کے لیے دعائے مغفرت کروائی ہے۔ حزب اقتدار والوں کو تو خیال نہیں لیکن چونکہ میں انسان ہوں میں نے خدا کو جان دینی ہے۔ اس دن غلط ٹریفک چلانے کے لیے' پہیہ جام کو ناکام بنانے کے لیے جو کرائے کے لوگ لائے گئے تھے ان میں سے جو چھ سات آدمی مرے ہیں ان کے لیے بھی دعائے مغفرت پڑھ لی جائے۔

جناب سپیکر، آفریدی صاحب ! آپ نے ان کے لیے دعا نہیں کی تھی؟ میں تو سمجھتا تھا کہ اس دن جو

بھی فوت ہوا ہے آپ نے ان سب کے لیے دعائے مغفرت کی ہے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! ہم نے جن کے لیے دعائے مغفرت کی ہے وہ شہید تھے اور یہ لوگ جن کے پاس اس دن زہریلا اسلحہ تھا وہ شہید نہیں ہیں۔

جناب سپیکر، شہید ہونے کا جو criteria آپ نے منتخب کیا ہے میرے خیال میں وہ سب پر پورا اترتا ہے۔ اور اگر حزب اقتدار والے ان کے لیے دعائے مغفرت کرنا چاہیں تو میں اس کے لیے بھی تیار ہوں۔ وہ اگر تحریک لائیں گے تو میں اس کی اجازت دے دوں گا۔

چودھری پرویز الٰہی(قائد حزب اختلاف)، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی چودھری صاحب فرمائیے۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر! میں آپ سے گذارش کرنی چاہوں گا کہ آپ کے ساتھ جو مذاکرات ہوئے اور جو اطلاع ہم تک آتی رہی ۔ جو ہمارے ممبران گرفتار ہیں اس سلسلے میں آپ کے ساتھ ہماری جو گفتگو ہوئی اس سے ہمیں یہی impression ملا کہ ان کو آج ہاؤس کے اندر لایا جائے گا لیکن ابھی تک ہمیں اس بارے میں آپ کی طرف سے یا آپ کے سیکریٹریٹ کی طرف کوئی اطلاع نہیں پہنچی کہ آیا وہ معزز ارکان اسمبلی اجلاس میں آ رہے ہیں یا نہیں۔ آیا ان کو لایا جا رہا ہے یا نہیں اس بارے میں کیا پوزیشن ہے؟

جناب سپیکر، چودھری صاحب! میں تو ان معزز ارکان کو ہاؤس میں بیٹھا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ باشی خان صاحب تشریف لائے ہوئے ہیں اور دوسرے دوست بھی موجود ہیں۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! جو یہاں لاہور میں میاں عمران مسعود، شیخ اعجاز، چودھری اختر رسول، چودھری ریاض اور راجہ جاوید اخلاص یہ پانچ آدمی ابھی تک اجلاس میں تشریف نہیں لائے لہذا ان کے بارے میں ہمیں بتایا جائے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، کیمرہ پرے کرو۔

جناب سپیکر ، نیازی صاحب! آپ مہربانی سے میرے ساتھ بات کریں۔ جی چودھری صاحب۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ان اراکین کے بارے میں ہمیں بتایا جائے۔ صبح میری آپ سے ٹیلی فون پر بھی اس سلسلے میں بات ہوئی تھی اور میں نے آپ سے گزارش

کی تھی کہ اس بارے میں ہمیں بتایا جائے کہ آیا انہیں ہاؤس میں لایا جا رہا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں latest position کیا ہے ہمیں بتایا جائے۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! گرفتار ہونے والوں کی دو نوعیتیں تھیں۔ چھ حضرات جو پہلے گرفتار ہوئے تھے ان کے بارے میں واضح طور پر اعلان ہو گیا اور جب آپ کے دوست مجھے ملے' انھوں نے مجھ سے ذکر کیا تو میں نے کہا کہ میں حکومت کی توجہ اس طرف دلاؤں گا۔ چنانچہ ہماری طرف سے حکومت کو کہا بھی گیا' لکھا بھی گیا اور اس کے نتیجے میں چھ حضرات جو detained تھے وہ رہا ہو کر آ بھی گئے ہیں۔ ان میں سے تین کے بارے میں بعد میں معلوم ہوا تھا کہ انہیں رہا نہیں کیا جا رہا لیکن 11:20 پر انہیں بھی رہا کر دیا گیا۔ جہاں تک ان دوستوں کا تعلق ہے جو حبیب اللہ اخواہ کیس میں ملوث ہیں اور جن کی ضمانت نہیں ہو سکی-----

جناب انعام اللہ خان نیازی، جھوٹ' بالکل جھوٹ۔

جناب سپیکر، نیازی صاحب یہ آپ کیسے کہہ رہے ہیں؟ آپ خاموش رہیں میں سپیکر ہوں میری بات سنیں۔ میں بات کر رہا ہوں۔ آپ مہربانی سے اس ہاؤس کے decorum کو اس حد تک نہ لے جائیں۔ آپ نے ذمہ نہیں لیا ہوا انعام اللہ نیازی صاحب آپ مہربانی سے تھوڑا سا صبر کریں۔ آپ کی تصویر نہیں اتر رہی تو آج آپ کیوں اتنی کوشش کر رہے ہیں۔ مہربانی سے آپ میری بات تو سنیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! چونکہ یہ کیس ہی غلط ہے-----

جناب سپیکر، جب آپ کو اس کا موقع ملے گا تو آپ اس وقت اس پر بات کیجیے گا۔ جس طرح آپ بغیر اجازت کے بول رہے ہیں یہ کوئی طریقہ نہیں۔

مہر سعید احمد ظفر (وزیر اطلاعات)، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

وزیر اطلاعات، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے فاضل ممبر کی توجہ اس جانب مبذول کراؤں گا کہ یہ معاملہ subjudice ہے' کورٹ کا معاملہ ہے اور جو معاملہ subjudice ہو اسے ہمیں اسمبلی میں لانے سے احتراز کرنا چاہیے۔ شکریہ۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی چودھری صاحب۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! وزیر صاحب اپنی وزارت حلال کرنے کی کوشش فرما رہے تھے۔ میں یہاں گزارش کرنا چاہوں گا کہ آپ ریکارڈ، جو پچھلی تاریخ ہے اسے سامنے رکھیے۔ قومی اسمبلی میں میاں نواز شریف کی حکومت میں گوہر ایوب صاحب نے جب آرڈر دیا تو آصف زرداری کا کیس عدالت میں تھا لیکن پھر بھی انہیں ہر اجلاس میں بلایا جاتا رہا اور ان کے خلاف تو criminal cases تھے یہ تو کوئی ایسا کیس بھی نہیں۔ ان کے خلاف criminal cases تھے اس کے باوجود وہ اسمبلی کے اجلاس میں آتے رہے۔ چیئرمین سینٹ نے ایم کیو ایم کے سینیٹرز کو وہاں پر ہر اجلاس attend کروایا۔ اسی طرح سندھ اسمبلی کے سپیکر نے وہاں کے ایم کیو ایم کے ممبران صوبائی اسمبلی کو تمام اجلاس attend کروائے۔ جناب والا! آپ ہمارے اس ہاؤس کے custodian ہیں۔ یا تو آپ ہمیں بتا دیں کہ آپ کوشش کرتے ہیں لیکن آپ کی یہاں پر کوئی شنوائی نہیں تاکہ ہماری بھی تسلی ہو، ہمیں بھی معلوم ہو سکے کہ یہاں پر آپ کی کوئی بات ہی نہیں سنتا تاکہ پھر ہم اس کے مطابق بات کر سکیں۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! اچھا آپ تو میری بات سنیں نا۔ جناب بات یہ ہے کہ آپ نے ہاؤس Requistion کیا۔ اس کا ایک ایجنڈا رکھا۔ آپ سے میں نے کہا کہ آپ تشریف لائیے حکومت کی طرف سے بھی ایک ٹیم آئے اور آپ میرے ساتھ ایجنڈے پر بات کریں۔ آپ کہتے ہیں کہ نہیں، میری کوئی بات نہیں سنتا۔ میں شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جناب قائد حزب اقتدار کا، ان کی ٹیم کا کہ میرے کہنے پر باوجود اس کے کہ آپ نے ان سے بات کرنا نہیں چاہی۔ آپ نے صرف میرے ساتھ بات کی لیکن میری تجویز پر انہوں نے وہ ایجنڈا بھی قبول کیا اور اس کے بعد وہ دو دن دینا چاہتے تھے میں نے کہا کہ چار دن دیجیے انہوں نے یہ بات بھی مان لی۔ اس کے بعد میں نے ان سے کہا کہ آپ نے جن لوگوں کو detain کیا ہے آپ انہیں رہا کریں چنانچہ انہوں نے ان کو بھی رہا کیا۔ تین مرتبہ انہوں نے good will show کی، accommodation کی اور صبح جب آپ نے مجھ سے بات کی تو میں نے آپ سے گزارش کی تھی کہ اب اس کے بعد جس طرح قومی اسمبلی میں دونوں جماعتوں کی طرف سے، حزب اختلاف اور حزب اقتدار کی ٹیمیں آپس میں بات کر رہی ہیں آپ بھی از راہ کرم ایک ٹیم بنا دیں اور حکومت کی ٹیم کے ساتھ بات کریں۔ مجھے اکیلا نہ چھوڑیں۔ میں اکیلا تو کوشش کرتا ہی رہوں گا اور پھر میں تین معاملات میں آپ کی وکالت کرنے میں کامیاب ہوا ہوں اور میں نے یہ چیزیں آپ کو

حاصل کر کے دیں۔ چوتھی چیز کے بارے میں میں نے آپ کے دوستوں سے بھی کہا، تابش الوری صاحب میرے پاس آئے ان سے بھی میں نے گزارش کی کہ میں سمجھتا ہوں کہ اب یہ بات بنتی ہے کہ آپ تشریف لے آئیں میں حکومت کی ٹیم کو بھی بلاتا ہوں اور یہ جو پانچ حضرات رہ گئے ہیں ان کے بارے میں بھی بیٹھ کر کوئی چیز طے کر لیتے ہیں۔ آپ نے یہ قبول نہیں کیا اس کے باوجود میں نے حکومت سے کہا کہ اس معاملے میں وہ تعاون کرے اور ان اراکین کی اجلاس میں حاضری کا بھی کوئی بندوبست کرے لیکن یہ عدالت کا معاملہ ہے۔ عدالت کو آپ move کر سکتے ہیں کہ صاحب ان لوگوں کو ہمیں اجلاس میں لانے کی اجازت دی جائے۔ میں براہ راست عدالت سے یہ نہیں کہہ سکتا۔ قومی اسمبلی کے سپیکر کے پاس یہ prerogative ہے، اس کا یہ اختیار ہے لیکن میرے پاس، میری اسمبلی کے اندر یہ اختیار نہیں۔ میرے پاس حکومت کو کچھ کہنے کا اختیار ہے اور اگر آپ اور حکومت میرے ساتھ مل کر بیٹھ جاتے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ جس طرح دوسرے دوستوں کا حل ہو گیا۔ آج جن کی ضمانت نہیں ہو رہی تھی جن کو دوبارہ گرفتار کیا گیا تھا جس طرح انہیں دوبارہ رہا کیا گیا اسی طرح یہ معاملہ بھی حل ہو جاتا۔ میں یہ کہنا نہیں چاہتا لیکن بات یہ بنتی ہے کہ شاید آپ نے خود ہی مناسب نہیں سمجھا۔ اگر آپ بات کرتے تو شاید آج وہ رہا ہو کر یہاں موجود ہوتے۔

چودھری پرویز الٰہی: جناب سپیکر! جس بات کا آپ نے پہلے ذکر کیا ہے کہ ہمارے ایجنڈے کے مطابق ہی سارا اجلاس بلایا جا رہا ہے۔ حزب اقتدار نے یہ بات غلط ثابت کر دی ہے۔ ابھی مجھے عثمان ابراہیم صاحب بتا رہے تھے کہ انھوں نے اپنا ایجنڈا بھی ساتھ رکھ دیا ہے۔ اس لیے انھوں نے یہ تو اور بات کر دی ہے ---

جناب سپیکر: دیکھیں وہ رپورٹس ہیں جو lay ہوتی ہیں۔ وہ کوئی ایسی چیز نہیں وہ کوئی ایجنڈا نہیں ہے۔ وہ تو آپ خود مطالبہ کرتے رہتے ہیں کہ رپورٹس ایوان میں lay کی جائیں۔

چودھری پرویز الٰہی: جناب والا! دوسری بات جو آپ نے فرمائی کیا سندھ کے سپیکر کو کوئی علیحدہ اختیارات ملے ہوتے ہیں؟ ایم کیو ایم کے صوبائی اسمبلی کے ممبران کو cases کے باوجود سپیکر سندھ اسمبلی ہر اجلاس attend کروا رہے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ پنجاب کے سپیکر کے اختیارات سندھ کے سپیکر سے مختلف ہو گئے ہیں؟ یا جناب والا! کچھ مجبوریوں اور حالات کی زنجیروں کی وجہ سے جکڑے ہوئے ہیں۔ آج ہمیں وہ ضیف رامے نظر نہیں آ رہا جس نے کبھی پنجاب کا مقدمہ لڑا تھا (نعرہ بازی

تحسین)جناب والا! میری آپ سے گزارش ہو گی کہ آپ assert کیجیے کیونکہ ہم آپ کو اس ہاوس کا custodian سمجھتے ہیں اس ناتے سے ہم نے آپ سے گزارش کی ہے کہ آپ اپنے اختیارات assert کیجیے اور ان کو استعمال کیجیے ۔ کبھی پریس میں آتا ہے کہ ہم نے سپیکر صاحب کو free hand دے دیا ہے۔ وزیر اعلیٰ کے ارشاد کے مطابق کہ "جب میں سپیکر تھا تو اس وقت میں اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلتا تھا"۔ جناب و الا! ایسی بات نہیں اس وقت میاں نواز شریف صاحب نے ہی یہ کہا تھا کہ جناب اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلا جائے ۔ اس طرف سے کوئی رکاوٹ نہیں ہوا کرتی تھی اور جو شخص خود ہمارے ٹکٹ پر آٹھ سال تک منتخب ہوتا رہا اور میاں نواز شریف صاحب کی وجہ سے ہی اسی اسمبلی کا سپیکر بن کر بیٹھا رہا اگر وہ اپوزیشن کے ممبران کو accommodate کرتا رہا۔ تو جناب والا! آپ بھی اپنے آپ کو assert کیجیے اور میں آپ کے سامنے یہ کہنا چاہوں گا کہ پارلیمانی تاریخ میں نہ صرف پاکستان کی پارلیمانی تاریخ بلکہ دنیا کی کسی پارلیمانی تاریخ میں کبھی بھی اتنی تعداد میں ممبران اسمبلی کو جیل میں نہیں ٹھونسا گیا۔ یہ صرف اور صرف آپ کی حکومت اور اس الائنس کی وجہ سے اس دفعہ ایک نئی مثال بنائی گئی ہے۔ جناب والا! آپ حالات کو کس طرف لے کر جانا چاہتے ہیں؟آپ اپنے آپ کو assert کیجیے اور ان کو بلایئے اگر سندھ اسمبلی کا سپیکر گرفتار شدہ ارکان کو بلوا سکتا ہے تو آپ بھی بلوا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، میں جو کر سکتا ہوں اس سے ہر گز گریز نہیں کروں گا اور میں اپنے دائرہ اختیارات کو سمجھتا ہوں میں نے اسے پہلے بھی استعمال کیا ہے لیکن میں اپنے دائرے سے متجاوز بھی نہیں ہونا چاہتا نہ ہو سکتا ہوں ۔ میری خواہش ہے کہ وہ دوست بھی یہاں آئیں میں اب بھی آپ سے تجویز کرتا ہوں کہ از راہ کرم آپ اپنی ایک ٹیم مقرر کریں ایک ٹیم حکومت مقرر کرے ۔ میرے ساتھ بیٹھیں اور ان معاملات کو طے کرلیں اور اگر آپ نے اسے مجھ پر چھوڑنا ہے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اپنی طرف سے بھر پور مکمل اور مخلصانہ کوشش کر رہا ہوں ۔

چودھری پرویز الہیٰ، جناب والا! ہم ان کے ساتھ کیسے بیٹھیں جن کے ہاتھ بے گناہ لوگوں کے خون سے رنگے ہوئے ہیں؟۔۔۔۔

وزیر اعلیٰ، (اس مرحلے پر حزب اختلاف کے ممبران نے نعرے لگائے) جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتا ہوں ۔

MR. SPEAKER: I call the House to order.

(حزب اختلاف کے ممبران نے نعرہ بازی کی)

جناب سپیکر، لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! پریس کے حضرات اور فوٹو گرافرز اس وقت اسمبلی میں موجود نہیں۔

جناب سپیکر، جی!

وزیر قانون، مزید کارروائی آگے بڑھانے سے قبل میں آپ کی خدمت میں گزارش کروں گا۔ اراکین حزب اختلاف کے طرف سے بھی اس بات کا اظہار کیا گیا ہے۔ چونکہ اس سے قبل فوٹو گرافر صاحبان ایوان کے اندر موجود رہے۔ آج آپ کے سیکرٹریٹ کی طرف جو فیصلہ ہوا میں اسے چیلنج نہیں کرنا چاہتا اور نہ ہی مجھے اس سے کوئی اختلاف ہے۔ لیکن شاید ان کو اس بارے میں بروقت علم نہ ہو سکا ـــــ جناب سپیکر، میں معافی چاہتا ہوں انھیں بر وقت جایا گیا تھا اور میں ہاوس میں اندر آنے سے پہلے بھی ان سے بات کر کے آیا ہوں یہ بات نہیں۔ ان کو اجازت ہے لیکن اگر اس جگہ اندر آنے کی اجازت دیں گے تو پھر ظاہر ہے کہ ہاؤس کا decorum تباہ ہو گا۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! انھوں نے حزب اختلاف کے الفاظ پر بائیکاٹ کیا ہے۔

معزز ممبر، یہ کس پوائنٹ پر بول رہے ہیں؟

جناب سپیکر، یہ فوٹو گرافرز کی موجودگی پر بات کر رہے ہیں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں ایک منٹ۔ بات یہ ہے کہ یہ ایک ایسی صورت حال ہے کہ فوٹو گرافرز کو ہم ہمیشہ یہ کہتے رہے کہ وہ اس جگہ سے آگے نہیں آئیں گے لیکن یہاں جب کوئی ہنگامہ ہوتا ہے تو پھر فوٹو گرافرز جو اب ماشاء اللہ ایک دو نہیں بیس پچیس ہو جاتے ہیں۔ وہ سب کے سب ان steps سے بھی نیچے اتر کر کوشش کرتے ہیں کہ اس ہنگامے کی تصویر کشی کی جائے۔ آپ دوستوں میں سے کچھ ان سے بات کریں اگر وہ یہ وعدہ کرتے ہیں کہ وہ اس پلیٹ فارم سے نیچے نہیں جائیں گے۔ تو پھر اس حد تک میں اجازت دینے کے لیے تیار ہوں۔

وزیر قانون، جناب والا! میں بھی یہی گزارش کرنا چاہتا تھا کہ آج کے لیے ان کے ساتھ یہ طے کر لیا

جائے اور اس کے بعد اگر مزید کوئی ضرورت ہو تو آپ کے چیمبر میں فوٹوگرافرز اور پریس کے نمائندوں سے بات ہو سکتی ہے۔ آج انھیں ایوان میں لے آنا چاہیے انھیں گیلری میں آنا چاہیے تاکہ اسمبلی کا ایک ایسا حصہ جو ہماری اسمبلی کی coverage کر کے عوام تک پہنچاتا ہے۔ ان کا پریس گیلری میں موجود ہونا ضروری ہے۔

جناب سپیکر، یقیناً ضروری ہے۔ لیکن یہ فوٹو گرافر صاحبان نیچے نہیں جائیں گے۔

وزیر قانون، جی یہ ان سے طے کر لیتے ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں؟

جناب سپیکر، میں وزیر اطلاعات سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ ان سے بات کر لیں۔

سید تابش الوری، جناب والا ' آپ نے بڑا واضح طور پر اپنی رولنگ کو modify کر دیا ہے اور اس میں ان کو اجازت دے دی ہے۔

جناب سپیکر، میری طرف سے convey کر دیں۔ میں نے انھیں کہہ دیا ہے کہ وہ نیچے نہیں آئیں گے۔

سید تابش الوری، ظاہر ہے

جناب سپیکر، اگر وہ اس کے لیے تیار ہیں تو میری طرف سے اجازت ہے۔

سید تابش الوری، میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد ادھر سے بھی ایک صاحب اور ادھر سے بھی ایک صاحب چلے جائیں اور ان سے درخواست کریں۔

جناب سپیکر، آپ چلے جائیں۔ آپ کا تعلق پریس سے ہے آپ ان کے ساتھ جائیے۔

وزیر اعلیٰ، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: I call the House to order.

(اس مرحلے پر حزب اقتدار کے ممبران نے نعرہ بازی کی)

(قطع کلامیاں)

وزیر مواصلات و تعمیرات (سعید اکبر خان)، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کا احترام کرنا چاہیے۔ اگر اس ہاؤس میں قائد ایوان کو نہیں بولنے دیا جائے گا تو پھر قائد حزب اختلاف کے لیے بھی یہی رویہ ہو گا۔ میری گزارش ہے کہ ہمیں قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف

کا احترام کرنا چاہیے اور جب وہ کھڑے ہوں تو دونوں طرف سے خاموشی ہونی چاہیے ۔ میری یہ اپیل ہے کہ جب قائد ایوان یا قائد حزب اختلاف بولنے کے لیے کھڑے ہوں تو ان کو بات کرنے دی جائے۔ اگر اس طرح کا طریق کار اپنایا گیا تو پھر اس ہاؤس میں کوئی شخص بھی بات نہیں کر سکے گا۔

MR SPEAKER: I call the House to order, Leader of the House.

وزیر اعلیٰ (میاں منظور احمد وٹو)، جناب سپیکر میں اس امر پر کہ قائد حزب اختلاف نے آپ کو اپنی ذمہ داریوں کی یاد دہانی کرائی ہے اور اس معزز ایوان میں اپوزیشن کے جو معزز رہنما گرفتار ہوئے ہیں ان کی یہاں حاضری کے بارے میں آپ کو انہوں نے یہ یاد دلایا ہے کہ آپ اپنے اختیارات کا استعمال کریں اور ان کو یہاں حاضر کریں تو چونکہ یہ معاملہ میرے متعلق ہے اور اس میں کچھ باتیں محترم قائد حزب اختلاف نے میرے بارے میں بھی ارشاد فرمائی ہیں اس لیے مجھے یہ حق پہنچتا ہے کہ میں point of personal explanation پر بھی بات کروں ایک رکن کی حیثیت سے بھی اور قائد ایوان کی حیثیت سے بھی بات کروں ۔ میں آپ کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہم اپوزیشن کو جمہوریت کے لیے لازم و ملزوم سمجھتے ہیں ۔

جناب سپیکر! میں آپ کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہم جمہوریت کی گاڑی کو چلانے کے لیے اپوزیشن کے رول کی دل سے قدر کرتے ہیں اور جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے ان دوستوں کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میرے بارے میں ان کے ریمارکس کے باوجود ان کے ارشادات کے باوجود اور میرے بارے میں نامناسب رویے کے باوجود جناب سپیکر میں آپ کے توسط سے یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میں حزب اختلاف کے ایک ایک معزز رکن کا دل سے احترام کرتا ہوں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور جناب سپیکر! میں آپ کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ قائد حزب اختلاف جو اگرچہ قائم مقام قائد حزب اختلاف ہیں اور جنہوں نے پچھلے اجلاس میں اس ایوان کے قائد کے بارے میں .....

MR SPEAKER: I call the House to order including you, Mr Inam Ullah Khan Niazi Please behave your self.

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! میں نے کیا کیا ہے ؟

جناب سپیکر، آپ صحیح طرح behave نہیں کر رہے آپ تشریف رکھیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! آپ کو صرف میرے behaviour پر اعتراض ہے۔ آپ

مجھے بار بار پوائنٹ آؤٹ نہیں کر سکتے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آپ صحیح طرح behave کریں۔ اور آپ تشریف رکھیں۔

وزیر زراعت، جناب والا یہ فوٹو کھنچوانے کے لیے ایسا کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، میں اسی لیے فوٹو گرافرز کو نہیں بلاتا۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا اس سے میرا استحقاق مجروح ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر، انعام اللہ خان نیازی صاحب آپ کا استحقاق بہت ہی کمزور ہے جو اتنی آسانی سے مجروح ہو جاتا ہے۔ آپ اسے تھوڑا مضبوط کیجیے۔ جناب قائد حزب اقتدار۔

وزیر اعلیٰ، جناب سپیکر! میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے اجلاس کے موقعہ پر محترم قائد حزب اختلاف نے قائد ایوان کے بارے میں جو ارشادات فرمائے وہ میں نے اپنے چیمبر میں بیٹھ کر سنے اور شاید ہی اس معزز ایوان کے در و دیوار نے کبھی جمہوری تاریخ میں قائد حزب اختلاف کی زبان سے قائد ایوان کے بارے میں ایسے الفاظ زندگی میں سنے ہوں۔

آوازیں، شیم شیم۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! ہم وزیر اعلیٰ کی بات سننا چاہتے ہیں لیکن گیلری سے آوازیں آ رہی ہیں۔

جناب شاہد ریاض ستی، جناب والا! گیلری میں سپیشل برانچ والے بیٹھے ہوئے ہیں اور میرے خیال میں ان کی آپس میں لڑائی ہو گئی ہے اس لیے وہ شور مچا رہے ہیں۔

جناب سپیکر، جو حضرات گیلری میں ہیں وہ امن سے بیٹھیں ورنہ انہیں نکال دیا جائے گا۔

وزیر اعلیٰ، جناب سپیکر! میں بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، میں معافی چاہتا ہوں۔ آپ بات کریں۔

وزیر اعلیٰ، جناب سپیکر! جس انداز میں یہاں گفتگو کی گئی آپ نے اسے کاروائی سے حذف کر دیا لیکن اس معزز ہاؤس کے معزز اراکین نے اس معزز ہاؤس مقدس ہاؤس اور جناب سپیکر! معزز ہاؤس اور مقدس ہاؤس کے فلور پر اس کے معزز اراکین نے جس میں حزب اقتدار کے معزز اراکین بھی شامل ہیں اس میں حزب اختلاف کے معزز اراکین بھی شامل ہیں انہوں نے وہ گفتگو سنی قائد حزب اختلاف

کی زبان سے کہ جو کبھی تاریخ میں کسی قائد حزب اختلاف نے اپنی زبان سے ادا نہ کیے ہوں۔

آوازیں، شیم شیم۔

وزیر اعلیٰ، جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ باوجود اس بات کے کہ قائد حزب اختلاف نے اپنے رول کو اس طرح سے اس وقار سے ادا نہیں کیا لیکن میں اس کے باوجود جناب سپیکر! آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ میں اس معزز ہاؤس میں قائد حزب اختلاف کا احترام کرتا ہوں اور میں ان کی عزت کرتا ہوں کیونکہ وہ قائد حزب اختلاف ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اور میں کبھی یہ سوچ بھی نہیں سکتا کبھی تصور نہیں کر سکتا کہ قائد ایوان کی حیثیت سے کوئی ایسا نازیبا، ناشائستہ اور غیر مہذب لفظ میری زبان پر آئے جو قائد حزب اختلاف کی شان کے خلاف ہو۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب سپیکر! یہاں پر یہ کہا گیا ہے کہ آپ اپنے اختیارات کا استعمال کریں۔ جناب سپیکر! آپ کو علم ہے کہ آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ اپوزیشن کے معزز اراکین سے ہماری بات چیت جاری ہے اور جو detenues ہیں ان کی رہائی کے بارے میں اور ان کو ہاؤس میں لانے کے بارے میں بات ہو رہی ہے آج ان چھ معزز اراکین اسمبلی کو جنھیں پچھلی تحریک کے دوران گرفتار کیا گیا تھا ہم نے آج آپ کے ارشاد کی تعمیل میں بصد خوشی جن چھ کے چھ معزز اراکین اسمبلی کو گرفتار کیا وہ یہاں ہاؤس میں موجود ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور جناب سپیکر جو صاحبان یہاں تشریف نہیں لا سکے ان کے بارے میں بھی بتایا گیا ہے کہ ان کے خلاف اور ان کے بارے میں عدالتی فیصلے کے نتیجے میں ان کی ضمانتیں منسوخ ہوئی ہیں۔ انتظامیہ نے ازخود ان کو گرفتار بھی نہیں کیا۔ عدالتی فیصلے کے نتیجے میں ان کی ضمانتیں منسوخ ہوئی ہیں اور ان کو گرفتار کیا گیا ہے۔ آج بھی میں ان کے بارے میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ جناب سپیکر! آپ فیصلہ فرمائیے گا۔ آپ ان کے بارے میں اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے عدالت مجاز کو کہیے گا کہ آپ ان کو ہاؤس میں لانا چاہتے ہیں۔ ہم اس ہاؤس کے اراکین کے استحقاق کو سمجھتے ہیں جناب سپیکر۔ اور ہم اس کا احترام کرتے ہیں۔ اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ حکومت کی طرف سے اس سلسلے میں کوئی رکاوٹ پیش نہیں آئے گی۔ بلکہ ہم آپ کا ساتھ دیں گے اور ان کو یہاں لانے میں ہم آپ کی مدد کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین-------)

جناب سپیکر! ایک ایسی بات جو میرے محترم قائد حزب اختلاف نے ارشاد فرمائی ہے کہ کس نے کس کو بنایا اور کس نے کس کو بنایا اور کون کس کے توسط سے بنا۔ (نعرہ ہائے تحسین-----) اور

وفاداریاں تبدیل کرنے والا کون ہے' وفادار کون ہے؟ اور یہ لفظ جو سیاسی اصطلاح میں جناب سپیکر! عام ہو گیا ہے یہ بڑا ذومعنی لفظ ہے۔ اس کے بارے میں بھی فیصلہ ہوجانا چاہئے جیسے کئی سیاسی معاملات کے بارے میں فیصلے ہوتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین----) اس کے بارے میں بھی جناب والا! اب فیصلہ ہوجانا چاہئے۔ کہ یہ کس پر موزوں بیٹھتا ہے۔ اگرچہ جناب سپیکر! میں فکر نہیں کرتا۔

جناب امان اللہ خان بابر: (کچھ کہنے کے لیے کھڑے ہوئے)

وزیر اعلیٰ: امان اللہ خان کو جناب والا میں آپ کے توسط سے کہتا ہوں کہ وہ ہاؤس میں بیٹھنے کے آداب سیکھیں۔ (قطع کلامیاں---) جناب سپیکر!

جناب سپیکر: قائد ایوان کی بات سنی جائے۔

وزیر اعلیٰ: جناب سپیکر! اس موضوع پر فیصلہ ہو جانا چاہیے۔ اگر قائد حزب اختلاف صوبائی اسمبلی پنجاب اس سلسلے میں بات کرنا مناسب سمجھیں تو میں حاضر ہوں۔ اگر قائد حزب اختلاف قومی اسمبلی بات کرنا چاہیں تو یہ حاضر ہے۔ اور یہ بات ٹیلی ویژن پہ کی جائے جناب سپیکر ساری قوم اسے دیکھے کہ وفاداری ساتھ نبھانے والا کون ہے اور ساتھ چھوڑنے والا کون ہے۔ وفادار کون ہے اور وفاداریاں بدلنے والا کون ہے۔ احسان ماننے والا کون ہے اور محسن کش کون ہے؟ اور جناب سپیکر! اس سلسلے میں میرے دوست قائد حزب اختلاف جو بھی طریق کار پسند فرمائیں یہ جو بھی forum پسند فرمائیں اس پہ ان کے ساتھ میں بات کرنے کے لیے حاضر ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین----) شکریہ جناب والا۔

جناب سپیکر: آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

چودھری پرویز الٰہی: جی ہاں!

جناب سپیکر: جناب قائد حزب اختلاف۔

CH PERVEZ ELLAHI: Sir, I am on a point of personal explanation.

جناب سپیکر: جی۔

چودھری پرویز الٰہی: میں گفتگو کا آغاز اس حوالے سے کر رہا ہوں جو کہ ابھی اس ایوان کے تقدس کے بارے میں کیا گیا۔ جناب والا! جن لوگوں سے ہمیں شکایتیں تھیں' جنہوں نے تحریک نجات کے دوران تشدد کیا جس پولیس نے بے دردی سے لوگوں کو مارا۔ انہی کے خلاف شکایت تھی۔ تو پورے

ایوان کو ہی پولیس کے حوالے کر دیا گیا۔ یہ پہلی دفعہ ہوا ہے جناب والا۔ (شیم شیم کی آوازیں۔۔۔) اب دوسری بات جو ہے۔

MR SPEAKER: I call the House to order.

چودھری پرویز الٰہی، اب میں احترام والی بات کی طرف آتا ہوں کہ جو اشارہ بڑے احترام کے بارے میں کہا گیا۔ میں اس کے چند ایک حقائق رکھنا چاہتا ہوں۔ صرف on the floor of the House کھڑے ہو کر کہہ دینا کہ احترام کی بات ہے۔

جناب سپیکر، ایک سیکنڈ۔ قائد ایوان نے کہا تھا کہ کوئی forum چن لیا جائے۔ یوں لگتا ہے کہ آپ نے یہی forum چن لیا ہے۔

چودھری پرویز الٰہی، یہی بات میں مکمل کرتا ہوں۔ زیادہ لمبی بات نہیں بڑی ہی مختصر سی بات ہے۔ صرف یہ لفظ کہا جائے کہ احترام۔ جناب والا بات کہنے کی نہیں ہوتی بلکہ عمل کرنے کی ہوتی ہے۔ اور جناب والا! عمل کیا ہوا۔ قائد حزب اختلاف کے گھر کے اندر فائرنگ کی گئی۔ اور ہمارا ہی ایک ساتھی، ہمارا بہت ہی قریبی ساتھی جناب اعجاز احمد وڑائچ یہ ہمارا قریبی ساتھی جو گھر کے اندر تھا وہ شہید ہو گیا۔ اور پرچہ کن پر ہوا۔ میرے ہی ایک عزیز میرے سیکرٹری اور ہمارے ملازموں کے اوپر ہوا۔ جناب والا قائد حزب اقتدار میاں نواز شریف صاحب کے گھر کا گھیراؤ ہوتا رہا۔ اور اس کے بعد احترام کی بات کی جاتی ہے۔ ہمارا کوئی ایم پی اے ایسا نہیں جو زخم خوردہ نہ ہو کسی کا بازو ٹوٹا، اور کسی کا بچہ شہید ہوا کوئی جیلوں میں گیا۔ یہ کون سے احترام کی باتیں کر رہے ہیں۔ یہ کیسا احترام ہے۔ جناب والا! میرے یہ بھائی جو اس طرف بیٹھے ہیں ان کے ساتھ معاملہ نیا نیا ہے۔ ان کو ابھی پتہ نہیں۔ ہم پرانے ساتھی ہیں اور ایک دوسرے کو جاننے والے ہیں۔ اب ان کی انفارمیشن کے لیے بھی یہ بڑی مفید باتیں ہیں ذرا غور سے سنئیے۔ جناب والا! فرماتے ہیں کہ اس کے بارے میں بھی طے ہوجائے جس سے ان کو بڑی چڑ ہے۔ جس تقریب میں جاتے ہیں اس برتن کو سب سے پہلے اٹھوا دیا جاتا ہے کہیں نظر نہ آجائے۔

جناب والا! میں اب جو بات کرنے والا ہوں، وہ on oath کر رہا ہوں۔ یہ محترم میرے پاس تشریف لاتے ہیں۔ یہ بننے سے پہلے، یہ برتن بننے سے پہلے میرے پاس تشریف لاتے ہیں۔ صرف ایک دن پہلے، میرے گھر، میں on oath بات کر رہا ہوں۔ میرے گھر آتے ہیں۔ مجھے کہتے ہیں، چودھری صاحب! آپ کے پہلے ہی مجھ پر بہت احسانات ہیں۔ مجھے سپیکر بنانے میں آپ پیش پیش رہے اور

وائیں صاحب کے دور میں جب بھی مشکلات آئیں آپ نے میرا ساتھ دیا۔ تو اب بھی میرا ساتھ ضرور دیں۔ میں نے کہا' اگر نواز شریف صاحب وزیر اعظم نہ ہوتے' تو اگر آپ یہ کام کرتے تو میں بیٹھ کر آپ کو convince کرتا۔ لیکن اب میں آپ کو convince بھی نہیں کروں گا۔ صرف یہ آپ کو کہوں گا کہ خدا کے لیے' وہ برتن نہ بنیے' برتن نہ بنیے۔

ایک فاضل ممبر: on oath اتنا بڑا جھوٹ بولا جا رہا ہے۔۔۔ (قطع کلامیاں۔۔۔ شور)

MR SPEAKER: I call the House to order.

چودھری پرویز الٰہی: میں جو بھی بات کر رہا ہوں' خدا کو حاضر ناظر جان کر رہا ہوں۔ اور میں نے انھیں منع کیا تھا کہ خدا کے لیے وہ برتن نہ بنیے۔ نہ پارٹی کو تباہ کیجیے۔ آپ پر پارٹی کے بہت احسانات ہیں۔ آپ کو تین دفعہ سپیکر بنایا گیا۔ آپ پارٹی کو خراب نہ کیجیے۔ انھوں نے کہا' میرا معاملہ غلام اسحاق کے ساتھ طے ہو چکا ہے۔ میں نے کہا' معاملات پر مت جائیے۔ کہنے لگے' اوپر طے ہو چکا ہے۔ میں نے کہا' غلام اسحاق کے اوپر بھی اللہ تعالیٰ کی ایک طاقت ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) ٹھیک ہے' اقتدار لے لو گے۔ جناب والا! on oath بات کر رہا ہوں۔ میں نے کہا' اقتدار شاید تمھیں مل جائے' لیکن عزت تمھیں کبھی نہیں ملے گی'۔۔۔

جناب سپیکر: قائد ایوان بات کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر اعلیٰ: جناب سپیکر! کیا قائد حزب اختلاف نے اسی forum پر بات کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے تو میں حاضر ہوں؛ یہیں' اسی forum پر۔ یہیں اسی جگہ حاضر ہوں۔ اگر یہ پسند فرمائیں کہ اس forum پر' اس مسئلے پر بات کرنی ہے' وفاداریوں پر بات کرنی ہے اور جو یہ فرما رہے ہیں اس کی صداقت پر بات کرنی ہے اور سیاست میں میاں نواز شریف کے ساتھ ان کے خلوص کی بات کرنی ہے۔ یہ کون سی بات کرنا چاہتے ہیں؛ کس موقع کی بات کرنا چاہتے ہیں؛ کہ میں نے ان کے ساتھ کیا بات کی اور انھوں نے میرے ساتھ کیا بات کی؛ تو اس کا فیصلہ اگر اسی فورم پر کرنا چاہیں تو میں حاضر ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آرڈر۔ آرڈر I call the House to order. جناب قائد ایوان! میں نے اس لیے قائد حزب اختلاف کو interrupt کر کے ان سے پوچھا تھا کہ کیا آپ اسی forum پر بات کرنا چاہتے ہیں؛ اور انھوں نے بات کی ہے۔ اب یہ تو آپ پر ہے کہ آپ اس کا اسی fourm پر جواب دینا چاہتے ہیں یا نہیں؛

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! ایک پوائنٹ پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ انھوں نے جو میری ذات کے بارے میں mention کیا ہے میں ذرا وہ clarify کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، سنیئے' آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں پھر اس کا جواب بھی آئے گا۔

چودھری پرویز الٰہی، وہ آجائے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں منظور احمد وٹو کو آپ نے point of personal explanation پر بات کرنے کی اجازت دی تھی۔ آپ نے یہاں پر کسی بحث کو invite نہیں کیا تھا۔انھوں نے کچھ باتیں چودھری پرویز الٰہی صاحب کے بارے میں کیں۔ چودھری صاحب نے بھی point of personal explanation پر جواب دیا۔ انھوں نے بحث accept کرنے یا نہ کرنے کی بات نہیں کی۔

جناب سپیکر، تو آپ بحث نہیں کرنا چاہتے؟

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، point of personal explanation اور بات ہے۔ اس کا جواب وہ خود دیں گے۔

MR SPEAKER: I call the House to order.

چودھری پرویز الٰہی، میں point of personal explanation پر صرف ایک آخری بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، ایک طرف آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ بحث نہیں کرنا چاہتے۔

چودھری پرویز الٰہی، جو میری ذات کے بارے میں بات کی گئی ہے' صرف اس آخری پوائنٹ پر عرض یہ کرنا چاہوں گا کہ میری ذات کے بارے میں جس ریفرنس کے بارے میں انھوں نے کہا ہے تو پارٹی کے اندر' within party جھگڑے بھی ہوتے ہیں اور پھر صلح بھی ہوتی ہے۔

لیکن جناب والا! اصل بات سوچنے کی ہے کہ جب پھر صلح ہو جائے اس کے بعد تو پھر مخالفت نہیں ہوتی۔اور اصل کام جو مخالفتوں والا ہوتا ہے' وہ اُدھر سے ہی ہوتا ہے۔اور اس کے اوپر میں اپنی پارٹی کی طرف سے کہنا چاہوں گا کہ اس اجلاس میں نہیں' کیونکہ یہ اجلاس بہت اہم ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آپ انھیں بات کرنے دیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، اگر یہ اس طرح کریں گے تو پھر کوئی بھی بات نہیں کر سکے گا۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، اگر یہ اس قسم کی حرکتیں کریں گے تو پھر میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ قائد ایوان بھی پھر بات نہیں کر سکیں گے۔ انھیں اپنے لیے تو چیخنا چلانا آتا ہے، ہمیں بھی اپنے لیے آتا ہے۔ اور یہ بات واضح کر دی جائے کہ پھر قائد ایوان بھی بات نہیں کر سکیں گے۔(قطع کلامیاں۔شور)

MR SPEAKER: I call the House to order.

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر! میں آخری بات کر رہا ہوں کہ اس اجلاس کو ایک ہفتہ اور extend کر دیجیے، ہم ایک ہفتہ اس پر بحث کرنے کے لیے تیار ہیں۔

آوازیں، منظور ہے، منظور ہے۔

MR. TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Point of order.

I appeal, with my age and with my seniority, to the Leader of the House to please forthwith stop this argument of personal attacks on parties and individuals Let us discuss what is this House meant for. We respect our leader and we respect the leader of the other party but let us refrain from these personal attacks before the public eye ad before the world poinion when today you have got a man from the TV watching every moment of this August House, when the press people who are the eyes and the ears of the nation were asked to go out, and a government hired TV wala came in to try and justify his action on the TV before the public of Pakistan, Sir, he is a stranger. Anybody who is not a member of this August House and unless he is authoused by the House, he is not allowed to enter this House. He is a stranger by all rules, by all regulations and by all known moral regulations. This House today, to me is a painful spectacle of the nobility of this nation. It is painful that even we who are slaves of the greatest prophet of the world, who was ready to condone

even murderers of his uncle when the body and heart of his uncle was crushed in the mouth before his eyes, have no tolerance for each other. My dear, Sir, for a politicle supremacy and for scoring a point politically, what are we diong in this House today? We should bow our heads in shame and look down our chest what are we doing, what traditions are we leaving to the people of Pakistan.

For the first time in my life in this House, not that I am not going to blame anybody, let the blame be taken by those and let them think and let them do a little heart searching I have never seen such youthful gathering in the galleries They are all so beautiful and so intelligent and so youthful that it reminds me of the commandos (voices-shame, shame). Whatever they are. They are commanded by the gentleman I don,t want to blame him but his name is Habib-ur-Rehman Habib of the court. The Habib who is their guardian and commanding them here The Jayalas, are there Is this what you want to do? I am not casting aspersions either on treasury benches or on my own friends but let factual position be understood by you Do understand the facts Don't deny the facts Just for the sake, as I said, of trying to keep your moustaches high on your face is no "bahaduri" For God sake look at the factual position of this House today We have been made the laughing. Stock of the world to day We got togeter to discuss the unfortunate incident and the beating of the public representatives on roads We are not giving any attention to those who lost their lives. to those who lost their lives. We are not taking any notice of what happened to them My dear, Sir, I appeal to all of you that for God sake give up revenge, give up victimization, Le us turn a new leaf in our life today. Leader of the Treasury Benches has made a ccommitment today and I hope he

will be true to his dictum. I hope he is true to his promise because the man who is not true to his promise, in Islam, he is called a munafiq. Let us not be munafiqs. Let this House approve of all the actions, all the privileges, all the advantages and all the respect that is due to every single individual of this House irrespective of colour and creed and party affiliations. Sir, unless we respect each other we are going to be nowhere. The mere shouting as to who shouts the loudest and who can shout the most standing up and who can abuse is no leadership. It is far from nobility. It is far from what we have heard from our elders. It was this House where Daultana, Chaman Lal, Sardar Bahadur Khan, Mamdot and all the past leaders, who made Pakistan, used to sit here with the opposition and they used to sit here like loving brothers except the differences which they had on political grounds. They did not become personal enemies of each other. they did not become "on non-talking terms" with each other. they did not indulge in anti-social activities with each other. So, please for God sake. stop all this non-sense that we are going through. Let us come down to the law and order...

MR. SPEAKER: Khanzada Sahib thank you very much.

MR. TAJ MUHAMMAD KHANZADA: My prayer as an old man is; may God give you sense of justice, may God give you manners and may God give you greatness to tolerate each other and bear hardships.

جناب سپیکر، اب ہم تحریک استحقاق لیتے ہیں۔ جناب ایس۔ اے حمید صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔

سید تابش الوری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، تابش صاحب! جانے دیجیے۔ آپ کو موقع ملے گا۔

سید تابش الوری، جناب والا! بات ادھوری رہ گئی ہے۔ بڑی اہم بات ہے جو آپ نے شروع کی تھی۔

جناب سپیکر: فرمائیے۔

سید تابش الوری: یہ اراکین اسمبلی کی نظر بندی اور ان کی اجلاس میں شرکت سے متعلق ہے' اس پر لیڈر آف دی ہاؤس کی تقریر کی روشنی میں' میں سمجھتا ہوں کہ اب وقت آ گیا ہے کہ آپ جرأت رندانہ سے کام لیں اور اگر یوسف رضا گیلانی اپنے اثر و رسوخ کے ساتھ وہاں اپنے اراکین کی نظربندی کو ختم کرانے کے لیے ایک مستحکم کردار ادا کر سکتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی صلاحیتیں ان سے زیادہ ہیں۔ اس لیے میں واضح طور پر آپ سے یہ سننا چاہتا ہوں کہ لیڈر آف دی ہاؤس کے واضح اعلان کے بعد' کل ہمارے وہ اراکین اس اجلاس میں شریک ہوں گے اور وہ مرحلہ ہوگا جب ہم آپ کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کریں گے۔

جناب سپیکر: جناب تابش الوری نے میری توجہ دلائی ہے کہ جو ارکان اسمبلی (قطع کلامیاں)

I call the House to order. جناب تابش الوری نے میری توجہ دلائی ہے کہ قائد ایوان نے فرمایا تھا کہ اگر سپیکر صاحب کہیں تو ہم ان کی بات کا احترام کریں گے اور انہوں نے کہا ہے کہ جو حضرات' اسمبلی کے معزز ارکان ابھی تک قید میں ہیں ان کے بارے میں سپیکر صاحب اپنا کردار ادا کریں۔ میں واضح طور پر کہنا چاہتا ہوں کہ میرے اختیارات میں صرف اتنا ہے کہ میں حکومت سے کہوں گا کہ وہ اس بات کا اہتمام کریں کہ جن حضرات یا جن ارکان کے بارے میں فوجداری مقدمات ہیں ان کو پولیس کی custody میں ہاؤس میں لایا جا سکتا ہے' واپس جیل میں لے جایا جا سکتا ہے؟ لیکن ان کی حاضری کا انتظام کرنا حکومت کا کام ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ بیچ میں عدالت ہے۔ میں براہ راست عدالت کو نہیں کہہ سکتا۔ میں حکومت سے کہہ سکتا ہوں یا آپ اپوزیشن کی طرف سے عدالت کو move کریں اور اس معاملے میں جناب قائد ایوان نے یقین دہانی کرائی ہے کہ حکومت کی طرف سے اس کی مخالفت نہیں کی جائے گی۔ اگر میں واضح نہیں ہوں تو میں اس بارے میں تیار ہوں۔ میرے ساتھ چیمبر میں بیٹھ کر اس بات کو طے کر لیجیے۔ آپ اپوزیشن کے دوست ایک کمیٹی بنا کر تشریف لے آئیں۔ میں نے تو بارہا کہا ہے کہ اپوزیشن کی طرف سے اور ادھر سے اور نہیں تو وزیر قانون صاحب کو بلا لیتے ہیں۔ سیکرٹری قانون کو بلا لیتے ہیں اور اس طریقے سے باہم بیٹھ کر دیکھ لیتے ہیں کہ میرے اختیار میں کیا ہے اور میں کہاں تک اس کو کر سکتا ہوں۔ میں اپنے اختیار کی آخری حد تک جا کر ارکان اسمبلی کو یہاں لانے میں دلچسپی رکھتا ہوں اور میں یہ کردار ادا کرنے کے لیے تیار بھی ہوں۔ آپ میرے ساتھ اس کی

modelity طے کر لیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ہاؤس کے اندر روایات چلتی ہیں اور ان روایات کے حوالے سے 85ء کی اسمبلی میں 12.3.85 کے سیشن میں ہمارے لاہور کے (مرحوم) ایم پی اے جناب شیخ شکیل اصغر صاحب پی پی 98 سے کسی مقدمے کے سلسلے میں جیل میں بند تھے۔ وہ oath کے سلسلے میں اسمبلی میں تشریف لائے تھے تو ہمارے یہ دوست جن کے اوپر معمولی سے مقدمات ہیں' ان کو اس ہاؤس کے اندر آنے کے لیے اجازت کیوں نہیں دی گئی؟

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میری دوسری بات یہ ہے کہ میں پنجاب کوڈ کے حوالے سے اور ہمارا جو پنجاب اسمبلی کا privilege act ہے اس کے سیکشن 4 کے تحت بات کرنا چاہتا ہوں۔

Freedom for detention:- No member shall be detained under any provincial law relating to preventive detention or be required to appear in person, in any civil or Revenre court, or before any commission during a session of the Assembly and for a period of fourteen days before and fourteen days after the session of the Assembly.

جناب سپیکر، اس مسئلے پر ایک تحریک استحقاق آ رہی ہے۔ اس پر بات ہو جائے گی۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! یہاں پر آپ نے اور ممبران نے فرمایا ہے۔ آپ نے یہ وضاحت کی ہے کہ میں نے کوشش کی ہے تو اس سلسلے میں ہمارے ہاؤس کا یہ privilege act ہے جس پر میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

(2) Nothing in sub- section (1), shall be construed as-

(a) applying to any member detained under any such law as is referred to therein

(1) at any time during the period commencing on the fifteen days next after the conclusion of a session of the Assembly and ending on the fifteenth day before the commencement of the next session.

جناب سپیکر! ہمارے گرفتار ممبران جن کی تعداد تقریباً 12 کے قریب ہے۔ اس سیشن کے شروع ہونے سے چودہ دن کے اندر اندر ان کو پکڑا گیا ہے۔ اس کے بعد اب جو ہمارے ساتھی پکڑے گئے ہیں اس میں بھی آپ دیکھ لیں کہ جب ہمارا سیشن تین یا چار دن کے بعد ختم ہو سکتا ہے اس میں بھی وہ آتے ہیں۔ تو ہمارے ان ممبران ساتھ اس طرح کی زیادتی کیوں ہے؟ کہ جب ان کا Privilege بنتا ہے اور آپ کی اسی اسمبلی 1972ء کا یہ Privilege Act ہے۔ تو اس کے تحت آپ نے ان کو یہاں آنے کی کیوں اجازت نہیں دی یا حکومت نے ان کو یہاں آنے کی کیوں اجازت نہیں دی؟ جناب سپیکر، لاء منسٹر صاحب وضاحت کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! فاضل رکن اسمبلی نے جن رولز کا reference اپنے پوائنٹ آف آرڈر کے لیے دیا ہے وہ بھی درست نہیں۔ اس لیے کہ جو اراکین detention order کے تحت زیر حراست تھے وہ رول نمبر 4 کے تحت آپ کے involve ہونے کے بعد اپوزیشن کی خواہش پر اور آپ کے حکم پر حکومت نے اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے ان رولز کے حوالے سے انہیں رہا کر دیا ہے۔ وہ ایوان کے اندر موجود ہیں اور جو چھ اراکین اسمبلی ایک کیس میں کورٹ کے آرڈر کے ذریعے arrest ہوئے ہیں ان کے اوپر یہ سیکشن 4 لاگو نہیں ہوتی بلکہ سیکشن 6 کے تحت وہ criminal cases کے حوالے سے اس وقت کورٹ کے آرڈرز کے ساتھ arrest ہوئے ہیں اور ان کی رہائی کورٹ کی اجازت کے بغیر ممکن نہیں۔ انہیں directly انتظامیہ یا حکومت رہا نہیں کر سکتی اور اگر سیکشن 6 یہ بنظر غور پڑھ لیں اور اسے سمجھ لیں تو اس صورت میں تو ایسے لگتا ہے کہ جیسے ہمارے وہ فاضل اراکین اپوزیشن جنہیں آج ہم سب چاہتے ہیں کہ وہ اس ایوان میں موجود ہوتے' ان کی رہائی کے لیے حسب ضابطہ کوئی کوشش کی ہی نہیں گئی اور اس دلچسپی کے ساتھ کہ جس دلچسپی کے ساتھ انہیں یہاں ایوان میں لانا چاہیے تھا' اگر محترم اراکین اپوزیشن یا معزز رکن جو ابھی یہ پوائنٹ آف آرڈر raise کر رہے ہیں وہ ان اراکین کی طرف سے کورٹ میں sue کرتے تو پھر اس سیکشن 6 کے تحت ان ایم پی اے صاحبان کی رہائی عمل میں آ سکتی تھی اور اسی بارے میں محترم قائد ایوان نے یہاں on the floor of the House یہ بات کی ہے کہ اگر ان اراکین کی رہائی کے لیے آپ کے ذریعے سے یہ خود کورٹ میں رجوع کرتے ہیں تو حکومت انھیں نہیں روکے گی بلکہ حکومت انھیں ایوان میں لانے کے لیے' اراکین اپوزیشن کو اس اجلاس میں شریک کروانے کے لیے حسب ضابطہ ہر طریقے سے تعاون کرنے کے لیے تیار ہے۔ اس سلسلے میں معزز

اراکین اپوزیشن آپ کے ذریعے سے جو بھی لائحہ عمل طے کرتے ہیں اس کے لیے حکومت کی طرف سے انھیں پورا یقین دلایا جاتا ہے۔

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی خواجہ صاحب۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں ریکارڈ درست کرنے کے لیے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر ان سے متعلق ہے۔ مجھے اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر، نہیں' انھیں بہت دفعہ میں نے روکا ہے تو اس دفعہ موقع دے رہا ہوں۔

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے حبیب اللہ کیس میں پکڑے جانے والے ہمارے قومی اسمبلی کے اراکین اور صوبائی اسمبلی کے اراکین کے بارے میں جو وضاحت پیش کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ قانونی لحاظ سے درست ہے۔ میں تجویز کرتا ہوں کہ اس سلسلے میں ہمارے بھی آدمی لیے جائیں اور ان کی طرف سے بھی آدمی آپ کے پاس بٹھائے جائیں اور ایک ڈرافٹ مشترکہ طور پر تیار کیا جائے۔ اس کو دونوں کی طرف سے متعلقہ عدالت میں بھیجا جائے۔ عدالت اس بات پر فیصلہ دے کہ ہمارے حبیب اللہ کیس میں جو لوگ گرفتار ہیں ان کو کل اسمبلی کے اجلاس میں آنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ ہمارے جو اسمبلی کے ممبر ہیں وہ چور ڈاکو نہیں ہیں' قاتل نہیں ہیں' وفاقی وزیر ہیں اور صوبائی وزیر ہیں۔ یہ سوال پیدا نہیں ہوتا کہ جن کو عوام نے منتخب کیا ہے کوئی طاقت ان کو اسمبلیوں میں آنے سے روک سکے۔

میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور آپ کی ان کوششوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں اور یقینی طور پر اخبارات میں جو میں نے پڑھا کہ ہمارے چھ اراکین جن کو 16 M.P.O کے تحت نظر بند کر دیا گیا تھا' حکومت ان کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تھی' میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے زور دے کر ان کو چھڑوایا ہے حالانکہ وہ بے قصور تھے۔ ان کا کوئی قصور نہیں تھا۔ حکومت نے ویسے ہی اپنے آپ کو خوش کرنے کے لیے ان کو بند کیا ہوا تھا۔

تو میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ تجویز معقول ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس پر اس طرح سے عمل کر لیا جائے تو ہمارے اراکین کل یہاں تشریف لا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، مجھے خواجہ صاحب کی تجویز قبول ہے بشرطیکہ اپوزیشن اپنی ٹیم بنا دے اور حکومت اپنی ٹیم بنا دے۔ میں تیار ہوں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! ہمیں خواجہ ریاض صاحب کی یہ تجویز منظور ہے۔ ہم ان اراکین کی رہائی کے لیے ہر طریقے سے تعاون کے لیے حاضر ہیں۔

جناب سپیکر، بالکل ٹھیک ہے۔ جی تابش صاحب۔

سید تابش الوری، جناب وزیر قانون کا میں بے حد احترام کرتا ہوں لیکن انہوں نے ابھی privilege Act کے سیکشن 6 کا حوالہ دیا ہے اور یہ کہا ہے کہ اگر ہم اسے غور سے پڑھ لیتے تو ہمیں یہ ساری زحمتیں اٹھانے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی اس میں پہلے سے ایک procedure موجود ہے لیکن انہیں شاید یہ معلوم نہیں کہ وہ صرف bailable offences کے لیے ہے اگر bailable offence ہو تو پھر یہ طریق کار اختیار کر کے رکن اسمبلی اجلاس میں شریک ہو سکتا ہے لیکن ایسے کیسز جو bailable نہ ہوں ان پر اس دفعہ 6 کا اطلاق نہیں ہوتا اس لیے ہم نے اس کے تحت کاروائی نہیں کی اور اسے آپ ہی کو بدرجہ آخر اپنے اختیارات کے ساتھ اور اپنی discretion کے ساتھ اس معاملے میں مداخلت کرنی ہو گی اور آپکو کورٹ کو لکھنا ہو گا کہ اجلاس جاری ہے اور انہیں اس اجلاس میں شریک ہونے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر، تابش صاحب۔ آپ آ کر مجھے میرے چیمبر میں بتائیے کہ میں کس رول کے تحت کورٹ کو لکھ سکتا ہوں میں لکھنے کے لیے تیار ہوں میں نے حکومت کو لکھا ہے آپ کورٹ کو move کر سکتے ہیں اور میں حکومت سے کہتا ہوں کہ وہ اس کی مخالفت نہ کرے جیسا کہ قائد ایوان نے کہا ہے۔

جناب محمد اسلم مدھانہ، جناب والا! میرے محترم بھائی خواجہ صاحب نے بڑی اچھی تقریر کی تھی۔ اس سے آپ نے بھی اتفاق کیا اور وزیر قانون صاحب نے بھی اتفاق کیا تو میرے خیال میں اس بحث کو اب ختم ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر، بہت اچھا جی۔ یہ تو ان کے سامنے ہے اگر وہ مہربانی کریں تو اچھا ہے .....جی۔ ایس۔ اے حمید صاحب۔

جناب ایس۔ اے حمید، جناب سپیکر! اس وقت ہمارے جو ممبران گرفتار ہیں ان کے بارے میں آپ

نے ہاؤس کو مطلع نہیں کیا آپ اس کا اعلان فرمائیں۔

جناب سپیکر، میں نے کیا ہے۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید، نہیں' جناب سپیکر! ان کے نام نہیں جانتے۔ آپ ان کے نام بتائیں جو ابھی تک جیلوں میں ہیں۔ یہ قاعدہ 66 کے تحت آپ پر پابندی ہے کہ آپ نے ان کے نام ہاؤس میں بتانے ہیں۔ پڑھ کر سنانے ہیں۔

جناب سپیکر، انہیں اطلاع کر دی گئی ہے۔ اور وہ circulate بھی کر دی گئی ہے۔

جناب ایس۔ اے حمید، مگر سہیل ضیاء بٹ صاحب کل پکڑے گئے ہیں۔ اور جناب دو روز پہلے ہمارے پانچ آدمی پکڑے گئے ہیں ان کے بارے میں ایسی کوئی اطلاع نہیں۔

جناب سپیکر، ان کے بارے میں ایک circular آپ سب کو مل چکا ہے۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید، جناب والا! مجھے اس بارے میں ایسی کوئی خبر نہیں۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر، اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ سب سے پہلے جناب ایس۔ اے۔ حمید صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔

حزب اختلاف کے ارکان اسمبلی کی گرفتاری

جناب ایس۔ اے۔ حمید، جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حزب اختلاف نے اپنے آئینی حقوق کو بروئے کار لاتے ہوئے 11-10-94 کو احتجاج کے طور پر قوم سے پہیہ جام ہڑتال کی اپیل کی تھی جس کا قوم نے مثبت جواب دیا مگر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں منظور احمد وٹو کے ایماء پر حزب اختلاف کے قائدین کو ان کے آئینی قانونی اور جمہوری حقوق ادا کرنے سے نہ صرف روکا گیا بلکہ بے شمار اراکین اسمبلی جن کا تعلق حزب اختلاف سے تھا' کو پابند سلاسل کر کے جیلوں میں ٹھونس دیا گیا جو جمہوریت کو قتل کرنے کے مترادف ہے جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، کیا آپ اس پر short statement دینا چاہتے ہیں؟

جناب ایس۔ اے حمید، جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے 11 اکتوبر کو پورے ملک میں پہیہ جام ہڑتال کے بارے میں قوم کو ایک کال دی تھی اور اس کال کے نتیجے میں پورے ملک میں مکمل طور پر ہڑتال رہی اس سے قبل جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے وقتاً فوقتاً جو کالیں دیں ان کے سلسلے میں میاں منظور احمد وٹو صاحب وزیر اعلیٰ پنجاب نے بارہا اخبارات پریس اور فورم پر اس بات کا اعادہ کیا کہ یہ عوام کا اور اپوزیشن کا جمہوری حق ہے کہ وہ جلسے اور جلوس کریں وہ احتجاج کریں اگر انہیں جمہوریت کے خلاف کوئی بات نظر آتی ہے اس کے لیے میں انہیں free hand دوں گا لیکن گیارہ اکتوبر کو جناب سپیکر! جس شدت کا مظاہرہ کیا گیا اور جس طور پر اس سے قبل تمام اراکین اسمبلی کے گھروں پر چھاپے مارے گئے ان کو ہراساں کیا گیا خواتین کو تنگ کیا گیا جناب سپیکر! گجرانوالا میں میرے گھر پر پولیس نے چھاپہ مارا اور میری معمر والدہ کو جو دل کی مریضہ ہیں انہیں تنگ کیا ساٹھ ستر کے قریب پولیس والے داخل ہوئے اسی طریقے سے ہمارے دوسرے ایم پی اے جناب عثمان ابراہیم کے گھر چھاپہ مارا گیا ان کے گھر میں موجود پردہ دار خواتین کو پریشان کرنے کی کوشش کی گئی، رؤف مغل کے گھر پر چھاپہ مارا گیا ان کے دو تین school-going بچوں کو لے گئے اور جناب سپیکر! پورے پنجاب میں بلا امتیاز و تفریق اس طور پر تشدد کیا گیا اور اس طور پر ظلم وستم کیا گیا کہ اگر کسی جگہ کوئی ایم پی اے بھی سامنے آیا تو پولیس نے اسے شدد کا نشانہ بنایا ہمارے بہت سے ایم پی اے صاحبان بہت سے ایم این اے صاحبان کو مارا پیٹا گیا میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج تک پاکستان کی تاریخ میں ایسے ریاستی جبر کی کوئی مثال نہیں ملتی ایک طرف تو ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اس ملک میں جمہوریت کے لیے اپوزیشن کا وجود لازمی ہے اور دوسری طرف اسی جمہوریت کا نام لے کر ہم اپوزیشن کو کچلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ پہلی دفعہ ایسا ہوا ہے انگریز نے بھی اس طور پر ظلم و ستم نہیں کیا تھا جس طور پر موجودہ وزیر اعلیٰ نے خاص طور پر پنجاب کے علاقوں میں ظلم و ستم کیا ہے اور پھر جناب سپیکر! گجرانوالا میں ایک نوجوان کو پولیس نے سنیما کی چھت سے نیچے گرا دیا اور اسے ختم کر دیا ایک اور حاجی منظور پرشیل مارا اور اسے ختم کر دیا اور ایک وارث نامی لڑکا گجرانوالا میں تھا اسے نہ صرف چھت سے گرایا گیا بلکہ اسے مارا پیٹا بھی گیا۔ جناب والا! اگر آپ جمہوریت کے پاسبان بنتے ہیں تو پھر اپنے منتخب نمائندوں کی ذرا بھی پرواہ نہیں کی ان پر ظلم و ستم کیا گیا یہاں پر ہمارے منشاء بٹ صاحب ہیں ان پر

لاٹھیاں برسائی گئیں ہمارے یہاں عبیداللہ شیخ صاحب بیٹھے ہیں ان پر تشدد کیا گیا ان کا پہلے بازو توڑا گیا ہمارے بہت سے دوسرے دوست زخمی ہوئے جناب سپیکر! آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں یہ آپ کی ذمہ داری بنتی ہے کہ اگر یہ حکومت اپنی حدود سے تجاوز کرتی ہے تو اس کا جناب سپیکر! مناسب تدارک اور مناسب بندوبست کیا جائے اور جناب سپیکر! میں آپ سے درخواست کروں گا۔۔۔ جناب سپیکر، آپ اپنے بیان کو بہت لمبا تو نہ کیجیے آپ نے ابھی لاء اینڈ آرڈر پر بھی بحث کرنی ہے۔

جناب ایس۔ اے حمید، جناب سپیکر! جس طور پر یہ ظلم و ستم کیا گیا تو میری یہ درخواست ہے کہ میرا یہ استحقاق بنتا ہے اور میری اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، جناب وزیر قانون۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! معزز رکن جناب ایس۔ اے حمید صاحب نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے یہ عمومی نوعیت کی تحریک ہے اور رول 65 کے تحت کسی رکن اسمبلی کو جو استحقاق حاصل ہے اس کے مطابق انہوں نے کسی specific matter کی کوئی نشان دہی نہیں کی جس سے ان کا استحقاق مجروح ہوا ہو جناب سپیکر! اراکین اسمبلی کا احترام اپنی جگہ پر اور اس کے علاوہ کسی سیاسی جماعت کے کارکنوں کا احترام بھی اپنی جگہ پر۔ ہر کسی کو سیاسی اور جمہوری آزادی حاصل ہے کہ وہ اپنی بات کریں البتہ اراکین اسمبلی جس استحقاق کے حوالے سے بات کرتے ہیں جناب سپیکر! وہ انہیں رول 65 کے تحت دیا گیا ہے اور جو استحقاق رول 65 کے زمرے میں نہیں آتا وہ privilege breach نہیں بنتا اگر ان کے خیال میں کہیں کوئی خرابی واقعہ ہوئی ہے۔ جناب سپیکر! سڑکوں کے اوپر مظاہرے کرنے کا اختیار ہنگامہ آرائی کرنے کا حق اور بدنظمی اور بدامنی پیدا کرنے کا استحقاق قطعی طور پر کسی رکن اسمبلی کو نہیں دیا گیا۔ اگر لوگوں کا جلوس یا لوگوں کا گروہ جس میں خواہ رکن اسمبلی شامل ہوں خواہ نہ شامل ہوں اگر وہ بازاروں اور سڑکوں پر امن عامہ کی صورت حال خراب کرنے کی کوشش کرے اور لوگوں کا کاروبار زندگی بند کروانے کی کوشش کرے۔ اس صورت حال میں انتظامیہ اور حکومت نے اپنا رول ادا کرنا ہوتا ہے۔ اس لیے 11 اکتوبر کو عام حالات کو نارمل رکھنے کے لیے انتظامیہ نے جو بھی کارروائی کی وہ عوام کے مفاد میں کی گئی۔ کسی رکن اسمبلی کا بالخصوص استحقاق مجروح کرنے کے لیے کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ نہ اس تحریک استحقاق کے حوالے سے اس کے متن میں کسی specific issue کا ذکر ہی کیا گیا ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ عمومی نوعیت کی تحریک ہے۔ یہ تحریک

استحقاق نہیں بنتی اور فاضل رکن کا اس تحریک کے حوالے سے کوئی استحقاق مجروح نہیں ہوا۔ لہٰذا یہ تحریک قابل پذیرائی نہیں۔

جناب سپیکر، میں اس سے اتفاق کرتا ہوں کہ یہ بہت ہی عمومی نوعیت کی تحریک ہے۔ اسے رول آؤٹ کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق جناب ارشد عمران سلہری صاحب کی ہے۔ جناب ارشد عمران سلہری!--------میں ایوان کی رائے لے رہا ہوں۔ میں نماز کے لیے وقفہ کرنا چاہتا ہوں۔ (ایوان نے اتفاق کیا)

(ایوان کی کارروائی نماز مغرب کے لیے پونے چھ بجے تک کے لیے ملتوی کر دی گئی)

(جناب ڈپٹی سپیکر 6 بج کر 51 منٹ پر وقفہ برائے نماز کے بعد دوبارہ کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

لاہور میں پولیس کا رکن اسمبلی کی رہائش گاہ کا گھیراؤ

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب ارشد عمران سلہری صاحب۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے معاملہ یہ ہے کہ 9 اکتوبر 1994ء کو تقریباً اڑھائی تین بجے صبح کے درمیان ڈی ایس پی مسلم ٹاؤن ڈی ایس پی علامہ اقبال ٹاؤن' انسپکٹر مسلم ٹاؤن اور ایس ایچ او وحدت کالونی پولیس اسٹیشن مع عملہ نے میرے گھر واقع مسلم ٹاؤن لاہور میں raid کیا۔ میرے گھر کو چاروں طرف سے گھیرے میں لے لیا گیا اور دیواریں پھلانگ کر پولیس میرے گھر میں داخل ہو گئی۔ اس وقت میں گھر پر موجود نہ تھا۔ میری بیوی اور گھر کے دوسرے افراد اور گھریلو ملازم گھر پر تھے ان کو مختلف حرکات سے تنگ کرنے کے علاوہ بد کلامی اور بد تمیزی بھی کی۔ جناب والا! میں صوبائی اسمبلی کا ممبر ہوں۔ میرے گھر میں داخل ہونے سے پہلے سرچ وارنٹ دکھانا ضروری تھا لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ نیز میرا تعلق پاکستان مسلم لیگ نواز گروپ سے ہے اور بطور ممبر حکومت میرے کام میں رکاوٹ ڈال رہی ہے۔ تاکہ میں حکومت پر تنقید نہ کروں۔ پولیس کے اس اقدام سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مختصر بیان۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب والا! دراصل یہ پنجاب اسمبلی کے ممبران کی گرفتاریاں پاکستان مسلم لیگ کے رہ نماؤں اور کارکنوں کی گرفتاریاں۔ اسی حوالے سے 9 تاریخ کو پولیس انتظامیہ' جس میں چھ یا سات گاڑیاں تھیں جس کے اندر ساٹھ ستر کے قریب پولیس کے ملازم تھے' نے مجھے گرفتار کرنے کے لیے میرے گھر کا گھیراؤ کیا۔ گھر کے اندر داخل ہوکر گھریلو افراد کے ساتھ بدتمیزی اور بد کلامی کی گئی۔ جناب والا! اگر میرے خلاف کوئی ایسا کیس تھا کوئی مقدمہ تھا تو جناب سپیکر کی وساطت سے مجھے مطلع کیا جانا چاہیے تھا۔ کہ آپ کے خلاف یہ کیس ہے اور ان کے ایماء پر پولیس مجھے گرفتار کرتی۔ جناب سپیکر! حالت یہ تھی کہ جس طرح سے پولیس کے ملازم جو کہ حکومت وقت سے تمغے لینے کی خاطر بڑھ چڑھ کر قانون سے بالا تر ہوکر اپنے اختیارات کو استعمال کر رہے تھے کہ جس سے میرے گھر کا سکون انہوں نے برباد کیا اور انہوں نے میرا استحقاق مجروح کیا۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ میری اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لا منسٹر صاحب۔

وزیر قانون: جناب والا! فاضل رکن اسمبلی نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے یہ ان کے گھر کے معاملے کے بارے میں ہے۔ اور انہوں نے کہا ہے کہ پولیس ان کے گھر کے اندر داخل ہوئی۔ اس نے بد کلامی کی اور اس نے بدتمیزی کی۔ جناب والا! اس تحریک کے بارے میں ابھی تک متعلقہ محکمے کا جواب موصول نہیں ہوا۔ اس لیے میں آپ کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ اس کے لیے کل تک کی مہلت دی جائے۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ ایک انتہائی معزز رکن اسمبلی کے گھر کے اندر پولیس کی مداخلت کے بارے میں ہے اور اس کے بارے میں جواب دینے سے پہلے یا کسی بھی لحاظ سے اس کو رول آؤٹ کروانے یا اس کو منظور کروانے کے معاملے میں' میں یہ سمجھتا ہوں کہ حقائق کے بارے میں ساری معلومات کا ہونا ضروری ہے۔ اس لیے براہ کرم اس کے لیے کل تک کی مہلت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی عمران سلہری صاحب یہ مانتے ہیں کہ ان کو ابھی محکمہ سے کوئی جواب موصول نہیں ہو۔ تو میرے خیال میں اس کو pending کر دیتے ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری: ٹھیک ہے اس کو کل تک کے لیے pending کر دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کل تک کے لیے اس کو pending کر دیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 3 جناب عثمان ابراہیم صاحب کی ہے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی پوائنٹ آف آرڈر۔

بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پہ آپ کی وساطت سے ان سے وضاحت چاہتا ہوں۔ کہ میں گزشتہ دنوں جب جیل میں تھا تو میں نے اخبارات میں ایک خبر پڑھی تھی کہ ہمارے اس ہاؤس کی ایک معزز رکن شیلا بی چارلس صاحبہ کی رکنیت کو الیکشن ٹریبونل نے ختم کر دیا ہے۔ یہ آج پھر ہاؤس میں نظر آ رہی ہیں۔ کیا یہ وضاحت فرمائیں گی کہ یہ یہاں پر کیوں ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے کیونکہ اس وقت یہ مسئلہ زیر بحث نہیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! یہ پوائنٹ آف انفرمیشن ہے۔ یہ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے یہاں سے فوٹو گرافروں کو باہر نکالا گیا کہ وہ ہاؤس کے متعلق نہیں ہیں۔ ایک غیر متعلقہ آدمی ہاؤس میں آ کر بیٹھ جائے تو آپ کہتے ہیں کہ یہ ہاؤس سے متعلق نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ میں رولز کے خلاف نہیں جاؤں گا۔ کیونکہ کوئی پوائنٹ انفرمیشن نہیں ہوتا۔ پوائنٹ آف آرڈر بنتا نہیں کیونکہ اس وقت یہ مسئلہ زیر بحث نہیں۔ جی میاں عبدالستار صاحب۔

میاں عبدالستار، جناب والا! کیا ہاؤس میں کوئی stranger بیٹھ سکتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں بیٹھ سکتا۔

میاں عبدالستار، تو کیا ڈاکٹر شیلا بی چارلس اگر ممبر نہیں ہیں تو----

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ اجنبی نہیں ہیں ابھی فیصلہ نہیں آیا۔ جی۔

گوجرانوالہ میں پولیس کا رکن اسمبلی کی رہائش گاہ کا گھیراؤ

جناب عثمان ابراہیم، جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ،

مورخہ 19 اکتوبر بروز اتوار بوقت 9 بجے شب پولیس کی بھاری نفری نے ڈی ایس پی سٹی کی سرکردگی میں میری رہائش گاہ کو گھیرے میں لے لیا۔ غیر قانونی اور غیر آئینی طور پر اپنے اختیارات

سے تجاوز کرتے ہوئے میرے گھر کے اندر داخل ہوئے۔ اس واقعہ سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اس معزز ایوان کی کارروائی کو روک کر اس مسئلہ پر بحث کی جائے۔

جناب عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! یہ بات طے شدہ ہے کہ جب کسی معزز رکن کا استحقاق مجروح ہوتا ہے' تو صرف اس کا استحقاق مجروح نہیں ہوتا بلکہ دوسرے تمام ممبران کا بھی استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ اور اس معزز ایوان کا بھی استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ اگر کسی رکن کے وقار کو ٹھیس پہنچائی جاتی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ صرف اس مخصوص رکن کے وقار کو ٹھیس نہیں پہنچائی جاتی بلکہ پورے ایوان کو اور پورے ایوان کے ممبران کے وقار کو ٹھیس پہنچائی جاتی ہے۔ جناب سپیکر! ابھی وزیر اعلیٰ یہاں موجود تھے اور انھوں نے camouflage کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ وہ اپوزیشن کے ممبران کو انتہائی معزز سمجھتے ہیں۔ وہ اس ہاؤس کو بہت معزز سمجھتے ہیں۔ انھوں نے معزز ایوان کا لفظ استعمال کیا۔ معزز ممبران کا لفظ استعمال کیا۔ لیکن جناب سپیکر! ان کے قول اور فعل میں بہت بڑا تضاد ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پولیس کے جو کارندے میرے گھر داخل ہوئے اور میرے آئینی اور قانونی حق کو violate کیا۔۔۔ جناب سپیکر! آپ کو تو علم ہے کہ قانون اور آئین میں یہ بڑا jealously got کیا جاتا ہے کسی شخص کے گھر کو' اور خاص طور پر آئین کا جو آرٹیکل۔14 ہے وہ اس میں بڑا specific ہے کہ کسی بھی گھر کی privacy کو violate نہیں کیا جا سکتا۔ اس میں کوئی گنجائش نہیں اور میں نہیں سمجھتا کہ پولیس کا ایک معمولی کارندہ' یا ڈی ایس پی یا دوسرے جو کارندے تھے وہ اوپر کی ہدایات کے بغیر ۔۔۔ میں اپنے آپ کو ممبر صوبائی اسمبلی نہیں کہتا' آئین سب کے لیے ہے چاہے وہ صوبائی اسمبلی کا ممبر ہو چاہے وہ ایک عام آدمی ہو۔ فرق صرف یہ ہے کہ ہم چونکہ اس ایوان کے رکن ہیں' ہم یہ مسئلہ اس فلور پر اٹھا سکتے ہیں۔ اور ایک عام آدمی اس کے لیے عدالت میں بھی جا سکتا ہے۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ میں نے تو صرف وزیر اعلیٰ کی سیاہ کاریوں کو ریکارڈ پر لانے کے لیے تحریک استحقاق دی ہے' کیونکہ انھوں نے جان بوجھ کر اپوزیشن کے ممبروں کے وقار کو ٹھیس پہنچانے کے لیے پولیس کو ان کے گھروں میں داخل کیا۔ وہ وزیر اعلیٰ جو اپنی ہر تقریر میں کہتا ہے کہ میں انصاف کو عوام کے گھروں تک پہنچاؤں گا اس نے انصاف تو گھروں تک نہیں پہنچایا' لیکن پولیس کو انھوں نے عوام کے گھروں تک پہنچا دیا۔ جناب سپیکر! پولیس میری اجازت کے بغیر

رات کو میرے گھر میں داخل ہو حالانکہ میرے اوپر کوئی مقدمہ نہیں تھا۔ میرے خلاف کوئی detention order جاری نہیں ہوا۔ 20 ستمبر کو ہی ہڑتال کے سلسلے میں مجھ پر پولیس نے ایک مقدمہ دفعہ 144 کی خلاف ورزی کا درج کیا تھا جس کے against میں نے ضمانت کروا لی تھی۔ اس وقت نہ تو میرے خلاف کوئی مقدمہ تھا' نہ میں چور تھا' نہ ڈاکو۔ لیکن اس کے باوجود بھی پولیس اگر میرے گھر میں داخل ہوئی ہے تو یہ صرف اور صرف وزیر اعلیٰ کے احکامات کے تحت' ایک معزز ممبر کے وقار کو ٹھیس پہنچانے کے لیے' اور جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم یہاں سب hypocrite بیٹھے ہیں۔ میں آپ کی طرف بھی refer کروں گا کہ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کالا gown پہن کر یہاں بیٹھے ہیں' بڑے معزز ہیں۔ جب آپ باہر جائیں گے تو گرز آپ کے آگے آگے ہوگا تو آپ معزز ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ hypocrisy ہے۔ اگر کسی ایک معزز رکن کے وقار کو ٹھیس پہنچتی ہے تو اس میں آپ بھی شامل ہیں اور اس میں میرے سامنے بیٹھے ہوئے لاء منسٹر بھی شامل ہیں۔اور چیف منسٹر کے specific orders کے تحت پولیس میرے گھر داخل ہوئی ہے۔ اور اس نے میرے وقار کو جو ٹھیس پہنچانے کی کوشش کی ہے' میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج انھوں نے جو الفاظ کہے ہیں انھیں ریکارڈ سے حذف کرنا چاہیے۔ انھوں نے نہ ہمیں معزز سمجھا ہے اور نہ یہ ایوان اس کے بعد معزز رہ گیا ہے۔ کہاں کا یہ ایوان مقدس رہ گیا ہے؟ انھوں نے کہا یہ مقدس ایوان ہے۔ اس ایوان میں بائیس ستمبر کو بھی پولیس بلائی گئی تھی۔ اس ہاؤس کے اندر بھی پولیس موجود تھی۔ آج بھی اس ایوان میں پولیس موجود ہے۔ تو اس ایوان کا تقدس کہاں گیا ہے؟ جناب سپیکر! اس وقت بھی کمانڈوز باہر ہیں۔ کیا وہ پولیس کے کمانڈوز جونیجو لیگ میں شامل ہو چکے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، عثمان ابراہیم صاحب! آپ کو لاء اینڈ آرڈر پر بات کرنے کا بڑا وقت ملے گا۔ آپ ابھی ساری باتیں کرنا چاہتے ہیں؟

جناب عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! میں یہ کہہ رہا تھا کہ میرے خلاف کوئی کیس نہیں تھا۔ میرے خلاف کوئی detention order نہیں تھا۔ اگر detention order بھی ہوتا تو وہ بھی illegal تھا۔ کیونکہ ہمارا 1972ء کا جو Privilege Act ہے' اس کے رول 4 کے تحت' ہمارا پچھلا اجلاس 3۔ اکتوبر کو prorogue ہوا تھا۔ اور اس سے 17 اکتوبر تک پولیس یا ہوم سیکرٹری یا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کسی بھی رکن اسمبلی کے خلاف پراونشل لاء کے تحت detention order جاری نہیں کر سکتا تھا۔ میں وزیر قانون

پر حیران ہوں کہ انھوں نے بڑی سادگی سے بتایا ہے کہ جب ہمیں یہ پتا چلا کہ detention order ہیں تو ہم نے وہ withdraw کر لیے۔ جناب سپیکر! یہ تو اسی طرح ہے کہ اگر کوئی شخص بھینس چوری کرے اور جب وہ پکڑا جائے تو کہے کہ جناب، مجھ سے تو بھینس لے لو اور چوری کا مقدمہ ختم کر دو۔ تو جناب سپیکر! میرے خلاف کوئی detention order نہیں تھا اور نہ کوئی جاری ہو سکتا تھا۔ یہ صرف اور صرف اپوزیشن کے ممبران کو ٹھیس پہنچانے کے لیے کیا گیا تھا۔ اس سے indirectly وزیر اعلیٰ نے نہ صرف میرے بلکہ پورے ایوان کے وقار کو ٹھیس پہنچائی ہے۔ پتا نہیں، ان کا اپنا وقار ہے یا نہیں جناب سپیکر! آپ نے بجا فرمایا۔ آپ نے جو کہا، میں باقی جنرل لاء اینڈ آرڈر میں کہوں گا۔ لیکن جناب سپیکر! اگر آپ، اور آپ سے میری مراد چیئر ہے، اگر رامے صاحب جو اس وقت چیئر پر تھے، اگر اس دن 22 ستمبر کو پورا ایکشن لیتے اور ہاؤس کو پولیس والوں کے ناپاک قدموں سے پاک کرواتے یا اگر آج آپ میں یا چیئر میں اتنی جرأت ہوتی تو آج بھی اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے ان کے ناپاک وجود سے ہاؤس کو پاک کرواتے تو میں یہ سمجھتا کہ یہ ہاؤس مقدس ہے۔

MR. DEPUTY SPEAKER: I call the House to order.

غلام عباس صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب غلام عباس: اول تو یہاں پر پولیس موجود نہیں۔ اگر پولیس کا وجود ناپاک ہے تو جو مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کا وجود یہاں پر کیا لے کر آیا تھا اس نے کون سی اس ایوان میں عبادت کی تھی۔ یہ بھی بتا دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عثمان ابراہیم صاحب۔

جناب عثمان ابراہیم: جناب سپیکر!

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: پوائنٹ آف آرڈر۔ میرے فاضل دوست نے کہا ہے کہ اگر پولیس کا وجود ناپاک ہے تو مارشل لاء ــــ

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے اس کو treat نہیں کیا۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: میں جناب کی وساطت سے گزارش کر رہا ہوں کہ جس وقت پیپلز پارٹی نے اس ملک کو ناپاک کیا تھا تو اس وقت مارشل لاء اس ملک کو پاک کرنے کے لیے آیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہ وہ پوائنٹ آف آرڈر ہے' نہ یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ میں دونوں کو رول آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ میری تحریک استحقاق کو منظور کر کے اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ' شکریہ۔ جناب لاء منسٹر۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق بھی ارشد عمران سلہری صاحب کی تحریک استحقاق جیسی اور اسی نوعیت کی ہے۔ اس کے حوالے سے فاضل رکن نے جو بات کی ہے کہ وزیر اعلیٰ کے specific order کے تحت ان کے گھر پولیس بھیجی گئی۔ ایک تو قطعی طور پر ایسی کوئی بات نہیں۔ چیف منسٹر صاحب نے کوئی specific order ان کے گھر میں پولیس بھیجنے کا نہ دیا ہے' نہ کسی ایسے آرڈر کے تحت پولیس وہاں پر گئی۔ اور اس کے علاوہ جہاں جوش جذبات میں اپنی بات کرتے ہوئے یہ ذکر کر رہے تھے کہ پولیس کے ناپاک وجود سے اس ایوان کو پاک کیا جائے اور اس ایوان کے اندر بھی پولیس موجود ہے۔ جناب سپیکر! ایک تو اس ایوان کے اندر پولیس موجود نہیں اور اگر کہیں سپیکر صاحب کی اجازت سے' حکم سے اسمبلی رولز کے مطابق کوئی پولیس کے حکام بلائے گئے ہوں' یا ملازمین بلائے گئے ہوں تو ان کا اس انداز میں یہ ذکر کرنا کہ کوئی باہر کھڑا ہے' یا اندر کھڑا ہے' مجموعی طور پر یہ کہنا کہ پولیس کا وجود ناپاک ہے۔ جناب سپیکر! وہ اسی پنجاب کے' اسی ملک کے' پاکستان کے رہنے والے ہیں۔ اور اس ملک کے اندر نظم و ضبط بحال کرنے کے لیے' ڈسپلن کے لیے' عوام کے تحفظ کے لیے ایک فورس ہے۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان سرکاری ملازمین کے وجود کو ناپاک کہنا توہین ہے۔ اگر ہم اپنا کوئی استحقاق سمجھتے ہیں تو کسی دوسرے سرکاری ملازم کا بھی استحقاق ہے' اس کا بھی ہمیں خیال کرنا چاہیے۔ دوسرے کی عزت و وقار کا بھی ہمیں خیال کرنا چاہیے۔ جہاں تک اس تحریک استحقاق کی پذیرائی کا تعلق ہے' بے شک اس کے بارے میں جو جواب مجھے ملا ہے اس کے مطابق ان کے گھر پولیس نہیں گئی۔ لیکن میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔

جناب سپیکر! میں ذاتی طور پر حقائق جاننا چاہتا ہوں کیونکہ یہ بھی ایک فاضل رکن کے گھر کے اندر پولیس کی مداخلت کا معاملہ ہے اس لیے کل تک مجھے مہلت دی جائے کہ میں ذاتی طور پر حقائق معلوم کر سکوں اور اس کے بعد میں اس تحریک استحقاق کا جواب دوں گا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کی طرف سے جواب موصول ہوا ہے۔ اگر کوئی جواب آ گیا ہے تو وہ مختصراً آیا ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! محکمے کی طرف سے جو اس کا جواب دیا گیا ہے وہ میں نے accept نہیں کیا۔ وہ تشنہ ہے۔ وہ ادھورا جواب تھا۔ اس لیے میں ذاتی طور پر حقائق جاننا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد اس تحریک استحقاق کا جواب دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، عثمان ابراہیم صاحب! وزیر موصوف فرماتے ہیں کہ جو جواب ملا ہے وہ تشنہ ہے اور اس کے متعلق مزید پتا کر کے بتا دوں گا۔ لہٰذا اسے pending کر دیتے ہیں۔ اس کو بھی میرے خیال میں کل لے لیا جائے۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! اس سلسلے میں میں ایک فقرے میں عرض کروں گا کہ جناب وزیر قانون نے پولیس کے حق میں کچھ کہا ہے تو میں عرض کروں گا کہ گوجرانوالہ میں جب تشدد ہوا تھا تو پولیس نے انسانیت کی تمام حدودیں پھلانگ کر ہمارے کارکنوں کو ننگا کیا۔ وہ تصویر آپ دیکھیں، وہ ایسی تصویر ہے کہ ہال میں بیٹھی ہوئی خواتین نہیں دیکھ سکتیں۔ ہمارے قائد حزب اختلاف جب اٹھیں گے تو وہ فوٹو آپ کو دکھائیں گے۔ اس میں وزیر قانون صاحب کو پتا چلے گا کہ جس پولیس کے متعلق تحریک استحقاق پر یہ بات کر رہے ہیں وہ یہ کہ ----

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کو کل تک pending کر لیتے ہیں۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! انہوں نے اس بات کو admit کر لیا ہے کہ پولیس میرے گھر میں داخل ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انہوں نے کہا ہے کہ پولیس گھر میں داخل نہیں ہوئی۔ اور آپ کی تحریک میں کہا گیا ہے کہ پولیس گھر میں داخل ہوئی ہے۔ وہ آپ کی بات کو وقعت دے رہے ہیں۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب والا! میں آپ کی بات مانتا ہوں۔ لیکن میں ہاؤس کے فلور پر بات کر رہا ہوں میں آپ سے کوئی غلط بات نہیں کر رہا۔ پولیس میرے گھر میں داخل ہوئی ہے اور میں گھر پر نہیں تھا۔ ابھی میری دوسری تحریک استحقاق بھی آنے والی ہے اس میں میرا دوسرا واقعہ ہے۔ بہرحال کل تک آپ اسے بے شک pending کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اسے کل تک pending کر دیتے ہیں۔

جناب امان اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی امان اللہ صاحب۔

جناب امان اللہ خان، جناب والا! میں اپنے دوست وزیر قانون صاحب سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ آج تک پولیس کے خلاف جتنی بھی تحاریک استحقاق پیش ہوئی ہیں کیا کسی پولیس افسر نے یہ تسلیم کیا ہے کہ میں نے یہ جرم کیا ہے۔ میں نے صرف یہ سوال کیا ہے جو کہ بالکل مختصر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلی تحریک نمبر 4 ہے وہ بھی عثمان ابراہیم صاحب کی ہے۔ نمبر 5 جناب ایس۔ اے حمید صاحب کی ہے۔ وہ آج ہم deal نہیں کر سکتے۔ کیونکہ آپ بھی سمجھتے ہیں کہ ایک ہی deal ہوتی ہے۔ تو پھر میں ان کو کل تک کے لیے چھوڑتا ہوں۔ اور کل ہم یہ تحریک استحقاق لیں گے۔

رانا محمد اقبال خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں آگے نمبر 6 بھی ہے اور اب کافی دیر ہو گئی ہے تو ان تحاریک کو ہم کل take up کریں گے۔ میرے خیال میں کافی وقت ہو گیا ہے اور بھی کام کرنا ہے۔

سید ظفر علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری تحریک کو آؤٹ آف ٹرن لے لیں کیونکہ وہ short matter ہے۔ dispose ہونے والا ہے۔ اس میں query کی یا کوئی انکوئری کی ضرورت نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا مقصد یہ ہے کہ آپ کی تحریک کل آجائے گی۔ اب کافی وقت ہو گیا ہے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! پہلے کل آنے کا پھر وہ آنے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ یقین رکھیں آپ کی تحریک آجائے گی۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ وہ صرف پانچ منٹ کا تو matter ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو پھر ہم 6 نمبر پر کیسے اعتراض کریں۔ میں ایوان کو مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کو یہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ راجہ محمد بشارت، چودھری تنویر خان، جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب انور عزیز خان بلوچ اور خواجہ محمد اسلام ممبران صوبائی اسمبلی پنجاب کے خلاف detention کے احکامات واپس لے لیے گئے ہیں اور انہیں رہا کر دیا گیا ہے۔ یہ بھی اطلاع موصول ہوئی ہے کہ جناب تنویر خان، راجہ محمد بشارت اور جناب بادشاہ میر خان آفریدی ممبران صوبائی اسمبلی جن کو

زیر دفعہ 188/143 PPC کے تحت گرفتار کیا گیا تھا انہیں آج ضمانت پر رہا کر دیا گیا ہے۔

چودھری شوکت داؤد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی شوکت داؤد صاحب۔

چودھری شوکت داؤد، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہ جو detention withdrawal کے آرڈر آپ نے پڑھ کر سنائے ہیں اس سے پہلے قانون کے مطابق سپیکر کو detention کے آرڈر بھی ملے تھے۔ جبکہ ہمارے آرٹیکل 4 کے تحت یہ detention order غیر قانونی تھے۔ تو کیا آپ کے سیکرٹریٹ نے یہ دیکھتے ہوئے اس کے لئے کوئی قدم اٹھایا ہے کہ یہ detention کے آرڈر جو illegal ہیں یا اب آپ کا کوئی ایسا ارادہ ہے کہ یہ جو detention کے illegal آرڈر دیے گئے ہیں تو ان حکام کے خلاف حسب ضابطہ کوئی کارروائی کی جائے گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر، دیکھیں۔ آپ کا جو پوائنٹ آف آرڈر ہے اس کے بارے میں جب اسمبلی in session نہ ہو تو کوئی فاضل رکن گرفتار یا detain ہوجائے تو اس کی ممبران کو حسب ضابطہ اطلاع دی جاتی ہے۔ وہ circulate کر دیے جاتے ہیں۔ یہ آرڈر بھی فاضل اراکین میں circulate کر دیے گئے تھے۔ اب جبکہ سیشن میں ہو تو پھر وہ ہاؤس میں پڑھنا پڑتا ہے۔ باقی جو آپ نے کہا کہ وہ illegal ہے یا ٹھیک نہیں ہے اس میں اسمبلی کوئی فیصلہ نہیں کرتی ہے وہ تو صرف ممبران کو باخبر رکھنے کے لیے circulate کیا جاتا ہے اگر in session نہ ہو۔ اگر سیشن میں ہو تو پھر ہاؤس میں پڑھ دیا جاتا ہے۔ جی جناب رانا صاحب!

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! آپ ہاؤس کے custodian ہیں۔اور آپ کے یہ علم میں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، No repetition please میں نے آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کا فیصلہ کر دیا ہے۔ جی رانا صاحب۔

رانا محمد اقبال خان، جناب سپیکر! جناب وزیر قانون فرما رہے تھے ----

جناب ڈپٹی سپیکر، کس پوائنٹ پر آپ بولنا چاہتے ہیں؟

رانا محمد اقبال خان، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اچھا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

ایک معزز ممبر، جناب والا! سوٹ والا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

رانا محمد اقبال خان، جناب والا! پولیس کے متعلق اسمبلی میں جو وزیر قانون صاحب نے الفاظ استعمال کئے وہ الفاظ واقعی قابل اعتراض ہیں۔ تو میں یہ چاہوں گا کہ اس میں شامل ہمارے بھائی ہیں پاکستانی ہیں لیکن آپ نے دیکھنا یہ ہے کہ آیا اسمبلی premises میں پولیس آسکتی ہے؟ آپ کی گیلریوں میں پولیس بیٹھ سکتی ہے؟ آپ کے قواعد و ضوابط اس بات کی اجازت دیتے ہیں؟ اگر سپیکر صاحب نے اس قسم کی اجازت دی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ انہوں نے اختیارات سے تجاوز کیا ہے تو میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ اگر اسمبلی کے premises میں پولیس ہے تو کیوں نہ اس کو پولیس سے صاف کر دیا جائے جب کہ تمام ممبران اسی بات پر معترض ہیں تو آپ اس بات کا کیوں نہیں نوٹس لے رہے۔ میں صبح خود گیا ہوں کہ میرے دو دوست آئے تھے کہ ہم نے اسمبلی کا اجلاس دیکھنا ہے۔ تو جب دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ یہاں گنجائش نہیں جب کہ پرائیویٹ ممبرز کا کوئی آدمی گیلری میں نہیں تھا۔ تب پتا چلا کہ اس میں شامل تمام پولیس کے ملازمین ہیں۔ وہ کس لیے جناب سپیکر اسمبلی کا گھراؤ کیے ہوئے ہیں؟ ہم تو حفاظت سپیکر سے چاہتے ہیں۔ سپیکر صاحب اس ہاؤس کے custodian ہیں۔ تو آپ اس ہاؤس پر مہربانی فرمائیں اور اس کے تقدس کو اگر آپ نے بحال نہ رکھا تو یقین جانیے کہ اس کا کیا حشر ہوگا۔ اور عوام میں اس کا کیا رد عمل ہوگا شکریہ!

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ رانا صاحب۔ اب اس سے پہلے کہ میں تحریک التوائے کار لوں میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ چونکہ لاء اینڈ آرڈر پر آپ نے بحث کرنی ہے تو جو لاء اینڈ آرڈر کی زد میں تحاریک التوائے کار آتی ہیں ان کے میں نمبر پڑھتا ہوں وہ ہم بطور تحریک التوائے کار لے نہیں سکتے۔ وہ نمبر یہ ہیں 1,3,5,6,7,10,11,12,13,15,19,20 اور 21۔ ان کو ہم بطور تحریک التوائے کار take up نہیں کریں گے کیونکہ یہ مسئلہ لاء اینڈ آرڈر کا ہی ہے۔ تو لاء اینڈ آرڈر پر آپ نے دو دن بحث کرنی ہے۔ اب میں نمبر 2 کو لیتا ہوں۔

میاں فضل حق، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے۔

میاں فضل حق، جناب والا! آپ نے ابھی تحاریک کے متعلق فرمایا اور ان کے نمبر بھی آپ نے

پڑھے میری تحریک التوا نمبر 1 تھی تو جناب نے کہا کہ لاء اینڈ آرڈر پر بات ہوئی ہے تو جناب لاء اینڈ آرڈر کے کے متعلق مسئلہ ہی نہیں تھا۔ مسئلہ تو اس میں صرف اتنا تھا کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی بیٹی کی شادی جو ماڈل ٹاؤن میں ہوئی اور جو پارکوں کا حال کیا گیا اور بغیر اجازت کے لیٹرینیں بنائی گئیں تو یہ اس کے متعلق تحریک التوائے کار نمبر 1 تھی۔ تو اس میں لاء اینڈ آرڈر کا کیا مسئلہ آ گیا جناب والا!

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے ہم نمبر ایک دیکھتے ہیں۔ سیکرٹری اسمبلی نے مجھے یہ بتایا ہے اور میں نے جو نمبر پڑھے ہیں یہ لاء اینڈ آرڈر کے نہیں ہیں بلکہ ان کی سپیکر صاحب نے consent نہیں دی یعنی کچھ withheld کی گئی بھی شامل ہیں اور یہ ان میں آتی ہے جن میں انہوں نے اس کو admit نہیں کیا۔ یعنی اپنے چیمبر میں kill کیا ہے۔ لہذا میں نمبر 2 کی اجازت دیتا ہوں۔ وہ میاں عبدالستار، میاں معراج دین اور جناب ارشد عمران سلہری صاحب کی ہے۔

ملک محمد اسحاق بچہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ملک محمد اسحاق بچہ صاحب کبھی بولے نہیں ہیں تو آج پہلی دفعہ میرے خیال انہوں نے پوائنٹ اٹھایا ہے تو میں ان کو اس کی اجازت دیتا ہوں۔

ملک محمد اسحاق بچہ، جناب والا! میں نے ایک عرض کی تھی کہ میری ایک تحریک استحقاق ہے اور میں اسی انتظار میں بیٹھا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم آگے چلے گئے ہیں۔

ملک محمد اسحاق بچہ، جناب آپ آگے نہ جائیں۔ آپ تو بہت آگے چلے گئے ہیں۔ کچھ پیچھے بھی آئیں۔ جناب میری ایک تحریک استحقاق نمبر 19 پر لائی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اس وقت تھے جب تحاریک استحقاق چل رہی تھیں۔

ملک محمد اسحاق بچہ، جی بالکل جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو آپ نے اس وقت پوائنٹ raise کیوں نہیں کیا؟

ملک محمد اسحاق بچہ، جناب میری تحریک استحقاق نمبر 21 تھی۔ آپ ایک دو فرما رہے تھے، تین کہہ رہے تھے، دس کہہ رہے تھے۔ 21 آتی تو میں کچھ بات کرتا۔ میری تحریک استحقاق admit ہو گئی ہے اور وہ ناظم شاہ صاحب کی بابت ہے۔ یہ بہت اہمیت کی بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مقصد یہ ہے کہ اب تو میں نے اس chapter کو ختم کر کے ایوان میں ایک اور بات کی ہے۔اب تحاریک التوائے کار آ گئی ہیں۔

ملک محمد اسحاق بچہ، جناب! اگر آپ وعدہ کریں کہ کل میری یہ تحریک استحقاق پیش ہو جائے گی تو پھر میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں۔ ایس اے حمید صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

میاں فضل حق، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں اگر آپ اجازت دیں تو؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کا میں نے فیصلہ کر دیا ہے۔

میاں فضل حق، جناب سپیکر! اگر تھوڑی سی اجازت دی جائے تو بڑی مہربانی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ایس اے حمید صاحب۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! ابھی قائد ایوان نے یہ بات فرمائی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ابھی؟ وہ تو کافی وقت گزر گیا ہے۔

جناب ایس اے حمید، میں آج کی بات کر رہا ہوں۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے کی بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' یہ اس وقت raise نہیں ہو سکتا۔

جناب ایس اے حمید، چلیں جناب' میں اس کے حوالے کے بغیر بات کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' آپ اب میری نظر میں بڑے سیانے پارلیمنٹیرین ہیں

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! مجھے بات تو کر لینے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ تو یہاں بیان کر کے یہاں سے چلے گئے۔ نماز کا وقفہ ہوا۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! میں آپ کی کرسی کی طرف اشارہ کر کے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں سے یہ کہا گیا کہ ہم نے کوشش کی ہے کہ ان اسیر ممبران اسمبلی کو لانے کے لیے کوشش کی جائے جو اس وقت سلاخوں کے پیچھے ہیں۔ اس سلسلے میں میری عرض یہ ہے کہ کسی جج کو سپیکر خط نہیں لکھتا یا اسے درخواست نہیں بھیجی جاتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' وہ دیکھیں۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! میری بات تو سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں۔ آپ تشریف تو رکھیں۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! میری بات پہلے مکمل تو ہو لینے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں، مجھے پتا ہے کہ جب آپ irrelevant جا رہے ہیں تو میں ساری بات سن کر کیوں کہوں۔ میں پہلے ہی ٹوک دیتا ہوں۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! آپ کو الہام ہوتا ہے۔ اس کا مجھے بتائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہ نہ، آپ بیٹھیں۔ تشریف رکھیں۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! میری بات تو سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔ دیکھیں، سپیکر حنیف رامے صاحب فیصلہ کر گئے ہیں جو مجھ سے پہلے یہاں کرسی پر بیٹھے تھے اور آپ کو قائد ایوان بھی بتا گئے ہیں کہ ہم بالکل اس مسئلہ میں آپ کی پوری عزت کرتے ہیں، احترام کرتے ہیں۔ سپیکر صاحب نے بھی کہا ہے کہ آپ آ جائیں۔ ایک کمیٹی بنا دیں۔ ان کو بھی بلا لیتے ہیں۔ ہم وہاں بیٹھ کر آج ہی اس پر غور و فکر کرتے ہیں۔ تو بات تو طے ہے۔ آپ اجلاس کے بعد تشریف لے چلیں تو وہاں انشاء اللہ تعالیٰ کوئی بات ہو گی۔

جناب ایس اے حمید، پہلے آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں۔ آپ کے اور میرے درمیان چند قدموں کا فاصلہ ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے عزت دی ہے، حوصلہ بھی دیا ہے، آپ بات سنیں۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ نہ کمیٹی بنانے کا مسئلہ ہے۔ نہ حکومت کے پاس جانے کا مسئلہ ہے۔ نہ بھیک مانگنے کا مسئلہ ہے۔ مسئلہ سیدھا سادا ہے کہ ہوم سیکرٹری پیرول پر رہائی دیتا ہے کسی ملزم کو جو قتل میں بھی ملوث ہو اور یہ ہوم سیکرٹری کا کام ہے۔ (قطع کلامی)

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کو ان کے بعد۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! یہ بڑی سیدھی سی بات ہے کہ قتل کے جو ملزم ہیں ان کو بھی اگر آپ بطور سپیکر اس ہاؤس میں لانا چاہیں تو یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہوم سیکرٹری کے ذریعے پیرول پر اسے ہاؤس میں لائے۔ آپ یہاں کمیٹیاں بنا رہے ہیں کہ ہم حکومت کے ساتھ بیٹھیں۔ ہم

مذاکرات کریں۔ ہم ان کی منت کریں۔ اگر یہ مخلص نہیں ہیں تو یہ کہہ دیں۔ ہم ان سے بھیک نہیں مانگتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں ۔ بات سنیں کہ اسی مسئلے پر مجھ سے پہلے حنیف رامے صاحب ایک روننگ دے گئے ہیں۔ اب آپ اسی کو پھر میرے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ میرے خیال میں یہ مناسب بات نہیں۔ جی وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! ان کو correct کرنے کے لیے میری گزارش یہ ہے کہ یہ پیرول پر رہائی نہیں ہوتی ہے۔ پیرول پر تو رہائی ہوتی ہے کہ کوئی سزا یافتہ آدمی ہے' کوئی تھوڑی سزا کاٹ چکا ہے اور اس کو کوئی آدمی چاہتا ہے کہ میں اپنی ذمہ داری پر رکھتا ہوں۔ یہ جو رہائی ہوتی ہے ' جو ٹرائل کورٹ ہے' جدھر چالان پیش ہو چکا ہے ' وہ کورٹ permit کرتی ہے۔ اس میں ہوم سیکرٹری کو اختیار نہیں۔ وہ کوئی سزا یافتہ لوگ نہیں کہ ان کو انھوں نے پیرول پر لانا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔

ملک محمد اسحاق بچہ، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی اسحاق بچہ صاحب ' آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ابھی ہے؟

ملک محمد اسحاق بچہ، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ میری تحریک استحقاق کا کیا ہوا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے سامنے آپ کی تحریک استحقاق کی کوئی بات نہیں۔

ملک محمد اسحاق بچہ، جناب وہ نمبر 21 ہے۔ آپ دیکھیں تو صحیح۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی میاں عبدالستار صاحب۔

میاں عبدالستار، جناب سپیکر ! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ابھی جو جناب ایس۔ اے۔ حمید صاحب بات کر رہے تھے میں اس کی تھوڑی سی clarification چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ اگر کوئی بھی آدمی کسی مقدمے میں ملوث ہو اور اسے جیل بھیج دیا جائے تو کوئی بھی قانون میں procedure ایسا نہیں کہ ہم عدالت کو درخواست دیں کہ جناب فلاں آدمی کو جو صوبائی اسمبلی کا ممبر ہے وہ فلاں کیس میں ملوث ہے اسے اسمبلی کا اجلاس attend کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! صرف Jail manual میں یہ بات ہے کہ اگر کوئی شخص گرفتار ہو' رکن اسمبلی ہو'

تو ہوم سیکرٹری، ہوم ڈیپارٹمنٹ اس کی اجازت دے سکتا ہے کہ اسے جیل سے لایا جائے اور اسمبلی کا اجلاس attend کروایا جائے۔

جناب سپیکر! اس سے پہلے اسی ہاؤس کی روایت موجود ہے کہ شیخ شکیل اصغر قتل کے کیس میں ملوث تھے۔ انھیں جیل سے یہاں پر لایا جاتا رہا ہے اور اس کے بعد پھر یہاں سے اجلاس attend کروانے کے بعد واپس جیل لے جایا جاتا رہا ہے۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ جناب ہاؤس کے custodian ہیں اور جناب ہمارے right کو سمجھتے ہیں۔ آپ ہی یہ سب کچھ کر سکتے ہیں۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ وہ ہمارے ساتھی جو کہ حبیب اللہ کیس میں ملوث ہیں انھیں یہاں پر لانے کا انتظام کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ جی اقبال خاکوانی صاحب۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب سپیکر! میں بھی اسی معاملے میں بات کرنا چاہ رہا تھا کہ یہاں قائد ایوان یا حزب اقتدار کے بنچز سے ہمیں یہ تاثر دیا جا رہا تھا کہ ہمارے جو پانچ یا چھ ممبران ہیں ان کے detention order واپس لے کر انھیں ہاؤس میں بھیج دیا گیا ہے لیکن وہ ممبران جن پر فوجداری مقدمات ہیں، وہ یہاں نہیں آ سکتے۔

جناب سپیکر! میں اپنی ذاتی وضاحت چاہتا ہوں کہ ہم نے کب آپ سے یہ گزارش کی کہ ہمارے ان ممبران کو آپ رہا کر دیں۔ ہم نے کوئی گزارش نہیں کی۔ وہ تو ایک procedure کے تحت رہا ہوں گے۔ ہم نے تو صرف یہ گزارش کی کہ آپ کے اختیار میں ہے کہ آپ انھیں صرف ہاؤس میں لے کر آئیں اور پھر یہاں سے دوبارہ جیل میں واپس بھیج دیں۔ ایک گزارش تو میری یہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کی بات درست ہے۔ اس پر غور ہو رہا ہے۔ پہلے بھی سپیکر صاحب اس پر رولنگ دے گئے ہیں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب سپیکر! میری دوسری گزارش یہ ہے کہ جب گھر کو گھر کے چراغ سے آگ لگ جائے تو وہ معاملہ آپ کی فوری توجہ کا طلب گار ہے۔ ہمارے ایک بھائی جناب اسحاق بچہ صاحب کا وزیر بلدیات کی طرف سے استحقاق مجروح ہوا ہے اور وہ اگر بات کرنا چاہ رہے ہیں۔ آپ ایک ان کی بات نہیں سن رہے۔ دوسرا وزراء صاحبان وہاں جا کر انھیں pressurise کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ خاکوانی صاحب۔ جی نمبر 2۔ میاں عبدالستار۔ میاں معراجدین۔ جناب ارشد

عمران سلہری صاحب۔ آپ میں سے میاں عبدالستار پیش کریں گے؟

میاں عبدالستار، جی، میں پیش کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی میاں عبدالستار صاحب۔

میو ہسپتال کے Out Door Department کے باہر مریض کی ہلاکت

میاں عبدالستار، ہم یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ خبریں لاہور مورخہ 4.10.94 کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ میوہسپتال لاہور کے آؤٹ ڈور میں ایک مریض محمد رمضان اپنے میڈیکل چیک اپ کے لیے آیا جو شدید بیمار تھا مگر ڈاکٹروں نے اسے کہا کہ دوسرے روز آنا۔ وہ بے چارہ out door کے باہر پڑا رہا۔ آخر کار وہ دم توڑ گیا۔ میوہسپتال کے ڈاکٹروں کی بے پروائی کا یہ پہلا واقعہ نہیں ہے۔ اس سے پہلے بھی کئی واقعات رونما ہو چکے ہیں۔ ہسپتالوں میں مریض ڈاکٹروں کو مونس و غم خوار سمجھ کر آتے ہیں مگر یہ حضرات انسانی زندگیوں سے کھیل رہے ہیں۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی، اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ بالا واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی وزیر صحت صاحب۔

وزیرصحت (رانا اکرام ربانی)، جناب والا! اس ضمن میں گزارش ہے کہ محکمہ کی طرف سے اور انچارج پولیس چوکی جو میو ہسپتال سے وابستہ ہے کی رپورٹ کے مطابق حقیقت یہ ہے کہ جس بوڑھے شخص کی لاش out door کی ملحقہ دیوار کے ساتھ پائی گئی اس متوفی کا نام عبدالستار ولد شاہ محمد قوم راجپوت ساکن احمد نگر تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ ہے اس کے بیٹے کا نام عبدالخالق ہے جس نے اپنے والد کی لاش وہاں سے وصول کی تھی انچارج پولیس چوکی میو ہسپتال نے بتایا ہے کہ متوفی کی جیب سے Hospital out door کی کوئی پرچی برآمد نہیں ہوئی۔ علاوہ ازیں ہم نے اپنے طور پر ہسپتال کا جو ریکارڈ چیک کیا ہے اور محکمہ کی طرف سے جو مجھے اطلاع دی گئی ہے آؤٹ ڈور کا تمام ریکارڈ چیک کرنے کے بعد معلوم ہوا ہے کہ اس نام کا کوئی مریض اس دن ہسپتال میں نہیں آیا لہٰذا یہ سوال پیدا ہی نہیں ہوتا کہ اس کو یہ کہا گیا ہو کہ تم کل آنا یا پرسوں آنا۔

جناب والا! جس خبر کو یہ موضوع بنایا گیا ہے اس کے مطابق ایسے لگتا تھا جیسے یہ ساری

گفتگو ان کے سامنے ہوئی ہے لیکن ہمارے اپنے ریکارڈ کے مطابق اور پولیس کے اور out door کے ریکارڈ کے مطابق اور جو رپورٹ مجھے اپنے محکمہ سے ملی ہے ان حقائق کی بنیاد پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ خبر درست نہیں ہے اس لیے میری آپ سے گزارش ہے کہ اس تحریک التوانے کو out of order قرار دیا جائے۔

خواجہ ریاض محمود، جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ وزیر صحت نے جو جوابی کاروائی ڈالی ہے یہ حقائق کے بالکل منافی ہے۔ جناب سعید الہیٰ صاحب میڈیکل ایسو سی ایشن پنجاب کے چیئرمین ہیں انہوں نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ پنجاب حکومت کے وزراء اسمبلی کے برسر اقتدار ممبران اور برسر اقتدار پارٹی سے تعلق رکھنے والے دوسرے کارکن معمولی معمولی مرض پر کئی کئی دن ہسپتالوں کے V-V-I-P کمروں میں پڑے رہتے ہیں اور ہم عام آدمی کو میڈیکل سہولت دینے میں دشواری محسوس کر رہے ہیں۔ جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بھی اسی قسم کا واقعہ ہے میاں عبدالستار صاحب نے جو بات mention کی ہے یقینی طور پر وہ شخص علاج و معالجہ کے لیے ہسپتال آیا ہو گا لیکن اسمبلی کے کسی ممبر نے یا کسی وزیر صاحب کے رشتے دار نے وہاں پر کمروں کو book کیا ہو گا اور وہ ہسپتال کے دروازے پر بے چارہ تڑپ تڑپ کر مر گیا ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔

خواجہ ریاض محمود، جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ آپ کے لیے جناب سپیکر شکریہ کی بات نہیں سینکڑوں ہزاروں بے سہارا لوگ ہسپتالوں کے دروازوں پر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر رہے ہیں نہ ان کو دوائیاں مل رہی ہیں نہ ان کو وارڈوں میں کوئی بستر مل رہا ہے جو اپنا علاج معالجہ کرا سکیں اس لیے جناب سپیکر صاحب میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر صحت کی خدمت میں گزارش کروں گا اگرچہ انہوں نے اس سلسلے میں کافی کام کیا ہے لیکن خصوصی طور پر اس point of view سے بھی ہسپتالوں کی حالت زار کا معائنہ کریں سدباب کریں تاکہ میو ہسپتال اور سروسز ہسپتال یا گنگا رام ہسپتال میں جو سینکڑوں بستر ہیں وہاں پر غریب آدمی کو بھی بغیر کسی سفارش کے داخلہ مل سکے اور اسے وہاں مرنا نہ پڑے اور علاج کے لیے ڈاکٹر میسر آ جائے اور دوائی میسر آ جائے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب۔ آپ ایک منٹ تشریف تو رکھیں۔

میں تمام فاضل اراکین کی خدمت میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اس اسمبلی کو ایک سال کا عرصہ ہو گیا ہے تحریک استحقاق پر short statement کی اجازت ہوتی ہے۔ تحریک التوائے کار پڑھی جاتی ہے پھر وزیر موصوف اس کا جواب دیتے ہیں کسی ممبر کو یہ right نہیں کہ کھڑا ہو جائے اور اس پر تقریر شروع کر دے آپ مجھ سے زیادہ تجربہ رکھتے ہیں فاضل اراکین ہیں تو اس طرح سے یہ ہاؤس اچھی طرح سے کام نہیں کر سکتا اگر کوئی اور پرانا پارلیمنٹرین بیٹھا ہو تو وہ اس سے کیا اخذ کرے گا کہ یہ کیا کاروائی ہو رہی ہے خواجہ صاحب بزرگ ہیں قابل احترام ہیں ان کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ Rules and Procedure کو follow کریں اگر آپ اس کو follow کریں گے تو میرا ایمان ہے یہ اسمبلی ٹھیک چلے گی۔ جناب وصی صاحب point of order پر ہیں۔

خواجہ ریاض محمود، جناب والا! آپ کے وزراء صاحبان اور دوسرے فاضل ممبران پندرہ پندرہ منٹ تک کھڑے رہتے ہیں اور بولتے رہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ میں نے تو کسی کو اجازت نہیں دی۔ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! ویسے تو میرا پوائنٹ آف آرڈر بھی جناب نے فرما دیا ہے اور وہ یہی ہے کہ کیا یہ مسئلہ debate کے لیے open ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے اس کی وضاحت کر دی ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! جب یہ debate کے لیے open نہیں ہوا تو اس پر یہ debate کیسی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں اس پر debate نہیں ہو سکتی۔

چودھری محمد وصی ظفر، اس پر debate ہونے کے لیے ایک پروسیجر ہے۔ تو جناب میرا یہی پوائنٹ آف آرڈر تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی محرک۔ میاں عبدالستار صاحب۔ اس بارے میں مطمئن ہیں۔

میاں عبدالستار، نہیں جناب والا! میں مطمئن نہیں ہوں۔ جہاں تک رانا صاحب کی کاوشوں کا تعلق ہے اس سے مجھے قطعاً کوئی انکار نہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ شخص پرچی بنوانے کے لیے Out Door Ward میں گیا تھا مگر اسے پرچی ملی ہی نہیں لہٰذا وہ پرچی اس کی جیب نکلتی کیسے۔ جناب

حقیقت یہ ہے کہ بڑے بڑے ڈاکٹر اور پروفیسر صاحبان روزانہ ہزاروں روپیہ کما کر جاتے ہیں اور غریب آدمی بغیر علاج کے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاتے ہیں جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جو ہسپتالوں کا معاملہ ہے یہ اتنی غم گیر صورت اختیار کر گیا ہے اور اگر اس پر توجہ نہ دی گئی تو میں یہ سمجھوں گا کہ یہ ملک جو غریب آدمیوں نے بنایا تھا اور جو غریبوں کے لیے بنا تھا اور ان کی خوش حالی کے لیے بنا تھا کل کو یہ غریب آدمی یہ کہتے پھریں گے کہ یہاں پر تو صرف امیروں کی شنوائی ہوتی ہے۔ تو جناب والا! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اس پر دوبارہ انکوائری کی جانی چاہیے اور انکوائری کے بعد جو ڈاکٹرز واقعی قصور وار ہیں ان کے خلاف کاروائی کی جانی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی رانا صاحب۔ میاں عبدالستار صاحب کہتے ہیں کہ اس بارے میں انکوائری ہونی چاہیے۔

وزیر صحت، جناب والا! میں اس بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں اور میں پہلے اس کی technicality پر بات کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جس خبر کو انہوں نے تحریک التوائے کار کا موضوع بنایا ہے ان کی جیب سے یہ پرچی نکلی تھی جس پر ڈاکٹر نے لکھا ہے کہ آپ پیر کے روز معائنے کے لیے آئیں۔ لیکن انہوں نے اپنی short statement میں فرمایا ہے کہ اس کی بات ہی نہیں سنی گئی اور اس کو پرچی دی ہی نہیں گئی تو اس کی جیب سے پرچی نکلتی کیسے؟

خواجہ صاحب کی بات کا میں جواب دینا چاہتا تھا وہ آپ نے بڑی وضاحت سے دے دیا ہے۔ لیکن جناب سپیکر میں ان کی اس observation سے ---------- (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز .I call the House to order قابل احترام وزیر جواب دے رہے ہیں۔

وزیر صحت، جناب والا! میرے فاضل دوستوں کی طرف سے مختلف واقعات کے حوالے سے جو observations دی گئی ہیں مجھے یہ بات کہنے میں کوئی احساس کمتری نہیں یقیناً ہمیں اس سلسلے میں بہت کچھ کرنے کی ابھی ضرورت ہے ڈاکٹرز کی working condition کو improve کرنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ اپنے فرائض ان توقعات کے مطابق ادا کر سکیں جو توقعات حکومت یا عوام ان سے رکھتے ہیں۔ میں اس ایوان میں یہ یقین دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہر وہ فیصلہ کیا جائے گا اور ہر وہ قدم اٹھایا جائے گا جس سے جب بھی عام آدمی ہسپتال میں جائے تو ڈاکٹر کے رویے سے اس کو کوئی شکایت نہ ہو اور اس سلسلے میں ہماری جو ذمہ داری ہے وہ ہم پوری کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں

گے اور میں ان کی تسلی کے لیے مزید عرض کرتا ہوں کہ ہم ایک دفعہ پھر اس ساری exercise کو دوبارہ repeat کریں گے کہ اگر کسی جگہ پر کوئی کوتاہی ہوئی ہے تو آئندہ وہ نہ دہرائی جائے۔ شکریہ جناب والا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں یہ کافی ہے۔

میاں عبدالستار، ٹھیک ہے جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلی تحریک التوائے کار نمبر 8 ہے۔ یہ سردار امجد حمید خان دستی اور رانا نورالحسن صاحبان کی طرف سے ہے۔ جی دستی صاحب۔ آپ پیش کریں گے

لیہ کی نواحی بستیوں کو مسمار کرنا

سردار امجد حمید خان دستی، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ مشرق لاہور مورخہ 94-10-11 کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ گزشتہ روز لیہ کی مقامی انتظامیہ نے پولیس کی بھاری نفری کے ہمراہ لیہ کی نواحی آبادیاں محلہ قادر آباد، محلہ منظور آباد، بستی دھولاں اور چاہ مہتراں پر شب خون مار کر بلڈوزروں اور کدال برداروں کی مدد سے سینکڑوں مکانات گرا کر ہزاروں افراد کو بے گھر کر دیا۔ خواتین اور بچوں کی چیخوں سے ہر درد دل رکھنے والا فرد لرز گیا۔ یہ لوگ قیام پاکستان سے ہی سڑکوں سے کافی دور اپنے لیے کچے مکانات بنا کر بچوں کا سر چھپائے ہوئے تھے اب وہ بے سہارا کھلے آسمان کے نیچے پڑے ہیں۔ ان میں زیادہ تر بوڑھے بیمار اور چھوٹے چھوٹے معصوم بچے ہیں۔ روٹی کپڑا مکان مہیا کرنے کی دعوے دار حکومت کے اس کارنامے سے ہر شخص سراپا احتجاج بن کر رہ گیا ہے۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب والا! میں اس سلسلہ میں تھوڑی سی اور گزارش کرتا ہوں۔ کہ عجیب بات یہ ہے کہ---

جناب ڈپٹی سپیکر، دستی صاحب! میری بات سنیں۔

سردار امجد حمید خان دستی، فرمائیے! کیا حکم ہے۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے پر-----

جناب ڈپٹی سپیکر، حکم تو نہیں۔ میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ آپ نے اپنی

تحریک التوائے کار پڑھ لی ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی، تحریک التوائے کار میں نے پڑھ لی ہے۔ اس کی وضاحت بھی کرنی چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وضاحت کی کوئی provision نہیں۔ وہ provision تحریک استحقاق میں ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی، کیوں نہیں کر سکتا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، تحریک التوائے کار کا چیپٹر نکال لیں۔ میں بتا سکتا ہوں ' اس کی کوئی provision نہیں ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی، اتنا اہم واقعہ ہے۔ آپ کو بات سننی پڑے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں رول کے خلاف نہیں جاؤں گا۔ پہلے وزیر قانون بتائیں گے اور اس کے بعد آپ کی باری آئے گی۔ جناب وزیر قانون!

وزیر قانون، جناب سپیکر! معزز رکن اسمبلی نے جو تحریک التوائے کار پیش کی ہے۔ ایک تو اس لیے قابل پذیرائی نہیں کہ ایک تو یہ فوری نوعیت کی نہیں۔ پھر جناب سپیکر' 24 ستمبر کے حوالے سے انہوں نے ذکر کیا ہے کہ 24 ستمبر کو محکمہ انہار نے یہاں پر اپریشن کلین اپ کیا۔ جناب سپیکر ' تب یہ اسمبلی in session تھی۔ اس وقت یہ تحریک التوائے کار دے سکتے تھے۔ لیکن انہوں نے نہیں دی۔ اور جناب سپیکر' اگر کوئی شخص حکومت کی اراضی پر ناجائز تجاوزات قائم کر لیتا ہے تو اس کا محض یہ تجاوزات کا قیام اسے یہ استحقاق نہیں دیتا کہ وہ اس اراضی پر کلی طور پر ' مکمل طور پر اور مستقل طور پر قبضہ کر لے۔ اور یہ اراضی جس کے اوپر آبادیوں کے مکانات کے گرانے کی بات کی گئی ہے۔ جناب سپیکر' اگر کوئی مکان گرا اور اس سے جس کسی کے سر کی چھت ختم ہوئی۔ اس سے ہمیں ہمدردی ہے۔ لیکن میں اس واقعے کے بارے میں تفصیل بتانا چاہتا ہوں کہ یہ اراضی محکمہ انہار کی ہے۔ اور 15 اگست 1994ء کو باقاعدہ طور پر محکمہ انہار کی طرف سے ان آبادیوں کے مکینوں کو نوٹس جاری کیے گئے تھے۔ اور انہیں یہ گزارش کی گئی تھی کہ وہ ناجائز تجاوزات ہٹا لیں اور اپنا سامان ان میں سے نکال لیں۔ پھر مسجدوں کے اندر لاؤڈ سپیکروں کے ذریعے اعلانات کیے گئے۔ پھر باقاعدہ طور پر اس علاقہ میں منادی بھی کرائی گئی کہ یہ حکومت کی اراضی ہے۔ محکمہ نہر کی اراضی ہے۔ اور جس کسی نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے اور ناجائز استعمال کر رہا ہے۔ وہ اس اراضی کو خالی کر دے۔ لیکن جناب سپیکر ' ان ناجائز تجاوز کنندگان

نے قطعی طور پر کسی نوٹس کی کوئی پرواہ نہ کی۔ جس کے نتیجہ میں اصل آپریشن کا عرصہ بھی گزرنے کے بعد خاصی زیادہ مہلت دینے کے بعد جناب سپیکر' 24 ستمبر کو محکمہ انہار نے اپنے land plan کے مطابق ان ناجائز تجاوزات کا خاتمہ کیا۔ اور اس کے لیے مقامی انتظامیہ اور پولیس نے محکمہ انہار سے حکومت پنجاب کی عین ہدایات کے مطابق عمل کیا۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر' سر میں معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ اگر ایوان میں کوئی ایسے الفاظ کہہ دیے جائیں تو ان کو تو expunge کر دیا جاتا ہے اور جن کے بارے میں آپ نہیں چاہتے کہ ان کا اخبارات میں ذکر آئے۔ جب ان کی تصویر لے لی جائے تو پھر کیا آپ اس کی تصویر کا کیمرہ سے رول نکالیں گے۔ یہ فوٹو گرافر لوٹوں کی تصویریں لے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں تو خود اس کا serious notice لے رہا ہوں۔ اگر ایوان میں کوئی رکھا ہوا ہو--- تو اس کو نیچے رکھیں۔ (قطع کلامیاں) یہ کتابیں بھی نیچے رکھ دیں۔ آپ کتنے محترم ہیں۔ میرے پاس الفاظ نہیں۔ میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کروں کہ یہ اچھی بات نہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! یہ اعلیٰ اخلاقی اقدار اور اعلیٰ ظرف کی نشان دہی ہے جو کی گئی ہے۔ جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ مذکورہ آپریشن کے ذریعے کسی شخص کا ملکیتی مکان نہیں گرایا گیا۔ کسی شخص کو اس کے ذاتی گھر سے بے گھر نہیں کیا گیا۔ یہ اراضی محکمہ نہر کی تھی اور ناجائز تجاوز کنندگان کے حوالے سے یہ کارروائی ہوئی۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تجاوزات گرا کر محکمے نے اپنی حکومتی اور سرکاری ذمہ داریاں ادا کی ہیں۔ اس لیے کوئی ایسی خلاف واقعہ بات نہیں ہوئی جس کی وجہ سے یہ تحریک التوائے کار منظور کی جائے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک التوائے کار قابل پذیرائی نہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، (قطع کلامیاں) دستی صاحب' تشریف رکھیں اور میری گزارش سنیں۔ آپ تشریف تو رکھیں۔ شاید میں اس کو admit کر رہا ہوں۔ آپ میری بات سنیں کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں۔ میں خاص طور پر قائد حزب اختلاف کی خدمت میں اور تابش الوری صاحب اور ایس اے حمید صاحب کی خدمت میں ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ خاص طور پر شاہ صاحب بھی بیٹھے ہیں۔ آپ نے یہ اجلاس requisition کیا ہے۔ آپ کے یہ دن ہیں۔ آپ نے لاء اینڈ آرڈر اور مہنگائی پر بات کرنی ہے۔ تحریک التوائے کار کا اصل میں مقصد یہ ہوتا ہے کہ حکومت کے نوٹس میں بات لائی جائے اور اس کا رزلٹ کیا

نکلتا ہے۔ رزلٹ یہ نکلتا ہے کہ اگر میں ایڈمٹ بھی کروں اور آپ کو کہوں گا کہ سیٹوں پر کھڑے ہو جائیں۔ آپ بندے پورے ہیں۔ آپ کھڑے ہو جائیں گے۔ میں ایڈمٹ کر لوں گا۔ اور اس کا کیا ہو گا۔ سیشن کے دوران دو گھنٹے آپ اس پر بحث کریں گے۔ اور بحث کا نتیجہ کیا نکلے گا کچھ بھی نہیں۔ کوئی اس پر فیصلہ نہیں ہونا۔ آپ نے صرف اس پر دو گھنٹے بحث ہی کرنی ہے۔ اب اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس تحریک التوائے کار پر بحث کی جائے۔ کیونکہ آپ کے بہت اہم مسئلے ہیں۔ لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ جو کہ آپ نے اس کے ایجنڈے پہ رکھا ہے۔ تو میرے خیال میں یہ مسئلہ lime light ہو گیا' اخبارات میں آ گیا۔ گورنمنٹ کے نوٹس میں آ گیا۔ تو میرے خیال میں پھر اس کو پریس نہیں کرنا چاہیے۔ میں نے آپ سے یہ گزارش اس لیے کی ہے کہ یہ وقت آپ کا ہے' ایجنڈا آپ کا ہے۔ جی سردار امجد حمید دستی صاحب اب آپ فرمائیں۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب سپیکر! میں صرف ایک گزارش کرتا ہوں :۔

مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن !!
خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک

تو یہ مکان کب بنیں گے ' کب ان کے سروں پر چھتریاں آئیں گی ؟ اس بارے میں یہ کب سوچیں گے اور کب فیصلہ کریں گے ؟ یہ ایسا مسئلہ ہے جو ان کی فوری توجہ کا متقاضی ہے یہ ایسا مسئلہ نہیں کہ یہ سوچتے رہیں اور فیصلے کرتے رہیں ۔ آپ جیسے منصف مزاج سپیکر سے یہ توقع ہے کہ آپ ساری بات سنیں گے۔ اور آپ غیر جانبدار ہو کر سنیں گے۔ آپ جیسے غیر جانبدار تو اس دنیا میں کبھی کبھی آتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ! میں گذارش کرتا ہوں کہ یہ کتنی عجیب بات ہے کہ یہاں مہر فضل حسین سومرا صاحب بیٹھے ہوئے ہیں جو کہ لیہ کے ایم پی اے ہیں ان کے بھائی محترم مہر منظور حسین سابق ایم این اے جو کہ ابھی تک زندہ ہیں بقید حیات ہیں انہوں نے پیسے لے کر یہ زمین غریب لوگوں کو دی اور یہلوگ اس زمین پر آباد ہوئے جبکہ انہی کے بھائی اب ان کو برباد کرنے کے لیے تلے ہوئے ہیں۔ ویسے تو پیپلز پارٹی کا یہ کہنا ہے' بار بار روز اعلان کرتے ہیں کہ ہم غریبوں کے حامی ہیں۔ ہم غریبوں کو پلاٹ دیں گے' ہم غریبوں کو مکان بنوا کر دیں گے اور یہ کیسی پارٹی ہے کہ کہتے کچھ ہیں کرتے کچھ ہیں۔ مکان تو تب بنوا کر دیں گے جب کوئی وقت آئے گا اور غالباً کوئی ایسا وقت نہیں آئے گا لیکن

ارے بھائی جو مکان بنے ہوئے ہیں خدا کے لیے ان کو تو نہ گراؤ۔ اگر گرا دیئے ہیں تو کم از کم اتنا احساس کرو نرسیما راؤ کی طرح زبانی کہہ دو کہ ہم بابری مسجد بنائیں گے۔ یہ کون سا تمہارا مندر ہم نے گرا کر ان غریبوں کو بسایا تھا کہ تم کہتے ہو کہ یہاں ہمارا مندر ہے۔ یہاں غریبوں کی بستیاں نہیں ہوں گی یہ کیا بات ہوئی۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

یہ مسئلہ فوری توجہ کا مستحق ہے لہذا مہربانی فرما کر اس پر فوری توجہ دی جائے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں لیہ کی انتظامیہ کا اتنا زیادہ قصور نہیں ہے۔ قصور آپ کی حکومت کا ہے۔ آپ نے ان کو غلط احکامات صادر فرمائے ہیں جس کے تحت یہ ظلم ہو رہا ہے۔ آپ اس ظلم کا تدارک کریں اور جناب وزیر صاحب ہمارے ساتھ اس فلور پر یہ وعدہ کریں کہ ان کو متبادل جگہ دیں گے یا انہیں وہیں رہنے کی اجازت دیں گے۔

جناب سپیکر: جو بات سردار امجد حمید دستی صاحب نے کی ہے میں اس کی طرف ارباب حکومت کی توجہ دلانا چاہتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ اس معاملے میں انصاف کے تقاضوں کو پورا کیا جائے گا اور خصوصی توجہ دی جائے گی۔

وزیر قانون: ضرور جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے اور ہم ایجنڈے کے مطابق امن و عامہ پر بحث کا آغاز کرتے ہیں۔

-------میاں افضل حیات صاحب میرے خیال میں آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

میاں محمد افضل حیات: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

تجارتی حسابات اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 86-1985ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 جون 1995ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

تجارتی حسابات اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 86-1985ء کے

بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 جون 1995ء تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

میاں محمد افضل حیات، جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

تجارتی حسابات اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 87-1986ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 جون 1995ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر، تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ،

تجارتی حسابات اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 87-1986ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 جون 1995ء تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

میاں محمد افضل حیات، جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

مالیاتی حسابات مد بندی اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 87-1986ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 جون 1995ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر، تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ،

مالیاتی حسابات مد بندی اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 87-1986ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 جون 1995ء تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

میاں محمد افضل حیات، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

مالیاتی حسابات مد بندی اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 89-1988ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں

مورخہ 30 جون 1995ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر، تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ،

مالیاتی حسابات مد بندی اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 1988-89ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 جون 1995ء تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

میاں محمد افضل حیات، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

مالیاتی حسابات مد بندی اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 1989-90ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 جون 1995ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر، تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ،

مالیاتی حسابات مد بندی اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 1989-90ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 جون 1995ء تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

میاں محمد افضل حیات، میں مالیاتی حسابات مد بندی اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 1984-85ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش کر دی گئی)

امن عامہ کی صورت حال پر بحث

جناب سپیکر، اب میں چودھری پرویز الٰہی (قائد حزب اختلاف) کو دعوت خطاب دیتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چودھری پرویز الٰہی (قائد حزب اختلاف)، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا تہہ دل

سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے آج مجھے ایسے موضوع پر خطاب کرنے کے لیے دعوت دی ہے جو کہ نہایت ہی اہم ہے یعنی نہتے، محب وطن پاکستانیوں پر ریاستی جبر اور پولیس تشدد پر بات کرنے کا موقع دیا ہے۔ لیکن میں اس موضوع پر آنے سے پہلے جناب کی وساطت سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے آپ کو ابھی تحریری طور پر یہ درخواست بھی لکھ کر پیش کر رہا ہوں کہ وزیر اعلیٰ نے صبح جو اس بات کا چیلنج دیا تھا کہ مناظرہ کر لیا جائے تو میں اپنی پارٹی کی طرف سے اور اپنی طرف سے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور چیلنج قبول کرتے ہوئے یہ بات میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ ایک ہفتے کے اندر اندر live ٹیلی ویژن پر مناظرے کا انتظام کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! میں کہہ رہا تھا کہ ایک ہفتے کے اندر اندر live ٹیلی ویژن پر مناظرے کا انتظام کیا جائے جہاں پر میں اور میاں منظور وٹو اور پندرہ پندرہ آدمی یعنی پندرہ آدمی ہماری طرف سے اور پندرہ آدمی ان کی طرف سے لے جائیں جو سوالات کر سکیں۔ اور یہ مناظرہ live telecast ہو۔ جناب والا! اس پروگرام کو ایک ہفتے کے اندر اندر رکھا جائے۔ ہم اس کے لیے تیار ہیں۔ اور اس کا موضوع یہ ہو کہ "لوٹا کون"۔

جناب غلام عباس (مشیر برائے وزیر اعلیٰ)، جناب سپیکر! ہمیں یہ چیلنج خوش دلی سے قبول ہے۔ آپ تاریخ کا اعلان فرما دیں۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر! میں اپنے محترم بھائی غلام عباس صاحب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مجھے ان سے یہی امید تھی۔ اور مجھے پوری امید ہے کہ غلام عباس صاحب انشاء اللہ وٹو صاحب کو اب بھاگنے نہیں دیں گے۔ جناب والا! اس کے بعد اب میں اس معزز ایوان کے بارے میں چند ایک گزارشات کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کی ایک اپنی تاریخ ہے اور اس تاریخ کے حوالے سے جب ہم ذکر کرتے ہیں تو آج کے حوالے سے بات کی جائے تو ایک بات واضح ہو جاتی ہے جس کا ذکر میں نے پہلے بھی کیا ہے کہ یہ پارلیمانی تاریخ کا سیاہ ترین دور ہے اس حوالے سے کہ سب سے زیادہ اراکین اسمبلی کو پابند سلاسل کیا گیا (شیم شیم)۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ پورے کے پورے ایوان کو ہی پولیس کے حوالے کر دیا جائے۔ پھر جب آئی جی پریس والوں سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہمیں کیا سپیکر سے پوچھا جائے جنھوں نے ہمیں بلایا ہے۔ جناب والا! یہ ایک نہایت ہی افسوس کا مقام ہے کہ جب وزیر اعلیٰ یہاں آئیں تو تمام لائیز کمانڈوز اور پولیس سے بھر جائیں اور جب وزیر اعلیٰ یہاں چہرہ

دکھانے کے بعد واپس چلے جائیں تو ان کے ساتھ پوری کمانڈوز اور پوری پولیس واپس چلی جائے۔ جناب والا! انھوں نے یہ وتیرہ بنا رکھا ہے کوئی بھی ایسا function نہیں جو پولیس کی سکاڈ اور اتنی نفری کے بغیر کریں۔ جناب والا! یہ کوئی بھی function پولیس سکاڈ کے بغیر attend نہیں کر سکتے سٹیڈیم ہو یا کوئی اور جگہ ہو ۔ تو کم از کم اس ہاؤس کو اس مقدس ایوان کو جس کے بارے میں خود بھی بات کر کے گئے ہیں۔ لیکن جناب والا' دکھ یہ ہوتا ہے کہ بات کچھ اور کرتے ہیں اور عمل کچھ اور کرتے ہیں۔ میں تو بڑے افسوس کے ساتھ کہوں گا کہ اگر کسی نے منافقت سیکھنی ہو تو موصوف سے سیکھے۔ اب میں تحریک نجات کے بارے میں کہوں گا کہ ہم نے تحریک نجات کیوں شروع کی ہے۔ ہم اس نتیجے پر کیوں پہنچے کہ تحریک نجات شروع کی جائے۔ جناب والا' یہ نہایت ہی اہم مسئلہ ہے کہ آخر کون سے ایسے عوامل تھے جن کی وجہ سے ہم نے یہ قدم اٹھایا اور فیصلہ کیا کہ پر امن تحریک نجات شروع کی جائے۔ در اصل میں اس حوالے سے تھوڑا سا تاریخی پس منظر بیان کرنا چاہتا ہوں چونکہ جب انتخابات ہوئے تو ہمارے قائد میاں نواز شریف صاحب نے باوجود اس کے کہ انتخابی نتائج میں زیادتیاں ہوئیں انھوں نے جمہوری نظام چلانے کے لیے ہاؤس کے اندر تعاون کی پیش کش کی لیکن ابھی اس پیش کش کی اس اعلان کی گونج بھی ختم نہیں ہوئی تھی محترمہ نے جہاز پکڑا اور ضمیر کی منڈیاں لگانے پشاور میں پہنچ گئیں۔ لیکن اس کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسے این پی کے allience کے ساتھ ہماری حکومت بنی۔ اس کے باوجود حکومت بنانے سے پہلے محترمہ نے on the floor of the House ایک بیان دیا کہ جس پارٹی کو جس ہاؤس میں اکثریت ملے اسے حکومت بنانے کا حق ملنا چاہیے۔ حالانکہ صرف چند ووٹوں کی اکثریت تھی لیکن انھوں نے حکومت بنائی تو ہمارے قائد نے کہا کہ جمہوریت کی خاطر ہم تعاون کرتے ہیں لیکن ان کو چاہیے تو یہ تھا کہ سرحد اسمبلی میں دخل اندازی نہ کرتیں لیکن وہاں پر ہارس ٹریڈنگ کی بد ترین مثالیں قائم کر دی گئیں۔ اس کے باوجود ہم حکومت بنانے کے قابل ہو گئے ان کو یہ برداشت نہیں ہوا کہ کسی صوبے میں کوئی ان کی مخالف حکومت بھی ہو۔ کوئی ایسی حکومت بھی ہو جو ان کے نقائص سامنے لا سکے۔ انھوں نے اسے ختم کرنے کے لیے تمام غیر جمہوری غیر آئینی ہتھکنڈے استعمال کیے اور صدر تک کو استعمال کیا ۔ جناب والا ' پارلیمانی تاریخ میں ایسا کبھی نہیں ہوا کہ سپیکر اسمبلی کو معطل کر دیا جائے۔ انھوں نے سپیکر کو معطل کر دیا۔ ہم نے یہ تو سنا تھا کہ سرکاری ملازمین معطل ہوا کرتے ہیں 18 گریڈ کے افسر معطل ہوا کرتے ہیں۔ لیکن ہم نے سپیکر کو معطل ہوتے کبھی نہیں دیکھا تھا ـــــ

وزیر بلدیات (سید ناظم حسین شاہ)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، بہتر ہوتا کہ قائد حزب اختلاف کی تقریر میں دخل نہ دیا جاتا۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! میں اس سے concede کرتا ہوں مگر بات اتنی ہے کہ پنجاب اسمبلی کی بات کریں ہم یہاں پر سرحد اسمبلی کی بات نہیں کر سکتے۔

چودھری پرویز الٰہی، آپ ذرا توجہ سے بات سنیں جب تقریر ختم ہو گی اور اگر کوئی پوائنٹ رہ جائے تو پھر مجھ سے پوچھ لینا۔ انشاء اللہ اس میں ساری چیزیں cover ہوں گی۔ جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ سپیکر کو معطل کر دیا گیا۔ اس کی معطلی کے بعد سپیکروں پر بھی ایک عجیب قسم کی دہشت پھیل گئی وہ بھی اگر ہمت کریں تو شاید کوئی فیصلہ آزادی سے کرنے کے قابل ہوں۔ جناب والا! اسی اصول کو سامنے رکھتے ہوئے کہ پنجاب میں کونسی بڑی پارٹی ہے the single largest majority party میاں نواز شریف مسلم لیگ گروپ ہے اور وہ ہمارا گروپ تھا (نعرہ ہائے تحسین) اور اسی اصول کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں یہ حق ملنا چاہیے تھا کہ یہاں ہماری حکومت بنتی لیکن ہوا کیا؟ وہی بدلے کی سیاست وہی ہٹ دھرمی وہی غیر جمہوری ہتھکنڈے اور حکومت اٹھارہ کے ایک ایسے ٹولے کے حوالے کر دی گئی جس کو پنجاب کے عوام نے صرف دس فی صد ووٹ دیے۔ اب آپ خود ہی فیصلہ کیجیے کہ پنجاب کے نوے فی صد عوام نے ان کو ووٹ ہی نہیں دیے۔ **********

********** ******* (قطع کلامیاں)

وزیر اطلاعات (مہر سعید احمد ظفر)، جناب والا! ابھی قائد ایوان نے ان کی بچگانہ حرکتوں سے ان کو سمجھانے کی کوشش کی لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ابھی چند گھنٹے ہی گزرے ہیں انھوں نے قائد ایوان کے مناظرے کا چیلنج قبول نہیں کیا۔ اب انھیں ٹیلی فون کال موصول ہوئی ہے اور ہدایات لے کے مناظرے کا چیلنج قبول کیا ہے۔ قائد حزب اختلاف کو قائد ایوان کے بارے میں ایسے الفاظ استعمال نہیں کرنے چاہیں۔ ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں I call the House to order میں وہ تمام الفاظ جو قائد حزب اختلاف نے قائد ایوان کے سلسلے میں غیر پارلیمانی استعمال کیے ہیں انھیں کارروائی سے حذف کرتا ہوں اور میں ان سے التماس کروں گا کہ وہ قائد حزب اختلاف ہیں اور جن کے بارے میں وہ گفتگو فرما رہے

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

ہیں وہ قائد ایوان ہیں قائد ایوان کے بارے میں اور قائد حزب اختلاف کے بارے میں ایوان کی روایات یہی رہی ہیں کہ ان کی عزت اور احترام کو ملحوظ رکھا جاتا ہے اور یہی مناسب ہے اگر محترم قائد حزب اختلاف جس انداز کی زبان استعمال کریں گے تو پھر اس انداز کا رد عمل بھی ہو گا۔ اس لیے بہتر ہے کہ آپ مہربانی سے ایسے لہجے میں گفتگو کریں جو آپ کے شایان شان اور اس ایوان کی روایات کے مطابق ہو۔ جناب آگے بڑھیے۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! جو چیزیں وہ خود قبول کرنے کے لیے تیار ہیں اس موضوع پر وہ بات کرنا چاہتے ہیں اور وہ تسلیم بھی کرتے ہیں.....

جناب سپیکر، وہ فیاض ہیں ہم اتنے فیاض نہیں۔

چودھری پرویز الٰہی، بہرحال جناب والا! جونیجو لیگ کے وزراء کی کارروائی بھی پوری ہو چکی ہے اور انہوں نے اچھی کارروائی ڈال لی ہے۔

وزیر تعلیم، جناب والا! میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جونیجو لیگ نہیں بلکہ پاکستان مسلم لیگ ہے اور اصلی پاکستان مسلم لیگ ہے۔

جناب سپیکر، میں نے وزیر تعلیم کو اس لیے موقع دیا ہے کہ وہ کبھی کبھی بات کرتے ہیں اس لیے ان کی بات کو بھی سن لیا جائے۔

وزیر تعلیم، جناب والا! میں یہ وضاحت کرنا چاہتا تھا کہ محترم قائد حزب اختلاف نے یہ فرمایا ہے کہ جونیجو لیگ کے وزراء، تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس جماعت کا نام پاکستان مسلم لیگ ہے جو قائداعظم اور محمد خان جونیجو کی جماعت ہے۔ میں صرف نام کی وضاحت کرنا چاہتا تھا۔

وزیر زراعت (جناب طارق بشیر چیمہ)، جناب سپیکر! اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ جونیجو لیگ کے وزراء کی کارروائی پڑ گئی، یا ہمارا کوئی بھی ساتھی بات کرنا چاہے تو ان کے بقول وہ کارروائی ڈالنا چاہتا ہے۔ قائد حزب اختلاف میرے بھائی ہیں اور میرے لیے یہ بڑے محترم ہیں یہ جتنی بھی کارروائی ڈال لیں ان کو انہوں نے کبھی پنجاب کا کوئی عہدہ نہیں دینا اور یہ طے شدہ بات ہے۔ (قہقہے) لیکن یہ جو کاروائی ڈال رہے ہیں یہ اس بات کا یقین رکھیں کہ جب تک میاں نواز شریف کے پاس قیادت ہے ان کو پنجاب سے کچھ نہیں ملنا۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرے محترم دوست نے جو بات فرمائی ہے کہ پچھلے آٹھ نو مہینے سے ہمارے قائم مقام قائد حزب اختلاف جو کچھ کر رہے ہیں اس کے لیے انہیں کچھ نہیں ملے گا۔ میں یہ عرض کردوں کہ ہمارا تعلق قائداعظم کی مسلم لیگ سے ہے ہم کبھی کچھ پانے کے لیے جدوجہد نہیں کرتے ہم تو ان ایوانوں کو گندگی سے پاک کرنے کے لیے تحریک چلایا کرتے ہیں اور وہی تحریک ہم چلا رہے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ سید ناظم حسین شاہ۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ایوان کی کچھ روایات ہوتی ہیں جن کی طرف آپ نے اشارہ بھی کیا ہے کہ قائد حزب اختلاف کا بڑا مقام ہوتا ہے وہ اس مقام کا خیال رکھیں۔ باربار ایک لفظ کی وہ رٹ لگا رہے ہیں بچے سقے کی بھی بات کرتے ہیں حالانکہ بچہ سقہ وہ شخص ہے جس نے ایک ڈوبتے ہوئے بادشاہ کو بچایا جب کہ اس کے سپاہی اس کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور اس برصغیر کی تاریخ اکبر بادشاہ نے بھی لکھی اور ہمایوں بادشاہ نے بھی لکھی۔ بچے سقے نے ہمایوں بادشاہ کو بچایا تھا اور سابقہ دور میں بھی یہی حالات تھے کہ جب اسمبلی میں یا ملک میں بحران اس حد تک بڑھ گیا تھا میاں منظور احمد وٹو نے ان حالات کو سنبھالا ملک کو بچایا اور ان حالات میں جو لوگ انہیں چھوڑ کر چلے گئے تھے ان کی فہم وفراست کی ہم کیا داد دیں کہ آٹھ سال تک وہ ان کے ساتھ رہے اور ان کو کوئی برائی نظر نہیں آئی۔ جناب والا! کسی کا ذہین ہونا کوئی جرم نہیں۔ کسی غریب آدمی کا امیر ہو جانا کوئی جرم نہیں۔ آٹھ سال تک یہ اسی شخص کی تعریف کرتے رہے آپ نے انہیں کرسی پر بھی بٹھائے رکھا ان کو قائد ایوان بھی بنایا آٹھ سال بعد آج ان کو سمجھ آئی ہے لہٰذا یہ ان کو چھوڑ کر گئے ہیں انہوں نے انہیں نہیں چھوڑا۔ ہم تو انہیں آج بھی خوش آمدید کہتے ہیں یہ دوبارہ واپس آ جائیں اور یہ لوٹے بننے سے بچ جائیں گے۔

خواجہ ریاض محمود، جناب چیمہ صاحب نے قائد حزب اختلاف کے بارے میں کہا ہے کہ وہ اقتدار کی کوئی سیڑھی نہیں چڑھ سکتے۔ میں تاریخ کو درست کرنے کے لیے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ آج پوری اپوزیشن جناب پرویز الٰہی کو اپنا قائد تسلیم کرتی ہے اور آئندہ کے لیے پنجاب کی سطح پر جو تبدیلی رونما ہوگی اور پرویز الٰہی سیڑھیاں چڑھ کر اقتدار کی بلندیوں تک پہنچ جائیں گے۔ (قہقہے)۔ پرویز الٰہی کا خاندان وہ خاندان ہے جنہوں نے پاکستان کے لیے خون دیا ہے اور پاکستان کو خون دے کر ایک نئی تاریخ

مرتب کی ہے ایسی ویسی بات نہیں ہے یہ اپنی تاریخ درست کر لیں۔ (قطع کلامیاں)

وزیر اوقاف، جناب سپیکر! بڑی خوشی کی بات ہے کہ چودھری صاحب لیڈر آف اپوزیشن بن گئے ہیں اور سارے اپوزیشن والوں نے ان پر اعتماد بھی کیا ہے۔ لیکن میاں شہباز شریف جو یہ ملک چھوڑ کر بھاگ گئے ہوئے ہیں آیا انہوں نے واپس نہیں آنا؟ انہوں نے اس ملک میں زیادہ لوٹ مار کی تھی۔ جناب سپیکر! میں چودھری صاحب کو مبارک باد دیتا ہوں اور جب یہ بطور قائد حزب اختلاف اپنے فرائض سرانجام دیں تو اعلیٰ طریقے سے دیں۔ کیوں کہ سارا ہاؤس ان کی پہلے بھی عزت کرتا ہے مزید زیادہ عزت کرے۔ یہ نہ ہو کہ میاں شہباز شریف کی پڑی عادات اپنا لیں۔ یہ نہ ہو کہ کل ان کو بھی بھاگنا پڑ جائے یہ ہمارے لیے ندامت کا دن ہو گا جب چودھری پرویز الہیٰ ملک چھوڑ کر بھاگ جائے گا۔

جناب سپیکر، سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! میں جناب وزیر تعلیم ریاض فتیانہ کی statement کی تصحیح کرنا چاہتا ہوں۔ یہاں انہوں نے کہا کہ ہماری لیگ جونیجو لیگ نہیں بلکہ قائد اعظم کی مسلم لیگ ہے۔ مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ کیا یہ قائد اعظم کی لیگ کا یہی ثبوت دیتے ہیں سارے صوبے میں قائداعظم کی لیگ نے کل اٹھارہ سیٹیں جیتی ہیں۔

آوازیں، شیم شیم۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، قائداعظم کی مسلم لیگ کی وارث یہاں بیٹھی ہے بے شک اپوزیشن بنچوں میں بیٹھی ہے لیکن اس نے صوبے میں 107 سیٹیں حاصل کی ہیں اور یہ جونیجو صاحب کا بھی حوالہ دیتے ہیں جونیجو مرحوم ہماری مسلم لیگ کے قائد تھے اور آخری وقت تک جب تک ان کی زندگی رہی انہوں نے میاں نواز شریف صاحب سے اختلاف نہیں کیا تھا۔ اختلاف ان کی جماعت نے کیا ہے اور ان کی وفات کے بعد کیا ہے۔ اور انہوں نے اس کا نام جونیجو لیگ چنا ہے۔ ریکارڈ کی درستگی کے لیے میں یہ گزارش کرنا چاہتا تھا۔

MR. SPEAKER: I call the House to order. Ch. Pervez Ellahi.

دیکھئے 8.00 بجے تک اجلاس ہے۔ لاء اینڈ آرڈر پہ بحث ہے، بحث کا ابھی آغاز ہوا ہے۔ جس مقصد کے لیے یہ اجلاس بلایا گیا ہے۔ میں آپ دوستوں کی دانش مندی کو اپیل کرتا ہوں کہ خدا کے لیے آپ نے جس مقصد کے لیے اجلاس بلایا ہے اس مقصد کی تکمیل کیجئے۔ کچھ وقت تو اس بحث کو دیجیے۔ پھر

آپ کہیں گے کہ لا، اینڈ آرڈر پہ بحث کرنی چاہئے تھی۔ اور وہ بحث نہیں ہوئی۔ اب کن باتوں پہ وقت لگا رہے ہیں۔ جناب پرویز الٰہی۔(قطع کلامیاں)

چودھری خادم حسین، ایک اہم نقطہ ہے جو کہ بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر، فرمائیے۔

چودھری خادم حسین، جناب والا میں آپ کا شکر گزار ہوں۔(اس مرحلہ پر لا، منسٹر کھڑے ہوئے)

چودھری صاحب آپ بیٹھیں میں انہیں جواب دے لوں گا۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، (کچھ کہنے کے لیے کھڑے ہوئے)

جناب سپیکر، انعام اللہ خان نیازی صاحب آپ شرارتی بچے کا کردار کب تک ادا کریں گے۔ آپ بیٹھیں۔

چودھری خادم حسین، جناب والا! یہ تو خیر ان کی عادت ہے۔

جناب سپیکر، انعام اللہ خان نیازی صاحب خدا کے لیے اب آپ بڑے ہوجائیں۔

چودھری خادم حسین، جناب والا! میں بات کر رہا تھا خدا کے لیے بات سنیں' میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرتا ہوں، کہ کھوسہ صاحب نے اور میرے فاضل ممبران جو اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ بڑے دنوں سے ایک بات جو اخبارات میں بھی آرہی ہے اور یہ اصطلاحی لفظ بن چکا ہے جس کو لوٹے کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ میرے بات کرنے کے بعد آپ کھوسہ صاحب جواب دیں۔ آپ تو ایک اچھے پارلیمنٹیرین ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! یہ تو پوری تقریر کرنے کے لیے کھڑے ہوگئے ہیں۔

چودھری خادم حسین، میں 1985ء سے آپ کے ساتھ ہوں۔ آپ میری بات سنیں' دلیری سے سنیں کیوں گھبرا گئے ہیں۔

ہم خاموش ہیں برہم نہ ہو عالم کا نظام
تم سمجھتے ہو آتی نہیں فریاد ہمیں۔

اب میں بتاتا ہوں کہ پاکستان مسلم لیگ قائد اعظم کی کون سی ہے اور دوسری کون سی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، جناب پرویز الٰہی۔

چودھری غلام حسین: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر تو پورا ہو لینے دیں۔

جناب سپیکر، نہیں یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ جناب پرویز الٰہی۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا میری یہ گزارش ہوگی ۔ کہ ایک تو اجلاس دیر سے شروع ہوا ہے میری درخواست ہوگی کہ اجلاس کا ٹائم بھی بڑھایا جائے۔

جناب سپیکر، کل دیکھیں گے آج تو 8-00 بجے رات کو اجلاس ختم ہو جائے گا۔

چودھری پرویز الٰہی، آٹھ بجے تک میری تقریر ختم نہیں ہوگی۔

جناب سپیکر، ختم ہو جائے گی۔ آپ ذرا تقریر کریں نا ۔ آپ تقریر کریں تو سہی۔ آپ فکر نہ کریں ۔ ہم دیکھیں گے آپ بسم اللہ تو کریں۔

چودھری پرویز الٰہی، تو جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ حالات کس وقت اور کہاں خراب ہوئے اور جو تعاون کا ہاتھ شروع میں بڑھایا گیا تھا اس کے ساتھ کیا ہوا۔ میرا دوسرا پوائنٹ جس پر پوری قوم سراپا احتجاج بن گئی وہ یہ تھا کہ محترمہ نے ایک پریس کانفرنس کے ذریعے یہ اعلان کیا کہ میں اگر راجیو گاندھی کی مدد نہ کرتی تو نہ جانے ہندوستان کے ٹکڑے ٹکڑے ہو چکے ہوتے۔ جناب والا اگر بات صرف پریس کی حد تک تھی۔ اس کو بھی verify کیا گیا۔ لیکن یہی بات محترمہ نے on the floor of the House of the National Assembly یہ بات کہی۔ بلکہ یہ بات انھوں نے دہرائی کہ میں نے ہندوستان کو بچایا ہے۔ جناب والا! اس ہندوستان کو بچایا ہے جس نے پاکستان کے ٹکڑے کئے، اس ہندوستان کو بچایا ہے جو کشمیریوں پر ظلم پر ظلم کئے جارہا ہے۔ اس ہندوستان کو بچایا جس کے اندر مسلمانوں پر ظلم و ستم ہمیشہ سے کیے جا رہے ہیں ۔ ہمیں بابری مسجد نہیں بھولی اور جہاں بھی مسلمانوں کے حقوق کی بات ہوتی ہے۔ ہندوستان سب سے بڑا مخالف ہمیں ہر انٹر نیشنل فورم پر ملتا ہے۔ جناب والا! جب ہمارے ملک کی وزیر اعظم ہندوستان کو مضبوط کرنے کی بات کرے تو پھر آگے کیسے بڑھا جاسکتا ہے کیونکہ ہمیں ملک کی سلامتی سب سے عزیز ہے ۔ ہمیں پاکستان کی سلامتی سب سے عزیز ہے ۔ ہمیں پاکستانی قوم کی سلامتی سب سے عزیز ہے کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر پاکستان ہے تو ہم سب ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین----)

اور پھر ایک ایسے شخص کو وزیر خارجہ بنا دیا جاتا ہے جس کا نام سردار آصف احمد علی ہے۔ اور وہ شخص جب ہماری حکومت میں تھا تو Minister of state تھا۔ تو وزیر اعظم میاں نواز شریف نے اس وقت اس کو dismiss اس لیے کیا کہ اس نے پریس کانفرنس کے ذریعے یہ بیان دیا کہ پاکستان کشمیر کے اندر تخریب کار بھیجنا بند کردے۔ جناب والا! اس کا وہ بیان ہندوستان نے ہر forum پر استعمال کیا۔ جنرل اسمبلی میں اس کی فوٹو اسٹیٹ کاپیاں تقسیم کی گئیں۔ اور پاکستان کو ایک دھچکا لگا۔ اور ایسا شخص پاکستان کے مفاد کے خلاف بات کرتا ہو وہ آج اس پیپلز پارٹی کا وزیر خارجہ ہے۔ جو شخص یہ بات تسلیم کرکے جا رہا ہو کہ پاکستان کشمیر میں تخریب کار بھیج رہا ہے۔ تو اس نے Kashmir cause کے لیے اور پاکستان کے لیے جناب والا! کیا کرنا ہے۔ یہ ہے Kashmir cause کے ساتھ دھوکا بازی۔ جناب والا! آج کی دنیا میں جو ملک اقتصادی طور پر مضبوط نہ ہو وہ exist نہیں کرسکتا۔ اتنا بڑا ملک روس اقتصادی طور پر کھوکھلا ہوا تو اس کا جتنا بھی ڈھانچہ تھا وہ ایک دم زمین بوس ہو گیا۔ تو جناب والا! ہمارے ملک کا اقتصادی طور پر جو نقصان اس حکومت نے ایک سال کے اندر اندر کیا ہے کسی بھی آنے والی حکومت کے لیے اس کو سنبھالا دینا بہت مشکل ہوگا۔ جناب والا! میں یہاں پر facts and figures کی بات کر رہا ہوں۔ Pakistan Tele Communication جس کا profit 1993-94ء میں show ہونا چاہئے تھا 70% profit اس کمپنی کو show کرنا چاہئے تھا۔ یہ ایک Jordan and Flemming Company دنیا کی بہت بڑی کمپنی ہے۔ جب اس کو بیچا گیا پی ٹی سی کے shares کو تو دکھ کے ساتھ جناب والا! میں یہاں پر بات کر رہا ہوں کہ جو shares ہمارا Rs.150/- روپے میں بکنا چاہئے تھا اس کو صرف 50/- روپے میں بیچ دیا ہے۔ اور دو سو ملین ڈالر اپنی جیبوں میں سیدھا لے گئے جناب والا۔ (شیم شیم کی آوازیں---) یہ آن ریکارڈ بات ہے کہ اگر یہی 150/- روپے کا share بیچا جاتا تو جناب والا! پاکستان کے تمام قرضے ادا ہوسکتے تھے۔ یہ جناب والا on record بات ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (جناب غلام سرور خان)، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! بہت ہی ضروری ہے۔

جناب سپیکر: فرمائیے، دیکھتے ہیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر: ہمارے قائد حزب اختلاف 1985ء سے اس معزز ایوان کے ممبر ہیں۔ یہ ٹھیک بات ہے۔ اس اسمبلی کی روایات میں یہ بات شامل ہے کہ قائد حزب اختلاف کو interrupt نہیں کیا جاتا۔

جناب سپیکر: پھر آپ کیوں کر رہے ہیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر، لیکن جناب سپیکر! جس وقت سے قائد حزب اختلاف نے لاء اینڈ آرڈر پر بحث کا آغاز کیا ہے اس وقت سے فیڈرل گورنمنٹ کے conduct پر بات کی جا رہی ہے۔ President کے conduct پر بات کی جا رہی ہے۔ Prime Minister کے conduct پر بات کی جا رہی ہے۔ یہ پنجاب کے لاء اینڈ آرڈر پر بات کریں۔ جناب سپیکر! میں انھیں relevant کرنا چاہتا ہوں۔ میں آپ سے استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ ٹھیک ہے، ہمیں interrupt نہیں کرنا چاہیے، لیکن انھیں relevant کیا جائے۔

جناب سپیکر، میں محترم قائد حزب اختلاف سے خود بھی کہنا چاہتا ہوں کہ از راہ کرم وہ بے شک تاریخ کے اور ملکی تاریخ کے حوالے تو دیں لیکن لاء اینڈ آرڈر پنجاب کے صوبے سے تعلق رکھتا ہے جس پر آج بحث ہو رہی ہے۔ آپ مہربانی سے پنجاب واپس آئیے۔ اور یہاں جو حالات ہیں اس کے حوالے سے پنجاب کے امن عامہ پر بحث کریں۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! تحریک نجات پورے پاکستان میں شروع ہوئی ہے۔

جناب سپیکر، موضوع تحریک نجات نہیں، موضوع لاء اینڈ آرڈر ہے۔

چودھری پرویز الٰہی، اور تحریک نجات کی وجہ سے لاء اینڈ آرڈر اور جبر و تشدد پنجاب کے عوام پر کیا گیا۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ کیوں کیا گیا۔ (مداخلت) جناب والا! آپ مجھے جانتے ہیں۔ میں نے صرف پوائنٹ لکھے ہیں۔ انرجی کا جو مسئلہ ہے، یہ ایک ٹوٹل فراڈ ہے پاکستان کے ساتھ۔ سات روپے فی یونٹ، اس مہنگائی سے کوئی بچے گا تو یہ بجلی خریدے گا۔ ان کے اپنے پرانے وزیر خزانہ ڈاکٹر مبشر صاحب تفصیل سے اس بارے میں کہہ چکے ہیں۔ جناب والا! ایک انھوں نے 102 بلین ڈالر کا agreement کیا کہ تھائی لینڈ سے second hand barges کراچی آئیں گی۔ وہ اتنا pollution create کریں گی کہ کراچی کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیں گی۔ اور پھر وہ second hand ہیں۔ اور اس میں کروڑوں ڈالر صرف کمشن کے لیے لیا جا رہا ہے۔ اور جناب والا! environment کو کون چیک کرے گا افسوس کی بات یہ ہے کہ environment کی منسٹری کا جو چیئرمین ہے، وہ آصف زرداری ہے۔ اور محترمہ نے جو نوٹیفکیشن کیا ہے۔۔۔

سردار سکندر حیات خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! غلام سرور خان ہمارے honourable بھائی نے ایک بات کی ہے، اس طرف سے بھی آیا ہے، ہر بات کی ایک حد ہوتی ہے۔ لاء اینڈ آرڈر پر رہیں۔ ہم چپ کر کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ کبھی energy کی بات کرتے ہیں۔ کبھی federal کی بات کرتے ہیں۔

کیا ان کے پاس کوئی بات نہیں؟ اگر تو یہ بات کرتے ہیں کہ جناب' تحریک نجات' ٹرین مارچ' یہ بات کرتے ہیں بے نظیر صاحبہ کی۔ سب سے پہلے نواز شریف نے' یہ ریکارڈ پر موجود ہے' ٹیلی وائز کیا گیا کہ نیشنل اسمبلی کے اندر انھوں نے کہا تھا کہ ہم ٹرین مارچ نہیں جانتے۔ ہم لانگ مارچ نہیں جانتے۔ ہم یہ نہیں کریں گے اور وہ یہ بات کر رہے ہیں۔ اب تھوڑی سی تکلیف ہوئی ہے تو یہ بات ہونی شروع ہو گئی ہے۔ جناب' ہم تو ان سے نجات کے لیے سولہ سال کی جنگ کر رہے ہیں' جمہوریت کی جنگ کر رہے ہیں۔دو دن کی ان کی لانگ مارچ ہوئی ہے' اور ان کو اتنی تکلیف ہو رہی ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، یہ کل نواز شریف صاحب کی حمایت کرتے تھے اور آج حکومت کی حمایت کر رہے ہیں۔ ان کی یہ مجبوری ہے۔ انھوں نے اپنی روایات کو آگے چلانا ہے۔ آج نواز شریف صاحب کے خلاف بول رہے ہیں' کل ان کے حق میں بولتے تھے۔ ان کی بڑی تعریفیں میں نے ان کے منہ سے اپنے کانوں سے سنی ہیں۔ یہ روایات کو دہرا رہے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، میں نے آپ کو اجازت نہیں دی۔ آپ بیٹھ جائیں۔ آپ اپنی بات مکمل کریں۔

سردار سکندر حیات خان، جناب سپیکر! I will speak on personal explanation. جناب والا' یہ میرے بزرگوں کی بات کر رہے ہیں۔میرے بزرگوں نے قائداعظم کا ساتھ دیا۔ جعلی مسلم لیگ نہیں تھی۔ میرے بزرگوں نے۔۔۔سکندر جناح پیکٹ موجود ہے۔۔۔ میرے بزرگوں نے' میرے باپ نے' سردار شوکت حیات خان نے' مجھے فخر ہے' اصلی قائداعظم مسلم لیگ تھی' انھوں نے سو مربعے چھوڑے۔ وزارت چھوڑ دی۔ یہ نہیں کہ نواز شریف کے چند ٹکوں کے پیچھے یہ بات کرتے ہیں۔ (مداخلت)

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ میری بات سنیے۔ پرویز الٰہی صاحب کو موقع دیجیے۔

وزیر زراعت، انعام اللہ نیازی صاحب نے کہا ہے کہ میاں شہباز شریف صاحب کے ساتھ یہ کنوینگ کرتے رہے ہیں۔ مجھے ان کا تو پتا نہیں لیکن میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میں اور یہ سن اٹھاسی کی حکومت میں اکٹھے چودھری اعتزاز احسن کے ساتھ سارا دن گھوما کرتے تھے اور صبح سے لے کر شام تک اکٹھے ہوتے تھے۔ اور جاتے کس لیے تھے؟ کلاشنکوف کا licence لینے کے لیے جاتے تھے۔

جناب سپیکر، جی چیمہ صاحب۔

وزیر اوقاف، جناب' بڑی خوشی کی بات ہے۔ چودھری صاحب کو بات ہی مرکز کی کرنی چاہیے۔

****

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ناظم شاہ صاحب، آپ بیٹھیں۔

چودھری پرویز الٰہی: جناب والا! ان کے الفاظ کارروائی سے حذف کیے جائیں۔ چیمہ صاحب نے جو الفاظ کہے ہیں، وہ بہت غیر متعلقہ ہیں۔ آپ نے کوئی نوٹس نہیں لیا۔ مجھے بہت افسوس ہے۔ (قطع کلامیاں)

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! آپ نے مجھے فلور دیا ہے۔

جناب سپیکر: ایک منٹ، میں بات کر لوں۔ I call the House to order. میں نے چیمہ صاحب کی بات پوری طرح نہیں سنی۔ مجھے صرف اتنا پتا چلا کہ کوئی حقیقی خوش گوار سی بات ہے۔ اگر آپ کو ناخوش گوار گزری ہے تو دوبارہ سن لیں۔

MIAN FAZAL HAQ: Why do you want to do this thing? What for? This is not correct. Do you want to create a scene in the House? What do you want to do?

جناب سپیکر: آپ ان سے دوبارہ کیا بات کروانا چاہتے ہیں؟ فرمائیے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں۔ میں آپ سے رولنگ چاہتا ہوں کہ جو شخص اس ہاؤس کا ممبر نہ ہو کیا اس کے متعلق بات کی جا سکتی ہے؟ آصف زرداری کے متعلق جو شخص ہاؤس کا ممبر نہ ہو، اس کے متعلق لیڈر آف دی اپوزیشن بات کر رہے ہیں۔ میں آپ کی رولنگ چاہتا ہوں کہ جو شخص اس ہاؤس کا ممبر نہ ہو تو اس کا conduct اس ہاؤس میں discuss کیا جا سکتا ہے؟

جناب سپیکر: نہیں کرنا چاہیے۔ میں اسمبلی سے درخواست کرتا ہوں کہ از راہ کرم محترم پرویز الٰہی صاحب کی بات سنیں اور اس میں interruptions نہ کریں۔ جی فرمائیں۔

چودھری پرویز الٰہی: جناب والا! مجھے بڑا افسوس ہے اور دکھ ہے کہ آپ انہیں ذرا سختی سے نہیں

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

روک رہے۔

جناب سپیکر، میں سختی سے روک رہا ہوں۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! اگر انہوں نے یہ سلسلہ اسی طرح جاری رکھا تو پھر کبھی بھی گورنمنٹ بزنس نہیں چلے گا۔

جناب سپیکر، آپ تسلی رکھیں میں اجازت نہیں دے رہا۔ چلیے۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! چیمہ صاحب نے جو الفاظ کہے ہیں وہ کارروائی سے حذف کیے جائیں۔

جناب سپیکر، چیمہ صاحب نے جو ناخوش گوار بات کی ہے اسے حذف کیاجاتا ہے۔ جی قائد حزب اختلاف۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! میں عرض کررہاتھا کہ کوئی ایسا انسٹی ٹیوشن نہیں بچا' کوئی ایسا شعبہ نہیں بچا جو تباہی کے کنارے تک نہ پہنچا دیا گیا ہو۔ ہمارا industrial base ختم ہو چکا ہے۔ ایک سال میں کوئی انڈسٹری نہیں لگی۔ یہ صرف کاغذوں کی بات ہے۔ ڈالر آرہے ہیں۔ ڈالر آرہے ہیں۔ جیبوں میں جا رہے ہیں۔ ملک میں نہیں آرہے۔ جناب والا! عدالتیں ایک انسٹی ٹیوشنز ہیں انھیں بھی cripple کردیا گیاہے تو ان حالات میں جب کہ کوئی انسٹی ٹیوشن نہ بچا ہو جبکہ مہنگائی سے عوام پس رہے ہوں تو یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس کاشمت حکومت سے نجات کے لیے تحریک نجات شروع کی جائے۔ (حزب اختلاف کی طرف سے نعرہ ہائے تحسین) ہمارا یہ ایک پرامن اور آئینی حق ہے کہ ہم ان کے خلاف عوام کے حق میں پاکستان کو بچانے کے لیے' پاکستان کی عوام کو بچانے کے لیے ان کے خلاف تحریک نجات شروع کریں۔ لیکن مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ایک پرامن تحریک کو انہوں نے جس طرح ریاستی جبر سے اور تشدد سے اس کو ختم کرنے کی کوشش کی اگر آج انگریز حکم ران بھی ہوتے تو وہ بھی شرما جاتے۔ انہوں نے بے گناہ محب وطن شہریوں پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ گھر کے اندر گھس کر پردہ دار خواتین کی بےحرمتی کی گئی۔ اسی اسی نوے نوے سال کے بوڑھے بزرگوں کو گھسیٹ کر جیلوں کے اندر ڈالا گیا۔ صرف اس لیے کہ ان کا قصور تھا کہ ان کے نوجوان بیٹے پاکستان کو بچانے کے لئے باہر نکلے ہوئے تھے۔ اگر وہ نہیں ملے تو آٹھ آٹھ اور دس دس سال کے بچوں کو اٹھا کر جیلوں میں پھینک دیا گیا۔ اور پولیس نے ان لوگوں کے گھروں پر حملہ کیا کہ جن کی چادر اور چار دیواری کی

حرمت کی مثال نہیں ملتی۔ جناب والا! لاشوں کو گھسیٹا گیا اور اس طرح ظلم و تشدد کیا گیا کہ وہ نقشہ نظر آنے لگا جو سری نگر میں ہندوستان کی فوج کر رہی ہے۔ میں یہ کوئی روانڈہ کے قصے آپ کو نہیں سنا رہا۔ کسی لاطینی امریکہ کے ملک کی کہانی نہیں سنا رہا بلکہ اپنے ملک کی ایک حقیقت بیان کر رہا ہوں۔ جناب والا! اس سے میاں نواز شریف کا گھر بھی محفوظ نہ رہا۔ اس کے گھر کو پولیس نے گھیرے میں لیے رکھا۔ میرے گھر پر گولیوں کی بوچھاڑ کردی گئی۔ اور آج بھی ہمارے گھر پر ان گولیوں کے نشان ہیں اور بلا جواز ایک سو کے قریب ہمارے گھر کے اندر شیل پھینکے گئے اور پھر دو سو کے قریب پولیس کی نفری بغیر کسی وارنٹ کے بغیر کسی اشتعال کے ہمارے کمروں میں گھس گئی۔ تو جناب والا! یہ وزیر اعلیٰ صاحب کون سی جمہوریت کی مثالیں دیتے ہیں۔ اور میں تو سمجھتا ہوں کہ جو ظلم و ستم اس وزیر اعلیٰ نے کیا ہے اس کا موازنہ اگر آپ جلیانوالہ باغ سے کریں جو امرتسر میں جنرل ڈائر نے کیا تھا تو وہ بھی شرما جائے۔ جناب وہ جنرل ڈائر اگر منظور وٹو صاحب کو مل کر پوچھتا کہ وٹو صاحب آپ تو مجھ سے بھی بازی لے گئے ہیں۔ well done مسٹر وٹو! آپ تو میرے بھی ابا جی نکلے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب سپیکر! پورے ملک میں جو خون کی ہولی کھیلی گئی اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ گوجرانوالہ میں وہ کچھ ہوا جو اس ملک میں پہلے نہیں ہوا۔ دستگیر صاحب کی عمارت میں لوگ جمع تھے۔ پولیس دروازے توڑ کر اندر چلی گئی۔ اور اندر جا کر ایک ایک کارکن کے پیچھے دس دس پولیس والے بھیڑیے کی طرح گوشت نوچنے کے لیے بھاگتے رہے۔ تو جناب والا! میں آپ کے سامنے ایک تصویر پیش کرنا چاہتا ہوں۔ (اس مرحلہ پر سپیکر صاحب کو تصویر پیش کی گئی)۔ جناب والا! اس تصویر میں ذرا دیکھیے سڑک پر اس کارکن کو بے لباس کر کے گرایا گیا ہے۔ یہ زخمی شخص کوئی قاتل یا ڈاکو نہیں۔ کیونکہ پولیس تو انہیں پکڑتی نہیں۔ انہیں تو کھلی چھٹی ہے۔ جناب والا! یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا ایک پرامن شہری ہے۔ اس شہری کا جرم کیا ہے؟ کہ اس نے اپنا آئینی اور قانونی حق استعمال کیا ہے۔ اور جمہوریت کے دعوے دار اس پر کارروائی کر کے اس کو جس حالت میں کیا ہے وہ تصویر آپ کے سامنے ہے۔ جناب والا! اب میں ایک تصویر پیش کرنا چاہتا ہوں۔ دیکھیے اپنے سی ایم کی کارکردگی دیکھیے اپنے اقلیتی وزیر اعلیٰ کی کارروائی دیکھیے اور اس میں جمہوریت کے زخموں سے بہتے ہوئے خون کی لکیریں دیکھیے۔ وہ انسانی جسم جو آج پیپلز پارٹی کی طرح کاشت اور بے لباس ہو چکا ہے یہ وحشت یہیں پر ختم نہیں ہوتی۔ انسانیت کا چہرہ نوچنے کا منظر یہیں نہیں رکتا۔ اور منظر دیکھیے۔ یہ ایک اور تصویر دیکھیے۔ (اس مرحلہ پر سپیکر صاحب کو تصویر پیش کی گئی) جناب والا! یہ منظر وٹو صاحب کی سیرت کی طرح بھیانک منظر ہے۔

یہ پیپلز پارٹی کی طرح بھیانک منظر ہے۔ یہ ان کی سیاست کی طرح بھیانک منظر ہے۔ پھر بات یہاں ختم نہیں ہوتی یہ لوگ اس عمارت کے اوپر چڑھ جاتے ہیں۔۔۔۔

وزیر زراعت، جناب والا! شاید یہ جنرل ضیاء الحق کے دور کے جبر و تشدد کی تصاویر ہیں جو دوبارہ re-print کروا کر بھجوائی جا رہی ہیں۔ ان کی آپ ذرا تصدیق کر لیں۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! یہ آج کے نوائے وقت میں بھی چھپی ہیں وہاں سے دیکھ لیجیے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

چودھری پرویز الٰہی ، جناب والا! پھر یہ بات یہیں ختم نہیں ہوتی۔ یہ درندے پولیس والے ایک کارکن کے پیچھے بھاگتے ہوئے چھت پر چلے جاتے ہیں اور اس کارکن کو بازوؤں سے پکڑ کر ہاتھوں سے پکڑ کر ہوا میں لہرانے کے بعد اس کو پینتیس فٹ کی بلندی سے نیچے پھینک دیا جاتا ہے۔ جو ایک زندہ شخص ہے وہ ایک لاش میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اور اس شخص کا بھیجا جناب والا آپ دیکھیں کہ کس طرح سڑک پر پڑا ہے۔ اور اس کے سامنے آپ کا ڈی سی یعنی ان کا گوجرانوالہ کا ڈی سی آج بھی موجود ہے اور اس کا فوٹو بھی موجود ہے۔ یہ پرانی باتیں نہیں۔ یہ آج کی باتیں ہیں۔ دیکھیے لاش کو کس طرح بکرے کی طرح اٹھا کیا گیا ہے۔ یہ انسان کی لاش ہے اور ساتھ ڈی سی کھڑا ہے۔ اس کو confirm کر لیں۔ اس میں ڈی سی کی شکل نظر آ رہی ہے۔ اور ایس پی بھی ایک فوٹو میں نظر آتا ہے۔ یہ کھڑے ہو کر خود تشدد کراتے ہیں۔ اور وٹو صاحب نے ان کو فون کیے تھے کہ تمہیں پلاٹ بھی دیے جائیں گے۔ پروموشن بھی کی جائے گی۔ اس لیے تم جتنا تشدد کرو گے اور جتنی ظلم کی تصویریں کھینچ کر بھیجو گے اتنے ہی انعامات کے مستحق پاؤ گے۔ جناب والا! یہ ایک اور آخری فوٹو ہے۔ (اس مرحلہ پر جناب سپیکر کو فوٹو پیش کیا گیا) جناب والا! اس بھیانک کھیل کی نگرانی وٹو خود کرتا ہے۔ میرے گھر پر فائرنگ خود کرتا ہے۔ انعام اللہ نیازی پر گولی چلانے کا حکم خود دیتا ہے۔ ایم پی ایز اور ایم این ایز پر تشدد خود کرتا ہے۔

جناب سپیکر، پرویز الٰہی صاحب! ذرا صیغہ بدل لیجیے تو اچھا ہے۔

چودھری پرویز الٰہی، کارکنوں پر لاٹھیاں اور عورتوں پر تشدد کرنے کا حکم خود دیتا ہے۔ بچوں اور بوڑھوں پر ظلم کرنے کا حکم خود دیتا ہے اور پھر پاکستانیوں کا خون خود کرتا ہے اور پھر ٹی وی پر آ

کر کہتا ہے کہ میں نے پاکستان بچا لیا۔ پاکستان توڑنے والی پارٹی کے ساتھ Alliance کرتا ہے اور پاکستان بچانے کی بات کرتا ہے۔

جناب والا! درختوں کی خود چوری کرنے والا درخت کاٹنے کی سزا مقرر کرتا ہے۔ ڈھائی کروڑ روپے کا کیس آج بھی Irrigation department میں pending ہے۔ کسی کو کاپیاں چاہییں' اگر عباس صاحب کو کاپیاں چاہییں تو مل سکتی ہیں۔ **********

********** (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، میں اس کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ آپ مہربانی کریں۔ یہ بات نامناسب ہے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال (وزیر محنت)، جناب والا! قائد حزب اختلاف کو کہا جائے کہ تمیز کے دائرہ میں رہ کر اچھے الفاظ استعمال کریں۔

معزز ممبران حزب اقتدار، ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔

جناب سپیکر، اسے کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔ جناب پرویز الٰہی صاحب' مہربانی سے یہ لب و لہجہ مناسب نہیں۔

چودھری پرویز الٰہی، ٹھیک ہے۔ اچھا جی۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! محترم جناب قائد حزب اختلاف کا ایک مرتبہ اور مقام ہے۔ جو الفاظ آپ کارروائی سے حذف کرنا چاہتے ہیں اور وہ بھی کہہ رہے ہیں کہ حذف کیے جائیں۔ جناب سپیکر! یہ غیر پارلیمانی الفاظ ہیں۔ یہ انھیں واپس لینے چاہییں۔ وہ یہ غیر پارلیمانی الفاظ قائد ایوان کے بارے میں کہہ رہے ہیں اور انھیں یہ واپس لینے چاہییں۔ وہ بار بار ایسے الفاظ استعمال کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ الفاظ واپس لیے جانے چاہییں۔

چودھری شوکت داؤد، جناب سپیکر! یہ تصویریں جس ظلم کی عکاسی کرتی ہیں۔ جس دور کی یہ ہیں اس دور پر ایک دھبہ ہے۔ اس کی حکومت پر ایک دھبہ ہے۔

جناب سپیکر، آپ بیٹھیں۔ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ الفاظ واپس لیے جائیں۔ یہ الفاظ واپس لیے جائیں۔

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

چودھری شوکت داؤد، یہ انسانیت کے نام پر ایک دھبہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بڑے سے بڑا دل رکھنے والا بھی یہ تصویریں دیکھ کر کانپ جاتا ہے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ جی کھوسہ صاحب۔ (قطع کلامیاں)

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ الفاظ واپس لیے جائیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ کھوسہ صاحب کو میں نے floor دیا ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! آپ نے مجھے floor دیا ہے؟

جناب سپیکر، جی دیا ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں اور آپ کی وساطت سے اس ہاؤس کو عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بھیڑیے کا لفظ ایک محاورہ بن چکا ہے۔ بھیڑیے کے ظلم کی وجہ سے انسان پر بھیڑیے کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ یعنی انتہا درجے کا ظالم۔ یہ انگریزی میں ' اردو میں ' فارسی میں ' ہر زبان میں یہ محاورتاً استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ غیر پارلیمانی لفظ نہیں رہا۔

جناب سپیکر، جی! میں واضح طور پر کہنا چاہتا ہوں کہ یہ لب و لہجہ ' یہ لفظ جس طرح سے استعمال ہوا ہے' یہ غیر پارلیمانی ہے اور یہ تمام طور طریقے سب کو آتے ہیں۔ اس طرح کے الفاظ کو اسی لب و لہجے سے استعمال کر کے پھر آپ کا دل دکھے گا۔ بہتر ہے یہ روایات نہ ڈالیں بلکہ میں پرویز الہیٰ صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ فراخ دلی کا ثبوت دیتے ہوئے یہ الفاظ واپس لے لیں۔ بہرحال میں نے انھیں کارروائی سے حذف کر دیا ہے۔

چودھری پرویز الہیٰ، جناب والا ! ظلم اتنا ہوا ہے ۔ الفاظ واپس لینے کی بات جو ہے وہ جناب والا ! الفاظ تو چھوڑیں ہم انھیں پارٹی میں واپس نہیں لیں گے الفاظ تو ایک طرف۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، جناب وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ قائم مقام قائد حزب اختلاف کو کہا جائے۔ یہ قائد حزب اختلاف تو ہیں نہیں۔ **********

دوسرا جناب کی بار بار تنبیہہ کے باوجود اب مزید تنبیہہ بے کار ہے۔ وہ اسی عمر میں سٹھیا چکے

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

ہیں۔ مزید گنجائش ہی نہیں ہے۔ وہ سترے بہترے گئے ہوئے ہیں۔ ان سے یہی توقع ہے۔ ان کو جاری رکھنے دیں۔

جناب سپیکر، یہ آپ کا خیال ہے۔ وہ تو صبح و شام یہ گانا گاتے ہیں کہ ابھی تو میں جوان ہوں۔ (قہقہے)

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! انھوں نے ہمارے قائد شہباز شریف کے لیے لفظ * استعمال کیا ہے۔ انھیں کہیں کہ یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔ وہ * نہیں ہیں۔

جناب سپیکر، مفرور غیر پارلیمانی ہے؟

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، تو کیا * غیر پارلیمانی لفظ ہے؟

جناب سپیکر، یہ اسی لیے میں نے کہا تھا کہ الفاظ اپنی جگہ تمام لغات کا حصہ ہوتے ہیں۔ یہ ان کا استعمال ہے۔ اگر آپ ایسے الفاظ استعمال کریں گے تو ادھر بھی منہ میں زبان ہے۔ وہ بھی اس طرح کریں گے۔ میں اسے بھی حذف قرار دیتا ہوں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، یہ میرے قائد کو مفرور کہے گا تو میں اسے کالا بھیڑیا کہوں گا۔

جناب سپیکر، دیکھیے۔ دیکھیے۔ جناب پرویز الٰہی۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! آپ بھی ان کی سفارش کر دیں کہ ان کو کم از کم جج تو لے لیں۔

جناب سپیکر، بہت اچھا جی۔ میرے بس میں ہو تو میں انھیں چیف جسٹس بنا دوں۔ (قہقہے)

چودھری پرویز الٰہی، ماشاء اللہ۔ اللہ ہی حافظ ہے عدالتوں کا پھر۔ (قہقہے)

جناب والا! اب میں آپ کے سامنے صوبے کے اندر ہونے والی زیادتیوں کے اعداد و شمار پیش کر رہا ہوں۔ تاجروں پر تشدد، ان کے گھروں پر سیڑھیاں لگا کر اندر کودنا، چادر اور چار دیواری کی بے حرمتی، مسلم لیگ کے ہزاروں کارکن گرفتار اور اغواء کیے گئے۔ اعداد و شمار دیتے وقت ایک بڑا interesting point ہے جو آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ 11۔ اکتوبر کے بعد وزیر اعلیٰ نے بیان دیا کہ کل 900 افراد کو گرفتار کیا گیا اور اس سے چند روز پہلے اسی دن صوبے کی حکومت اعلان کرتی ہے کہ ساڑھے چار ہزار گرفتار شدگان رہا کر دیے گئے۔ اب 900 میں سے ساڑھے چار ہزار رہا کرنے کا کرتب تو پھر یہ اب میں کیا کہوں؟

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

معزز ممبران حزب اقتدار، آپ کچھ نہ کہیں۔

چودھری پرویز الٰہی، یہی دکھا سکتے ہیں اور لوٹنے والے ہی کا کام ہے بالکل۔ تو اصل میں 16,000 کے قریب کارکن گرفتار یا اغواء کیے گئے۔ گرفتار کیے جانے والوں کی تعداد 8,812 ہے۔ جن میں سے ایک ہزار ابھی تک جیلوں اور حوالاتوں میں بند ہیں۔

معزز ممبران حزب اقتدار، جھوٹ۔ جھوٹ۔

چودھری پرویز الٰہی، سات ہزار ایک سو باون افراد کو 10۔ اکتوبر کی شب اغواء کر لیا گیا، بغیر کسی پرچے کے ان کو اغواء کر لیا گیا۔ کسی عدالت میں پیش نہیں کیا گیا اور 11۔ اکتوبر کی رات کو ان کو چھوڑا گیا جن کا کوئی ریکارڈ نہیں۔ دو سو تیئس خواتین گرفتار کی گئیں۔ جن میں سے انتالیس کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ تشدد کا نشانہ بننے والی خواتین میں رکن قومی اسمبلی تہمینہ دولتانہ اور مہناز رفیع ہیں۔ قومی اسمبلی کے تیرہ اراکین گرفتار ہوئے۔

جناب سپیکر، میں ہاؤس کے آج کے وقت میں 10منٹ کا اضافہ کرتا ہوں۔

چودھری پرویز الٰہی، جاوید ہاشمی پر جس طرح تشدد کیا گیا۔ لاٹھیوں، ٹھڈوں اور مکوں سے ہی نہیں بلکہ بندوق کے بٹ تک مارے گئے۔ بھلوال سے قومی اسمبلی کے رکن بریگیڈیئر غلام حسین چیمہ پر لاٹھیاں برسائی گئیں۔ راجہ نادر پرویز اور راجہ جاوید اخلاص کو زخمی کیا گیا۔ خواجہ آصف پر تشدد ہوا۔ منشاء اللہ بٹ ایم پی اے کے بیٹے عامر بٹ کو اسی تحریک کے دوران شہید کیا گیا۔ عبیداللہ شیخ کا بازو توڑا گیا گیارہ اکتوبر کے دن پنجاب کے تمام شہروں اور قصبوں میں لاٹھی چارج بیس مقامات پر انتہائی وحشیانہ لاٹھی چارج بتیس مقامات پر آنسو گیس پھینکی گئی ہزاروں کی تعداد میں شیلز پھینکے گئے کار کنان کی حرمت پامال کی گئی 14084 افراد زخمی ہوئے آٹھ محب وطن پاکستانی شہید ہوئے یہ سب کچھ جناب ایسی حکومت نے کیا جس کی سربراہ بینظیر صاحبہ ہیں جو Human Rights کی champion بنتی ہیں اور ان کے قریبی ترین اقلیتی وزیر اعلیٰ منظور وٹو اس میں شامل ہیں۔ جناب والا! اتنا ظلم کیا گیا چھوٹی چھوٹی حوالاتوں کے اندر پچاس پچاس آدمیوں کو رکھا گیا یہ black hole کے واقعے کو بھی مات کر گئے بات یہاں تک نہیں رکتی بلکہ حوالاتوں سے نکال کر اور جیالوں کے سامنے ان پر تشدد کیا گیا یہ واقعہ تھانہ کوتوالی ملتان میں ہوا اور دوسرا واقعہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ہوا۔ جناب والا! وہاں پر کارکنوں کو باہر نکال کر وہاں کے پیپلز پارٹی کے جیالوں نے اپنے سامنے ان پر تشدد کیا اور تشدد کا یہ جمہوری جلسہ ہوا اور مجمع

لگا کر اس کو جمہوری تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ جناب والا! یہ کیسے وزیر اعلیٰ ہیں کہ جب اسپتال جاتے ہیں تو وہاں پر مسلم لیگی کارکن ان کو زخمی نظر آتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ انہیں اٹھوا کر باہر پھینک دو ان کو کوئی رحم نہیں آیا لیکن وہاں کے ڈاکٹروں نے کہا یہ نہیں ہو سکتا جب زخمی اسپتال پہنچ جائے تو اس زخمی کی خدمت کرنا ہر ڈاکٹر کا فرض بن جایا کرتا ہے لیکن اس وزیر اعلیٰ کو کوئی رحم نہیں آیا۔ کمانڈوز بلائے گئے اور انہیں اٹھوا کر باہر پھینکوا دیا گیا اور ڈاکٹر نے اس پر صرف protest ہی نہیں کیا بلکہ ہڑتال تک کر دی انہوں نے اپنی نوکریاں داؤ پر لگا دیں۔ لیکن ان کو کوئی ترس نہیں آیا۔ آپ کہتے ہیں کہ ان کا نام اس طرح کیوں لیا جاتا ہے۔ جناب والا! یہ انسانیت کے ساتھ مذاق کر رہے ہیں اور پھر یہاں آ کر میٹھی میٹھی باتیں کرتے ہیں۔ ٹھیک ہے پیپلز پارٹی کو تو شاید سمجھ نہیں آئے گی ان کو بعد میں پتہ چلے گا کہ ان کے ساتھ کیا ہاتھ ہو رہا ہے میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کوئی ایسا ادارہ نہیں بچا حتیٰ کہ مسجدوں کو بھی معاف نہیں کیا گیا اور دینی درسگاہوں کو بھی معاف نہیں کیا گیا مسجد شہدا میں شیلز پھینکے گئے۔ فیصل آباد کی ایک مسجد میں جوتوں سمیت پولیس اندر گھس گئی اور وہاں پر تشدد کیا گجرانوالا کی معروف دینی درسگاہ جامعہ محمدیہ کے اندر گھس کر دینی طلبہ پر بے رحمی کے ساتھ تشدد کیا گیا جناب والا! گیارہ اکتوبر والے دن ہمارے قائد کی طرف سے یہ ہدایات تھیں کہ اگر پیپلز پارٹی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ پولیس سکارڈ میں جلوس نکالے گی اور دفعہ 144 کو توڑتے ہوئے پولیس اس کی حفاظت کرے گی لیکن تشدد کو روکنے کے لیے اور خون کی ندیاں بہنے سے روکنے کے لیے ہمارے قائد نے یہ فیصلہ کیا کہ آپ سڑکوں پر مت آئیں اس لیے کہ تشدد نہ ہو اور کوئی جان ضائع نہ ہو۔ جناب والا! یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ جو آدمی پیپلز پارٹی لے کر آئی تھی اور جب وہ آدمی accident میں مارے جاتے ہیں تو ہمارا قائد اس کا بھی افسوس کرتا ہے ہم اس کا بھی افسوس کرتے ہیں ان کا ایم۔ این۔ اے گولی لگنے سے زخمی ہوتا ہے تو ہمارا قائد بھی اس کا افسوس کرتا ہے کیونکہ جہاں انسانی خون بہتا ہے اگر کوئی انسان ہے تو جناب والا! اس کو افسوس ہی ہونا چاہیے۔ (تالیاں)

جناب والا! اب میں آپ کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ گیارہ اکتوبر کا دن تو گزر گیا ہے ہم نے لاشیں اٹھا لیں ہم نے زخم سہہ لیے ہم نے جیلوں کی سلاخوں کو دیکھ لیا ہمارے گھروں کی بے حرمتی ہو چکی لیکن جناب والا! اب میں یہاں اپنا ایک قومی اور ملی فریضہ سمجھتا ہوں کہ مسٹر ونو! بہت ہو چکا تحریک نجات اس کے باوجود بھی جاری رہے گی اور یہ اس وقت تک جاری رہے گی جب تک بینظیر اور ونو کی حکومت کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ نہیں ہو جاتا۔ (تالیاں)

اور یہ تحریک نجات اس وقت تک جاری رہے گی جب وساونے والے لوگوں کے ٹکرائے ہوئے شخص کو پیپلز پارٹی کی کمین گاہ سے برآمد کر کے اس کے حلقہ کے عوام کے حوالے نہیں کر دیا جاتا اس تحریک کے دوران جلوس بھی نکلیں گے جلسے بھی ہوں گے تقریریں بھی ہوں گی ہڑتالیں بھی ہوں گی کیونکہ یہ سارا عمل میں سمجھتا ہوں ہم پاکستان بچانے کے لیے کر رہے ہیں پاکستان کی حفاظت کے لیے کر رہے ہیں اور اگر یہ سارا عمل امن و امان میں ہو جائے تو یہ بہتر ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں اگر انہوں نے پھر وہی تشدد repeat کیا۔ لاشوں کو گھسیٹنے کی کوشش کی اور وہی ڈی۔ سی اور ایس۔ پی کو لالچ دے کر ---- جناب والا! میں نچلے طبقے کی بات نہیں کرتا کیونکہ ان کو تو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ اوپر کیا ہو رہا ہے میں ڈی۔ سی ایس۔ پی اور ڈی۔ آئی۔ جی کی بات اس لیے نہیں کر رہا ہوں کہ ان کو promotions کے لالچ دیے گئے ہیں ان کو warn کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے تو لاشیں اٹھا لی ہیں لیکن تنخواہ دار لوگوں کی لاشیں جب اٹھیں گی تو پھر ان کی جرات نہیں ہو گی میں انہیں warn کرنا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ ہم ایسے افسروں کو نہیں بھول سکیں گے جنہوں نے یہ سارے ظلم وستم کیے ہیں اور ہمارے ایم پی اے اور ایم این اے حضرات پر تشدد کیا ہے ناحق لوگوں کا خون بہایا ہے انشاء اللہ ہم انہیں کبھی معاف نہیں کریں گے اب میں ان کو یہ warn کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ان حرکتوں سے باز آ جائیں نہیں تو اسلام میں ہے کہ آنکھ کا بدلہ آنکھ۔ کان کا بدلہ کان اور خون کا بدلہ خون۔ (تالیاں)

جناب والا! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو ظالم ہے اس کا اگر آپ ہاتھ نہیں روکتے تو یہ بھی بہت بڑا گناہ ہے اور اب ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ خدا کے فضل و کرم سے یہ ہاتھ روکے جائیں گے کیونکہ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ہمارا راستہ نہیں روک سکتے یہ تشدد کی کاروائیاں بے سود ہیں۔ کیونکہ ہم نے پاکستان کے تحفظ کی قسم کھائی ہے۔ ہم نے بے روزگاری کے خاتمے کی قسم کھائی ہے۔ ہم نے پاکستان کو اقتصادی طور پر مضبوط بنانے کی قسم کھائی ہے۔ ہم تو کشتیاں جلا کر میدان میں اترے ہیں ہمارے پاس ایک ہی راستہ ہے اور وہ کامیابی کا راستہ ہے۔ انشاء اللہ ہم اس راستے پر گامزن ہیں اور کامیابی تک یہ راستہ جاری رہے گا پیپلز پارٹی اور وٹو کے پاس ذلت اور رسوائی کے سوا اور کوئی راستہ نہیں ہے اور ان کے پاس صرف اور صرف ایک ہی راستہ ہے کہ یہ میاں نواز شریف کا وہ پیکج قبول کر لیں اور مستعفی ہو جائیں اور اس کے بعد آپس میں بیٹھ کر بات کر لیں۔ اگر ان کو اپنی عزت عزیز ہے۔ اگر سسٹم عزیز ہے تو ان کو میاں نواز شریف کا پیکج

قبول کر لینا چاہیے اور انہیں مستعفی ہو جانا چاہیے۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، میں اجلاس کو کل صبح نو بجے تک کے لیے ملتوی کرتا ہوں۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارھواں اجلاس)

اتوار ' 30۔ اکتوبر 1994ء

(یک شنبہ 24 ۔ جمادی الاوّل 1415ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح 9 بج کر 20 منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر' میاں منظور احمد موہل کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری غلام رسول نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝١ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۝٢ خَافِضَةٌ
رَّافِعَةٌ ۝٣ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ۝٤ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۝٥
فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ۝٦ وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ۝٧ فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ
مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝٨ وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۝٩
وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝١٠ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝١١

سورة الواقعه آیات 1 تا 11

اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا۔ مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔ اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں۔ تو اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے حضور حاضر ہوں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کی شفاعت فرمائیں۔ تو ضرور اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ تو اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو حاکم نہ بنائیں۔ پھر جو کچھ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) حکم فرما دیں اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

وما علینا الاالبلاغ ○

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ تعلیم)

جناب ڈپٹی سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی عثمان ابراہیم صاحب!

جناب عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! ہماری پارٹی میٹنگ نیچے ہو رہی ہے اور ہمارے ممبران کچھ دیر کے بعد یہاں ہال میں تشریف لے آئیں گے لیکن آپ اندازہ کریں کہ اس وقت وزیر تعلیم صاحب جن کا آج وقفہ سوالات ہے وہ بھی یہاں پر موجود نہیں اور اس کے علاوہ جناب سپیکر! کل آپ نے ensure کیا تھا کہ ہمارے وہ ممبران اسمبلی جو کل رہا نہیں ہو سکے تھے---

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں پہلے ایک بات ہو جائے کیونکہ پوائنٹ آف آرڈر ایک نکتے کا ہوتا ہے۔ اس میں یہ نہیں کہ آپ package deal کر لیں۔ تو پہلی بات جو آپ نے کی ہے کہ پارٹی کی میٹنگ ہو رہی ہے ۔ اصل میں اجلاس کا وقت نو بجے کا تھا۔ ہم نے نو بجے یہاں meet کرنا تھا کیونکہ رول 12 میں سپیکر کے لیے shall کا لفظ ہے۔ He shall take the Chair at the appropriate time. نو بجے کا تھا۔ تو ہم ٹائم نو بجے کا ہی لینا چاہتے ہیں ۔ میں تو پھر بھی بیس منٹ لیٹ آیا اسی لیے کہ دونوں اطراف سے کوئی فاضل اراکین یہاں پر موجود نہیں تھے۔ لیکن یہ اس میں requisition اجلاس آپ نے کیا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اپوزیشن کو زیادہ سے زیادہ وقت ملے کیونکہ آپ کے دو دن لاء اینڈ آرڈر کے تھے ۔ اگر ہم meet ایک گھنٹا دیر سے کریں تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کا ایک گھنٹا ضائع ہوا۔ تو ہماری خواہش یہ ہے کہ آپ کو زیادہ سے زیادہ وقت ملے ۔ آپ تعمیری تنقید کے لیے پارلیمانی روایات کے مطابق اپنا موقف بیان کر سکیں۔ تو ہمارا پہلا گھنٹا سوالات کے جوابات کا ہے۔ تو میرے خیال میں وہ شروع کر لیتے ہیں۔

جناب عثمان ابراہیم: جناب والا! شروع کون کرے گا۔ ہمارے سوالات کے جوابات سیکرٹری تعلیم تو نہیں دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں پوچھتا ہوں۔ تو کیا وزیر تعلیم صاحب تشریف رکھتے ہیں؟ تو وزیر تعلیم صاحب موجود نہیں وزیر قانون صاحب تشریف رکھتے ہیں؟ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ یہ افسوس کا مقام ہے کہ حکومت کے جن صاحب کا آج سوالات کا وقفہ تھا تو میرے خیال میں ان کو وقت سے

بھی پہلے آنا چاہیے۔ نو بجے سے بھی پہلے تشریف لانا چاہیے۔ کیونکہ یہ وقفہ سوالات نہایت اہم ہوتا ہے۔ دونوں اطراف سے فاضل اراکین کے سوالات کے ذریعہ سے حکومت کی طرف سے کارکردگی کا امتحان ہو تا ہے تو میں یہ چاہوں گا اور میں اس کا سختی سے نوٹس لیتا ہوں کہ وزراء صاحبان اور ان کے محکمہ جات کے متعلقہ عملے کے لوگ یہاں پر وقت سے پہلے تشریف لائیں۔ جی غلام سرور صاحب۔

وزیر معدنیات و ماہی پروری، جناب والا! میرے فاضل دوست عثمان ابراہیم صاحب نے ابھی ابھی یہ بتایا ہے کہ اپوزیشن پارٹی میٹنگ کر رہی ہے اور بر وقت سیشن میں پہنچ نہیں سکے گی۔اسی وجہ سے ہمارے وزراء صاحبان بھی تیاری میں مصروف ہو گئے ہیں تو میری یہ رائے ہے کہ اگر ہاؤس کو آدھے گھنٹے کے لیے ملتوی کر دیا جائے تو اپوزیشن بھی ہاؤس میں تشریف لے آئے گی اور وزراء صاحبان بھی تشریف لے آئیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میری بات ایک منٹ سن لیں۔ میں چاہتا ہوں اپوزیشن کے لیے بھی نو بجے کا وقت ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اجلاس میں نو بجے آنا ہے۔ اس سے پہلے اپنے تمام معاملات طے کر لینے چاہییں۔ نو بجے کا مطلب ہے نو بجے۔ یعنی نو بجے ہمیں یہاں پر دونوں اطراف کو حاضر ہو جانا چاہیے خاص طور پر جس وزیر موصوف کا جواب دینے کا دن ہے تو اس کی تو بالکل پہلے سے رات کو بھی تیاری ہوتی ہے۔ اسے یہاں وقت پر آ جانا چاہیے۔ جی ظفر علی شاہ صاحب۔

سید ظفر علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ظفر علی شاہ صاحب کافی دیر سے بات کرنا چاہ رہے ہیں کیونکہ کل یہ نہایت خاموش رہے ہیں۔ مجھے ان کی عادت بڑی پسند آئی ہے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! آپ نے ابھی فرمایا ہے کہ وزراء صاحبان کو وقت سے پہلے آ جانا چاہیے۔ یقیناً انھیں وقت سے پہلے ہی آ جانا چاہیے لیکن ان کی یہ جو پارلیمانی عادات ہیں وہ بتا رہی ہیں کہ وقت سے پہلے انھوں نے کیا آنا ہے' وقت سے پہلے چلے جائیں گے۔ اگر اسی طرح سے ان کی یہ عادات رہیں تو وہ وقت سے پہلے چلے جائیں گے۔ میں آپ کی وساطت سے جو آپ نے انھیں پیغام بھیجا ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی رانا آفتاب احمد خان صاحب ' وزیر پی اینڈ ڈی ۔

رانا آفتاب احمد خان، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توسط سے شاہ صاحب کو بتانا چاہوں گا کہ یہ تو وقت ثابت کرے گا کہ کون بھاگتا ہے؟ یہ تحریک نجات ہے یا تحریک فرار ہے؟ گزارش یہ ہے کہ جب اجلاس requisition ہوتا ہے تو اس میں اہم رول اپوزیشن کا ہوتا ہے۔ ان کی requisition پر آتا ہے۔انھوں نے اپنا business لانا ہوتا ہے اور یہ وقفہ سوالات جو کہ سب سے اہم ہے اس کو خود نظر انداز کر رہے ہیں۔ یہ اس وقت جو اجلاس کر رہے ہیں' ان کو یہ کل شام کو کرنا چاہیے تھا۔ ان کی ذمہ داری ہے کہ یہ کورم کو پورا کریں۔ ہم تو کورم بھی پوائنٹ آؤٹ نہیں کر رہے ورنہ ہمارے تو یہ favour میں ہے۔ ان کو چاہیے کہ یہ پارلیمانی پریکٹس کو پڑھیں' دیکھیں اور اس پر عمل کریں نہ کہ اس ہاؤس کو پرامن چلانے کی کوشش کریں۔ یہ جمہوری ادارے قائم رہیں گے تو یہ بھی قائم رہیں گے۔ ابھی یہ بڑے VIPs ہیں۔ ان کے لیے دروازے کھلتے ہیں۔ ان کو سوچنا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس بحث میں جانے کی ضرورت نہیں۔ میری یہ ایک بالکل نجی سی رائے ہے کہ ہم وقت کی پابندی کریں۔ پہلے تو یہ ہے کہ پوری قوم ہی وقت کی پابندی نہیں کرتی۔ کوئی بھی function ہو' کوئی بھی جگہ ہو' یہ ہم نے ایک اپنا وتیرہ بنا لیا ہے ' استحقاق سمجھ لیں۔ اپنی ایک بڑائی سمجھ لیں۔ ہم کسی بھی جگہ وقت پر جانا نہیں چاہتے اور خاص طور پر اسمبلی کے وقت کو بھی ہم نے اپنے ذہن میں یہ تصور کر لیا ہے کہ 9.00 بجے کا ٹائم ہو گا تو 10.00 بجے شروع ہو گا۔ ہر فاضل رکن نے سمجھ لیا ہے۔ تو میں چاہتا ہوں کہ کم از کم ہمیں' فاضل اراکین کو جو کہ آپ قوم کے منتخب نمائندگان ہیں' نچوڑ ہیں' کریم ہیں ۔ ساری قوم کی نظریں آپ پر ہیں تو

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

اگر ہماری طرف سے ہی یہ روایتیں شروع ہو گئیں تو عام آدمی جو ہے وہ کہاں وقت کی پابندی کرے گا۔ میں تو یہی کہہ سکتا ہوں کہ ہمیں وقت کی پابندی کرنی چاہیے۔ اب کورم بھی آپ نے بتایا ہے کہ کسی نے پوائنٹ آؤٹ نہیں کیا لیکن وزیر تعلیم صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ میں اس کا سختی سے نوٹس لیتا ہوں۔ وزیر اعلیٰ کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس بات کا دھیان کریں۔ اس لیے کہ وزیر تعلیم موجود نہیں تو کون سوالات کے جوابات دے گا؟ میں اب صرف اس وجہ سے 20 منٹ کے لیے ہاؤس کو adjourn کرتا ہوں کہ وزیر تعلیم موجود نہیں۔ کون جواب دے گا؟

چودھری محمد شاہنواز چیمہ (وزیر اوقاف)۔ میں دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ دیں گے؟

چودھری محمد شاہنواز چیمہ۔ جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ کیسے؟ انھوں نے آپ کے ذمے لگا دیا ہے؟ آپ کی نوٹیفکیشن ہو گئی ہے؟

چودھری محمد شاہنواز چیمہ۔ نوٹیفکیشن نہیں ہوا لیکن میں جواب دے دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ نہیں' یہ بات نہیں۔

ملک مشتاق احمد اعوان (وزیر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ)۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! سوال پوچھنے والے بھی تو اتنے ہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ نہیں' میں دونوں طرف کو کہہ رہا ہوں۔

ملک مشتاق احمد اعوان۔ پوچھنے والے بھی تو اتنے ہی ہیں۔ پوچھنے والے بھی تو دیکھیں نا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ دیکھیں' ایک منٹ بات سنیں۔ دیکھیں' وزیر موصوف کو کیا الہام ہو گیا تھا کہ سوالات پوچھنے والا کوئی نہیں ہو گا۔ اس لیے میں وقت پر نہیں آتا۔ آپ اس بات کو بھی کم از کم ذہن میں رکھیں کہ اراکین کا آنا نہ آنا' یہ ایک غیر ضروری بات ہے لیکن فاضل وزیر جن کا آج سوالات کے جوابات دینے کا دن ہے ان کو تو یہاں پر لازماً موجود ہونا چاہیے تھا' کوئی آئے یا نہ آئے۔ تو یہ ایک ایسی بات ہے جو ہم سب کو دیکھنی چاہیے۔ جو غلطی ہو مثلاً سپیکر کی طرف سے ہو' میری طرف سے ہو' وزراء کی ہو' فاضل رکن حزب اقتدار کی ہو' اپوزیشن کی ہو۔ میں نے ان کو بھی پہلے کہا ہے کہ requisition آپ نے کیا تھا۔ آپ ہی اگر وقت کی پابندی نہ کریں گے کہ پہلے آپ فیصلہ کریں کہ ہم نے 9.00 بجے تمام مصروفیات سے فارغ ہو کر ہاؤس میں جانا ہے تو اس کے لیے مسئلہ ایوان کے سامنے لے آئیں۔ میرے خیال میں اس کے علاوہ کوئی اور چارہ کار نہیں۔ اب 20 منٹ کے بعد ہم meet کریں گے۔ مہربانی۔

(ہاؤس کی کارروائی 20 منٹ کے لیے ملتوی کی گئی)

(جناب سپیکر وقفہ کے بعد 9-56 پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

چودھری شاہنواز چیمہ۔ جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر' پہلے تو جناب سپیکر' میں نے کہا تھا کہ میں

وزیر تعلیم کی طرف سے سوالات کے جواب دینے کے لیے حاضر ہوں۔ اب میرے لیے کیا حکم ہے کہ میں اپوزیشن کی طرف سے سوالات کروں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر بالکل جائز ہے۔ کیونکہ تمام بنچز خالی پڑے ہیں۔ فاضل اراکین اپوزیشن تشریف نہیں لائے۔ وہ فرما رہے تھے کہ ہماری میٹنگ جاری ہے۔ یہ اجلاس سب سے اہم ہے۔ اپنی پرائیویٹ میٹنگز یا پارلیمانی میٹنگز اجلاس شروع ہونے سے پہلے طے کر لی جاتی ہیں۔ اب میرے خیال میں دس بج گئے ہیں۔ اگر وہ تشریف نہیں لائے تو ہم proceede کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کو لاء اینڈ آرڈر پر تقاریر کرنی ہیں۔ میاں شیخ محمد چوہان (حاضر نہیں تھے) میاں محمد فاروق (حاضر نہیں تھے) سردار حسن اختر موکل اور اگلا سوال بھی سردار حسن اختر موکل صاحب کا ہی ہے۔ (حاضر نہیں تھے) اس سے آگے جناب ارشد عمران سلہری (حاضر نہیں تھے) ملک مختار احمد اعوان صاحب۔

(اس مرحلہ پر میاں عبدالستار اور جناب عثمان ابراہیم ایوان میں تشریف لائے۔)

جناب ڈپٹی سپیکر، سوال نمبر 804 ۔ ملک مختار احمد اعوان۔ کیا آپ نے ان کے behalf پر سوال کرنا ہے۔

MR USMAN IBRAHIM: On his behalf, 804

پرائمری سے مڈل تک درجہ بڑھائے جانے والے سکولوں کی تفصیلات

*804۔ ملک مختار احمد اعوان، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

حکومت صوبہ میں رواں مالی سال کے دوران کتنے پرائمری سکولوں کو مڈل اور مڈل کو ہائی سکولوں کا درجہ دے رہی ہے اور ان سکولوں کی ضلع وار تفصیل کیا ہے؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)، رواں مالی سال میں 59 پرائمری سکولوں کو مڈل کا درجہ دیا جا رہا ہے۔ ضلع وار تفصیل درج ذیل ہے۔

فیصل آباد۔1 ' بہاولپور۔4 ' ٹوبہ ٹیک سنگھ۔7 ' لیہ۔5 ' نارووال 8' خوشاب۔2 ' وہاڑی۔1 ' جہلم۔1 ' سرگودھا۔23' رحیم یار خان۔3' میانوالی۔2 گجرات۔1 ' ساہیوال۔ 1۔ جن مڈل سکولوں کو ہائی کا درجہ دیا جا رہا ہے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے ۔ کل تعداد 17 ہے۔ ساہیوال۔1 سرگودھا۔6 ' وہاڑی۔1 ' جہلم۔ 1 ' گوجرانوالہ۔1 ' سیالکوٹ۔ 1 ' میانوالی۔3 ' ٹوبہ ٹیک سنگھ۔1 ' نارووال۔2۔ یہ کوائف مورخہ 17 اپریل 1994ء تک درست ہیں۔

میاں عبدالستار، جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں عبدالستار صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

میاں عبدالستار، جناب والا! کیا وزیر موصوف صاحب یہ فرمانا پسند کریں گے کہ رواں مالی سال میں کتنے پرائمری سکولوں کو مڈل سکول کا درجہ دیا جا رہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی وزیر تعلیم۔

وزیر تعلیم، اس سلسلے میں عرض ہے کہ رواں مالی سال میں تقریباً تین سو پرائمری سکولوں کو مڈل سکول کا درجہ دیا جائے گا۔

میاں عبدالستار، ابھی بتایا گیا ہے کہ رواں مالی سال میں تقریباً تین سو پرائمری سکولوں کو مڈل سکول کا درجہ دیا جا رہا ہے۔ کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ آیا ان کے اخراجات حکومت پنجاب کے فنڈز سے پورے کیے جائیں گے یا Social Action Programme میں سے کیے جائیں گے؟

وزیر تعلیم، جناب والا! یہ سوشل ایکشن پروگرام کے تحت کام ہو گا۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمایئے۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! سوشل ایکشن پروگرام صرف پرائمری سکولوں کے لیے محدود ہے مڈل سکولوں میں سوشل ایکشن پروگرام نہیں آتا۔ SAP جو ہے It is exclusively for primary education

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! مجھے یہ سن کر بڑا افسوس ہوا ہے جس معزز رکن نے یہ سوال کیا ہے وہ خود سابق وزیر تعلیم پنجاب رہے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ وہ سابق پارلیمانی سیکرٹری تعلیم رہے ہیں۔ تو سوشل ایکشن پروگرام میں مڈل سکولنگ پراجیکٹ بھی ہے اور اس میں خاص طور پر up gradation جو ہے primary to middle یہ ورلڈ بینک کے ساتھ بعد میں arrangement ہوا اس کے مطابق اب SAP کا دائرہ کار پرائمری سے بڑھا کر مڈل تک کر دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہو سکتا ہے کہ ان کے وقت میں یہ صورت حال نہ ہو۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! یہ مڈل سکولنگ پراجیکٹ بالکل مختلف پراجیکٹ ہے اور سوشل

ایکشن پراجیکٹ اس سے بالکل مختلف پراجیکٹ ہے۔ جناب سپیکر! میرا اس میں ضمنی سوال ہے کہ ملک مختار صاحب نے اپنے سوال میں پوچھا ہے کہ رواں سال کے دوران اور یہاں یہ روایت ہے کہ جس دن جوابات دیے جاتے ہیں اس دن سے تاریخ کو calculate کیا جاتا ہے لیکن اس سوال کے جواب میں وزیر تعلیم نے فرمایا ہے کہ یہ کوانف مورخہ 17۔اپریل 1994ء تک درست ہیں۔ جناب سپیکر! یہ تو پچھلے مالی سال کے متعلق وزیرتعلیم نے جواب دیا ہے ۔ لہٰذا میری آپ سے گزارش ہے کہ اس سوال کو pending کیا جائے اور رواں مالی سال سے متعلق اس اجلاس کے دوران وزیرتعلیم صاحب نیا جواب دیں۔

وزیرتعلیم، جناب سپیکر! ملک مختار صاحب نے رواں مالی 95-1994ء کے بارے میں سوال کیا ہے۔ اگرچہ سوال اور جواب جو فہرست نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات میں درج ہے وہ پرانا ہے کیونکہ یہ اسمبلی سیکریٹریٹ کو بہت پہلے بھجوایا گیا ہے ۔ لیکن اب یہ information upto-date ہے اور رواں مالی سال کے بارے میں ہے۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمایے۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! ملک مختار صاحب کے سوال کے آخر میں پوچھا کیا گیا ہے کہ "ان سکولوں کی ضلع وار تفصیل کیا ہے؟" جبکہ جواب میں وزیر تعلیم نے ان کی تعداد بتائی ہے تفصیل نہیں بتائی۔ اس سے پہلے 25 ستمبر کو جو جواب دیا گیا جو پرنٹ ہوا تھا' ہاؤس میں تقسیم بھی ہوا تھا اس میں اس جواب کی تفصیل بھی موجود ہے۔ تو میں پوچھ سکتا ہوں کہ 25 ستمبر کو اسی سوال کے جواب میں تو انہوں نے تفصیل بتا دی ہے اب وہ کیوں تفصیل withdraw کر کے صرف تعداد بتا رہے ہیں؟

وزیر تعلیم، جناب والا! اس وقت میرے سامنے نہ تو 25 ستمبر کا سوال ہے اور نہ ہی اس کا جواب ہے۔ جو سوال اس وقت میرے سامنے ہے میں اس کا جواب دے رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا ملک مختار احمد اعوان صاحب ہاؤس میں تشریف لا چکے ہیں؟ جن کا یہ سوال ہے۔ شاید وہ کوئی بات اس سوال کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہوں؟

جناب عثمان ابراہیم، جناب والا! وہ بھی تشریف لا رہے ہیں لیکن جب آپ نے مجھے ان کے ایماء پر سوال کرنے کی اجازت دی ہے تو مجھے سوال کرنے دیا جائے۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ وزیر تعلیم نے 25 ستمبر کو جو جواب دیا تھا اور ہاؤس میں تقسیم بھی ہوا تھا اس کی کاپی میرے پاس موجود ہے۔ اور اس میں پوری تفصیل دی ہوئی ہے۔ لیکن آج وزیر تعلیم صاحب جو جواب دے رہے ہیں ' آج جو کاپی پرنٹ ہوئی ' جو تقسیم ہوئی ہے اس میں یہ تفصیل نہیں دی گئی۔ لہذا میری درخواست ہے کہ اس سوال کو pending کیا جائے اور دوبارہ تفصیل کے ساتھ اس سوال کا جواب ایوان میں پیش کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' وزیر تعلیم صاحب عثمان ابراہیم صاحب کہتے ہیں کہ اس سوال کے جواب میں تفصیل نہیں دی گئی۔ لہذا اس کو pending کیا جائے۔ آپ کیا کہتے ہیں؟

وزیر تعلیم، جناب والا! اگر فاضل رکن اس پر اصرار کرتے ہیں کہ اس کو pending کر کے اس کا دوبارہ جواب دیا جائے تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ ہم اس کا دوبارہ جواب دے دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔

جناب عثمان ابراہیم، شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال بھی ملک مختار احمد ایوان صاحب کا ہے۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 806۔

سائنس ٹیچرز کی خالی اسامیاں پر کرنے کے لیے اقدامات

*806۔ ملک مختار احمد اعوان، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ میں اس وقت سائنس ٹیچروں کی کتنی اسامیاں خالی ہیں۔

(ب) کیا ان اسامیوں کے مسلسل خالی رہنے سے طلباء کا ناقابل تلافی تعلیمی نقصان نہیں ہو رہا۔

(ج) اگر جزو(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان اسامیوں کو فوری طور پر پر کرنے کے لیے تیار ہے؟

وزیر تعلیم(جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) صوبہ میں اس وقت سائنس ٹیچروں کی 1251 اسامیاں خالی ہیں جن کی تفصیل ڈویژن وار یوں

ہے۔ لاہور۔ 198' گوجرانوالہ۔ 173' فیصل آباد۔ 235' سرگودھا۔ 66' ملتان۔ 208' ڈی جی خان۔ 188' راولپنڈی۔ 73' بہاولپور۔ 120= کل 1251

(ب) جی ہاں۔ تعلیمی نقصان ہو رہا ہے۔ کیونکہ ان کا متبادل انتظام نہیں کیا گیا۔

(ج) پبلک سروس کمیشن کو ان اسامیوں کو پر کرنے کے لیے ڈیمانڈ بھیجی گئی تھی۔ جو کہ اس اعتراض کے ساتھ واپس آگئی ہے کہ محکمہ ان خالی اسامیوں کو منضبط کر کے (consolidate) بھیجے۔ چنانچہ جلد ہی ضروری کارروائی کے بعد ڈیمانڈ دوبارہ پبلک سروس کمیشن کو بھجوا دی جائے گی۔ اور کمیشن کی سفارشات موصول ہونے پر خالی اسامیوں کو پر کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر! تیسری بات اس سوال میں جو چیز پوچھی گئی ہے اس کے جواب میں گزارش ہے کہ چونکہ سیکنڈری سکول سائنس ٹیچر سولہویں گریڈ میں ہیں اور ان کی بھرتی پبلک سروس کمیشن کے دائرہ کار میں ہے۔ محکمہ نے اس سے متعلق پبلک سروس کمیشن کو لکھ کر بھجوایا ہوا ہے۔ انہوں نے درخواستیں مانگی ہوئی ہیں اور اس پر process مکمل ہو رہا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ احساس کرتے ہوئے کہ ہو سکتا ہے کہ پبلک سروس کمیشن سے اس کی فہرست ہمیں تاخیر سے موصول ہو۔ ہم نے meanwhile ڈویژنل سطح کے تمام ڈائریکٹرز کو ہدایت کر دی ہے کہ وہ ایڈہاک بنیادوں پر درخواستیں طلب کر لیں اور ان کو میرٹ کی بنیاد پر فی الفور تعینات کر دیں جب تک کہ پبلک سروس کمیشن سے ایس ایس ٹی سائنس و آرٹس کے منتخب امیدوار نہیں آتے تو اس وقت تک ہم ایڈہاک بنیادوں پر سبجیکٹ سپیشلسٹ اور سیکنڈری سکول ٹیچرز کی تقرریاں تمام سکولوں میں کر دیں اور میرے خیال میں یہ ہم ایک دو ماہ کے اندر ایڈہاک تقرریاں کر لیں گے۔

جناب عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے ابھی فرمایا ہے کہ ایڈہاک بنیادوں پر ہم اسامیاں پر کر رہے ہیں۔ میں عرض کروں گا کہ سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد کیا وہ ایڈہاک بنیادوں پر تقرریاں اس وقت کر سکتے ہیں؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! سپریم کورٹ کا فیصلہ یہ ہے جیسا کہ ماضی میں ہوتا رہا ہے کہ بغیر مشتہر کیے درخواستیں لے کر، تمام رولز اور پروسیجر کو relax کیا جاتا رہا' اگر آپ فرمائیں گے تو ہم ہاؤس کے اندر ریکارڈ بھی پیش کر دیں گے۔ اس میں پچھلے چار پانچ سال کے اندر نہ درخواستیں طلب کی جاتی تھیں' نہ

ان کا انٹرویو ہوتا تھا ' نہ ٹیسٹ ہوتا تھا بلکہ خاموشی سے ہی تمام پروسیجر کو relax کر کے appointment letter ان کے ہاتھ میں پکڑا دیا جاتا تھا جو کہ غیر آئینی' عوام کے مفاد سے متصادم اور میرٹ کی دھجیاں اڑانے کے مترادف تھا۔ اسی لیے یہ معاملہ سپریم کورٹ میں گیا اور سپریم کورٹ نے ایڈہاک بنیادوں پر تقرری کی ممانعت نہیں کی بلکہ صرف یہ کہا ہے کہ یہ درخواستیں باقاعدہ اخبارات میں مشتہر کر کے وصول کی جائیں پروسیجر relax نہ کیا جائے۔ پورا پروسیجر adopt کیا جائے اور میرٹ پر تقرریاں کی جائیں۔ لہذا ہم اس process سے گزر کر ہی ایڈہاک بنیادوں پر تقرریاں کریں گے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سید تابش الوری صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

سید تابش الوری، کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ پبلک سروس کمیشن کو یہ اسامیاں پر کرنے کے لیے کب ڈیمانڈ بھیجی گئی تھی؟ اور کب انہوں نے واپس کی؟

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! اس کے لیے الگ سے ایک سوال کیا جائے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! اس میں بڑے واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ ان اسامیوں کو پر کرنے کے لیے ڈیمانڈ بھیجی گئی تھی جو کہ اس اعتراض کے ساتھ واپس آ گئی ہے کہ ان خالی اسامیوں کو منضبط کر کے بھیجیں۔ تو یہ بڑا اہم اور متعلقہ سوال ہے' وزیر موصوف کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ ڈیمانڈ کب بھیجی گئی تھی اور کب پبلک سروس کمیشن نے اسے واپس بھیجا ہے۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! یہ متعلقہ سوال نہیں ہے کہ کس تاریخ کو بھجوائی گئی تھی۔ اس کے لیے اگر الگ سے سوال کیا جائے تو جواب دیا جا سکتا ہے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! اگر یہ بتایا جائے کہ یہ ڈیمانڈ کب بھیجی گئی تھی تو اس سے معلوم ہوگا کہ انہوں نے اس میں کتنی تاخیر سے کام لیا ہے اور ان اسامیوں کو خالی رکھنے میں خود محکمے کا کتنا ہاتھ ہے۔ یہ ہمیں اسی طریقے سے معلوم ہو گا جب ہمیں یہ علم ہو گا کہ یہ ڈیمانڈ کب سے ہے؟ یہ اسامیاں کب سے خالی چلی آ رہی ہیں؟ اور اس کے نتیجے میں جو سائنس ٹیچرز وہاں موجود نہیں اس وجہ سے وہاں کتنا تعلیمی نقصان ہوا ہے۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ سب کچھ ہمیں ورثے میں ملا ہے۔ یعنی جب سے ہماری

حکومت برسراقتدار آئی ہے اس وقت پہلے سے یہ مسئلہ موجود تھا کہ بہت سارے سکولوں میں لاتعداد سائنس ٹیچرز کی اسامیاں خالی پڑی تھیں۔ چنانچہ ہم نے سب سے پہلے یہ فیصلہ کیا کہ ان اسامیوں کو فی الفور پبلک سروس کمیشن کو بھجوایا جائے۔ لیکن پبلک سروس کمیشن کا طریق کار ذرا لمبا ہے جس کے باعث تاخیر ہوئی چنانچہ ہم نے ایڈہاک بنیادوں پر تقرریاں کرنے کا فیصلہ کیا ہے لیکن جیسے ہی پبلک سروس کمیشن کی طرف سے منتخب کردہ افراد آئیں گے ہم ایڈہاک بنیادوں پر کی گئی تقرریاں واپس لے لیں گے اور پبلک سروس کمیشن کے منتخب کردہ افراد کو وہاں تعینات کیا جائے گا۔

میاں عبدالستار، پوائنٹ آف آرڈر! محترم وزیر تعلیم صاحب فرمارہے کہ ہمیں یہ بات ورثے میں ملی ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم نے تو انھیں بہت کچھ ورثے میں دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں صاحب This is no point of order please, this is no point of order پلیز تشریف رکھیں دیکھیں نا اس طرح کی بات ٹھیک نہیں۔ آپ کو بڑا وقت ملے گا میں چاہتا ہوں کہ لاء اینڈ آرڈر پہ آپ کو زیادہ سے زیادہ وقت ملے۔ جی سید ظفر علی شاہ صاحب۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! وزیر موصوف نے جس طریقے سے جواب دیے وہ آپ کے سامنے ہیں انھوں نے کہا ہے کہ تعلیمی نقصان ہو رہا ہے۔ صرف یہ اتنا بتا دیں کہ ان کی حکومت مزید کتنا عرصہ تعلیمی نقصان کرتی رہے گی کیا انھوں نے اپنے طور پر وقت کا تعین کر لیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ان کو بتا دیں۔

وزیر تعلیم، جناب والا! یہ تو ضمنی سوال بنتا ہی نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں۔

وزیر تعلیم، فاضل رکن کے بارے میں میرا اندازہ ہے کہ بڑی اچھی پارلیمانی روایات رکھنے والے ہیں۔ تو ہماری حکومت انشاء اللہ مزید چار سال قائم رہے گی۔ 1998ء تک ہم عوام کی خدمت کرتے رہیں گے۔

سید ظفر علی شاہ، ان کی حکومت کا عرصہ کتنا رہ گیا ہے وہ مجھے اپنے طور پر پتا ہے ان کو بتانے کی ضرورت نہیں۔ لیکن میں نے صرف یہ پوچھا ہے کہ یہ مزید کتنا عرصہ تعلیمی نقصان کرتے رہیں گے۔ یہ میرا سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں نہ آپ نے پہلے نقصان کیا ہے اور نہ اب نقصان کرنے کا ارادہ

ہے۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! ہمیں توقع ہے کہ انشاء اللہ عوام کی خدمت اور تعلیمی مسائل 1998ء کے بعد بھی مزید پانچ سال تک یہ سلسلہ جاری رہ سکتا ہے۔ ہماری اتنی کارکردگی ہے اور اپوزیشن کی نا اہلی کی بنیاد پر---

جناب ایس اے حمید: جناب والا! یہ اسامیاں کب سے خالی ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ اسامیاں کب سے خالی ہیں؟

وزیر تعلیم: جب محترم عثمان ابراہیم صاحب وزیر تعلیم تھے اس وقت سے یہ اسامیاں خالی ہیں۔

جناب عثمان ابراہیم: جناب والا' میں نکتہ ذاتی وضاحت پہ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی!

جناب عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! میں اڑھائی سال وزیر تعلیم رہا اور میرے دوست کو بھی منسٹر بنے ایک سال ہو گیا ہے۔ آپ اسی سوال کا ان کا جواب 25 ستمبر اور 30 اکتوبر کا بھی دیکھیں تو دونوں میں تضاد ہو گا۔ ایک ہی سوال میں کبھی یہ کچھ جواب دیتے ہیں کبھی کچھ دیتے ہیں---

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ۔ personal explanation صرف اسی حد تک ہوتی ہے

جناب عثمان ابراہیم: میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ ان کی کارکردگی دیکھیں---

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ personal explanation ہے تقریر نہیں۔ میرے خیال میں اس پر بڑے سوال آ چکے ہیں۔ اگلا سوال خواجہ ریاض محمود صاحب۔

خواجہ ریاض محمود: سوال نمبر 821

گورنمنٹ ہائی سکول گلبرگ کے بچوں کے لیے تفریحی سامان کی فراہمی

*821۔ خواجہ ریاض محمود: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) آیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول برائے گونگے و بہرے گلبرگ لاہور میں بچوں کی تعداد کے مطابق فرنیچر مہیا کیا گیا اور بچے زمین پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

(ب) آیا یہ درست ہے کہ ان بچوں کے لیے ٹرانسپورٹ کا کوئی انتظام نہیں ہے جس کی وجہ سے

بچوں کو سکول میں آنے جانے میں دقت ہوتی ہے۔

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ ان بچوں کے لیے کھیل کود اور دیگر تفریحی سامان مہیا نہیں کیا گیا۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ سکول میں جملہ شکایات کب تک دور کر دی جائیں گی اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)۔

(الف) یہ درست نہ ہے تاہم بچوں کی تعداد بڑھنے سے موجودہ فرنیچر ناکافی ہوتا جا رہا ہے مزید برآں پرانا فرنیچر بھی مرمت طلب ہے اس لیے کوشش کی جائے گی کہ اگلے مالی سال میں کچھ رقم نیا فرنیچر خریدنے کے لیے حکومت سے مختص کروائی جائے اور پرانا فرنیچر مرمت کروایا جائے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ سکول ہذا کے لیے دو بسیں فراہم کی گئی ہیں۔ ایک بوجہ بہت پرانی ہونے کے ناکارہ /ناقابل استعمال پڑی ہے۔ جسے ضابطہ کے تحت نیلام کر دیا جائے گا۔ خراب بس کی جگہ متبادل بس کا انتظام پرائیویٹ طور پر کیا گیا ہے۔ لہذا بچوں کو سکول پہنچنے میں کوئی مسئلہ درپیش نہیں ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ چونکہ سکول ہذا میں کوئی گراؤنڈ نہیں ہے۔ لہذا تفریحی سامان مہیا نہیں کیا گیا۔ تاہم ان ڈور گیمز کا سامان موجود ہے اور طلباء اس سے استفادہ حاصل کرتے ہیں۔

(د) ابھی حال ہی میں محترم وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے ہدایت موصول ہوئی ہے کہ اگر سکول کے متعلقہ کوئی گراؤنڈ خالی ہے تو اس کی اطلاع کی جائے تاکہ وہ سکول کے نام کروا دی جائے۔ سکول کے ملحقہ ایل ڈی اے کا پارک موجود ہے اس کے حصول کے لیے ضروری کارروائی کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ بات درست نہ ہے گورنمنٹ ہائی سکول برائے گونگے بہرے مجرگ لاہور میں فرنیچر میسر نہیں۔ چونکہ بچوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے اس لیے فرنیچر میں کمی واقعہ ہوئی ہے۔ چونکہ یہ جواب طبع شدہ پچھلے سال کا ہے لیکن latest پوزیشن یہ ہے کہ وہاں پر موجود ٹوٹے پھوٹے فرنیچر کی ہم نے مرمت کروا لی ہے۔ جہاں تک جز (ب) کا تعلق ہے کہ اس میں

بچوں کے لیے ٹرانسپورٹ کا انتظام نہ ہے یہ بات بھی درست نہیں۔ اس وقت سکول ہذا میں دو بسیں موجود ہیں۔ ان میں سے ایک پہلے بھی بالکل باقاعدگی سے چل رہی ہے اور اب بھی چل رہی ہے۔ دوسری خراب بس کی مرمت بھی ہم نے کروالی ہے اور جہاں تک جز (ج) کا تعلق ہے کہ سکول ہذا کے پاس گراونڈ نہیں یہ درست ہے چونکہ اس کے ارد گرد ایسا گراونڈ موجود نہیں۔ جب کبھی ضرورت محسوس ہوتی ہے تو قریب ہی ایل ڈی اے کے adjoining گراونڈ میں بچوں کو لے جایا جاتا ہے اور وہیں پر ان بچوں کے کھیل کود کا انتظام ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں ہم نے پورے پنجاب میں یہ سرکلر جاری کیا ہے کہ جہاں جہاں adjoining state land موجود ہیں وہاں ہم چار چار ایکڑ سکولوں کو فراہم کریں۔ تو اب جو صورت حال یہ ہے کہ پچھلے دنوں ہم نے والدین اور ٹیچرز پر مشتمل ایسوسی ایشن تشکیل دی ہے۔ اس ایسوسی ایشن نے سو کرسیاں بطور عطیہ دی ہیں۔ مزید یہ کہ اس پر آئندہ بھی پوری توجہ رہے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جواب میں ان سو کرسیوں کا ذکر ہے؟

وزیر تعلیم، میں اضافی معلومات فراہم کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں، نہیں۔ طریق کار یہ ہے کہ ہاوس نے جو جواب ممبران کو سپلائی کیا ہے آپ نے وہ پڑھنا ہے۔ اگر کوئی مزید بات ہے تو اس کے بعد کریں۔ یہ تو میں بھی نہیں سمجھ رہا کہ آپ کیا جواب دے رہے ہیں۔ کیونکہ یہاں لکھا کچھ ہے آپ بول کچھ رہے ہیں۔

ایک معزز ممبر، آپ نے اپوزیشن کو خوش کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں، اپوزیشن کو خوش نہیں کیا۔ مسئلہ یہ ہے کہ ان جوابات پر اتنی محنت ہوتی ہے اتنی رقم خرچ کی جاتی ہے جواب بنائے جاتے ہیں آپ اس کے مطابق جواب دیں۔ تاکہ جو کاپی سب کے پاس مہیا ہے۔ جی خواجہ صاحب!

خواجہ ریاض محمود، میرے نوجوان۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں، آپ ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں یا تقریر کرنا چاہتے ہیں؟

سید تابش الوری، یہ ضمنی تقریر کرنا چاہتے ہیں۔

خواجہ ریاض محمود، جناب والا! آپ کو چاہی ہے کہ میری تو ہر بات پہ تقریر ہوتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ضمنی سوال کریں۔

خواجہ ریاض محمود، جناب والا! یہ باتیں جو جواب میں کہی گئی ہیں۔ وہ تو محکمے نے لکھ کر دی ہیں اور وزیر موصوف نے یہاں ایوان میں پڑھ دی ہیں۔ اصل صورت حال یہ ہے کہ یہ سکول گھبرگ میں جنرل ضیاء الحق صاحب کی سرپرستی میں کھولا گیا تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، خواجہ صاحب! آپ بڑے ہی قابل احترام اور معزز رکن ہیں یہ وقفہ سوالات ہے آپ کا سوال آیا انھوں نے جواب دیا۔ اب اگر آپ نے کوئی بات پوچھنی ہے تو ضمنی سوال کر کے پوچھ سکتے ہیں۔

خواجہ ریاض محمود، میں عرض کرتا ہوں کہ گونگے بہرے اور معذور۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، خواجہ صاحب! طریق کار کے مطابق آپ سوال کریں ضمنی سوال ایک یا دو فقروں میں ہوتا ہے۔ آپ اپنا سوال put کریں کہ "متعلقہ وزیر اس بارے میں کیا کہیں گے"؟

خواجہ ریاض محمود، جناب والا! یہاں پر ایک ایک سیکنڈ میں پندرہ پندرہ، بیس بیس، وزیر کھڑے ہو کر ہمارا مذاق اڑاتے ہیں اور میں اندھے گونگے اور بہروں کی بات آپ تک نہیں پہنچا سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، I call the House to order. جی، خواجہ صاحب!

خواجہ ریاض محمود، جناب والا! وزیر تعلیم میرے بڑے اچھے بھائی ہیں اور محکمہ تعلیم کے نظام کو بہتر بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ذرا تمہید باندھ کر آپ کو بتاؤں گا تو شاید آپ بھی ترس کھا جائیں گے۔ جب سے یہ سکول بنا ہے اس وقت سے چار پانچ سو اندھے گونگے معذور ٹانگوں سے محروم بچے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ جسمانی لحاظ سے انتہائی کسمپرسی کی حالت میں ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ میری رولنگ پر عمل نہیں کر رہے۔

خواجہ ریاض محمود، جی، میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سپیکر کوئی بات کرتا ہے فاضل رکن اس کی بات مان نہیں رہا۔ آپ ان پہ سوال کریں۔

خواجہ ریاض محمود، میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ جب سے یہ سکول بنا ہے اسے کتنی بار فرنیچر سپلائی کیا گیا ہے؟ اگر آپ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، دوسری بات آپ اگلے سوال میں پوچھیں۔ منسٹر صاحب خواجہ صاحب پوچھ رہے ہیں کہ جب سے سکول بنا ہے حکومت نے کتنی بار فرنیچر دیا ہے۔ اس سکول کا فرنیچر تبدیل کیا ہے یا وہی چلا آ رہا ہے؟

وزیر تعلیم، جناب والا! پہلے تو میں محترم خواجہ ریاض محمود صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ حکومت نے واقعی پچھلے ایک سال میں تعلیم کے فروغ کے لیے بڑے اقدامات کیے ہیں۔ اس پر میں ان کا شکر گزار ہوں۔ انھوں نے تسلیم کیا اچھی بات تسلیم کر لینا ہی بڑے حوصلے کی بات ہوتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ فرنیچر تبدیل نہیں کیا جاتا بلکہ جو ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے اسے مرمت کیا جاتا ہے۔ حکومت کے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ ہر پانچ سال کے بعد فرنیچر تبدیل کر دیا جائے تو جہاں ضرورت ہوتی ہے جہاں فرنیچر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو ہم اسے مرمت کروا دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ خواجہ صاحب! اگر اب کوئی سوال ہے تو آپ پوچھ سکتے ہیں۔

خواجہ ریاض محمود، جناب والا! میں دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ کیا وزیر موصوف یہ جانیں گے کہ وہاں پر نادار اندھے بچوں کے والدین کے کئی مرتبہ اصرار کے باوجود ان کو فرنیچر مہیا نہ کیا گیا تو ان کے لخت جگر ننگے فرش پر بیٹھتے رہے۔ تو انھوں نے کہا کہ ہم والدین اور ٹیچرز پر مشتمل ایسوسی ایشن بنا کر فرنیچر فراہم کرتے ہیں۔ کیا یہ حقیقت ہے کہ انھوں نے مجبور ہو کر کئی سال کے انتظار کے بعد اس سکول میں فرنیچر سپلائی کیا ہے اور گورنمنٹ سپلائی نہیں کر سکی؟

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ جی وزیر تعلیم صاحب!

وزیر تعلیم، جناب والا! یہ تو ایک تلخ حقیقت موجود ہے یہ تو صرف لاہور کے ایک سکول کی بات کر رہے ہیں۔ سابقہ حکومتوں کی پالیسی درست نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے 47 ہزار پرائمری سکولوں میں ٹاٹ میسر ہیں اور کہیں پر ٹاٹ بھی میسر نہیں۔ بچے زمین پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ یہ کریڈٹ بھی ہماری منتخب حکومت کو جاتا ہے کہ رواں مالی سال میں ہم چھ سو سکولوں کو فرنیچر فراہم کرنے لگے ہیں اور مرحلہ وار پروگرام کے تحت آئندہ پانچ سال میں ہم 47 ہزار سکولوں کو فرنیچر فراہم کریں گے۔ پچاس سال سے بچے زمین پر اور ٹاٹوں پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب ارشد عمران سلہری۔ I call the House to order. اتنے شور میں وزیر موصوف کو سنائی بھی نہیں دے گا۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ گلبرگ میں سکول کے لیے بچوں کے لیے گراؤنڈ نہیں وہاں پر وہ گراؤنڈ کے لیے بندوبست کرنا چاہتے ہیں۔ اس سلسلے میں ایل ڈی اے کے پارک کو حاصل کرنے کے لیے کارروائی شروع کردی ہے۔ اس لیے میرا وزیر موصوف سے یہ سوال ہے کہ وہ پبلک پارک جو وہاں کے رہائشیوں کے لیے بنایا گیا ہے ان کو اس پارک کا متبادل کیا وہ دیں گے؟

وزیر تعلیم، اس پارک کو ہم پبلک پارک ہی رہنے دینا چاہتے ہیں دن کو وہ پارک سکول کے بچے استعمال کریں گے اور شام کو شہری استعمال کریں گے ۔ بجائے اس کے کہ صرف سکول کے لیے چار دیواری بنا دی جائے اور عوام اس سے محروم ہو جائیں ہم نے اس کا ڈبل استعمال رکھا ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! جواب میں لکھا ہے کہ اس پارک کے حصول کے لیے کارروائی شروع کردی گئی ہے۔

وزیر تعلیم، جناب والا! اس کے متعلق عرض کردوں کہ ہم نے صرف استعمال کرنے کی اجازت مانگی ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! یہ پھر اپنے جواب میں ترمیم کریں اور اس سوال کو بھی جناب سپیکر آپ موخر کریں۔

وزیر تعلیم، جناب والا! میں تو اس سوال کا جواب بڑی وضاحت کے ساتھ دے چکا ہوں ارشد عمران سلہری صاحب کو معلوم نہیں میری بات سمجھ کیوں نہیں آ رہی حالانکہ یہ خود پنجاب یونیورسٹی کے سابقہ سٹوڈنٹ لیڈر بھی رہے ہیں۔ آہستہ آہستہ انہیں میری بات سمجھ آنا شروع ہو جائے گی۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ وزیر موصوف جو وضاحت اب کر رہے ہیں طبع شدہ جواب میں بھی ترمیم کریں۔ کیونکہ یہاں لکھا ہے کہ اس پارک کے حصول کے لیے محکمہ تعلیم نے کارروائی شروع کر دی ہے۔اس لیے اس سوال کو مؤخر کیا جائے۔

وزیر تعلیم، جناب والا! جو بات میں on the floor of House کہہ رہا ہوں وہ زیادہ مستند ہے۔ جواب میں تو کوئی طباعت کی غلطی بھی ہو سکتی ہے---

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! اگر طباعت میں کوئی غلطی ہے تو اسے مؤخر کر دیا جائے---

وزیر تعلیم، جناب والا! میں نے یہ نہیں کہا کہ جواب غلط چھپا ہوا ہے بلکہ میں نے یہ کہا ہے کہ طباعت کی غلطی بھی ہو سکتی ہے لیکن جو بات میں on the floor of House کہہ رہا ہوں وہ زیادہ مستند ہے۔ یہاں میں یہ بات بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں اگر محکمہ تعلیم نے اس قسم کا کوئی لیٹر اگر بھجوایا بھی ہو گا کہ یہ پارک ہمارے حوالے کردیں تو ہم وہ لیٹر واپس لے لیں گے۔ یہ پارک عوام کے پاس ہی رہے گا صرف سکول ٹائم میں ہم سکول کے بچوں کے لیے استعمال کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب سجاد حیدر صاحب۔

سید سجاد حیدر کرمانی، جناب والا! میرا ضمنی سوال جواب کے حصہ (ج) اور (د) سے ہے۔ سب سے پہلے تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس امر کی وضاحت کی جائے۔ یہ رقم طراز ہیں کہ اگر سکول کے متعلقہ کوئی گراؤنڈ خالی ہے۔ متعلقہ کو میں کتابت کی غلطی سمجھوں اور یہ لفظ ملحقہ ہے۔ اگر تو یہ فرماتے ہیں کہ یہ ملحقہ ہے تو پھر مجھے اس پر کوئی سوال کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔ دوسرا یہ ہے کہ اس کی بھی وضاحت فرمائیں گے کہ جز (ج) میں فرماتے ہیں کہ indoor گیمز کا سامان موجود ہے اور طلباء اس سے استفادہ حاصل کرتے ہیں۔ کیا یہ وضاحت کریں گے کہ یہ indoor گیمز کس قسم کی ہیں ان کے نام کیا ہیں؟

وزیر تعلیم، جناب والا! فاضل رکن جناب سجاد حیدر کرمانی صاحب خود وفاقی وزیر تعلیم رہے ہیں اس لیے مجھے ان کے مرتبے کا بھی احساس ہے اور میں ان کا بے حد احترام کرتا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ سکول میں indoor گیمز سے مراد وہاں پر کیرم بورڈ ہے ٹیبل ٹینس ہے اور ایسے کھیل جو کمرے کے اندر کھیلے جا سکیں وہ indoor گیمز میں آتے ہیں۔ اس کے لیے سہولیات ہم نے مہیا کی ہوئی ہیں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ متعلقہ گراؤنڈ سے کیا مراد ہے؟ یہ میں نے پورے پنجاب کی بات کی ہے۔ پورے پنجاب کی ایسی درسگاہیں جن کے ساتھ ملحقہ پلاٹ یا پارک ہیں اور یہ کوئی سرکاری زمین ہے یا کارپوریشن کی زمین ہے اس کے لیے ہم کوشش کر رہے ہیں کہ یہ محکمہ تعلیم کو منتقل کر دی جائیں تاکہ بچوں کو کھیلوں کی سہولیات بہم پہنچا سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال نمبر 827 سردار غلام احمد خان گادھی صاحب کا ہے۔ اس کا جواب موصول نہیں ہوا' اس لیے یہ pending رہے گا۔

خواجہ ریاض محمود، جناب والا! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ یہ معاشرے کا مظلوم ترین طبقہ ہے جس کے بارے میں میں نے سوال کیا ہے اور اس کے لیے سات آٹھ ماہ تک انتظار بھی کرتا رہا اس کو اس طرح سے kill نہ کیا جائے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں اسے kill تو نہیں کیا جا رہا۔

خواجہ ریاض محمود، جناب والا! میں جناب وزیر تعلیم صاحب کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے درمیان سیاسی کھچاؤ کی بھینٹ معذور اور نابینا بچوں کو نہ چڑھایا جائے۔ اگر وزیر تعلیم کے پاس وقت ہو تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر وہ سکول دکھانا چاہتا ہوں۔ تاکہ وہ خود مقامی سطح پر ان بچوں کی حالت زار دیکھ سکیں۔ یہ پنجاب کے وزیر تعلیم ہیں بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ میں پھر اس سلسلے میں کوئی توقع رکھوں۔ بجائے اس کے کہ میں سوال پر سوال کرتا جاؤں میرا دل ان مظلوم بچوں کو دیکھ کر جلا ہوا ہے۔ جناب سپیکر! میں نے ابھی اپنے سینے کی بات نہیں کھولی میں اگر وہاں کی پوری داستان کھول دوں گا تو خدا کی قسم دونوں طرف بیٹھے ہوئے لوگ آنکھوں میں آنسو لے کر رونے لگ جائیں گے ۔ سکول کے بچے اس کسمپرسی کی حالت میں ہیں کہ خدا کے سوا ان کا وہاں پر کوئی پرسان حال نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ چودھری شاہ نواز چیمہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر اوقاف، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ خواجہ صاحب کا سینہ چاک کر کے دیکھا جائے کہ وہ جو کچھ فرما رہے ہیں درست ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ خواجہ صاحب آپ تشریف رکھیں میں آپ کو فی الحال اجازت نہیں دے رہا میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔ شاہ نواز چیمہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو گئے تھے میں نے ان کے پوائنٹ آف آرڈر کو disallow کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ میں نے آپ سے یہ گزارش کرنی ہے کہ یہ آپ کا وقفہ سوالات ہے اور ابھی بہت سے سوالات پڑے ہیں اگر آپ اس طرح سے تقریریں کریں گے تو جن فاضل اراکین کے بعد میں سوالات آنے ہیں وہ رہ جائیں گے۔ خواجہ صاحب آپ اب پرانے پارلیمنٹرین ہیں آپ ماشاء اللہ لاہور کے میئر بھی

رہے ہیں۔ آپ دوسروں کو ہی دیکھ لیں ارشد عمران سلہری صاحب کس طرح سے سوالات کر رہے ہیں۔ سجاد حیدر کرمانی صاحب کو آپ نے دیکھا سوال آپ کا ہے لیکن وہ سوالات کر رہے ہیں۔ کیا آپ ان کی نقل بھی نہیں مار سکتے کیا ایسے سوال کیا جاتا ہے---

خواجہ ریاض محمود، جناب والا! آپ مجھے وضاحت کا موقع تو دیں---

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ شروع سال سے ہی ایک طرح کی باتیں کر رہے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔ اس سلسلے میں قائد حزب اختلاف کی بھی توجہ چاہتا ہوں آپ کم از کم اپنے فاضل اراکین کو سمجھائیں جو اس طرح کی صورت حال پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ یہ سارا آپ کا وقت ہے۔ اس لیے آپ ایسی صورت حال نہ پیدا کرنے دیا کریں۔ سپیکر کے لیے بھی اس طرح مشکل پیدا ہو جاتی ہے۔

چودھری پرویز الٰہی، اصل میں خواجہ صاحب ایک اہم معاملے کی طرف توجہ دلا رہے تھے۔ معاملے کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے انہوں نے پرجوش باتیں کی ہیں---

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں ان کو تو میں نے موقع دیا ہے پھر ان کو یہ بھی بتایا ہے کہ ضمنی سوال اس طرح سے کیا جاتا ہے وہ کہتے ہیں کہ میرا سوال ہی kill کردیا ہے ۔ جب کہ میں نے اس سوال پر چار پانچ ضمنی سوال بھی کروائے ہیں---

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! اگر اجازت دے دیں تو ایک نکتہ پر گزارش کرنا چاہوں گا۔ کہ کل ایک چیز ٹیلی ویژن پر لائیو مناظرے کے بارے میں طے ہوئی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ بات ابھی آجاتی ہے۔

چودھری پرویز الٰہی، صرف ایک پوائنٹ ہے۔ مخدوم الطاف صاحب سینئر منسٹر یہاں پر موجود ہیں میں ان سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ کل جو بات ہوئی تھی کہ ٹی وی پر لائیو مناظرہ ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ ابھی وقفہ سوالات ہے۔

چودھری پرویز الٰہی، میرا صرف ایک پوائنٹ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں رولز کے مطابق چلوں گا چاہے قائد حزب اختلاف ہوں یا قائد ایوان۔ میں سب کو یہاں رولز کے مطابق چلانا چاہتا ہوں۔ یہ یہاں پر ایسی بات نہیں ہو گی۔ آپ تشریف رکھیں۔

وقفہ سوالات کے بعد بات ہو گی۔ وقفہ سوالات نہایت ہی اہم ہے یہ کوئی ایسی بات نہیں آپ کا چیلنج آ گیا ہے یہاں بھی آ گیا ہے اور اخبارات میں بھی آ گیا ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب یہاں پر تشریف لائیں گے اس وقت مناسب وقت ہو گا۔ وصی صاحب آپ کس پوائنٹ پر ہیں۔ کیا پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟

چودھری محمد وصی ظفر، جناب! پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! [*******] (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا میں اس کو حذف کرتا ہوں۔ میں پریس کو بھی ہدایت کرتا ہوں کہ اسے شائع نہ کیا جائے۔ میں اس کو یہاں کارروائی کا بھی حصہ بننے نہیں دیتا۔ پھر اس پر بات کیا کرنی ہے۔

خواجہ ریاض محمود، جناب والا! آپ کے کہنے پر میں معاف کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مہربانی شکریہ۔ ہاں جی سردار غلام احمد خان کادھی۔ ہم آگے چلیں۔ جی پوائنٹ آف آرڈر۔ پہلے تابش الوری کی بات سن لیں۔ یہ اس اجلاس میں ذرا کچھ دھیمے ہیں۔ میں محسوس کر رہا ہوں یہ بڑے سمجھ دار ہیں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں سنجیدہ بحث سے ہٹ کر کچھ کہنا چاہتا تھا کہ آپ مستقبل بین کی شہرت رکھتے ہیں۔ مستقبل بین یعنی مستقبل کو دیکھنے والے کی شہرت رکھتے ہیں اور ہوا کا رخ بھی بہتر طور پر پہچانتے ہیں۔ آپ نے ابھی جناب پرویز الٰہی کو قائد حزب اقتدار کہا ہے۔ تو ہم پوچھنا چاہ رہے ہیں کہ آپ نے کچھ دیکھ لیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین۔۔۔ قہقہے۔۔۔)

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ چھلجھڑی تو ہو سکتی ہے اس کا کارروائی سے کوئی تعلق نہیں۔ ایس اے حمید صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔ بڑی ضروری بات ہے۔ گزارش ہے کہ میاں منظور احمد وٹو وزیر اعلیٰ نے اپنی ایک سال کی کارکردگی ٹیلی ویژن پر بتائی ہے۔ اور جو سب سے عجیب بات ہے کہ آج لاہور میں کرکٹ کا میچ ہو رہا ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: This is no point of order

جناب ایس اے حمید، جناب والا! مجھے بعد میں اجازت دے دی جائے۔

*** (حکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاں یہ ٹھیک ہے آپ اس پروسیجر کو adopt کرلیں تو سارا مسئلہ ہی حل ہوجائے اور کارروائی ٹھیک چلے گی۔ جی' میاں محمد ثاقب خورشید صاحب۔

میاں محمد ثاقب خورشید: سوال نمبر 829

طلباء کو دی گئی رعائتوں کا خاتمہ

*829۔میاں محمد ثاقب خورشید: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 1974ء تا 1993ء میٹرک کے امتحانات میں طلباء کو مندرجہ ذیل رعائتیں دی جاتی رہی ہیں۔

1۔ گریس مارکس۔

2۔ ایک مضمون میں فیل ہونے پر بھی پاس ہونے کی سند جاری کر دی جاتی تھی۔

3۔ فیل ہونے کی صورت میں تین بار ضمنی امتحانات میں شرکت کی اجازت دی جاتی تھی۔

(ب) اگر جز(الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ رعائتیں ختم کرنے کے احکامات کی تفاصیل ایوان میں پیش کی جائیں؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)۔

(الف) (1) یہ بھی درست ہے کہ صرف میٹرک کی سطح پر ایک مضمون میں فیل ہونے کی صورت میں 1992ء تک سند جاری کر دی جاتی رہی ہے۔ مزید ایک مضمون میں فیل ہونے والے طلباء و طالبات کو دوسرے صوبوں میں داخلہ نہیں ملتا تھا۔ اس بناء پر طلباء و طالبات کو مزید محنت کے رجحان پیدا کرنے اور معیار تعلیم بلند کرنے کی غرض سے یہ رعایت 1993ء سے ختم کر دی گئی تھی۔

(2) یہ درست ہے کہ 1984ء تک متواتر چار مواقع تھے تو 1985ء سے متواتر تین مواقع کر دیے گئے اور 1993ء سے دو مواقع کر دیے گئے ہیں۔ ہم نے ماضی کی طرح اس کو بڑھا کر تین مواقع ہی کر دیے ہیں۔ یہ سہولت صرف چار یا چار سے کم مضامین میں فیل ہونے والے امیدواروں کو اگلے دو امتحانات میں فیل شدہ مضامین پاس کرنے کے لیے شرکت کی اجازت ہوتی تھی یہ سہولت بدستور بحال ہے۔

(ب) جہاں تک جزو (ب) کا تعلق ہے تو یہ فیصلہ ا کتوبر 1992ء میں کیا گیا تھا کہ 1993ء کے سالانہ امتحان سے صرف دو مضامین میں فیل ہونے والے امیدواران ہی ضمنی امتحان میں شریک ہو سکیں گے۔ نومبر 1994ء سے سالانہ امتحان سے صرف ایک مضمون میں فیل ہونے والے امیدوار اگلے ضمنی امتحان میں شریک ہوسکیں گے۔ گریس مارکس کی رعایت بھی ختم کر دی گئی تھی۔ چونکہ پنجاب کی شرح خواندگی زیادہ بہتر نہیں تو ایک محتاط اندازے کے مطابق کل آبادی کا ایک فی صد طلباء ہی ہر سال میٹرک تک پہنچتے ہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ سابق حکومت کا یہ فیصلہ غیر دانش مندانہ اور جذباتی تھا۔ لہذا موجودہ حکومت نے یہ فیصلہ واپس لے لیا ہے اور طلباء کی سابقہ صورت بحال کر دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

میاں محمد ثاقب خورشید: میں ایک ضمنی سوال پیش کرنا چاہتا ہوں کہ میرے سوال کے حصہ (ب) میں آخری لائن کے ساتھ لکھا ہے کہ سابق حکومت کا فیصلہ غیر دانش مندانہ اور جذباتی تھا۔ میں اس سلسلے میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر تعلیم بتانا پسند فرمائیں گے کہ جہاں تعلیمی معیار یہ ہو کہ صرف 14 فی صد طلباء میٹرک پاس کر سکیں وہاں گریس مارکس سسٹم ختم کر کے ان کے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں۔ اگر گریس مارکس لے کر 18 نمبروں والا وزیر اعلیٰ اور وزیر تعلیم بن سکتا ہے تو بےچارے طلباء پر ظلم کیوں؟

MR DEPUTY SPEAKER: This is no supplementary

میاں محمد ثاقب خورشید: جناب والا! یہ وزیر اعلیٰ صاحب پیپلز پارٹی کے گریس مارکس لے کر وزیر اعلیٰ بنے ہیں یہ ان کا غیر دانش مندانہ فیصلہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے یہ پہلے سے لکھا ہوا ہے۔ یہ ضمنی سوال نہیں۔ جناب عثمان ابراہیم صاحب۔

جناب عثمان ابراہیم: معیار تعلیم بلند کرنے کی غرض سے یہ رعایت 1993ء سے ختم کر دی گئی تھی۔ یہ کہتے ہیں کہ سابقہ حکومت کا یہ فیصلہ غیر دانش مندانہ اور جذباتی تھا۔ ان کا کون سا جواب درست ہے جزو (الف) یا جزو (ب) والا۔ ایک طرف تو یہ درست کہہ رہے ہیں اور دوسری طرف یہ کہہ رہے ہیں کہ طلباء میں معیار تعلیم کو بڑھانے کے لیے سابقہ حکومت نے جو پالیسی بنائی تھی وہ غیر دانش مندانہ اور

جذباتی فیصلے پر مبنی تھی۔

وزیر تعلیم، گزارش یہ ہے کہ ہم شرح خواندگی میں اضافے اور معیار تعلیم میں بہتری پیدا کرنے کے لیے بہت سے اقدامات اٹھا رہے ہیں۔ اور یہ پالیسیاں عوام کے مفاد میں ہیں اور ان میں اصلاح کا پہلو ہر وقت موجود رہتا ہے۔ جیسے جیسے تجربات سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ پالیسی جو پہلے سے چلی آ رہی ہے اس میں فلاں خرابی ہے تو ان میں حالات کے ساتھ تبدیلی کر دی جاتی ہے۔ کوئی ایسی بات نہیں۔ اگر اپوزیشن کے ذہن میں کوئی اور تجاویز ہوں تو اس پر ہم ان سے بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں۔ تو میں اپنی بات پر آتا ہوں۔ ہم چاہتے ہیں کہ طلبا کو مناسب سہولتیں بھی میسر رہیں اور انھیں اتنی کھلی چھٹی بھی نہ دی جائے کہ وہ پڑھنا چھوڑ دیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس دفعہ امتحانات کے موقع پر ہم نے نقل کو خاص طور پر ایف اے اور میٹرک کے امتحانات میں اور کافی حد تک بی اے کے امتحانات میں کافی کنٹرول کیا ہے۔ انشاء اللہ اس سے شرح خواندگی اور معیار تعلیم میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ شکریہ۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! میرے سوال کا تو انھوں نے بالکل جواب نہیں دیا۔ لیکن میرا ایک دوسرا ضمنی سوال ہے کہ شرح خواندگی پرائمری سطح تک ہوتی ہے۔ دنیا بھر میں کسی بھی جگہ جب شرح خواندگی کا معیار ناپا تولا جاتا ہے تو پرائمری کی سطح سے ناپا جاتا ہے۔ پرائمری کے بعد شرح خواندگی میں اضافہ ہونے یا کم ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہماری شرح خواندگی کی تعریف کے مطابق جو شخص پڑھ لیتا ہے، اپنا نام لکھ لیتا ہے، وہ خواندہ تصور کیا جاتا ہے۔ میٹرک میں شرح خواندگی کا تصور، جو انھوں نے جواب دیا ہے، وہ کس لحاظ سے درست ہے، یہ تو آپ خود اندازہ کریں گے۔ جناب سپیکر! میرا سوال ہے کہ ایک طرف تو وہ ہماری پالیسیوں کی تعریف کر رہے ہیں اور دوسری طرف origional سوال کو condemn کر رہے ہیں۔ تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کا کون سا جواب درست ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں، انھوں نے حقائق بیان کیے ہیں۔ پہلے حکومت آپ کی تھی اس میں انھوں نے facts بیان کر دیے۔ اگلی حکومت میں آ کر انھوں نے ذرا تشریح کر دی۔ تو اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ ارشد عمران سہری۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! یہ آپ کا جواب ہے یا ان کا جواب ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، میں سمجھ گیا تھا۔ یہ میرا prerogative ہے کہ یہ سپیمنٹری نہیں بنتا۔ ارشد

عمران سلہری صاحب۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے سوال ہے کہ انھوں نے جز (ب) میں یہ جواب دیا ہے، صوبہ پنجاب میں پہلے ہی شرح خواندگی خوف ناک حد تک کم ہے۔ تو میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ شرح خواندگی کو بڑھانے کے لیے آیا کوئی اکیسویں صدی کے حوالے سے اصلاحات ہو رہی ہیں' کیونکہ ہم اکیسویں صدی میں داخل ہونے والے ہیں۔ یا وہ پرانی اٹھارھویں صدی کی کہ تختی پہ الف ب لکھ کے جیسے مال روڈ پر لکھ کر سجایا گیا تھا' کیا وہی اٹھارھویں صدی کی اصلاحات استعمال کی جائیں گی یا کوئی نئی اصلاحات اکیسویں صدی کے حوالے سے معرض وجود میں آئیں گی؟

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! سلہری صاحب نے بڑا اچھا سوال کیا ہے۔ اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ اس وقت پنجاب کی شرح خواندگی صرف پچیس سے چھبیس فی صد ہے۔ اس کی مختلف روایات ہیں۔ لیکن محتاط اندازے کے مطابق پنجاب میں چھبیس فی صد شرح خواندگی ہے۔ خواتین کی شرح خواندگی بہت کم ہے۔ یہ موجودہ حکومت کو اعزاز جاتا ہے کہ اس نے اسمبلی میں Compulsory Primary Education Act متعارف کروایا اور پاکستان بھر میں پنجاب پہلا صوبہ ہے اور ہماری حکومت پہلی حکومت ہے جس نے لازمی پرائمری تعلیم کا قانون اسمبلی میں پیش کیا۔اس ایک اقدام کے نتیجے میں ہماری کوشش ہے کہ سو فی صد بچے سکولوں میں جائیں اور child labour کا بھی خاتمہ ہو۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ہم نے ہر گاؤں اور مختلف جگہوں پر انجمن فروغ تعلیم کے نام سے NGOs قائم کی ہیں تاکہ والدین کو اور ان کے لواحقین کو incentive دیا جائے' ان کی حوصلہ افزائی کی جائے کہ اپنے بچوں کو سکولوں میں بھجوائیں۔ تیسرے سکولوں میں بچوں میں attraction پیدا کرنے کے لیے ہم نے وہاں پر حکومتی سطح پر جھولے اور سلائیڈز لگانے کا فیصلہ کیا ہے۔ ہماری جتنی بھی نئی عمارات بنیں گی ان میں جھولے اور سلائیڈز بھی ساتھ لگے ہوں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ جسمانی تشدد کا ہم نے خاتمہ کیا ہے۔ ہم نے یہ اندازہ کیا ہے کہ پچاس فی صد طلباء اور ستر فی صد طالبات کا drop out rate تھا۔ یعنی بچیاں اور بچے سکول میں داخلہ لینے کے بعد پرائمری پاس کیے بغیر ہی سکولوں سے بھاگ جاتے تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس طرف ماضی میں کسی نے خیال نہیں کیا۔

جناب ارشد عمران سلہری، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرا سوال اصلاحات کے بارے میں تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ اسی طرف آ رہے ہیں۔ انھوں نے ذرا تشریح ضروری سمجھی ہے۔

وزیر تعلیم، جناب' اصلاحات کی میں بات کر رہا ہوں کہ Compulsory Education Act اسمبلی میں introduce کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ موجودہ حکومت دیہاتوں اور شہروں میں NGOs قائم کی ہیں جو شرح خواندگی میں اضافے کے لیے اقدامات کریں گی۔ اس کے ساتھ ساتھ جسمانی تشدد کا خاتمہ کیا ہے تاکہ بچے ڈر کر سکولوں سے بھاگ نہ جائیں اور سکولوں میں آئیں۔ چوتھے جو غریب نادار بچوں کے لیے تحصیل سطح پر Book Bank قائم کیے ہیں تاکہ انھیں فری کتابیں فراہم کی جا سکیں۔ مزید وظائف کا اہتمام کیا ہے۔ یہ وہ اقدامات ہیں جس کی بناء پر شرح خواندگی میں تیزی سے اضافہ ہونے کے امکانات روشن ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ شرح خواندگی کے حوالے سے آپ نے پچھلے دنوں سیمنار بھی منعقد کیا اور اس کی ایڈورٹائزمنٹ بھی کی' پرانے زمانے کی آپ نے تختیاں بنوائیں' وہاں پہ قلمیں لگائیں۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کا ٹھیکہ آپ نے کس کو دیا تھا؟ آیا وہ اوکاڑہ کا آدمی تھا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ ٹھیکے کی بات پوچھ رہے ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، ظاہر ہے' کسی نے تو وہ کام کیا ہے۔ وہ جو تختیاں بنائی گئی تھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں آگے چلتے ہیں۔ رانا محمد اقبال صاحب۔

رانا محمد اقبال، جناب سپیکر! وہ پوچھ رہے ہیں کہ جو الف' ب' ت لکھا ہوا تھا' ترقی کے راستے' وہ تختیاں جو بنوائی گئی تھیں وہ کس ٹھیکے دار سے بنوائی گئی تھیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ کوئی ضمنی سوال نہیں۔ محمد اقبال خاکوانی صاحب۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب سپیکر! وزیر تعلیم فرما رہے ہیں کہ شرح خواندگی بڑھانے کے لیے ہم نے بہت سے اقدامات کیے ہیں۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب سفارش پر اساتذہ کی بھرتی ہو گی' ایڈہاک بنیادوں پر اساتذہ کی بھرتی ہو گی' کیا وہ بچوں کو بطریق احسن تعلیم دے سکیں گے؟ کیا تعلیم کا معیار بہتر ہو سکے گا؟ جس کی اپنی نوکری پکی نہیں ہو گی' تو کیا وہ اپنی دال روٹی کے لیے وزراء کے دفاتر کے چکر نہیں لگاتا رہے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، بس اتنا ہی ٹھیک ہے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، مجھے جواب دیں کہ وہ کس طرح معیار تعلیم بلند کریں گے؟

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس سال ہم تین ہزار نئے پرائمری سکولوں کا اجرا کر رہے ہیں۔ اور سب سے بڑی بات جو ہمارے کریڈٹ میں جاتی ہے کہ ہم دو مرحلوں میں سینتالیس ہزار نئے اساتذہ بھرتی کریں گے جن کی کم از کم تعلیمی قابلیت سیکنڈ کلاس گریجویٹ ہو گی۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اور اس کے مطابق چھبیس ہزار اس سال اور بقایا اگلے سال، دو مرحلوں میں ہم ان کو ملازمت مہیا کریں گے۔ اور یہ خالصتاً میرٹ کی بنیاد پر ہو گا۔ جناب والا! اگر آپ ماضی میں جائیں تو ماضی میں تو تھرڈ ڈویژنر اور ایسے لوگ جو سرے سے پڑھا ہی نہیں سکتے انھیں تقرریاں فراہم کی گئی ہیں - یہ اعزاز ہمیں حاصل ہو رہا ہے کہ ہم جو تقرریاں کرنے لگے ہیں وہ تمام تر خالصتاً میرٹ کی بنیاد پر ہوں گی اور کسی رکن اسمبلی کو ہم نے کوئی کوٹا نہیں دیا۔ کسی بھی شخص کو کوئی کوٹا نہیں دیا۔ یہ ہمیں اعزاز حاصل ہے۔ ہم نے نہ پروسیجر relax کیا ہے، نہ رولز relax کیے ہیں، نہ کوالیفکیشن relax کی ہے اور خالصتاً میرٹ کی بنیاد پر تقرریاں ہوں گی۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور میں اس موقع پر خاص طور پر اپنے سرکاری بنچوں پر بیٹھنے والے معزز ارکان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ان کا بھی کوئی دباؤ نہیں۔ نہ مجھ پر - نہ وزیر اعلیٰ پنجاب پر کہ ہمارے کہنے پر تقرریاں کی جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سجاد حیدر کرمانی صاحب۔

سید سجاد حیدر کرمانی، جناب سپیکر! میں محترم وزیر تعلیم کی توجہ جواب کے حصہ 2 کے آخری جملے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جہاں وہ فرماتے ہیں کہ، یہ سہولت بدستور فی الحال بحال ہے۔ تو اس کے کیا معنے ہیں۔ بدستور بھی اور فی الحال بھی ہے۔ دوسرے میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ یہاں لکھتے ہیں، سابقہ حکومت کا فیصلہ غیر دانش مندانہ اور جذباتی تھا۔ یہ تو تنقید ہو گئی، مگر آگے وہ کہتے ہیں کہ حکومت نے یہ فیصلہ واپس لے لیا ہے تاکہ طلبہ کے لیے بہتر مستقبل کے حصول کی گنجائش رکھی جا سکے۔ تو کیا وزیر موصوف مجھے بہتر مستقبل کی کوئی نشان دہی کر سکیں گے تاکہ اس کی کوئی وضاحت اور صراحت ہو سکے؟ اس طریق کار کو اپنانے سے آئندہ طلباء کے لیے بہتر مستقبل کا کیا جواز اور کیا صورت ہو گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر، بہتر مستقبل پہ آپ کی چھوٹی سی تقریر ہو جائے۔ (قہقہے)۔ بہتر مستقبل پر تقریر ہی ہو گی ناں۔ خود ہی تو آپ راستہ دے رہے ہیں۔ خاکوانی صاحب نے بھی ان کو راستہ دیا' آپ بھی راستہ دے رہے ہیں۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! گزارش ہے کہ کرمانی صاحب نے غالباً جز 3 کا جواب پڑھا نہیں۔ صرف جز (ب) کا جواب پڑھ کے بات کر دی ہے۔ ہم نے واضح لکھا ہوا ہے کہ یہ فیصلہ پہلے اکتوبر 92 میں کیا گیا تھا کہ یہ مواقع کم کر دیے جائیں اور اب ہم نے وہ ختم کر کے امتحان دینے کے دوبارہ تین مواقع کر دیے ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ یہ پہلی مرتبہ ہے کہ ہم نے امتحانات کے موقعوں پر سختی کی ہے' اس میں پولیس کیسز کیے ہیں' ان لاتعداد لوگوں کو ملازمتوں سے نکالا ہے جو کرپشن میں سیکنڈری بورڈ کے اندر ملوث تھے۔ اور پہلی مرتبہ ورلڈ بینک اور یونیسیف نے پنجاب حکومت کو مبارک باد دی ہے کہ آپ کے اقدامات کے نتیجے میں پنجاب میں شرح خواندگی میں اضافہ ہو رہا ہے' آپ کا امتحانات کا شعبہ بھی فول پروف ہوتا جا رہا ہے اور ڈگری کا تقدس بھی اب بحال ہو رہا ہے۔ یہ سب کچھ ہمیں ورثے میں ملا ہے اس گند کو ہم آہستہ آہستہ صاف کر رہے ہیں جو گند محکمہ تعلیم میں پھیلا ہوا تھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر، خاکوانی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب سپیکر ! آپ نے فرمایا ہے کہ خاکوانی صاحب نے بھی ان کو راستہ دیا ہے۔ میں on oath کہہ رہا ہوں' خدا کی قسم' یہ سفارش کی بنیاد پر اساتذہ بھرتی کرتے ہیں۔ ایوان میں آ کر اگر یہ سفید جھوٹ بول دیں تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر : خاکوانی صاحب ! تشریف رکھیں۔ جذباتی نہ ہوں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، میں انھیں وہ directive دکھا سکتا ہوں جس کی بنیاد پر یہ روزانہ بھرتیاں کر رہے ہیں۔ ہمیں کہتے ہیں کہ کوئی ہمارا کوٹا نہیں۔ تمام سفارشوں کی بنیاد پر یہ اپنی بھرتیاں کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں) I call the House to order خاکوانی صاحب نے یہ کہا ہے کہ یہ سفارش کی یا رعایت کی بنیاد پر بھرتی کرتے ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جب سے یہ حکومت آئی ہے اور اس کا تو مجھے بھی اچھی طرح سے پتا ہے کہ اس وقت سے پابندی ہے۔ اب

پابندی کھلنے والی ہے۔ آپ یہ کہ سکتے ہیں کہ ہمیں یہ ایک فکر ہے کہ آئندہ بھی یہ رعایت یا سفارش پر بھرتی نہ کریں۔ لیکن کرتے ہیں تو یہ انہوں نے ابھی appointment بھی نہیں کیں۔ یا آپ کسی ٹیچر کی بھرتی کے سلسلے میں ثابت کر سکتے ہیں؟

حافظ محمد اقبال خاں خاکوانی، جناب والا! آپ اس میں ثالث بن جائیں۔ اگر میں یہ ثابت کردوں کہ یہ سفارش پر بھرتی کرتے ہیں تو پھر یہ استعفیٰ دے دیں اور اگر میں نہ ثابت کرسکا تو میں استعفیٰ دے دوں گا۔ (قطع کلامیاں) جناب والا! وزیر اعلیٰ فرمارہے تھے کہ میں مناظرہ کرتا ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر مناظرے میں جو فیل ہو جائے وہ مستعفیٰ ہو جائے۔ اگر ہم ثابت نہ کرسکے تو ہم مستعفیٰ ہوجائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ نے ایک بات کی ہے ہم وزیر تعلیم سے پوچھ لیتے ہیں انہوں نے جو بات کی ہے میں نے بھی وہی بات کی ہے کہ آج تک اس حکومت نے کوئی بھرتی نہیں کی کیونکہ پابندی بدستور قائم ہے۔ (قطع کلامیاں)

حافظ محمد اقبال خاں خاکوانی، جناب سپیکر! ایک ہفتہ پہلے ملتان کے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے دفتر میں وساوے والا کے بارہ آدمیوں کو وہاں نامزد کیا گیا ہے۔ آپ کیابات کرتے ہیں؟ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، خاکوانی صاحب! اب آپ بات بھی کرنے دیں گے یا نہیں؟

حافظ محمد اقبال خاں خاکوانی، جناب والا! آپ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ یہ بھرتیاں نہیں کر رہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، خاکوانی صاحب! اس طرح بات نہیں چلے گی۔ جذباتی آدمی شوروغوغا کرتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی بات کا میں نے نوٹس لیا ہے۔ میں وزیر تعلیم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے خاکوانی صاحب نے کہا ہے کہ آپ بھرتی کرتے ہیں اور وہ ثابت کرتے ہیں۔ تو کیا آپ نے کوئی بھرتی کی ہے؟ اس کا جواب دے دیں۔

وزیر تعلیم، جناب والا! گزارش یہ ہے کہ گزشتہ ایک برس سے پنجاب میں مکمل طور پر بھرتی پر پابندی رہی ہے۔ اور اب ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ بھرتی پر سے پابندی ہٹالی جائے۔ ابھی تو ہم نے درخواستیں طلب کی ہیں۔ ان کے انٹرویو ہوئے ہیں اور میرٹ لسٹیں عملہ بنا رہا ہے۔ ابھی تو پورے پنجاب میں قطعاً بھرتی شروع ہی نہیں ہوئی۔ دراصل فاضل دوست میرے خیال میں ان خدشات کااظہار کررہے ہیں جو

ان کے ذہن میں ہیں اور دوسری بات میں یہ گزارش کروں گا کہ مجھے اس لیے ناراضگی نہیں کہ خاکوانی صاحب میرے بڑے اچھے دوست ہیں۔ دراصل تحریک نجات کی ناکامی سے اپوزیشن کے کچھ دوست frustration کا شکار ہو کر غصے کا اظہار کر رہے ہیں۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ (قطع کلامیاں)۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔ (قطع کلامیاں) یہ کیا طریقہ ہے۔ میں دیکھ کر حیران ہوتا ہوں کہ آپ چار بندے کھڑے ہیں۔ (قطع کلامیاں) میں کہتا ہوں کہ وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔ اب بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز رکھ دیے جائیں۔

وزیر تعلیم، جناب والا! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

لیکچراروں کی ترقی

*440۔میاں شیخ محمد چوہان، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

نگران حکومت کے دور میں کتنے لیکچراروں کو بطور اسسٹنٹ پروفیسر ترقی دی گئی۔ ان کے ناموں کی فہرست تعلیمی معیار مہیا کیا جائے اور انھیں ترقی دیتے وقت کیا معیار اپنا گیا تھا؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

نگران حکومت کے دور میں کسی بھی لیکچرار کو بطور اسسٹنٹ پروفیسر ترقی نہیں دی گئی۔

درجہ بڑھائے گئے پرائمری سکولوں کی تعداد

*441۔میاں شیخ محمد چوہان، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع ساہیوال میں گزشتہ چھ ماہ کے دوران کتنے پرائمری سکولوں کا درجہ بڑھایا گیا۔

(ب) ان سکولوں کا درجہ بڑھانے کے لیے کیا معیار اپنایا گیا تھا؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) یکم جولائی 1993ء سے 31 دسمبر 1993ء تک ضلع ساہیوال میں کسی پرائمری سکول کا درجہ نہیں بڑھایا گیا۔

(ب) جزو "الف" کے جواب کی روشنی میں غیر متعلق ہے۔

پی ٹی سی ٹیچر کی تبدیلی

*617 میاں محمد فاروق، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ان کے بطور وزیر تعلیم مقرر ہونے کے بعد ضلع فیصل آباد میں کتنے پی ٹی سی۔ سی ٹی اور بی ایڈ اساتذہ (مرد و خواتین) کے تبادلے کیے گئے ہیں اور ان کو تبدیل کرنے کی وجوہ کیا ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مسمی محمد حنیف پی ٹی سی ٹیچر جو چک نمبر 247 ر ب کے ہائی سکول کے پرائمری حصہ میں اپنے فرائض بہ احسن طریقہ سے سرانجام دے رہا تھا' کو دور دراز گاؤں میں تبدیل کر دیا گیا ہے اگر ہاں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) موجودہ وزیر تعلیم کے دور وزارت میں ضلع فیصل آباد میں مورخہ 28-2-1994 تک کسی بھی پی ٹی سی' سی ٹی اور بی ایڈ استاد (مرد و خواتین) کا تبادلہ نہیں کیا گیا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ مسمی محمد حنیف کو دور دراز گاؤں میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ مسمی محمد حنیف جو پی ٹی سی ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول چک نمبر 247 ر ب کے پرائمری حصہ میں متعین تھا کو مورخہ 15 دسمبر 1993ء کو گورنمنٹ مسجد پرائمری سکول چک نمبر 247 ر ب میں انتظامی امور کے تحت تبدیل کیا گیا تھا۔ متذکرہ دونوں سکولوں کے مابین فاصلہ پانچ کلومیٹر ہے۔

صوبہ کے دیہاتی علاقوں میں سکولوں کی تعداد

*791 سردار حسن اختر موکل، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ کے دیہاتی علاقوں میں کتنے سکول بند پڑے ہیں۔

(ب) کتنے سکولوں میں طلباء کی تعداد بیس سے کم ہے۔

(ج) کتنے سکولوں میں اساتذہ منظور شدہ تعداد سے زائد تعداد میں کام کر رہے ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) صوبہ میں دیہاتی علاقوں میں 153 سکول بند پڑے ہیں۔

(ب) صوبہ کے 517 سکولوں میں طلباء کی تعداد 20 سے کم ہے۔

(ج) صوبہ کے کسی سکول میں منظور شدہ تعداد سے زیادہ اساتذہ کام نہیں کر رہے۔

استاد کے لیے نارم کی تخصیص

*792 سردار حسن اختر موکل، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ایک استاد کے لیے طلباء کی کتنی تعداد کا نارم (NORM) مقرر ہے اور اس پر کس حد تک عمل در آمد ہو رہا ہے۔

(ب) کتنے مدارس میں اس نارم سے زیادہ اساتذہ تعینات ہیں اور کیوں؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) پنجاب ایجوکیشن کوڈ کے مطابق عام حالات میں ایک استاد کے لیے 45 طلباء کا نارم مقرر ہے۔ مگر مالی وسائل کی کمی کی وجہ سے اساتذہ کی کمی کے پیش نظر محکمہ آج کل 50 طلباء کے لیے ایک استاد مقرر کرتا ہے۔

(ب) پنجاب بھر میں کل 771 سکولوں میں نارم سے زیادہ اساتذہ تعینات ہیں۔ اس کی مندرجہ ذیل وجوہات ہیں۔

1 سکول کے قیام کے وقت طلباء کی تعداد کے پیش نظر اساتذہ کی اسامیاں منظور کی جاتی ہیں نئے سکول کھل جانے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے طلباء کی تعداد کم ہو جانے کے بعد اسامیاں واپس نہیں لی جاتیں۔

2 دیہاتی سکولوں میں طلباء کی تعداد کم ہے۔ مندرجہ بالا 771 میں سے 716 سکول سرگودھا اور بہاول پور ڈویژن میں واقع ہیں۔

3 پرائمری سکول میں پانچ جماعتیں ہونے کی وجہ سے کم از کم اساتذہ تعینات کیے جاتے ہیں، خواہ طلباء کی تعداد کم ہی کیوں نہ ہو۔

میڈل اور سکالر شپ کے اجراء کے لیے اقدامات

*797 چودھری محمد عارف چٹھہ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن راولپنڈی نے سال 1992ء میں منعقدہ میٹرک کے امتحان میں کامیاب ہونے والے طلباء میں سے قائد اعظم میڈل ایوارڈ کے حق دار طلباء کے ناموں کا اعلان کیا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ تعلیمی بورڈ نے

قائد اعظم میڈل ایوارڈ کے حق دار قرار دیے جانے والے طلباء کو تاحال یہ میڈل نہیں دیے ہیں۔ اور نہ ہی ابھی انھیں اس میڈل کے باعث ملنے والے وظیفہ / سکالر شپ ہی دیے گئے ہیں۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو قائد اعظم میڈل اور اس کے باعث ملنے والے سکالر شپ ابھی تک حق دار طلباء کو کیوں نہیں دیے گئے۔ اس تاخیر کی وجوہات کیا ہیں۔

(د) مذکورہ بورڈ یہ میڈل اور سکالر شپ کب تک جاری کرے گا اس تاخیر کی وجوہات کیا ہیں اور اس تاخیر کے ذمہ دار افسران کے نام کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ):

(الف) درست ہے۔

(ب) قائد اعظم سکالر شپ 1992ء کی ادائیگی کے لیے مورخہ 15-11-92 کو حتمی فہرست اخبار میں شائع کی گئی اور مورخہ 26-12-92 کو حتمی صورت دی گئی ماسوائے مندرجہ ذیل کے تمام ادائیگی مکمل ہو چکی ہے۔

(ج) طالب علم کاشف رزاق رول نمبر 101570 کیڈٹ کالج حسن ابدال کا وظیفہ ابھی تک اس لیے جاری نہیں ہوا کہ طالب علم کا پرنسپل کی جانب سے بل ارسال نہیں کیا گیا۔

مزید یہ کہ درج ذیل دو طالبات فرزانہ ترین اور بتول فاطمہ گورنمنٹ کالج برائے خواتین، جہلم کے بل قانونی سقم کے باعث 14-3-94 کو واپسی ارسال کیے گئے جو ابھی تک دوبارہ بورڈ آفس میں وصول نہیں ہوئے۔ جونہی وصول ہوئے ادائیگی کے بارے میں مزید کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

(د) سکالرشپ کی تقسیم بروقت شروع کر دی گئی تھی۔ میڈلز پاکستان منٹ سے تیار کرائے جاتے ہیں۔ جو کافی وقت لیتے ہیں زیر بحث میڈلز اگست 1993ء میں تیار ہوئے۔ تقریب کے فوری انعقاد میں بعض رکاوٹیں آتی رہیں۔ نگران حکومت کے تحت ہونے والے انتخابات، اس کے بعد آل پاکستان انٹر بورڈ گرلز باسکٹ بال چمپئن شپ، انٹر بورڈ کرکٹ چمپئن شپ اور آل پاکستان انٹر بورڈ اتھلیٹکس چمپئن شپ کی وجہ سے بورڈ ہذا کے زیر انتظام منعقد ہونے، بورڈ میڈلز کی تقسیم کی تقریب فوری طور پر منعقد نہ کرا سکا۔

مس شہزادی ڈپٹی ڈی ای او کے خلاف کارروائی

*801 جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مس شہزادی زیدی ڈپٹی ڈی ای او(زنانہ) لاہور سٹی کے خلاف چیف سیکرٹری پنجاب، سیکرٹری تعلیم اور دوسرے افسران محکمہ تعلیم کو بہت سی شکایات موصول ہوئی تھیں۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے مذکورہ تمام شکایات کی محکمہ تعلیم سے رپورٹ طلب کی تھی اگر جواب اثبات میں ہو تو کس تاریخ کو رپورٹ طلب کی گئی تھی۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ عرصہ گزرنے کے باوجود محکمہ تعلیم کے متعلقہ آفیسر نے ان شکایات کے بارے میں کوئی رپورٹ نہیں دی ہے اور اگر رپورٹ موصول ہوگئی ہے تو اس کی وصولی کی تاریخ کیا ہے اور اس کی نقل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

(د) کیا حکومت متعلقہ افسر کو تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو کب تک اور نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ مس شہزادی زیدی ڈپٹی ڈی ای او(ای ای) زنانہ لاہور سٹی کے خلاف بہت سی شکایات موصول ہوئی تھیں۔

(ب) رپورٹ طلب کی گئی تھی۔ شکایات بذریعہ مراسلہ نمبر ایس او(ایس ای۔ 11)2-92/1 مورخہ 21 دسمبر 1993ء موصول ہوئی جو ضلعی تعلیمی آفیسر لاہور کینٹ کو مورخہ 23 دسمبر 1993ء برائے انکوائری روانہ کی گئی۔

(ج) مطلوبہ رپورٹ پر ڈی ای او' لاہور کینٹ نے اپنے ڈپٹی ڈی ای او کو انکوائری کے لیے مقرر کیا لیکن یہ معاملہ پہلے ہی ڈی پی آئی (ایلیمنٹری ایجوکیشن) کے پاس زیر غور تھا۔ ڈی پی آئی ایلیمنٹری ایجوکیشن کی رپورٹ کے مطابق کوئی بھی شکایت درست نہیں پائی گئی ہے۔

(د) متعلقہ آفیسر کو بحیثیت سینئر ہیڈ مسٹریس گورنمنٹ گرلز ہائی سکول منڈی فیض آباد (شیخوپورہ) میں بذریعہ آرڈر 1772ایڈمن -11(I) مورخہ 8 فروری 1994ء کو تبدیل کیا جا چکا ہے۔

قواعد و ضوابط کے خلاف نتیجہ کی اشاعت

*842 میاں محمد فاروق، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پنجاب یونیورسٹی لاء کالج کا کوئی طالب علم جس نے ایف ای ایل کا امتحان پاس کیا ہو اور وہ یونیورسٹی لاء کالج میں ہی ایل ایل بی کا طالب علم ہو۔ اگر اس کی حاضریاں مطلوبہ معیار کے مطابق نہ ہوں اور یونیورسٹی لاء کالج حاضریاں کم ہونے کے باعث اس کا داخلہ نہ بھیجے تو کیا وہ طالب علم کسی ملحقہ لاء کالج سے امتحان دے سکتا ہے۔

(ب) کیا لوکل مائیگریشن ہو سکتی ہے اگر جواب نفی میں ہے تو پھر مسٹر محمد کاظم اعوان ولد عبدالمجید اعوان کلاس رول نمبر 1312 جس نے رول نمبر 3282 کے تحت سال اول 1992ء میں ایل ایل بی کا امتحان دیا۔ اس نے کس طرح یونیورسٹی لاء کالج کی بجائے کسی دوسرے لاء کالج سے ایل۔ ایل۔بی کا امتحان دیا۔ جب کہ یونیورسٹی لاء کالج میں اس کے لیکچر کم تھے۔

(ج) اگر جز (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو یونیورسٹی قواعد و ضوابط کے خلاف اس کا نتیجہ کیوں شائع کیا گیا؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) جی نہیں۔

(ب و ج) لوکل مائیگریشن کی عام حالات میں اجازت نہیں ہے۔ محمد کاظم اعوان کا داخلہ فارم ریگولر طالب علم کی حیثیت سے حمایت اسلام لاء کالج لاہور یونیورسٹی میں وصول ہوا۔ جب ریگولر طالب علم کی حیثیت سے کوئی داخلہ فارم یونیورسٹی میں وصول ہو تو یونیورسٹی فارم نہیں روکتی اور امتحان کے لیے رول نمبر جاری کر دیتی ہے۔ یونیورسٹی کو شکایت موصول ہونے پر طالب علم مذکورہ کا رزلٹ شائع نہیں کیا گیا اور نہ رزلٹ کارڈ جاری کیا گیا۔ رزلٹ نکلنے سے پہلے اس وقت کے جناب رئیس جامعہ کی اجازت سے طالب علم مذکورہ کا رزلٹ خفیہ طور پر ایڈیشنل چیف سیکرٹری کے دفتر بھجوایا گیا لیکن جونہی یونیورسٹی کو شکایت موصول ہوئی اس کا رزلٹ روک لیا گیا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ ایک امیدوار مس گلزار بیگم بٹ بنت علاؤ الدین بٹ نے ایف ای ایل قاعد اعظم لاء کالج لاہور سے پاس کیا جب کہ بغیر مائیگریشن کروائے ایل ایل بی کا امتحان لاہور لاء کالج لاہور سے دیا اس بے قاعدگی کی پاداش میں پنجاب یونیورسٹی نے مس

گلزار بٹ کو آئندہ ایک سال کے لیے نااہل قرار دے دیا۔ مس گلزار بٹ نے یونیورسٹی کے فیصلے کے خلاف لاہور ہائی کورٹ میں رٹ کی۔ جو منظور ہوئی مگر پنجاب یونیورسٹی نے لاہور ہائی کورٹ کے فیصلہ کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل کی سپریم کورٹ نے لاہور ہائی کورٹ کا فیصلہ معطل کر دیا اور اب یہ معاملہ سپریم کورٹ میں زیر سماعت ہے۔ (سول اپیل نمبر 783-7-1993 بعدالت جناب جسٹس ایم رفیق تارڑ) یونیورسٹی نے قواعد و ضوابط کے تحت طالب علم مذکورہ کا نتیجہ شائع نہیں کیا بلکہ روک لیا ہے اور بغیر مائیگریشن کرانے یونیورسٹی لاء کالج کے بجائے حمایت اسلام لاء کالج سے ایل ایل بی کا امتحان دینے کی پاداش میں اس کے خلاف ناجائز ذرائع استعمال کرنے کا کیس رجسٹر کیا گیا ہے اور اس سلسلے میں مسٹر محمد کاظم اعوان کو چارج شیٹ بھی بذریعہ رجسٹری نمبر 1927 مورخہ 24 مارچ 1994ء جاری کر دی گئی ہے۔

سکولوں کی عمارات کی تعمیر

*846 جناب محمد بشارت راجا، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے مالی سال 94-1993ء میں صوبہ میں سوشل ایکشن پروگرام کے تحت سکولوں کی تعمیر کا منصوبہ شروع کیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ پروگرام کے تحت محکمہ تعلیم نے ضلع لاہور میں طلبہ اور طالبات کے لیے نئے پرائمری سکول اور شیلٹر لیس shelter less پرائمری سکولوں کی عمارات کی تعمیر کا منصوبہ شروع کیا تھا۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ جزو (ب) میں بیان کیے گئے سکولوں کی تعمیر کے لیے کام شروع کرنے کے لیے محکمہ بلڈنگز کی طرف سے ٹینڈر بھی طلب کر لیے گئے تھے۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سکولوں کی تعمیر کا کام روک دیا گیا ہے۔ اگر ہاں تو یہ تعمیراتی کام کیوں اور کس مجاز اتھارٹی کے حکم کے تحت روکا گیا ہے اور اس کی وجوہات کیا ہیں نیز سوشل ایکشن پروگرام کے تحت کب تک ان سکولوں کی تعمیر شروع کر دی جائے گی؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) درست ہے سوشل ایکشن پروگرام کے تحت تمام منصوبوں کا دسمبر 1993ء میں جائزہ لیا گیا تھا اور ایسے تمام منصوبوں پر کام روک دیا گیا۔ جہاں 30 نومبر 1993ء تک کام شروع نہ ہوا تھا۔ وسائل کی دستیابی کی صورت میں ان سکولوں کا از سر نو جائزہ لیا جا سکتا ہے۔

اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر کی تعیناتی

*852 چودھری وقار علی خان، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ تعلیم میں گریڈ 16 کے ملازمین کی تعیناتی اور بالخصوص انتظامی پوسٹ اے ای او کے متعلق حکومت کی کیا پالیسی ہے۔

(ب) کیا اے ای او اپنی تحصیل میں تعینات کیا جا سکتا ہے۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو تحصیل راولپنڈی تحصیل کے رہائشی اے ای او کو کیوں لگایا گیا ہے؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) گریڈ 16 کے ملازمین (سیکنڈری سکول ٹیچر) تعیناتی 50 فی صد ان سروس کوٹہ سے اور 50 فی صد براہ راست پبلک سروس کمیشن کی سفارشات پر ڈویژنل ڈائریکٹر ثانوی مدارس کرتا ہے بطور اے ای او تعیناتی کے لیے سیکنڈری ٹیچر کے لیے کم از کم پانچ سال بطور ایس ایس ٹی تجربہ ضروری ہے۔

(ب) جی ہاں تاہم اپنے مرکز میں تعیناتی نہیں ہو سکتی۔

(ج) جزو (ب) کے جواب کی روشنی میں غیر متعلق ہے۔

ایڈہاک ساتذہ کو فارغ کرنے کی وجوہات

*854 سید ظفر علی شاہ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) آیا یہ درست ہے کہ مورخہ 29 مئی 1988ء کو مندرجہ ذیل افراد کو راولپنڈی میں بطور اساتذہ ایڈہاک بنیادوں پر تعینات کیا گیا تھا۔ ثناء اللہ خان۔ شفقت الرحمان۔ تاج محمد۔ خلیل احمد ملک۔ مسز تسلیم نذیر۔ مسز راحت اسلم۔ مسز رخسانہ ظفر۔ مسز نزہت آفتاب۔ مسز گل رعنا سلیم۔ مسز بتول فاطمہ اور مسز ناہید۔

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ اب متذکرہ ملازمین کو ملازمت سے فارغ کیا جا رہا ہے۔ اگر ایسا ہے تو انھیں ملازمت سے فارغ کرنے کی وجوہ کیا ہیں۔ مکمل تفصیل ایوان میں پیش کی جائے۔

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) یہ غلط ہے کہ ثناء اللہ خان۔ شفقت الرحمان۔ تاج محمد۔ خلیل احمد ملک۔ مسز تسلیم نذیر۔ مسز راحت اسلم۔ مسز رخسانہ ظفر۔ مسز نزہت آفتاب۔ مسز گل رعنا سلیم۔ مسز بتول فاطمہ اور مسز ناہید کی تقرری مورخہ 29 مئی 1988ء کو ہوئی ہے بلکہ شفقت الرحمان۔ خلیل احمد۔ ثناء اللہ خان کی تاریخ تقرری 10 جنوری 1988ء اور تاج محمد کی تاریخ تقرری 24 مارچ 1987ء ہے۔ مسز تسلیم نذیر۔ مسز راحت اسلم۔ مسز رخسانہ ظفر۔ مسز گل رعنا سلیم۔ مسز بتول فاطمہ۔ مسز ناہید کی تاریخ تقرری 24 مارچ 1987ء ہے۔ جب کہ مسز نزہت آفتاب کی تاریخ تقرر 18 مارچ 1987ء ہے۔

(ب) سروس کمیشن کے منتخب شدہ امیدواروں کی دستیابی پر ایڈہاک اساتذہ کو ملازمت سے فارغ کر دیا جاتا ہے۔ باقی اساتذہ ابھی تک ایڈہاک بنیادوں پر کام کر رہے ہیں۔ متعلقہ مضامین کے منتخب شدہ امیدوار آنے پر ان ایڈہاک ملازمین کو بھی فارغ کر دیا جائے گا۔ ایڈہاک بنیادوں پر کام کرنے والے ثناء اللہ۔ خلیل احمد۔ مسز بتول فاطمہ ایس ایس کو فارغ کر دیا گیا ہے۔

امام معلمین کو بہتر مراعات دینے کے لیے اقدامات

*865 ڈاکٹر پروفیسر نور محمد غفاری، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ امام معلمین محکمہ تعلیم کے افسران کی نگرانی میں نہ صرف پرائمری کی سطح تک حکومت کا منظور شدہ نصاب پڑھاتے ہیں بلکہ وہ قرآن کریم ناظرہ بھی پڑھاتے ہیں اور ان معلمین کی تقرری بھی محکمہ تعلیم کے مقررہ معیار کے مطابق ڈپٹی ایجوکیشن آفیسرز کرتے ہیں۔ مگر ان معلمین کو صرف -/255 روپے ماہوار بطور تنخواہ دی جاتی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت امام معلمین کو سکیل نمبر 5 دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) قرآن کریم پڑھانے کی حد تک درست ہے۔

(ب) حکومت امام معلمین کو سکیل نمبر 5 دینے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی ہے کیونکہ امام مسجد محکمہ تعلیم کا باقاعدہ ملازم نہ ہے۔ وہ صرف طلباء کو قرآن کریم کی ناظرہ تعلیم دیتا ہے اور محکمہ کی طرف سے اسے -/250 روپے بطور اعزازیہ دیا جاتا ہے۔

پی ٹی سی اساتذہ کی سال وار تعیناتی کے لیے اقدامات

*866۔ڈاکٹر پروفیسر نور محمد غفاری، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ تعلیم میں پی ٹی سی اساتذہ کی تقرری کا میرٹ جو ہر سال کے فارغ شدہ امیدواران کی تعلیمی قابلیت حاصل کردہ نمبروں اور ان کے کوٹہ سسٹم کو مدنظر رکھ کر تیار کیا جاتا تھا اسے 20-4-1993 کو نظر انداز کر کے تمام سالوں کے امیدواران کا ایک مجموعی میرٹ تیار کیا گیا۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس طرح انٹر وائز میرٹ سسٹم کو نظر انداز کرنے سے کیا ایسے امیدواران ہمیشہ کے لیے تقرری کے حق سے محروم نہیں ہو جائیں گے جن کے نمبر اور میرٹ اگلے سال کے امیدوار سے کم ہو گا۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت انٹر وائز کے منصفانہ میرٹ سسٹم کو بحال کر کے پی ٹی سی اساتذہ کے حق تقرری کو محفوظ کرنے پر ہمدردانہ غور کرے گی اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے کم نمبروں والے امیدواران کے بھرتی ہونے یا نہ ہونے کا انحصار اسامیوں کی تعداد پر ہے اگر اسامیاں زیادہ ہوں گی تو دونوں طرح کے بھرتی ہونے کے امکانات موجود ہیں اس لیے ہمیشہ کے لیے تقرری سے محرومی کا کہنا درست نہ ہے۔

(ج) جزو ہائے بالا کے جواب کی روشنی میں ایئر وائز کے میرٹ سسٹم کو بحال کرنے کی کوئی تجویز زیر غور نہیں۔ کیونکہ اس سسٹم کو قطعی منصفانہ نہیں کہا جا سکتا اس سسٹم کے تحت اعلیٰ نمبروں والے امیدواران حق تقرری سے محروم رہ جاتے ہیں اور اس طرح معیار تعلیم پر بھی منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

سکولوں کی عمارات کی مرمت کے لیے اقدامات

*868 راجہ جاوید اخلاص، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل گوجر خان کے مندرجہ ذیل مڈل اور ہائی سکولوں کی عمارات ناقابل استعمال ہو چکی ہیں اور محکمہ بھی ان کو خطرناک قرار دے چکا ہے۔

1۔ گرلز مڈل سکول نڑالی 2۔ بوائز ہائی سکول درکالہ 3۔ بوائز ہائی سکول ڈھوک پناہ 4۔ بوائز مڈل سکول بندوٹ 5۔ بوائز مڈل سکول حامد جھنگی 6۔ بوائز ہائی سکول سسرال۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو حکومت کب تک مذکورہ سکولوں کی خصوصی مرمت کے لیے فنڈز جاری کرے گی؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) یہ درست ہے کہ مڈل سکول نڑالی، بندوٹ اور حامد جھنگی کی عمارات ناقابل استعمال ہو چکی ہیں اور ان کی خصوصی مرمت درکار ہے۔ جہاں تک ہائی سکولوں کی عمارات کا تعلق ہے ان کی صورت حال حسب ذیل ہے۔

(i) بوائز ہائی سکول درکالہ۔ نئی عمارت تعمیر ہو چکی ہے۔ مزید اضافی کمرہ کی تعمیر چھت تک ہو چکی ہے باقی کام رواں مالی سال میں مکمل ہو جائے گا۔

(ii) بوائز سکول ڈھوک پناہ۔ ہائی حصہ کی نئی عمارت تعمیر ہو چکی ہے۔ پرائمری حصہ کے دو خستہ کمروں کی مرمت مالی سال کے دوران کرانے کی کوشش کی جائے گی۔

(iii) بوائز ہائی سکول سسرال۔ دو اضافی کمرے تعمیر ہو چکے ہیں۔ ایک مزید کمرہ کی تعمیر کا کام جاری ہے جو رواں مالی سال میں مکمل ہو جائے گا۔

(ب) مڈل مدارس کی خصوصی مرمت کے لیے رواں مالی سال کے دوران فنڈز فراہم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ ہائی مدارس کے پرائمری حصوں کی مرمت پر بھی رواں مالی سال کے دوران

توجہ دی جائے گی۔ مالی وسائل میں کمی کی بناء پر تمام سکیمز پر بیک وقت کام شروع نہیں کیا جا سکتا۔

سکولوں کی عمارات کی تکمیل

*869 راجہ جاوید اخلاص، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میرے حلقہ پی پی 11 کے درج ذیل سکولوں کی عمارات کے لیے فنڈز منظور ہوئے تھے۔ مگر بعض جگہوں پر تین سال گزرنے کے باوجود کام شروع اور مکمل نہ ہوئے اگر ہاں تو محکمہ ایجوکیشن بلڈنگ نے اب تک کیا کارروائی کی ہے۔

1۔ چیچی چوہان 2۔ نکر 3۔ ٹھٹھہ خورد 4۔ کوٹلہ 5۔ فریال 6۔ ڈھوک ہاشو 7۔ ڈھوک کاکو 8۔ سرڑے 9۔ چک مسلم 10۔ میانہ مخال 11 جوئے 12۔ جھونگل 13۔ جنگ پال (سنگیال) 14۔ موہڑہ پھل 15۔ ڈھوک مراد بخش 16۔ ڈھوک محمد بخش 17۔ کوٹ سیداں 18۔ کوٹلی حمید 19۔ موہڑہ شیرہ۔

(ب) محکمہ ایجوکیشن بلڈنگ کب تک مذکورہ سکولوں کی عمارات کو مکمل کرے گا؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) جزوی طور پر درست ہے اصل میں سترہ مدارس کی عمارات کے لیے فنڈز منظور ہوئے ان میں چک مسلم اور ڈھوک محمد بخش نام کا کوئی سکول نہ ہے موہڑہ شیرا کے سکول کی تعمیر شروع ہے فریال میں زمین دستیاب نہ ہے اب متبادل اراضی تجویز کی گئی ہے۔ ڈھوک کاکو، ڈھوک مراد بخش اور کوٹلی حمید میں سکولوں کی عمارات کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے جب کہ چیچی چوہان۔ نکر، ٹھٹھہ خورد، موضع کوٹلہ ڈھوک ہاشو سرابدنے میانہ مخال، جوئے، جھونگ چھونگل، جنگ پال (سنگیال) موہڑہ پھل اور کوٹ سیداں کے سکولوں کی ترمیمی سکیمیں برائے revised administrative approval کمشنر راولپنڈی ڈویژن کو ارسال کی گئی ہیں جو دو ہفتے میں وہاں سے منظوری ہو جانے پر ٹینڈر برائے اشاعت دے دیے جائیں گے۔

(ب) تین سکولوں کی عمارات مکمل ہو چکی ہے اور ایک عمارت پر کام شروع ہے جب کہ بقایا تیرہ مذکورہ سکولوں کی سکیمیں نئے ریٹ کے مطابق revised administrative approval لینے کے بعد ٹینڈر طلب کیے جائیں گے۔

سند کا اجراء

*876 جناب ارشد عمران سلہری: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میٹرک اور ایف اے کے امتحان کے فوراً بعد سند جاری نہیں کی جاتی۔ اگر سند دو سال بعد جاری کی جاتی ہے تو اس کی وجہ بتائی جائے۔

(ب) سند کتنے عرصہ میں جاری کی جاتی ہے اور کا طریق کار کیا ہے؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ):

(الف) یہ درست ہے کہ میٹرک اور ایف اے کے امتحان کے فوراً بعد سند جاری نہیں کی جاتی بلکہ سند کی بجائے امتحان کے فوراً بعد فیل/ پاس امیدواران کو نتیجہ کارڈ (عارضی اطلاع نامہ) جاری کیا جاتا ہے تاکہ امیدواران اگر اپنی تعلیم جاری رکھنا چاہے تو وہ کالجز میں داخلہ کے لیے رجوع کر سکیں یا پھر ملازمت وغیرہ کے حصول کے لیے پیش رفت کر سکیں۔ یہ درست نہ ہے کہ سند دو سال بعد جاری کی جاتی ہے۔ سند چونکہ اہم دستاویز ہوتی ہے اس لیے اس کے اجراء سے قبل امیدواران کے تمام تر کوائف مع تفصیل نتیجہ کی مکمل پڑتال اور اچھی طرح تسلی کر لینے کے بعد ہی جتنی جلد ممکن ہو سکے جاری کر دی جاتی ہے جس پر کافی محنت اور وقت درکار ہوتا ہے۔

(ب) جیسا کہ اوپر تفصیل سے وضاحت کی جا چکی ہے کہ ہر بورڈ جتنی جلد ممکن ہو سکے (نتیجہ کارڈ / عارضی اطلاع نامہ جات فیل/پاس امیدواران کو ارسال کرنے کے بعد) سند کی تیاری کر کے جاری کر دیتا ہے۔ اب جنوری 1994ء سے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ عارضی اطلاع نامہ / نتیجہ کارڈ پر جلی حروف میں واضح کیا جائے گا کہ عارضی اطلاع نامہ / نتیجہ کارڈ تاریخ نتیجہ اشاعت سے صرف چھ ماہ بعد تک کار آمد ہوگا۔ اس عرصہ کے دوران سندات تیار کر کے کامیاب امیدواران کو ارسال کر دی جائیں گی۔

طریق کار: اسناد کی تیاری مرحلہ وار ہوتی ہے۔

1۔ نتیجہ کے اعلان تک سندات پرنٹ / چھپوائی جاتی ہیں۔

2۔ نتیجہ کے مکمل ہونے پر طلباء و طالبات کے مجوزہ کوائف درج کیے جاتے ہیں۔

3۔ ان اسناد کی پڑتال پہلے دفتری عملہ کر کے تیار کرتا ہے۔ بعد ازاں ماہر اساتذہ سے

پڑتال کروائی جاتی ہے۔

4۔ ان اسناد پر دستخط کی مہر پرنٹنگ کے ذریعے کروائی جاتی ہے۔

5۔ اس کے بعد ہر سند پر بورڈ کا نشان (مونو گرام) ثبت کروایا جاتا ہے۔

6۔ ریگولر امیدواران کو ان کے متعلقہ تعلیمی اداروں کے سربراہان کی وساطت سے اور پرائیویٹ امیدواران کو ان کے فارم داخلہ پر مندرج پتہ جات پر بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک اسناد ترسیل کر دی جاتی ہیں۔

کالجوں میں لیکچرارز کی اسامیوں کو پر کرنا

*884 میاں عبدالستار، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

اس وقت پنجاب کے کالجوں میں لیکچرارز کی کس مضمون کی کتنی ایسی اسامیاں خالی ہیں جن پر کوئی لیکچرار کام نہیں کر رہے۔ ضلع وار تفصیل بتائی جائے۔ اگر کوئی اسامی خالی ہے تو اسے کب تک پر کر دیا جائے گا؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

اس وقت پنجاب کے کالجوں میں مختلف مضامین میں کل 921 اسامیاں خالی ہیں۔ ان میں سے 539 مردانہ اور 382 زنانہ ہیں۔ مضمون اور ضلع وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے خالی اسامیوں کو پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سفارشات موصول ہونے پر پر کر دیا جائے گا۔

محکمہ تعلیم میں تبادلوں پر پابندی کا خاتمہ

*885 میاں عبدالستار، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

محکمہ تعلیم میں تبادلوں پر پابندی کب لگائی تھی کیا حکومت تبادلوں پر پابندی ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

محکمہ تعلیم میں تبادلوں پر پابندی مورخہ 5-1-94 سے لگائی گئی تھی جو مورخہ 24 اپریل 1994ء کو اٹھالی گئی تھی۔ اب یہ پابندی دوبارہ 20 ستمبر 1994ء سے لگا دی گئی ہے۔ یہ

پابندی مفاد عامہ کے تحت لگائی گئی ہے تاکہ طلباء کی پڑھائی کا حرج نہ ہو۔ اس پابندی کو تعلیمی سال کے اختتام پر مناسب وقت پر اٹھا لیا جائے گا۔

صحافت کو بطور مضمون قرار دینے کے لیے اقدامات

*890 سید تابش الوری، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) وہ کون سے عوامل ہیں جو صحافت کو بطور مضمون کالجوں کی سطح تک متعارف کرانے میں حائل ہیں جب کہ پنجاب کی تمام جامعات میں صحافت کو بطور مضمون پڑھایا جا رہا ہے اور طلباء اس مضمون میں دلچسپی بھی لیتے ہیں۔

(ب) کیا محکمہ تعلیم صحافت کے مضمون کی اہمیت کے پیش نظر نئے تعلیمی سال سے صحافت کو بطورمضمون کالجوں کی سطح تک متعارف کرانے کے لیے غور کر رہا ہے اگر ہاں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) کوئی بھی عوامل صحافت کو بطور مضمون کالجوں کی سطح تک متعارف کرانے میں حائل نہ ہیں بلکہ پنجاب کے بعض کالجوں میں صحافت کا مضمون پڑھایا جا رہا ہے۔

(ب) محکمہ تعلیم مضمون صحافت کو کالج کی سطح تک متعارف کرانے میں کوئی عذر نہیں کر رہا ہے جب کبھی کسی علاقے کے شہریوں کی طرف سے مطالبہ کیا جاتا ہے تو اس علاقے کے کالج پرنسپل کے توسط سے طلبہ/ طالبات کی تعداد (جو کم از کم چالیس ہے) کو مدنظر رکھتے ہوئے کسی مضمون کی اسامی تخلیق کرانے کے بعد وہ مضمون شروع کر دیا جاتا ہے۔

سکول کی چار دیواری کی تعمیر

*914 پیر شجاعت حسین قریشی، کیا وزیر تعلیم نشان زدہ سوال نمبر 81 جس کا جواب ایوان میں میں مورخہ 19 دسمبر 1993 کو دیا گیا تھا کے حوالہ سے ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

گورنمنٹ گرلز ہائی سکول 8/16 بی آر میاں چنوں کی چار دیواری کی تعمیر کے لیے رواں مالی سال 94-1993ء میں کتنی رقم مختص کی گئی ہے اور کب تک اس سکول کی چار دیواری کی تعمیر شروع کر دی جائے گی اگر رقم ابھی تک مختص نہیں کی گئی تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

گرلز سکول چک نمبر 8/16 بی آر کی چار دیواری کی تعمیر کے لیے مئی 1991ء میں فنڈز فراہم کیے گئے تھے جو خرچ نہ ہو سکے۔ اس کے بعد 94-1993ء میں مالی وسائل کی کمیابی کی بناء پر فنڈز فراہم نہ کیے جا سکے۔

پنجاب میں ابھی بہت سے سکولوں کی چاردیواری نہیں ہے جنھیں وسائل میں کمی کی بناء پر مرحلہ وار پروگرام کے تحت تعمیر کیا جائے گا۔

ہائر سیکنڈری یا کالج کی تعمیر

*915 پیر شجاعت حسنین قریشی، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تلمبہ اور ونجاری تحصیل میاں چنوں کے قصبہ جات میں گرلز ہائر سیکنڈری سکول قائم ہیں مگر میاں چنوں جو کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہے میں ابھی تک حکومت کی طرف سے لڑکیوں کے لیے کوئی کالج یا ہائر سیکنڈری سکول قائم نہیں کیا گیا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ تحصیل ہیڈ کوارٹر میں ابھی تک ہائر سیکنڈری سکول یا کالج قائم نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں۔ نیز کب تک لڑکیوں کے لیے اس شہر میں کالج یا ہائر سیکنڈری سکول قائم کر دیا جائے گا؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) یہ درست ہے۔ البتہ میاں چنوں میں پہلے ہی ایک پرائیویٹ گرلز کالج انجمن اسلامیہ کے تحت قائم ہے۔

(ب) مذکورہ تحصیل ہیڈ کوارٹر میں انجمن اسلامیہ کے گرلز کالج کی وجہ سے اب تک وہاں ہائر سیکنڈری سکول یا کالج قائم نہ ہو سکا۔ تاہم وزیر اعلیٰ پنجاب نے 3-1-94 کو دورہ ملتان کے دوران میاں چنوں میں گرلز ڈگری کالج کے قیام کا حکم دیا ہے جس کی روشنی میں ابتدائی جائزہ رپورٹ تیار کی جا چکی ہے جونہی ضابطہ کی کارروائی مکمل ہوئی کالج کی تعمیر شروع کر دی جائے گی۔

ضلع لودھراں اور ضلع خانیوال میں اساتذہ کے تبادلے

*917 حاجی عرفان احمد ڈاھا، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) موجودہ حکومت کے برسر اقتدار آنے سے لے کر اب تک ضلع لودھراں اور ضلع خانیوال میں پرائمری سے سیکنڈری لیول تک کتنے مردانہ اور زنانہ اساتذہ کے تبادلے کیے گئے ان کے نام اور سکولوں کے نام بتائے جائیں۔

(ب) یہ تبادلے کن کن حضرات کے کہنے پر کیے گئے اور انھیں تبدیل کرنے کے کیا محرکات تھے اور ان تبادلوں کی وجہ سے تبدیل ہونے والوں کو کتنا ٹی اے / ڈی اے ادا کیا گیا۔

(ج) آیا یہ درست ہے کہ عدالت عالیہ کے حکم پر متذکرہ تبادلے روک دیے گئے اگر ایسا ہے تو انھیں تبدیل کرانے والوں کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) موجودہ حکومت کے برسراقتدار آنے سے لے کر اب تک ضلع خانیوال میں پرائمری سے سیکنڈری لیول تک 325 مردانہ اور 42 زنانہ تبادلہ جات ہوئے۔

(ب) یہ تبادلہ جات باہمی رضامندی اور انتظامی وجوہات کی بناء پر کیے گئے۔ ان کو کوئی ٹی اے / ڈی اے ادا نہیں کیا گیا۔

(ج) تبادلہ جات باہمی رضامندی اور انتظامی وجوہات کی بناء پر ہوئے اس لیے کوئی بھی عدالت عالیہ میں نہیں گیا۔

گورنمنٹ ڈگری کالج حافظ آباد میں سٹاف کی تعیناتی

*929 چودھری نذر عباس بھٹی، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج برائے طلباء و طالبات حافظ آباد میں کل کتنا سٹاف منظور شدہ ہے اور فی الحقیقت کتنا سٹاف کام کر رہا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ کالج میں سٹاف کی کمی ہے جس کی وجہ سے طلباء کا تعلیمی حرج ہو رہا ہے اگر ہاں تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور مذکورہ کالج میں سٹاف کی کمی کو کب تک پورا کر دیا جائے گا؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف)

	منظور شدہ سٹاف	موجودہ سٹاف
گورنمنٹ ڈگری کالج برائے طلبہ	41	25

" " طالبات 19 9

(ب) یہ درست ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ گزشتہ چند سالوں سے پنجاب پبلک سروس کمشن کی طرف سے کوئی تقرری نہ ہوئی ہے کمشن کی جانب سے سفارشات کا انتظار ہے۔ جونہی سفارشات موصول ہوئیں اس کمی کو پورا کر دیا جائے گا۔ تاہم محکمہ کی طرف سے اس کمی کو پورا کرنے کے لیے کنٹریکٹ کی بنیاد پر کچھ افراد کی تعیناتی کی گئی ہے۔

سکھیکی ہائی سکولز کی تعمیر کی تکمیل

*930 چودھری نذر عباس بھٹی، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سابقہ حکومت نے سکھیکی ہائی سکولز برائے طلباء و طالبات کا درجہ بڑھا کر انھیں ہائر سیکنڈری سکولز کا درجہ دے دیا تھا۔ مگر آج تک ان میں کلاسوں کا اجراء نہیں ہو سکا اگر ہاں تو اس کی وجوہ کیا ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکولز برائے ہائر سیکنڈری کی عمارات کی تعمیر سابقہ حکومت کے دور میں شروع کی گئی تھی۔ لیکن اسے بعد ازاں روک دیا گیا۔

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکولوں کی تعمیر پر اب تک 25 لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود عمارات تا حال پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکیں۔ اگر ہاں تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور آیا حکومت اب سکولوں کی عمارات کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ ہیڈ مسٹریس گرلز ہائی سکول کالیکی منڈی نے فرنیچر برائے طلباء کو فروخت کر دیا اگر ہاں تو کس اتھارٹی کے حکم سے فروخت کیا گیا اگر حکومت کی پالیسی کے مطابق اسے فروخت نہ کیا تو کیا اس کے خلاف حکومت کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) سکھیکی کے ہر دو سکولوں کا درجہ بڑھانے کے لیے جناب وزیر اعلیٰ کی ہدایات موصول ہوئی تھیں لیکن فنڈز فراہم نہ ہو پائے اس طرح اضافی عمارات تعمیر نہ ہوئیں جس کی وجہ سے کلاسز کا اجراء ممکن نہ رہا۔

(ب) علاقے کے ایم این صاحب نے وہاں کام شروع کرایا تھا فنڈز فراہم نہ ہونے کی وجہ سے کام رک گیا تھا۔

(ج) یہ درست نہ ہے ان سکیموں پر 1533 لاکھ خرچ ہو چکے ہیں گورنمنٹ راشد منہاس بوائے ہائی سکول اور گرلز ہائی سکول سکھیکی منڈی کی سکیموں کے لیے 94-1993ء کے اے ڈی پی میں فنڈز فراہم نہیں کیے گئے تھے لیکن اس سال تعمیر پنجاب پروگرام 95-1994ء میں گورنمنٹ راشد منہاس بوائز ہائی سکول سکھیکی اور گرلز ہائی سکول کے لیے سکیم نمبر 2669/227-2668/226 کے تحت پانچ پانچ لاکھ روپے مختص کیے گئے ہیں اور سکیم کی منظوری ڈویژنل ڈویلپمنٹ کمیٹی گوجرانوالہ نے بذریعہ حوالہ نمبر 2/2-D-Dev-GRW/94/2943-65 مورخہ 26 اگست 1994ء کو دے دی ہے اور فنانس ڈیپارٹمنٹ کو فنڈز release کرنے کے لیے لیٹر نمبر ایس او(پی -11)8-94/2 مورخہ 23 اکتوبر 1994ء کو تحریر کر دیا گیا ہے۔

(د) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کالیکی منڈی کی ہیڈ مسٹریس کے تحریری بیان کے مطابق ناکارہ فرنیچر مالیتی -/2675 روپے میں فروخت کر دیا گیا تھا۔ رقم خزانہ میں جمع نہ کروائی گئی بلکہ اس رقم سے قابل مرمت فرنیچر مرمت کروایا گیا سکول پراجیکٹ کمیٹی کے فیصلہ کے مطابق فرنیچر فروخت کیا گیا۔ حکومت کی پالیسی کے مطابق فروخت سے حاصل شدہ رقم خزانہ میں جمع کروانا ضروری ہے اور اسے مرمت پر خرچ نہیں کیا جا سکتا۔ لہذا مذکورہ ہیڈ مسٹریس کو بحوالہ (ڈی ای او) (ایم) (ایس ای) گوجرانوالہ حکم نمبر 2036 / ای۔1(ڈبلیو) مورخہ 10 مارچ 1994ء کو گورنمنٹ گرلز ہائی سکول سکھیکی منڈی تبدیل کر دیا گیا۔

پرائمری سکول کو مڈل کا درجہ دینے کے اقدامات

*936 ملک سلیم اقبال، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) قصبہ جانگہ تحصیل و ضلع چکوال میں پرائمری سکول کب قائم ہوا تھا۔

(ب) آیا یہ درست ہے کہ مذکورہ پرائمری سکول سے کامیاب ہونے والے بچوں کو اپنے قصبہ سے دور مڈل سکولوں میں داخلہ لینے اور پڑھنے کے لیے جانا پڑتا ہے۔

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ پرائمری سکول کو مڈل کا درجہ دینے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اسے مڈل کا درجہ دے دیا جائے گا اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ):

(الف) قصبہ جانگہ میں گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول 1910ء میں قائم ہوا تھا۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) مالی وسائل کی دستیابی کی صورت میں اضافی عمارت کی تعمیر برائے اب گریڈیشن کے لیے فنڈز فراہم کرنے کی کوشش کی جائے گی تاہم اگر فاضل رکن اسمبلی اپنے صوابدیدی فنڈ میں سے رواں مالی سال میں رقم جاری کروا دیں تو عمارت کی تعمیر کا کام شروع کرایا جا سکتا ہے۔ تاہم اضافی عملہ تعمیر عمارت کے بعد ہی دیا جا سکے گا۔

لیڈی ٹیچر کی تعیناتی

*937 جناب ایس اے حمید: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ایلیمنٹری پرائمری سکول برکت ٹاؤن سگیاں خدایار لاہور اساتذہ کی غیر حاضری کی وجہ سے گزشتہ چھ ماہ سے بند پڑا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ علاقہ کے مکینوں نے بارہا محکمہ کے افسران سے اساتذہ کی تعیناتی کے لیے زبانی اور تحریری درخواستیں دی ہیں لیکن بے سود۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول میں تعینات استانیاں تنخواہ تو مذکورہ سکول کی مد میں سے حاصل کر رہی ہیں لیکن محکمہ کے اہلکاران کی ملی بھگت سے فرائض شاہدرہ کے سکولوں میں انجام دے رہی ہیں۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول میں فوری طور پر لیڈی ٹیچرز تعینات کرنے کو تیار ہے اور ان کی وہاں حاضری کو یقینی بنانے کے لیے کیا اقدامات کرے گی نیز ملی بھگت کرنے والے ملازمین کے خلاف کیا تادیبی کارروائی کی گئی ہے یا ان کے کیس محکمہ انسداد رشوت ستانی کو پیش کیے گئے ہیں تفصیلاً بتایا جائے۔

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ):

(الف) درست نہ ہے۔

(ب) درخواستوں کی حد تک درست ہے مگر مذکورہ سکول میں اساتذہ فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

(ج) یہ درست ہے کہ استانیاں تنخواہ مذکورہ سکول سے وصول کر رہی ہیں اور خدمات شاہدرہ کے

سکولوں میں سرانجام دے رہی ہیں۔ ملی بھگت والی بات درست نہ ہے۔

(د) جیسا کہ جزو(ج) میں ذکر کیا گیا ہے مذکورہ سکول میں مرد اساتذہ فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ جس گاؤں میں مذکورہ سکول قائم ہے۔ وہاں خواتین اساتذہ کا پہنچنا بہت مشکل ہے۔ کیونکہ سکول پہنچنے کے لیے ویران جگہوں سے تقریباً چار کلو میٹر پیدل گزرنا پڑتا ہے۔ اس لیے محکمہ نے وہاں مرد اساتذہ کا انتظام کیا ہوا ہے تاکہ بچوں کا تعلیمی حرج نہ ہو۔

طلباء کا داخلہ

*938 جناب ایس اے حمید، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول شاد باغ کے میٹرک کے تین سو طلباء میں سے صرف ایک سو طلباء کا سکول کی طرف سے مارچ 1994ء کے امتحان کے لیے داخلہ بھیجا گیا جب کہ باقی دو سو امیدوار بھی سیکنڈری بورڈ کی تمام شرائط پوری کرتے ہیں۔ اگر ہاں تو ان کا داخلہ کیوں نہیں بھیجا گیا اور طلباء کا قیمتی سال ضائع کرنے کا ذمہ دار کون ہے؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

جی ہاں۔ سوال جزوی طور پر صحیح ہے کہ سکول میں ماہ اپریل 1993ء میں کلاس دہم کے طلباء کی تعداد 293 تھی۔ لیکن مختلف اوقات میں طلباء سکول چھوڑ کر چلے گئے جس سے تعداد 165 رہ گئی ان تمام طلباء کا داخلہ سکول کی طرف سے بورڈ کو بھیجا گیا۔ لہذا سوال اس حد تک درست نہیں ہے کہ صرف سو طلباء کا داخلہ بھیجا گیا۔ مزید برآں اس معاملے کی تحقیقات کا حکم دے دیا گیا ہے علاوہ ازیں پہلی مرتبہ موجودہ حکومت کی جانب سے تمام سکولوں کو تحریری ہدایت بھجوائی گئی ہے کہ داخل شدہ تمام طلباء جو ریگولر کلاسز میں آتے رہیں ان کا داخلہ کسی بھی صورت میں مت روکا جائے اور تمام طلباء کو ریگولر طالب علم کی حیثیت سے امتحان میں شمولیت کا موقع فراہم کیا جائے۔

پرائیویٹ کیڈٹ سکولوں میں فیس کی وصولی

*941 میاں عمران مسعود، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کینٹ کے علاقے میں کافی تعداد میں پرائیویٹ کیڈٹ سکول موجود ہیں جن میں پاکستان کیڈٹ سکول کیولری گراؤنڈ بھی شامل ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول رجسٹرڈ بھی نہیں ہیں اور اس کے پرنسپل صاحبان بھی تعلیمی لحاظ سے کم تعلیم یافتہ ہیں اور سٹاف بھی کم تعلیم یافتہ ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان پرائیوٹ سکولوں میں بھاری فیس وصول کی جاتی ہے اور غریب طلبہ کو داخلہ نہیں دیا جاتا علاوہ ازیں سٹاف کو بھی کم تنخواہ دی جاتی ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان سکولوں سے بےضابطگیوں کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) یہ درست ہے کہ لاہور کینٹ کے علاقے میں چار پرائیوٹ کیڈٹ سکول موجود ہیں۔ تین ہائی سکول ہیں جو کہ رجسٹرڈ ہیں اور ایک مڈل سکول ہے جس کا نام انتظامیہ نے پی سی بوائز مڈل سکول رکھا ہوا ہے۔

(ب) مذکورہ سکول حال ہی میں بطور بوائز مڈل سکول رجسٹرڈ ہوا ہے سکول کے پرنسپل اور سٹاف کے کوائف درج ہیں۔

نمبر شمار	نام ٹیچر	تعلیمی قابلیت	تنخواہ	عہدہ
1	مجیب الرحمن	بی ایس سی	2000.00	پرنسپل
2	الیاس اختر	ایم اے (اسلامیات)	1000 00	ٹیچر
3	علی اعجاز	بی اے	1000.00	ٹیچر
4	مبارک علی	بی ایس سی بی ایڈ	1000 00	ٹیچر

(ج) یہ درست ہے۔ پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں فیس سرکاری سکولوں کی بہ نسبت بہت زیادہ وصول کی جاتی ہے۔ اس سلسلہ میں حکومت پنجاب پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے متعلق نئی پالیسی وضع کر کے جلد اعلان کر رہی ہے۔

(د) اس سلسلہ میں دی پنجاب پرائیویٹ ایجوکیشن انسٹیٹیوٹ و پروموشن اینڈ ریگولیشن) 1994ء کے تحت بنائے گئے رولز میں مناسب ترامیم زیر غور ہیں تاکہ محکمہ ان بےضابطگیوں کو ختم کرنے کے لیے مؤثر اقدامات کر سکے۔

نیشلائزڈ کالج اساتذہ کو پینشن کی سہولت کی فراہمی

*1017 میاں عبدالحمید، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) نیشنلائزڈ کالج اساتذہ کی پینشن کے لیے کیا کارروائی کی گئی ہے جب کہ اس سلسلے میں عرصہ چار سال پہلے وزیر اعلیٰ نے ایک کمیٹی بنائی تھی۔ اس کمیٹی نے اب تک کیا سفارشات پیش کی ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سینکڑوں کالج اساتذہ عرصہ سات سال سے پرانی تنخواہوں پر کام کر رہے ہیں اگر ہاں تو انھیں ابھی تک کیوں موواوور نہیں دیا گیا؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) بلاشبہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے قومیائے گئے اساتذہ کا مسئلہ پنشن از تاریخ تقرر حل کرنے کے لیے ایک کمیٹی قائم کی تھی۔ اس کمیٹی نے اس مسئلہ پر غور وخوض کرنے کے بعد اپنی سفارشات وزیر اعلیٰ کو بھجوا دی ہیں۔

(ب) درست نہ ہے بلکہ گزشتہ سات سال کے عرصہ میں ہزاروں اساتذہ کو اگلے سکیل میں موواوور دیا گیا۔ صرف ان اساتذہ کرام کے موواوور نہ ہو سکے جن کے خلاف کوئی انکوائری زیر التواء تھی۔

سکولوں میں نلکوں کی تنصیب

*1024 چودھری احمد یار گوندل، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 1992-93ء میں صوبہ کے سکولوں کے لیے نلکے خریدے گئے تھے اور اگر جواب ہاں میں ہے تو ان کی تفصیل کیا ہے اور ہر ضلع کو کتنے کتنے نلکے دیے گئے تھے۔

(ب) کیا وہ نلکے سکولوں میں لگا دیے گئے ہیں اگر جواب ہاں میں ہے تو ان کو کن سکولوں میں لگایا گیا ہے اگر نہیں لگائے گئے تو اس کی کیا وجہ ہے؟

(ج) خریدے گئے نلکوں کی کل قیمت کیا ہے قیمت فی نلکہ بتائی جائے؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) محکمہ تعلیم کے تحت "UNICEF" کے تعاون سے پراجیکٹ " پرائمری سکول اینوائرمینٹل ہیلتھ پروگرام" کے نام سے زیر عمل درآمد ہے اس پراجیکٹ کے تحت "UNICEF" نے

مخصوص ساخت کے "AFRIDES" 2000 ہینڈ پمپس مہیا کیے ہیں۔ یہ ہینڈ پمپس پنجاب کے دس بارانی اضلاع اٹک، راولپنڈی، جہلم، چکوال، گجرات، سرگودھا، خوشاب، بھکر، ڈی جی خان اور راجن پور میں نصب ہوں گے ہر ایک ضلع کے لیے 200 ہینڈ پمپس مختص کیے گئے ہیں۔

(ب) ان نلکوں کی تنصیب کا کام محکمہ مقامی حکومت اور دیہی ترقی کے سپرد کیا گیا ہے تازہ ترین پروگریس رپورٹ (ستمبر 1994ء تک) کے مطابق اب تک قریباً 880 نلکوں کی تنصیب کا کام مختلف اضلاع کے پرائمری سکولوں میں مکمل ہو چکا ہے۔ جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ہینڈ پمپس غیر ملکی ساخت کے ہیں جو کہ "UNICEF" نے مہیا کیے ہیں۔ فی ہینڈ پمپ قیمت کا اندازہ مبلغ 15659 روپے ہے کل خرید گئے نلکوں کی قیمت تقریباً مبلغ 31318000 روپے ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ہاکی ایسوسی ایشن کو مالی امداد

430 سید تابش الوری، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب سپورٹس بورڈ ہر سال ہر ڈویژن کی ہاکی ایسوسی ایشن کو مالی امداد دیتا ہے اگر ہاں تو 1985ء سے ڈویژن وار اب تک ہر سال ڈویژنل ہاکی ایسوسی ایشنوں کو الگ الگ کتنی امداد دی گئی۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ بہاولپور ڈویژن کی ہاکی ایسوسی ایشن کو 1991-92 اور 1992-93ء میں کوئی مالی امداد نہیں دی گئی اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) یہ درست ہے کہ پنجاب سپورٹس بورڈ ہر سال ہر ڈویژن کی ہاکی ایسوسی ایشن کو مالی امداد دیتا ہے جس کی تفصیل 1985ء سے 1993ء تک ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ حقیقت نہیں ہے کہ بہاولپور ڈویژن کی ہاکی ایسوسی ایشن کو 1991-92ء اور 1992-93ء میں کوئی گرانٹ نہیں دی گئی بلکہ حقیقت اس کے برعکس ہے کہ مذکورہ ڈویژن کو حسب ذیل مالی امداد دی گئی۔ 20,000 روپے 1991-92ء، 20,000 روپے 1992-93ء کے لیے دیے گئے۔

تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ہیڈ ماسٹر کے تبادلہ کی وجوہ

511 چودھری اصغر علی گجر، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) تبادلوں پر پابندی عائد ہونے کے بعد صوبہ اور خصوصاً ضلع لیہ میں کتنے اساتذہ کے تبادلے کیے گئے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ میرے حلقہ انتخاب کے سب سب بڑے سکول چوک اعظم ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر کا تبادلہ کر دیا گیا ہے۔ جب کہ سکول کے نتائج گزشتہ پانچ سال سے ڈویژن بھر میں مثالی رہے ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت کی پالیسی کے اعلان کے بعد افسران نے اپنی مرضی سے کچھ تبادلے کیے ہیں۔ اگر ہاں تو ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے اور آیا پابندی کے باوجود مزید تبادلے کیے جائیں گے۔

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) صوبہ میں کل 499 اساتذہ کے تبادلہ جات کیے گئے جب کہ ضلع لیہ میں صرف تین مردانہ تبادلہ جات کیے گئے ہیں جن میں سے ایک بعد میں منسوخ ہو گیا۔ یہ دو تبادلہ جات انتظامی امور کے تحت کیے گئے اس کے علاوہ ہیڈ ماسٹر / پرنسپل / ڈپٹی ڈی ای او کے تبادلہ جات کیے گئے ہیں جو کہ تبادلہ جات کی پابندی کی زد میں نہیں آتے کیونکہ یہ انتظامی امور کی اسامیاں ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ چوک اعظم کے ہیڈ ماسٹر کا تبادلہ کیا گیا تھا مگر بعد میں منسوخ ہو گیا۔

(ج) درست نہ ہے کہ حکومت کی پالیسی کے اعلان کے بعد محکمہ تعلیم میں کسی آفیسر نے اپنی مرضی سے تبادلہ نہ کیا ہے تاہم انتظامی امور کے تحت تبادلہ جات پر کوئی پابندی نہ ہے۔

ان ٹرینڈ معلمات کی بھرتی کی تحقیقات

550 جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ عائدہ کرامت ڈی ای او چکوال اور ڈپٹی ڈی ای او اصغری ملک نے ان ٹرینڈ 24 عدد اسامیاں بھرتی کیں اور ان اسامیوں سے -/1500 روپے فی کس وصول کیے جس میں ڈائریکٹر تعلیم چودھری فضل کریم بھی اس اس کرپشن میں برابر کا حصہ دار ہے۔

(ب) اگر جزو(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان تینوں کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) درست نہ ہے۔

(ب) جزو (الف) کے جواب کی روشنی میں غیر متعلق ہے۔

ڈی ای او چکوال کے خلاف تحقیقات

551 جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈی ای او چکوال خالدہ کرامت نے 4,000 روپے لے کر منور بی بی کو گورنمنٹ گرلز مڈل سکول گناوالہ میں درجہ چہارم میں بھرتی کیا جس کے کینسلیشن آرڈر مورخہ 6 مئی 1994ء کو عمل میں آئے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ منور بی بی کو ڈی ای او خالدہ کرامت نے اپنے گھر میں ذاتی کام کاج کے لیے رکھا ہوا ہے اور ہر ماہ اول معلمہ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول گناوالہ سے تنخواہ کا بل بنوا کر رقم خود وصول کر لیتی ہے۔

(ج) اگر جزو (الف) اور (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ڈی ای او چکوال خالدہ کرامت کے خلاف فوری کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) رقم لینے کی حد تک درست نہ ہے۔ منور بی بی بدستور اپنی ملازمت پر حاضر ہے اور تنخواہ وصول کر رہی ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔

(ج) غیر متعلقہ ہے۔

گرلز مڈل سکول نئی آبادی رسول کو ہائی کا درجہ دینا

594 چودھری محمد اسلم، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مرزا اکرم بیگ کی درخواست پر وزیر اعلیٰ نے اپنے حکم نمبر یو ایس-11

۔سی ایم ایس / اے بی -35477-429-93/100 مورخہ 29 جون 1993ء کے ذریعہ گرلز مڈل سکول نئی آبادی رسول ضلع منڈی بہاؤالدین کو ہائی کا درجہ دینے کا حکم جاری کیا تھا۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو مذکورہ مراسلہ کی روشنی میں کیا مذکورہ بالا سکول کو ہائی کا درجہ دے دیا گیا ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) جزوی طور پر درست ہے کیونکہ وزیر اعلیٰ نے کیس کا جائزہ لے کر رپورٹ ارسال کرنے کا کہا تھا۔

(ب) پالیسی کے مطابق مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ نہیں دیا جا رہا کیونکہ سکولوں کے انتظامی شعبہ کو ایلیمنٹری viii-1 اور سیکنڈری ix-xii دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے جو ایلیمنٹری سکولوں اور سیکنڈری سکولوں کے انتظامات کے ذمہ دار ہیں۔ ایسے مقامات جہاں نئے سیکنڈری سکولوں کی ضرورت ہے وہاں نیا سیکنڈری سکول کھولا جاتا ہے۔ مذکورہ آبادی نیاسیکنڈری سکول کھولنے کے معیار پر نہیں اترتی۔ چونکہ سیکنڈری سکول کے لیے 16 کنال زمین کی ضرورت ہے جب کہ یہاں صرف تین کنال رقبہ دستیاب ہے۔ لہذا وزیر اعلیٰ کو سمری بھیج دی گئی ہے کہ مذکورہ سکول کا درجہ نہ بڑھایا جائے۔

بوائز پرائمری سکول لکھنوالہ کو مڈل کا درجہ دینا

595 چودھری محمد اسلم ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ وزیر اعلیٰ نے اپنے حکم نامہ نمبر یو ایس -11- سی ایم ایس۔ اے بی -35474-475/93/100 مورخہ 9۔ مارچ 1994ء کے ذریعہ وزیر تعلیم کو تحریر کیا تھا کہ بوائز پرائمری سکول لکھنوالہ ضلع منڈی بہاؤالدین کو مڈل کا درجہ دینے کے کیس کی جانچ پڑتال revalidate کا حکم دیا تھا۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہو تو کیا وزیر اعلیٰ کے حکم پر عمل درآمد ہو چکا ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) درست ہے۔

(ب) گورنمنٹ پرائمری سکول لکھنوالہ کا درجہ نہیں بڑھایا جا رہا کیونکہ سکول اب گریڈیشن کے معیار پر پورا نہیں اترتا۔ یونین کونسل شہدانوالی میں پہلے ہی دو مڈل سکول' مڈل سکول واپڈا کالونی اور مڈل سکول فتح شاہ موجود ہیں۔

سرکاری ملازمین کی اعلیٰ گریڈ میں ترقی

597 سید تابش الوری ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سرکاری ملازمین کی اعلیٰ گریڈ میں ترقی /سنیارٹی اور ملازمت کے اچھے ریکارڈ کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ جلیل احمد صدیقی اسسٹنٹ پروفیسر (ریٹائرڈ) گورنمنٹ ایس۔ای کالج بہاولپور (نمبر شمار 161) اور جناب عبدالغفور خان اسسٹنٹ پروفیسر (ریٹائرڈ) گورنمنٹ انٹر کالج بہاولپور (نمبر شمار 202) کے ترقی کے ہر لحاظ سے مکمل کیس ڈائریکٹر تعلیمات بہاولپور کی جانب سے بذریعہ مراسلہ نمبر 6121/ سی اے ایس مورخہ 10 اپریل 1990ء اور مراسلہ نمبر 1874- سی اے ایس مورخہ 23 جنوری 1990ء کو علی الترتیب محکمے کو بھیجے گئے اور یہ افسران مورخہ 4 فروری 1991ء اور 17 اگست 1991ء کو علی الترتیب ریٹائر ہو گئے۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ سینکڑوں اسسٹنٹ پروفیسروں کو جو ان سے بہت ہی جونیئر تھے کو باضابطہ طور پر ایسوسی ایٹ پروفیسر (گریڈ نمبر 19) میں مؤثر برماضی ترقی دے دی گئی۔ جیسا کہ زیر معاملہ جناب محمد اختر قریشی پروفیسر نفسیات گورنمنٹ کالج لاہور جن کا نمبر شمار مذکورہ فہرست میں 550 تھا کو بذریعہ ایس او سی ای 91-1251-1 مورخہ 11 مارچ 1992ء کو مؤثر برماضی مورخہ 28 نومبر 1991ء سے ترقی دی گئی ہے۔

(د) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ بالا اسسٹنٹ پروفیسروں کے نام صرف اس لیے ترقی پانے والوں کی فہرست سے حذف کر دیے گئے کہ یہ ملازمت سے ریٹائر ہو چکے تھے۔

(ہ) کیا یہ حقیقت ہے کہ (سکول کیڈر) کے سرکاری ملازمین کو اگلے گریڈ میں موواوور سلیکشن گریڈ مؤثر برماضی مستفید ہونے کا حق ان کی ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے بعد بھی ہوتا ہے۔ پروفیسر شوکت علی ایس ای کالج بہاولپور اور دوسرے بہت سے افراد کو بنیادی پے سکیل نمبر 20 میں موواوور کی سہولت سے مستفید ہونے کی اجازت مورخہ یکم دسمبر 1988ء سے دی

گئی اگرچہ وہ اپنی ملازمت سے مورخہ 21 فروری 1991ء کو بذریعہ اعلامیہ نمبر ایس او (سی سی ایچ ایف ڈی ایل) 90-176-2 ریٹائر ہو چکے تھے۔ اسی طرح جناب محمد احمد ماہر مضمون گورنمنٹ (ان سروس) و (پری سروس) کالج بہاولپور کو ان کی ملازمت کے پانچ سال بعد بھی سلیکشن گریڈ دیا گیا۔

(و) کیا یہ مذکورہ بالا اسسٹنٹ پروفیسروں کے جائز استحقاق ترقی کی صریحاً خلاف ورزی نہیں ہے کیا یہ انصاف کا تقاضہ نہیں ہے کہ اس بے انصافی کی تلافی کے لیے ان کی ریٹائرمنٹ سے قبل ہی ان کی ترقی کا اعلامیہ جاری کیا جائے۔ جیسا کہ ان کی ملازمت کے دوران ہی ان کی ترقی کے لیے باضابطہ طور پر سفارش کی گئی تھی۔

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) حقیقت ہے۔

(ب) اگلے گریڈ میں ترقی اس تاریخ سے شمار ہوتی ہے جب صوبائی سلیکشن بورڈ کا اجلاس منعقد ہو اور اس اجلاس میں ان کی ملازمت کا اچھا ریکارڈ ہونے کی صورت میں ترقی دی جاتی ہے۔ یہ اجلاس 12 ستمبر 1991ء کو منعقد ہوا جب کہ دونوں اسسٹنٹ پروفیسر صاحبان بالترتیب 4 فروری 1991ء اور 17 اگست کو ریٹائر ہو چکے تھے اس لیے اگلے گریڈ میں ترقی نہ پا سکے۔

(ج) یہ حقیقت نہ ہے ترقی کے معاملے میں کسی سے زیادتی نہیں کی جاتی مسٹر محمد اختر قریشی پروفیسر نفسیات گورنمنٹ کالج لاہور جن کا نمبر شمار 550 تھا۔ ان کا کیس برائے ترقی صوبائی سلیکشن بورڈ کے اجلاس منعقدہ 16۔ اکتوبر 1991ء میں پیش ہوا اور انھیں ترقی دی گئی ان کی تاریخ ریٹائرمنٹ 31 مئی 2002 ہے۔

(د) یہ درست ہے۔

(ہ) کالج کیڈر میں سلیکشن گریڈ کی سہولت نہ ہے ترقی اور موو اوور میں بنیادی فرق یہ ہے کہ ترقی محکمانہ کمیٹی کے اجلاس سے شمار ہوتی ہے اور موواوور بنیادی تنخواہ کی انتہا پر پہنچ کر ملتا ہے۔ لہٰذا پروفیسر شوکت علی ایس ای کالج بہاولپور اور دوسرے بہت سے افراد کو سکیل نمبر 20 میں موواوور کی سہولت سے مستفید ہونے کی اجازت یکم دسمبر 1988ء سے اس لیے دی گئی کہ وہ اس وقت گریڈ 19 کی بنیادی تنخواہ مکمل کر چکے تھے اور مورخہ 21 فروری 1991ء تک سرکاری

ڈیوٹی سرانجام دیتے رہے ہیں جہاں محمد احمد ماہر مضمون کا تعلق ہے یہ کالج سے متعلق نہ ہے۔

(و) یہ قواعد کے لحاظ سے خلاف ورزی نہ ہے اصولی طور پر ان کی ریٹائرمنٹ سے قبل ان کے کیس صوبائی سلیکشن بورڈ کے اجلاس میں نہیں پہنچے۔ اگر ان کی ریٹائرمنٹ سے قبل ان کے کیس اجلاس میں پہنچ جاتے تو ان کا استحقاق تھا۔ ابھی خلاصے کی کارروائی جاری تھی کہ دونوں حضرات ریٹائر ہو گئے۔

سکول کی تعمیر کا ٹھیکہ

600 سردار حسن اختر موکل، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) موضع شام کوٹ نو تحصیل چونیاں مرکز کنگن پور میں طالبات کا ماڈل سکول کب منظور ہوا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سکول کے لیے مطلوبہ زمین محکمہ کے نام منتقل ہو چکی ہے۔

(ج) کیا سکول کی بلڈنگ کی تعمیر کے لیے ٹھیکہ بھی دے دیا گیا ہے۔

(د) اگر زمین محکمہ کے نام پر ابھی تک منتقل نہیں ہوئی تو اس جگہ پر سکول کی تعمیر کا ٹھیکہ کس بنیاد پر دیا گیا ہے؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) گرلز پرائمری ایجوکیشن پراجیکٹ کے تحت موضع شام کوٹ نو تحصیل چونیاں مرکز کنگن پور میں کیمونٹی ماڈل سکول 22-10-91 کو منظور ہوا تھا۔ مگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہاں 2 کنال زمین جو کہ کیمونٹی ماڈل سکول کے لیے شرط ہے وہاں دستیاب نہیں ہے چنانچہ چیف منسٹر کی سمری کے پیرا 6 کے مطابق موضع شام کوٹ نو تحصیل چونیاں کی بجائے قاضی والا تحصیل چونیاں منظور کروایا گیا۔ لیٹر ایوان کی میز پر رکھے دیا گیا۔

(ب) الف کے جواب کی روشنی میں ضرورت نہ ہے۔

(ج) الف کے جواب کی روشنی میں ضرورت نہ ہے۔

(د) الف کے جواب کی روشنی میں ضرورت نہ ہے۔

لیٹر کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

درختوں کی فروخت میں بے ضابطگی

607 راجہ جاوید اخلاص، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ماڈل ہائی سکول میاں چنوں میں ایک ہال تعمیر کیا جا رہا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول میں جس جگہ ہال تعمیر کیا جا رہا ہے۔ وہاں شیشم کے درخت تھے۔ اگر ایسا ہے تو ان درختوں کو نیلام کرنے کے لیے کیا طریقہ کار اختیار کیا گیا تھا۔ ان سے کتنی آمدن ہوئی اور یہ آمدن کن مقاصد کے لیے استعمال ہوئی۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ درختوں کی فروخت میں بے ضابطگی پائی گئی ہے اگر ایسا ہے تو کیا حکومت اس کی تحقیقات کروانے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے درختوں کی قیمت کا تخمینہ محکمہ جنگلات خانیوال نے لگایا تھا اور ضابطہ کمیٹی سکول نے باقاعدہ نیلامی کی تھی اور مبلغ 611949 روپے آمدنی ہوئی جسے سرکاری خزانہ میں مورخہ 02-04-94 کو جمع کروا دیا گیا ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ نیلامی حسب ضابطہ ہوئی جس میں پانچ اشخاص نے بولی دینے کے لیے حصہ لیا۔

سکول کی چار دیواری کی تعمیر

623 پیر شجاعت حسنین قریشی، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے مالی سال 95-1994ء کے بجٹ میں ضلع خانیوال کے تقریباً 30 پرائمری سکولوں کی چار دیواری کی تعمیر کے لیے رقم مختص کی ہے اگر ایسا ہے تو یہ رقم کتنی ہے اور جن سکولوں کی چار دیواری تعمیر کی جائے گی۔ ان کے نام کیا ہیں ان میں کتنے سکول میاں چنوں تحصیل کے ہیں۔

(ب) کیا حکومت مالی سال 95-1994ء کے دوران پرائمری سکول چک 8/16 بی آر تحصیل میاں چنوں کی چار دیواری تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات بیان کریں؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)۔

(الف) حکومت نے موجودہ مالی سال 95-1994ء کے دوران نئی سکیم کے تحت پرائمری سکولوں کی چار دیواری کے لیے کوئی رقم مختص نہ کی ہے لیکن صرف ان سکیموں کو مالی سال 95-1994ء میں

مکمل کیا جائے گا جو 94-1993ء میں مکمل نہ ہو سکیں تھیں۔

(ب) جواب (الف) کی روشنی میں ضرورت نہ ہے۔

شیلٹر لیس سکیم کے تحت کمروں کی تعمیر

624 پیر شجاعت حسنین قریشی ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) مالی سال 95-1994ء کے دوران شیلٹر لیس سکیم کے تحت ضلع خانیوال کے کتنے سکولوں میں نئے کمرے تعمیر کیے جا رہے ہیں ان کے نام کیا ہیں ان میں سے کتنے تحصیل میاں چنوں میں واقع ہیں تفصیل الگ الگ دی جائے۔

(ب) کیا حکومت مالی سال 95-1994ء کے دوران شیلٹر لیس سکیم کے تحت پرائمری سکول چک 8/16 بی آر میں کمرہ تعمیر کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) شیلٹر لیس سکیم کے تحت پرائمری سکولوں میں نئے کمرے تعمیر نہ کیے جاتے ہیں بلکہ سکول کی مکمل عمارت تعمیر کی جاتی ہے۔

(ب) حکومت نے مالی وسائل 95-1994ء میں شیلٹر لیس پرائمری سکولوں میں نئے کمرہ جات بنانے کے لیے کوئی رقم مختص نہ کی ہے۔

تنخواہوں کی ادائیگی کے اقدامات

632 جناب محمد بشارت راجہ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محمد یونس ارائیں، محمد یونس گجر اور سکندر علی پی ٹی سی ٹیچرز گورنمنٹ مڈل سکول وارن شیخوپورہ میں تعینات ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ٹیچروں کی تنخواہ جنوری 1994ء تا اپریل 1994ء سرکاری خزانہ سے نکال کر مذکورہ سکول کے ہیڈ ماسٹر محمد طفیل میلو نے خردبرد کر لی ہے اور ان ٹیچروں کو تنخواہ کی ادائیگی نہیں کی گئی۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سلسلے میں ہیڈ ماسٹر مذکورہ کے خلاف کارروائی کرنے اور متاثرہ ٹیچروں کو ان کی تنخواہیں ادا کر کے ان کی جانب سے تنخواہ

کی وصولی کی رسیدیں ایوان میں پیش کرنے کو تیار ہے۔

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) ہاں یہ درست ہے۔

(ب) ہاں یہ درست ہے کہ مذکورہ ٹیچروں کی اسامیوں پر دیگر ٹیچروں کی تنخواہ 1994ء تا ماہ اپریل 1994 تنخواہیں برآمد کروالی گئی ہیں لیکن مذکورہ ٹیچروں کو ان کی ادائیگی نہیں کی گئی۔

(ج) (i) ڈی ای او مردانہ ایلیمنٹری شیخوپورہ کو آج مورخہ 25 اکتوبر 1994ء کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ ان متاثر ٹیچروں کو تنخواہ برآمد گی کے مقاصد کے پیش نظر مجوزہ مدارس میں ایڈجسٹ کریں اور تنخواہ برآمد کر کے تقسیم کریں۔

(ii) جناب ڈائریکٹر ایلیمنٹری ایجوکیشن لاہور ڈویژن سے ابتدائی رپورٹ موصول ہوئی ہے جس پر ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (سیکنڈری ایجوکیشن) شیخوپورہ کو مورخہ 2 اکتوبر 1994ء کو ای اینڈ ڈی رولز 1975ء کے تحت باقاعدہ انکوائری کے لیے مجاز آفیسر مقرر کر دیا گیا ہے۔ جونہی اس کی رپورٹ موصول ہو گی۔ متعلقہ ہیڈ ماسٹر کے خلاف قواعد و ضوابط کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔

پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن میں بدعنوانیوں کے تدارک کے اقدامات

633 راجہ جاوید اخلاص، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن میں کنٹرولر امتحانات ایسے شخص کو لگا دیا گیا ہے جو مطلوبہ تعلیمی معیار پر پورا نہیں اترتا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مسٹر عبدالواسع نے بطور کنٹرولر اپنی تقرری میاں شان احمد (ریجنل ڈائرکٹر لاہور) کے توسط سے تین لاکھ روپے رشوت دے کر کروائی اور اس سلسلہ میں ایڈیشنل سیکرٹری تعلیم کے پاس انکوائری بھی چل رہی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مسٹر ذوالفقار چیمہ کی ترقی گریڈ 18 میں کر دی گئی ہے۔ جب کہ اس اسامی کے لیے ابھی تک تقرر کے قواعد و ضوابط بھی نہیں بنائے گئے اور گریڈ 18 کی اسامی کے لیے رولز کی منظور کنٹرولنگ اتھارٹی سے لینا ضروری ہے جو نہیں لی گئی۔

(د) کیا یہ بھی دست ہے کہ سیکرٹری بورڈ، ڈپٹی سیکرٹری اور اسسٹنٹ سیکرٹری انتظامیہ نے اس

غلط ترقی کی مخالفت کی تھی اگر ایسا ہے تو کیا حکومت بورڈ میں ہونے والی بدعنوانیوں اور بے قاعدگیوں کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) موجودہ کنٹرولر کی تقرری ڈیپوٹیشن پر 3 سال کے لیے کی گئی ہے۔ موصوف قبل ازیں گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی ساہیوال میں سکیل 18 کی پوسٹ پر ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ تھے اور کنٹرولر امتحانات کی اسامی بھی سکیل 18 میں ہے ان کی تعلیمی قابلیت بی۔ٹیک ہے۔ جو ٹیکنیکل بورڈ کے قواعد و ضوابط کے مطابق کنٹرولر امتحانات کے مطلوبہ تعلیمی معیار پر پوری اترتی ہے۔

(ب) مسٹر عبدالواسع کی تقرر ڈیپوٹیشن پر تین سال کے لیے کی گئی ہے جہاں تک تین لاکھ روپے شان احمد ریجنل ڈائرکٹر لاہور کی معرفت دینے کا تعلق ہے۔ محکمہ کے علم میں ایسی کوئی بات نہیں اور نہ ہی اس سلسلہ میں کوئی انکوائری چل رہی ہے۔

(ج) جی ہاں یہ درست ہے کہ ذوالفقار احمد چیمہ کی ترقی سکیل 18 میں کر دی گئی ہے بورڈ نے اپنی میٹنگ مورخہ 31/29 جولائی 1993ء میں مسٹر ذوالفقار احمد چیمہ کی گریڈ 18 میں ترقی کرتے وقت اسامی کے رولز کی بھی منظوری دے دی تھی۔ بورڈ کا یہ فیصلہ کنٹرولنگ اتھارٹی نے بمطابق چٹھی نمبر۔ ایس۔ او (سی اینڈ وی) 21-66/93 مورخہ یکم مارچ 1994ء کو منظور کیا۔

(د) یہ درست نہیں۔ کیونکہ سیکرٹری بورڈ، ڈپٹی سیکرٹری بورڈ اور اسسٹنٹ سیکرٹری نے ترقی کی مخالفت کی بجائے طریقہ کار میں چند خامیوں کو دور کرنے کی رائے دی تھی۔ جو کہ بورڈ اور گورنمنٹ کے فیصلہ کی روشنی میں حتمی نوٹیفکیشن جاری کرنے سے پہلے دور کر دی گئی ہیں۔ حتمی نوٹیفکیشن مورخہ 25 اکتوبر 1994ء کو جاری کیا گیا ہے۔

بوائز ہائی سکول سوڈھی جیوالی میں خالی اسامیوں کو پر کرنے کے اقدامات

634 ملک مختار احمد اعوان، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) بوائز ہائی سکول سوڈھی جیوالی ضلع خوشاب میں اساتذہ کی منظور شدہ کون کون سی اسامیاں

کتنی کتنی تعداد میں ہیں اور ان میں سے کتنی اسامیاں خالی ہیں۔

(ب) کیا حکومت خالی اسامیوں کو پر کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) گورنمنٹ ہائی سکول سوڈھی جیوالی میں منظور شدہ اساتذہ کی تعداد حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام آسامی	منظور شدہ	ورکنگ	خالی
1	ہیڈ ماسٹر	1	1	
2	ایس ایس ٹی	3	2	1
3	ای ایس ٹی	1	1	
4	ایس وی	3	3	
5	او ٹی	1	1	
6	ڈی ایم	1	1	
7	پی ای ٹی	1	1	
8	پی ٹی سی	5	5	
	میزان	16	15	1

(ب) اس سکول میں ایس ایس ٹی کی صرف ایک اسامی خالی ہے جس کی ریکوزیشن پنجاب پبلک سروس کمشن کو بھجوا دی گئی ہے۔ مزید برآں ایڈہاک بنیادوں پر تقرر کے لیے درخواستیں ڈائرکٹر (سکولز) کی معرفت طلب کر لی گئی ہیں۔

گرلز مڈل سکول سوڈھی جیوالی میں اساتذہ کی تعیناتی

635 ملک مختار احمد اعوان، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گرلز مڈل سکول سوڈھی جیوالی ضلع خوشاب میں اساتذہ کی کمی ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت اس کمی کو پورا کر کے وہاں اساتذہ تعینات کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) درست ہے۔

(ب) اساتذہ کی بھرتی شروع ہو چکی ہے۔ جلد ہی متعلقہ سکول میں اساتذہ تعینات کر دیے جائیں گے۔

ملک محمد عباس کھوکھر، پوائنٹ آف آرڈر۔(قطع کلامیاں)۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' ملک صاحب! اب میں کس کو پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کی اجازت دوں۔ میں نے ملک عباس کھوکھر نام پکار دیا ہے۔ ذرا آپ کچھ احترام سیکھیے کہ ایک فاضل رکن کو میں نے فلور دے دیا ہے۔ یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ آپ نے آئندہ بہترین پارلیمینٹیرین بننا ہے۔ آپ ابھی نوجوان ہیں۔ جی' ملک صاحب!

ملک محمد عباس کھوکھر، جناب سپیکر! وزیر موصوف نے تمام جوابات اس بات پر ٹالے ہیں کہیہ سابقہ حکومت کی کوتاہی تھی۔ یہ سابقہ حکومت کے ذمے جاتی تھی۔ سابقہ حکومت میں ان کا لیڈر اور یہ دونوں اس حکومت کے نمبر ایک پیچھے تھے۔ یہ آج ہمارے اوپر بوجھ ڈالتے ہیں۔ اس وقت بھی سب انہوں نے غلط کیااور سب غلط کروایا بھی انہوں نے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں آپ کو تقریر کا موقع دوں گا۔

ملک محمد عباس کھوکھر، جناب والا! آج ان کو اور ان کے لیڈر کو حال چڑھا ہوا ہے کہ ناکام ہیں' ناکام ہیں ۔ میں پیپلز پارٹی والوں سے کہتا ہوں کہ ان کو کوئی تعویز دھاگہ دیں کہ یہ ناکام ناکام کی جو رٹ لگائے ہوئے ہیں اور یہ ٹرین مارچ ناکام ہوا ہے۔ میں ان کے لیڈر سے کہتا ہوں کہ کسی ایک گلی میں دس دکانیں بند کروا دیں تو ہم ان کو لیڈر مان لیں گے۔ یہ کیسی باتیں کرتے ہیں۔ ان کے اٹھارہ ممبر کہاں ہیں؟ کوئی ممبر ان کے ساتھ نہیں۔

سردار حسن اختر موکل ، جناب والا! میں ذاتی وضاحت پر کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

ملک محمد عباس کھوکھر، جناب والا! ان کا کوئی ممبر جونیجو لیگ کی ٹکٹ پر کامیاب نہیں ہوا۔ وٹو لیگ ایسے ہی جونیجو صاحب کا نام بدنام کر رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی حسن اختر موکل صاحب!

سردارحسن اختر موکل، جناب والا! آپ کو یاد ہوگا کہ آپ نے میری ایک تحریک التوائے کار پر ایک کمیٹی بنائی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ایک منٹ رکیں۔ میں جب تحریک استحقاق take up کروں اس وقت فرمائیں۔

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! میری تحریک استحقاق نہیں تھی بلکہ تحریک التوائے کار تھی جس پر آپ نے ایک کمیٹی بنائی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ابھی وہ ٹائم نہیں۔

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کمیٹی کا کیا بنا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں نہیں۔ اس طرح انفرمیشن نہیں ملتی۔ اب ہم تحریک استحقاق لیتے ہیں۔

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! اب آپ بھی جواب دینے سے بھاگنے لگے ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

تحریک نجات کے سلسلے میں حزب اختلاف کے اراکین کے خلاف انتقامی کارروائی

چودھری پرویز الٰہی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی قائد حزب اختلاف!

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کرنا چاہوں گا کہ کل جو بات طے ہوئی تھی کہ ٹیلیویژن پر ڈیبیٹ ہوگی کہ لوٹا کون ہے۔ اس کے حوالے سے میں صرف یاد یہ کرانا چاہ رہا ہوں اور آپ سے گزارش کر رہا ہوں کہ ہفتے کا ٹائم ہے اور اب چھ دن رہ گئے ہیں تو کیا انہوں نے انتظامات کا آغاز کر دیا ہے یا نہیں؟ یہ میں آپ کی وساطت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ وزیر قانون صاحب اس کی ذرا وضاحت فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر قانون صاحب اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر۔ قائد حزب اختلاف کی خواہش پوری کر دی جائے گی۔

چودھری پرویز الٰہی، بہت شکریہ۔ جناب والا! مجھے امید ہے کہ یہ کم از کم اپنی ایک تو commitment پوری کریں گے اور دوسری بات جو اقلیتی وزیراعلیٰ صاحب نے وہاں پر فرمائی کہ انتقامی کارروائی نہیں ہو رہی۔ جناب والا! latest کارروائی کا آغاز کل ان کی تقریر کے فوراً بعد شروع ہو

چکا ہے اور ہمارے ایم پی اے حضرات کے حلقوں میں دوبارہ چھاپے مارنے شروع کر دیے گئے ہیں۔ جناب والا! ان کی آواز ابھی اس ہاؤس میں گونج بھی رہی ہوگی اور میں نے اس وقت کہا تھا کہ یہ 1994ء کے بہترین منافق ثابت ہو سکتے ہیں۔ کوئی اصولی بات نہیں کر سکتے۔ ابھی کل کی بات ہے کہ انہوں نے یہ کام شروع کر دیا ہے اور خواجہ عصمت حیات ایم پی اے کے حلقے سے اس کی کل سے ہی ابتدا کر دی گئی تھی اور باقی بھی اطلاعات اب آنا شروع ہوئی ہیں کہ انہوں نے دوبارہ آغاز کر دیا ہے اور وہی انتقامی کارروائیاں ہو رہی ہیں۔ یہ باز آ ہی نہیں سکتے۔ یہ رہ ہی نہیں سکتے اور یہ بات رکے گی نہیں' چاہے سٹیڈیم میں ساری پولیس بھر دیں پھر بھی لوگ وہاں لوٹے لے کر آئیں گے کیونکہ یہ حقیقت کو نہیں پہچان رہے۔(قطع کلامیاں)۔

جناب ڈپٹی سپیکر، خاکوانی صاحب تشریف رکھیں۔ میں قائد حزب اختلاف کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے ہر بات کو یہاں پر بیان نہیں کیا جاتا۔ اس کے لئے قواعد انضباط کار ہیں۔میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف اس ہاؤس کی بڑی محترم ہستیاں ہیں اگر وہ ہی قواعد انضباط کار کی پابندی نہیں کریں گے تو دوسرے فاضل اراکین کس طرح کریں گے؟ یہ ایک مثال ہوتی ہے۔ ہم نے اس ہاؤس کو پارلیمانی روایات کے مطابق چلانا ہے۔ تو آپ کو تقاریر کا بھی موقع ملے گا۔ جن پر اگر کوئی ایسی زیادتیاں ہو رہی ہیں تو آپ اپنی تقاریر میں ان کو پوری طرح سے آگاہ کریں یا اس کے لیے اسمبلی کے قواعد میں طریق کار موجود ہے کہ اس کو آپ تحریری طور پر تحریک استحقاق کی صورت میں لا سکتے ہیں لیکن یہ نہیں کہ آپ بار بار کھڑے ہو کر کارروائی کا وقت ضائع کریں۔آپ کی بات درست ہو گی ۔ مجھے یہاں کوئی پتا نہیں کہ بات کیا ہے؟ کیا نہیں ہے؟ لیکن اس کو آپ پارلیمانی روایات کے مطابق agitate کریں' جو اس قواعد انضباط کار کے مطابق کر سکتے ہیں۔ اس ہاؤس میں سپیکر انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ پورا تعاون کریں گے۔ ہم دونوں اطراف کو یکساں تصور کرتے ہیں کیونکہ یہ دونوں گاڑی کے پہیے ہیں۔ اگر ایک پہیہ ناکارہ ہو جائے گا تو پھر گاڑی نہیں چلے گی۔ حزب اقتدار اور اپوزیشن دونوں ہمارے لیے محترم ہیں۔ ہم دونوں کے ساتھ یکساں سلوک اور انصاف کر رہے ہیں۔ آپ قطعاً بے فکر رہیں۔ جب بھی آپ کو موقعہ میسر آنے کا آپ موقعہ کے مطابق جس طرح رولز اجازت دیتے ہیں بات کریں۔جی ذوالفقار علی کھوسہ صاحب۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! آپ نے ہاؤس کی روایات کا ذکر کیا ہے۔ آپ نے اپنی

ذات کے بارے میں فرمایا ہے کہ آپ غیر جانبدار ہیں اور دونوں اطراف کو ایک ہی جیسا تصور کرتے ہیں۔ تو پہلے حصے کا میں یہ عرض کروں گا کہ ہاؤس کی روایات تو یہ ہیں کہ جب ہاؤس کے floor پر کوئی commitment دی جائے تو پھر اس پر عمل ہونا چاہیے۔ ایک تازہ ترین مثال آپ کے سامنے چودھری صاحب نے پیش کی ہے۔ میرے خیال میں یہ روایات کے عین مطابق ہے کہ اگر ہاؤس میں commitment کر کے کوئی انحراف کر رہا ہو یا اس کے برخلاف کوئی عمل ہو رہا ہو تو پھر یہ ہمارا فرض اور حق بھی بنتا ہے کہ آپ سے رجوع کریں اور آپ بحیثیت سپیکر اس کا نوٹس لیں اور حکومت کو اس سے آگاہ کریں۔ قائد حزب اختلاف نے کوئی بے قاعدگی نہیں کی۔ انھوں نے حقیقت بیان کی ہے۔

جناب والا! باقی رہا سپیکر کا غیر جانبدارانہ رویہ جہاں تک آپ کی ذات کا تعلق ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ برابر کا سلوک کرتے ہیں لیکن جب سپیکر صاحب یہاں تشریف رکھتے ہیں تو ہمیں احساس ہوتا ہے کہ یہ سپیکر غیر جانبدار نہیں۔ یہ اسی پارٹی کی طرف سے بات کرتے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہ نہ' آپ رولز کے مطابق سپیکر کے conduct کو زیر بحث نہیں لا سکتے۔ میرے نقطہ نظر سے جناب سپیکر مجھ سے بھی زیادہ غیر جانبداری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ یہ میں آپ کو صحیح بات بتا رہا ہوں حکومت اور آپ کے درمیان حالات کو ٹھیک کرنے کے لیے جو کوششیں وہ کر رہے ہیں ان کا بھی مجھے پتا ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! اس بارے میں ' میں ایک ہی مثال دوں گا کہ ہماری 51 تحاریک التوائے کار اور تحاریک استحقاق انھوں نے اپنے چیمبر میں ہی kill کر دیں۔ کیا یہ غیر جانبدارانہ رویہ ہے؟ کم از کم ہمیں بلا لیا ہوتا۔ ہمیں ان تحاریک کو kill کرنے سے پہلے دعوت تو دی ہوتی اور وجوہات تو بتائی ہوتیں کہ کن وجوہات پر وہ kill کی جا رہی ہیں؟ یہ غیر جانبدارانہ رویہ نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب میرے خیال میں ہم آگے چلیں تاکہ آپ کو ٹائم ملے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے یہ موقعہ دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ جی وصی ظفر صاحب آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

چودھری محمد وصی ظفر، جناب۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! یہ ابھی at the moment والی بات کہہ رہے ہیں کہ کل وعدہ ہوا تھا تو جب جناب جو کوئی اپنے حلقے میں ہیروئن فروشی یا جرائم کرے ' ڈکیتیاں کرے ' ناجائز اسلحہ رکھے تو اس کی تو commitment نہیں کی ہو گی کہ اس پر بھی چھاپہ نہیں پڑے گا۔ یہ تو جرائم کے بادشاہ ہیں اور وہی ان کا رویہ ہے ' وہی ان کی علاقیں ہیں۔ تو جب یہ جرائم کریں گے تو چھاپہ تو پڑے گا۔ کوئی political victimization کی بات نہیں ہوئی ہے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی حافظ محمد اقبال خان خاکوانی صاحب۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب سپیکر! ابھی وصی ظفر صاحب نے فرمایا۔۔۔

جناب سلطان عظمت حیات، جناب سپیکر! انھوں نے میرے حلقے کی بات کی ہے اس لیے میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب میں نے عام بات کی ہے۔

جناب سلطان عظمت حیات، نہیں' میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ جناب! میری گزارش ہے کہ میں ان لوگوں کے نام بھی بتانا چاہتا ہوں کہ راجہ نور محمد' اس کے خلاف کوئی پرچہ نہیں۔ ڈکیتی کا نہیں۔ چوری کا نہیں۔ کسی جرم کا نہیں۔ سابق ممبر چیئرمین ہے۔ راجہ حاکم خان' سابق چیئرمین یونین کونسل ہے۔ راجہ رب نواز ' سابق ممبر ضلع کونسل ہے۔ بشیر سوز ' ٹاؤن کمیٹی کا سابق ممبر ہے۔ جناب ان کے گھروں پر ابھی تک detention order موجود ہیں۔ یہ اپنے گھر نہیں جا سکتے۔ ان کے بیوی بچے کسی اور اضلاع میں گئے ہوئے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ان کے خلاف کوئی اور جرائم ہوں گے۔ میں کہتا ہوں کہ ان کے خلاف تھانے میں کوئی اور جرم نہیں۔ ڈی سی اور ایس پی صاحب سے گزارش کی جاتی ہے کہ جناب ان کے خلاف کیا ہو رہا ہے؟ تو وہ کہتے ہیں کہ ان کے خلاف چیف سیکرٹری صاحب نے حکم فرمایا ہے کہ ان لوگوں کو پکڑا جائے۔ میں پوچھتا ہوں کہ detention order' 11 تاریخ کے لیے تو ہو سکتے ہیں۔ آج انھوں نے کیا جرم کیا ہے کہ ان کے خلاف چھاپے پڑ رہے ہیں۔ ایک طرف آپ floor of the House وعدہ کرتے ہیں کہ کوئی انتقامی کارروائی نہیں ہو گی۔ تو جناب میں آپ کی وساطت سے چیف سیکرٹری صاحب اور آئی جی صاحب سے پوچھتا ہوں۔۔۔

میاں فضل حق، آئی جی صاحب تو اوپر دیکھ رہے ہیں۔ ان کو اوپر کیا نظر آ رہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، No cross talk please معزز رکن کو میں نے وقت دیا ہے۔

میاں فضل حق، آئی جی صاحب یہ دیکھ رہے ہیں کہ اوپر جو سٹاف تھا وہ پورا وہاں موجود ہے یا نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ بات درست نہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب! وہ اللہ کی طرف دیکھ رہے ہیں اور ان کو اللہ کی طرف دیکھنے پر بھی اعتراض ہے۔

جناب سلطان عظمت حیات، جناب والا! جب ڈپٹی کمشنر سے اور ایس پی سے رابطہ کیا جاتا ہے۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ اب آپ نے تقریر ہی شروع کر دی۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر تھا۔

جناب سلطان عظمت حیات، جناب یہ تقریر نہیں۔ ہمارے لوگوں کو تکلیف ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر نہیں ہو سکتی۔

جناب سلطان عظمت حیات، میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہ پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر نہیں ہو سکتی۔

جناب سلطان عظمت حیات، آپ نے on the floor of the House commitment کی ہے۔ اس کی honour کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تشریف رکھیں۔ وزیر قانون صاحب، آپ اس بات کا نوٹس لیں اور یہ پتا کریں کہ واقعی کل کوئی ایسی بات ہوئی ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نوٹس لینے کو تیار ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کو کچھ پتا ہے؟

وزیر قانون، جی، میں اس بارے میں information لے کر کل آپ کو بتا سکتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے کہہ دیا ہے کہ کل آپ information لے کر اس کا پتا کریں کہ یہ ایسا کیوں عمل ہوا ہے؟ جی اب تحریک استحقاق نمبر 2 جناب ارشد عمران سلہری صاحب کی ہے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔ اب میں strictly Rules of Procedure کو follow کروں گا۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: جناب سپیکر! وصی ظفر صاحب نے فرمایا کہ جو ممبران۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ یہ میں نے فیصلہ کرنا ہے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: جو ممبران ہیروئن فروشی اور ناجائز اسلحہ بناتے ہیں ان کے خلاف اقدامات ہونے چاہییں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: وصی ظفر صاحب کے خلاف خود عدالتوں میں ناجائز اسلحے کے کیس ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: This is no point of order جی ارشد عمران سلہری صاحب۔

ملک محمد اسحاق بچہ: جناب سپیکر! میری تحریک استحقاق بھی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ارشد عمران سلہری کے بعد آپ کو ٹائم دوں گا۔

سید تابش الوری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ جانتے ہیں کہ ہاؤس کے پانچ اراکین ابھی تک جیل میں بند ہیں اور اس مسئلے کو کل ہی پہلی فرصت میں قائد حزب اختلاف نے سوال اٹھایا تھا اور جناب سپیکر نے اس کا سنجیدگی سے نوٹس لیتے ہوئے یہ کہا تھا کہ میں ان کی موجودگی یقینی بنانے کے لیے اپنا بھرپور اثر و رسوخ استعمال کر رہا ہوں۔ جناب وزیر اعلیٰ نے بھی یہاں اعلان کیا تھا کہ انہیں اس پر کوئی اعتراض نہیں کہ ان اراکین اسمبلی کی شرکت کو یقینی بنایا جائے جب یہ دونوں سپیکر اور وزیر اعلیٰ اس ہاؤس میں یہ یقین دہانی کرا چکے ہیں تو میں جاننا چاہتا ہوں کہ وہ کون سی تیسری طاقت ہے جو ان اراکین اسمبلی کو اس ہاؤس میں حاضر سے روکے ہوئے ہے۔ جناب والا آپ جانتے ہیں کہ سندھ اسمبلی میں ایم۔ کیو۔ ایم۔ کے وہ ارکان جن پر غداری کے مقدمات ہیں انہیں بھی اسمبلی میں حاضری سے نہیں روکا گیا اور سپیکر کے توسط سے حکومت انہیں اجلاسوں میں لاتی رہی اسی طرح قومی اسمبلی میں بھی آپ نے دیکھا ہے کہ یوسف رضا گیلانیصاحب نے دھمکی دی کہ اگر اس commitment پر عمل نہ کیا گیا تو میں استعفیٰ دے دوں گا اور آپ نے دیکھا کہ وہ بھی اس سلسلے میں اقدامات کر

رہے ہیں ۔ ہم جاننا چاہتے ہیں کہ جناب سپیکر ایک custodian کی حیثیت سے ہاؤس کے امین کی حیثیت سے اس سلسلے میں کیا اقدامات کر رہے ہیں کیونکہ ہمیں آپ کے اسی جواب کے پیش نظر اپنی حکمت عملی طے کرنی ہے کیونکہ ہم یہ محسوس کر رہے ہیں کہ ان اراکین کو دیدہ و دانستہ غیر قانونی پر غیر روایاتی اور غیر پارلیمانی طور پر روکا جا رہا ہے انہیں عوام کی نمائندگی کے حق سے محروم کیا جا رہا ہے۔ جناب والا! اس ایوان میں عوام کی ترجمانی سب سے مقدم حیثیت کی حامل ہے آئین نے بھی اس کی اجازت دی ہے اور ہمارے قوانین نے بھی اس سلسلے میں جناب والا! آپ کو اختیار دیا ہے کہ اس ہاؤس کے استحقاق کو محفوظ کرنے کے لیے اپنے اختیارات استعمال کریں ہم جاننا چاہتے ہیں کہ اس سلسلے میں تازہ ترین پوزیشن کیا ہے؟

جناب سپیکر! میرے خیال میں آپ میری بات توجہ سے سنیں گے آپ نے یہ بھی فرما دیا ہے کہ اسی پر آپ نے حکمت عملی بنانی ہے یہ مسئلہ میرے خیال میں تمام درپیش صورت حال کا پیدا کر دی ہے کہ ہمارے قابل احترام سپیکر نے شروع دن سے ہی یہی موقف اختیار کئے رکھا کہ ہمارے ساتھی جو گرفتار ہیں ہم ان کو اجلاس میں لائیں گے چھ آدمی پہلے گرفتار تھے جو detention کے تابع تھے وہ میرے خیال میں یہاں تشریف لا چکے ہیں پانچ آدمیوں کا کیس criminal تھا ان کا کورٹ نے فیصلہ کیا ۔ اب جو صورت حال ہے اور جو آپ قومی اسمبلی کے سپیکر کی مثال دیتے ہیں قومی اسمبلی کے سپیکر کو یہ اختیار حاصل ہوا ہے پہلے اس کے پاس بھی یہ اختیار نہیں تھا پچھلی ترمیم میں رول ۹۰ کا اضافہ کیا گیا اس میں واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ

> Speaker or a Chairman of a Committee may summon a member in custody on the charge of a non-bailable offence to attend the sitting or sitting of the Assembly or meeting of a Committee of which he is a member if he considers his presence necessary.

یہ اس کا پہلا حصہ ہے اور اس کا دوسرا portion یہ ہے ۔

> On a Production Order signed by the Secretary General or by an Officer , other officer authorized in this behalf addressed to

the Government of the province

اب یہ اس نے کس کو address کرنا ہے یہ کرنا ہے۔

to the Government of the province where the member is held in custody or in the authority concerned the provincial government or such authority shall call the member

یہ shall کا لفظ ہے یہ ان پر mandatory ہے

in custody to be produced before the Sergeant-at-Arms who shall after the conclusion of the sitting or the meeting deliver the member into the custody of the provincial government or other authority concerned.

تو مسئلہ یہ ہے کہ سپیکر نے گورنمنٹ کو لکھنا ہے ہمارے فاضل سپیکر نے بھی گورنمنٹ کو in writing یہ لکھا ہے لیکن ان کے اور ہمارے پاس Procedure میں کوئی رول ایسا نہیں اور صوبائی اسمبلی کے ممبر کو یہ اتھارٹی تفویض نہیں انہوں نے وہاں لکھ دیا ہے۔ under trial and convict میں بھی difference ہے اور convict کو parole پر رہا کیا جا سکتا ہے اور under-trial کی jurisdiction کورٹ کے پاس ہوتی ہے اور کورٹ نے decide کرنا ہوتا ہے کل بھی یہاں پر سپیکر صاحب نے اعلان کیا تھا کہ آپ ایک کمیٹی بنائیں ہم وزیر قانون کو کمیٹی کے اجلاس میں بلاتے ہیں اور وہاں صورت حال طے کرتے ہیں لیکن آپ نے نہ کمیٹی بنائی اور نہ وہ میٹنگ ہو سکی۔ اس کے باوجود مجھے علم ہے میرے روبرو ہی آج صبح اجلاس شروع ہونے سے پہلے سپیکر صاحب نے انتہائی کوشش کی اور اسی لیے انہوں نے مجھے یہ بھی کہہ کر بھیجا تھا اور میں پوری کوشش کر رہا ہوں امید ہے انشاء اللہ تعالیٰ آج یہ مسئلہ کسی نہ کسی طرح سے حل ہو جائے گا۔ وہ ابھی بدستور کوشش کر رہے ہیں لیکن اس بارے میں انہوں نے گورنمنٹ کو لکھنا ہے۔ ابھی چونکہ یہ مسئلہ کورٹ کے پاس ہے گورنمنٹ اسے کس طرح طے کراتی ہے اور یہ کیسے حل ہوتا ہے یہ ایک علیحدہ سوال ہے اس حد تک مجھے اطلاع ہے اور میں نے فاضل اراکین کے سامنے یہ بات رکھ دی ہے اس بارے میں آپ کو ایسی جلد بازی یا کسی حکمت عملی کی میرے خیال میں چنداں ضرورت نہیں سپیکر صاحب کی طرف سے پوری کوشش جاری ہے۔

مہربانی جی۔ شکریہ۔

سید تابش الوری، جناب والا۔ آپ نے قومی اسمبلی کے جس قاعدے کا حوالہ دیا ہے وہ ہم نے پڑھا ہوا ہے آپ نے جو باتیں دہرائی ہیں وہ راجے صاحب کہہ چکے ہیں ہم تو آپ سے تازہ ترین صورت حال معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ سندھ کے سپیکر کو وہ کون سا اختیار حاصل ہے جس کے تحت وہاں پر اراکین ایوان سندھ اسمبلی میں حاضر ہیں اور جناب والا اسی ہاؤس میں شیخ شکیل اصغر سابق ممبر پنجاب اسمبلی کو گرفتاری اور جیل میں رہنے کے باوجود یہاں ایوان لایا گیا ہے یہاں گورنمنٹ کے نمائندے وزیر قانون موجود ہیں کسی کمیٹی کی ضرورت نہیں کل وزیر اعلیٰ نے خود اعلان کیا ہے کہ آپ صرف ایک خط لکھ دیجیے ہم ان کو رہا کر دیں گے اگر آپ خط بھی نہیں لکھتے اور وہ رہا بھی نہیں کرتے وہ اپنے طور پر اقدام بھی نہیں کرتے تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ لیت و لعل سے کام لیا جا رہا ہے اور اس سلسلے میں گورنر اور وزیر اعلیٰ کے درمیان غالباً کوئی اختلاف رائے موجود ہے جس کے اثرات قومی اسمبلی میں بھی ظاہر ہوئے ہیں اور یہاں بھی ظاہر ہو رہے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ مداخلت کریں اور وزیر قانون کو کہیں کہ وہ حکومت کی طرف سے اپنی پوزیشن کا یہاں ایوان میں اعلان کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ نے میری بات سمجھی نہیں میں نے آپ کو یہی بتایا ہے کہ سپیکر صاحب بالکل اسی طرح سے پوری کوشش کر رہے ہیں اور میں نے یہ آپ کو کہا بھی ہے انشاء اللہ آج کوئی نہ کوئی فیصلہ ہو جائے گا اس کی مجھے امید ہے۔ اس کے بعد میرے خیال میں کچھ وقفے کے بعد سپیکر صاحب خود بھی یہاں تشریف لائیں گے ان کو مجھ سے زیادہ پتا ہے وہ اسبارے میں اور زیادہ بہتر پوزیشن میں جانتے ہیں اور وہ آپ کو مفصل جواب دے دیں گے۔

سید تابش الوری، آپ نے گورنمنٹ کو خط لکھا ہے آپ وزیر قانون کو کہیں کہ وہ اس خط کے سلسلے میں اپنی پوزیشن واضح کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں چاہتا ہوں کہ سپیکر ابھی آ جائیں گے تو آپ کو اصل میں یہ مسئلہ اسی وقت raise کرنا چاہیے۔ ٹھیک ہے میں اس کرسی پر سپیکر ہوں مجھے علم ہے، لیکن بعض باتیں ایسی بھی ہیں وہ سپیکر ہیں اور میں ڈپٹی سپیکر ہوں جن باتوں کا ان کو علم ہے مجھے اتنا علم نہیں، انہیں اس correspondence کا زیادہ علم ہے اس لیے میں چاہوں گا کہ جب وہ یہاں تشریف لائیں اس وقت آپ یہ بات کریں تو میں جناب ارشد عمران سلہری صاحب کو فلور دیتا ہوں۔ میرے خیال میں آپ نے

یہ کل پڑھ لی تھی ۔ جی وزیر موصوف صاحب ۔

میرے خیال میں عثمان ابراہیم صاحب نے کل اپنی تحریک استحقاق پڑھ لی تھی ۔۔۔

خواجہ ریاض محمود، جناب والا ۔ آپ نے فرمایا تھا کہ میں آپ کو وقت دوں گا ۔ اور میں آپ کی یاد دہانی کے لئے کھڑا ہوا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کس بات پر وقت لینا چاہتے ہیں؟

خواجہ ریاض محمود، اسی بات پر جو ہمارے پانچ آدمی جیلوں میں ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں ۔ یہ بات تو طے ہو گئی ہے ۔ اور آپ سمجھ گئے تھے ۔

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! یہ بات کل بھی طے نہیں ہوئی تھی اور آج بھی طے نہیں ہوئی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس بارے میں سب کو کہنا ضروری نہیں۔

خواجہ ریاض محمود، جناب والا! میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، حالات کا مجھے بھی پتہ ہے ۔ سارے فاضل اراکین کو پتہ ہے ۔ یہ ہمارا ایک مسئلہ ہے اور یہ بڑا اہم مسئلہ ہے میں آپ کی بات کی تائید کر رہا ہوں ۔ کوئی ایسی بات نہیں۔ آپ تشریف رکھیں ہم proceedings کو ذرا آگے چلائیں ۔

خواجہ ریاض محمود، جناب والا! میری عرض ہے کہ باتوں باتوں پر وقت ٹالنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔

مسئلہ استحقاق

لاہور میں رکن اسمبلی کے گھر پر پولیس کا دھاوا

(جاری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔)

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ ۔ مہربانی۔۔۔ جی وزیر قانون صاحب ۔

وزیر قانون، جناب سپیکر ۔ آپ کا شکریہ ۔ ارشد عمران سلہری صاحب کی جو کل تحریک استحقاق پیش کی گئی اس کا آج مجھے جواب دینا ہے ۔ یہ تحریک استحقاق نمبر 2 ہے اور اس میں فاضل رکن اسمبلی نے یہ فرمایا تھا کہ نو اکتوبر کو لاہور میں ان کے گھر پر پولیس نے دھاوا بولا اور پولیس افسران اور پولیس کا عملہ ان کے گھر داخل ہو گیا اور گھر کے اندر داخل ہونے کے بعد ان کی بیوی گھریلو ملازم اور دوسرے

افراد کے ساتھ پولیس عملے نے بد تمیزی اور بد کلامی کی ان کے موقف کے مطابق اس واقعے اور اس معاملے کی وجہ سے ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے جناب سپیکر اصل صورت حال یہ ہے کہ اکتوبر کے ان دنوں میں اپوزیشن نے پہیہ جام ہڑتال کے عنوان سے عوام کو پریشان کرنے اور ان کی کاروباری زندگی کو جام کرنے اور انہیں اپنے عام معمولات زندگی جاری رکھنے سے روکنے کے لئے اپنی قوت کے ذریعے سے کوشش کی۔ اس حوالے سے حکومت نے اپنی ذمہ داریاں ادا کرتے ہوئے امن عامہ بحال رکھنے اور اپوزیشن کی طرف سے خون خرابہ اور ہنگامی آرائی کی فضا پیدا کرنے کے عمل کو روکنے کے لئے پولیس کی گشت کو بڑھایا اور مختلف علاقوں میں امن عامہ کی صورت حال کو کنٹرول میں رکھنے کے لئے پولیس کے مختلف دستے گشت کرتے رہے یہاں فاضل رکن نے بے شک الفاظ کے حوالے سے یہ بات کی ہے کہ پولیس ان کے گھر کی چار دیواری کے اندر داخل ہوئی۔ جناب سپیکر اس علاقے میں تو پولیس ضرور گشت کرتی رہی سڑکوں کے پر پولیس نے اپنی گاڑیوں میں گشت کیا لیکن ارشد عمران سہری کے گھر میں قطعی طور پر نہ ہی پولیس داخل ہوئی نہ ہی ان سے کسی نے بد تمیزی کی نہ ہی کوئی بد کلامی کی گئی۔

(قطع کلامیاں)

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس تحریر کو بھی جھوٹ کہا جا سکتا ہے لیکن میں فاضل اراکین اسمبلی کے احترام میں یہ بات نہیں کہوں گا کہ یہ جھوٹ ہے۔ میں یہ ضرور کہہ سکتا ہوں کہ تحریک استحقاق قابل پذیرائی نہیں اور جو واقعات اس میں بیان کئے گئے ہیں۔

جناب والا! وہ تحریک کہ جس کے ذریعے انہوں نے اس روز امن عامہ کی صورت حال خراب کرنا تھی۔ وہ کال 11۔ اکتوبر کے لیے تھی۔ اگر پولیس نے 9۔ اکتوبر کو ان کے گھر میں چھاپا مارا ہوتا تو پھر انہیں گرفتار نہیں کیا گیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ابھی تک باہر آزاد پھر رہے تھے۔ اور یہ 11۔ اکتوبر کو اپنے شہر کے اندر، محلے کے اندر اور دوسری جگہوں پر ہنگامہ آرائی پیدا کر سکتے تھے۔ اس لیے پولیس ان کے گھر 10۔ اکتوبر کو بھی وہاں پر raid کرتی اور اس کے علاوہ وہاں پر پہرہ موجود رہتا۔ 10 اور 11 تاریخ کے درمیان انہیں کوئی کارروائی کرنے سے باز رکھنے کے لیے پولیس کا عملہ ارد گرد کہیں موجود رہتا۔ لیکن پولیس کے بارے میں یہ کہنا کہ 9۔ اکتوبر کو پولیس آئی اور اس کے بعد 11۔ اکتوبر تک کوئی واقعہ انہوں نے بیان نہیں کیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نہ حکومت نہ انتظامیہ اور نہ ہی

پولیس کو 9 تاریخ کو ان کی گرفتاری کی ضرورت تھی اور 10 تاریخ کو انہیں زیر حراست رکھنے کی ضرورت تھی نہ ہی 11 تاریخ کو انہیں گرفتار کرنے کی ضرورت تھی۔ اس لیے کہ حکومت یہ سمجھتی تھی کہ اس حوالے سے ارشد عمران سلہری صاحب فاضل رکن نے ابھی تک کوئی ایسا سلسلہ نہیں کیا جس سے عوام کو کوئی پریشانی ہو۔ لہذا نہ پولیس ان کے گھر میں داخل ہوئی نہ بد تمیزی' نہ بد کلامی کی اور جناب سپیکر! یہ تحریک رول 55 کے تحت قابل پذیرائی نہیں اور کوئی ایسی تحریک کے حوالے سے ان کا استحقاق مجروح نہیں ہوا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ وزیر موصوف جب کسی تحریک کا جواب دینے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ تقریر شروع کر دیتے ہیں۔ اور بات یہ کر رہے ہیں کہ ان کے گھر میں کوئی پولیس نہیں گئی۔ ان کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لیا گیا۔ یہ جواب اپنے محکمے سے لے رہے ہیں انہی لوگوں سے کہ جنہوں نے یہ کارروائی کی ہے۔ جواب بھی انہی سے لیتے ہیں اور انہی کا مؤقف یہاں پر دہرا دیتے ہیں۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کے اپنے father-in-law جسے پدر نسبتی کہا جائے گا' جنہیں باپ کا درجہ دیا جاتا ہے کیا وہ اس تحریک نجات میں شامل نہیں تھے۔ ان کے خلاف کوئی ایکشن لیا گیا۔ (تالیاں)

وزیر قانون، جناب سپیکر!

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر' میں انتہائی اہم بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کے بعد آپ بات کر لیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی۔ آپ مجھے فلور دے چکے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ کہتے ہیں کہ میں بات کا جواب دینا ہے۔ شاید آپ کو بات کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہو۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! وزیر' مشیر اور عام ممبران برابر ہیں۔ آپ مجھے فلور دے چکے ہیں۔ آپ ڈنڈی مارنے کی کوشش نہ کریں۔ میں نے ایک انتہائی relevant بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کریں۔ اب میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ relevancy کتنی حد تک ہے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، انہوں نے یہ بات فرمائی کہ ہمیں عمران سلہری صاحب سے کوئی ایسا

خطرہ نہیں تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر کی تقریر پر آپ کو اعتراض ہو سکتا ہے۔ لیکن اب یہ نہیں کہ ایک فاضل رکن' ایک قائد ایوان ہے۔ ایک ڈپٹی قائد ایوان ہے۔ ان کے اور ان کے کہنے میں کچھ فرق ضرور ہوتا ہے۔ آپ ان کی تقریر پہ اعتراض کر رہے ہیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کو پتا ہے کہ کس بارے میں پوائنٹ آف آرڈر ہو سکتا ہے۔ یہ میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر کے بارے میں تمام فاضل اراکین کو پوچھوں گا کہ یہ کس دائرے میں رہ کر ہوتا ہے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، قاعدے اور قانون کی کتابوں کی دھجیاں بکھر چکی ہیں۔ ہمارے لیے اب ان کی کوئی اہمیت نہیں رہ گئی۔ ہم چوبیس چوبیس دن جیل کاٹ کر آ چکے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ عمران سلہری صاحب سے خطرہ نہیں تھا۔ ہم نے کون سی توپ چلانی تھی جو انہوں نے ہمیں اندر کیے رکھا۔ انہوں نے پورے ایوان کا تقدس مجروح کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ آپ اپنا محاسبہ کریں کہ یہ کتنی relevant بات تھی۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں اپنے اپوزیشن کے فاضل ممبران کا مشکور ہوں کہ یہ ہر روز اپنے ظرف کا انتہائی اعلیٰ مظاہرہ کرتے ہیں۔ اور یہ بات کرتے ہیں کہ پولیس کے بارے میں کہ وہ بد تمیزی یا بد کلامی کرتی ہے۔ یہاں صورت حال یہ ہے کہ یہ گھروں کے معاملے میں بھی بات کرنے سے باز نہیں رہ سکتے۔ پارلیمانی عادات اور سیاسی عادات کے حوالے سے ان کی سوچ اور ظرف کا یہ عالم ہے کہ کس کا کیا رشتہ ہے۔ اس کے حوالے سے بات کرتے ہیں۔ اگر میرے father-in- law ان کی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں تو وہ ان کے اپنے سیاسی نظریات ہیں۔ میرے اپنے سیاسی نظریات ہیں۔ میں نہ کبھی مسلم لیگ نواز گروپ میں شامل رہا ہوں' نہ ہی مسلم لیگ نواز گروپ کا کبھی ممبر رہا ہوں اور اگر میرا کوئی رشتہ ہے تو اس رشتہ کے حوالے سے آج یہ مجھے criticise نہیں کر سکتے اور رشتہ داریوں کے حوالے سے انہوں نے کوئی بات کرنی ہے تو یہ گوہر ایوب صاحب اور انور سیف اللہ صاحب کے حوالے سے بھی دیکھیں کہ اسی تحریک سے کچھ عرصہ قبل ان کے گھر میں بیٹوں اور بیٹیوں کے رشتے ہوئے ہیں اور شادیاں ہوئی ہیں۔ اس معاملے کو نہ چھیڑیں کہ جس سے بات ان کے گھروں تک بھی جائے۔ یہ آئیں اور تحریک کے

حوالے سے بات کریں۔ یا سیاست کے حوالے سے بات کریں۔ اور پارلیمانی عادات کے حوالے سے بات کریں۔

سردار ذوالفقار علی خاں کھوسہ: جناب وزیر قانون پہلے تو یہ بات کر رہے ہیں کہ " ان کے گھروں تک" میں ان کو کھلے عام دعوت دیتا ہوں کہ میرے گھر تک آ جائیں اور بات کر لیں۔ میرے خاندان میں سیاست واضح ہے ۔ یہ میری طرف اگر اشارہ کر رہے تھے تو آئیں میرے گھر کی سیاست کی بات کر لیں۔ میں نے صرف سیاسی بات کی ہے کہ جب ہمارے اور ایم پی ایز کے خلاف detention orders جاری کیے جاتے ہیں کیونکہ وہ تحریک نجات میں حصہ لے رہے ہیں۔ تو جناب شیخ صاحب نے بھی تحریک نجات میں بھرپور حصہ لیا ہے ۔ ان کے خلاف detention orders کیوں جاری نہیں کیے گئے۔ میں اس کا اور کوئی مقصد نہیں نکالنا چاہتا ۔ مجھے کوئی غرض نہیں کہ ان کی اندرون خانہ کیا باتیں ہوں گی ۔ میرا یہ طریقہ نہیں۔

جناب انعام اللہ خاں نیازی ۔ [**********]

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں انعام اللہ نیازی صاحب کیاس ساری بات کو کارروائی سے expunge کرتا ہوں۔ مہربانی۔ عمران سلہری صاحب!

جناب ارشد عمران سلہری: جناب والا! شکریہ' آپ نے مجھے موقع دیا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ بات کر چکے ہیں۔ وزیر موصوف سے وقت مانگا تھا ۔ انہوں نے ایک جواب دیا ہے۔ آپ اس سے مطمئن ہیں یا نہیں۔ پھر میں نے اپنا فیصلہ دینا ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے جو جواب دیا ہے اس سلسلے میں ' میں اسمبلی کے فلور پر on oath بات کرنا چاہتا ہوں اور میری وزیر موصوف سے بھی یہ گزارش ہے کہ وہ بھی on oath اس کا مجھے جواب دیں۔ جناب والا! یہ حقیقت ہے کہ اس دن 9 تاریخ کی رات کو میرے گھر میں ڈی ایس پی علامہ اقبال ٹاؤن' ڈی ایس پی مسلم ٹاؤن' متعلقہ تھانوں کے ایس ایچ او صاحبان اور تقریباً 80 کے قریب ان کے ساتھ نفری تھی وہ میرے گھر کے اندر داخل ہوئے۔ جناب سپیکر! پاکستان کے اندر ہر پاکستانی شہری کے حقوق برابر ہیں لیکن پولیس کو کس نے حق دیا ہوا ہے

***(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا)

کہ وہ ایک شریف شہری کے گھر میں دندناتے ہوئے داخل ہو جائے۔ وزیر موصوف نے اسمبلی کے فلور پر صاف جھوٹ بولا ہے۔ انہوں نے تحریک نجات کے حوالے سے بات کی ہے کہ جس میں میرے قائد کے کہنے کے مطابق ان کے سسر بھی اس میں شامل تھے۔ جناب والا! تحریک نجات کے سلسلے میں جس سے ان کو خدشہ تھا کہ دس یا گیارہ تاریخ کو ہم وہاں پر ہنگامے کریں گے' گھراؤ جلاؤ کریں گے تو اس کے لیے میرے گھر کا گھراؤ کیا گیا۔ جناب والا! یہ گھراؤ اگر گھراؤ تھا تو ہمارے ساتھی شیخ عبیداللہ کو کیوں گرفتار کیا گیا اور کیسے گرفتار کیا؟ کس نے ان کو گرفتار کیا؟ کیا ان کو پولیس نے گرفتار نہیں کیا؟ جناب سپیکر! میں تحریک نجات کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں اگر آپ کو خدشات تھے تو اس میں آپ سیاسی اقدامات کرتے۔ آپ کو یہ جبر و تشدد' گرفتاریاں اور ایم پی او جو کہ گڑھا ہوا مردہ تھا اس کو اکھاڑنے کی کیا ضرورت تھی؟ یہ ہمارے ممبران کے لیے detention orders یعنی ہمارے ممبران کو آپ نے تین تین ماہ کے لیے جیلوں میں بند کرنے کے لیے detention orders نکالے۔ دوسری بات گیارہ تاریخ کو لاہور کے اندر جس میں قدرت نے ہماری رہ نمائی کی ہے کہ اندر پاس پر جو واقعہ پیش آتا ہے جس میں پولیس کی سرکردگی میں دفعہ 144 کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ان افراد نے اسلحہ بھی چلایا' گولیاں بھی چلائیں' مال روڈ پر اسلحہ دکھایا اور پورے شہر کے اندر دہشت گردی کی۔ میں آپ کی وساطت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کو دفعہ 144 کی خلاف ورزی کا لائسنس کس نے دیا تھا؟ جناب والا! اگر ہم سے آپ کو یہ خدشات تھے کہ ہم اس دن گھراؤ جلاؤ کرتے تو میں حلفاً آپ کے سامنے یہ بیان کر رہا ہوں کہ اگر ہمارے قائد نے ہمیں منع نہ کیا ہوتا تو جس طرح ان کے وفاقی پارلیمانی سیکرٹری اسلحہ لے کر ہمارے وحدت روڈ سے' مال روڈ سے گزرے تھے اور ہم اگر چاہتے تو خانہ جنگی ہو جاتی۔ جیسا کہ اس حکومت نے کوشش کی کہ اس ملک کے اندر خانہ جنگی پیدا ہو جائے۔ اگر ہمارا قائد ہمیں منع نہ کرتا تو یقیناً اس دن یہ حالات پیدا ہو جاتے اور ملک میں خانہ جنگی شروع ہو جاتی۔ پھر کیا ہوتا؟ پھر وہاں پر آپ کو رینجرز بلانا پڑتی' وہاں پر آپ کو فوج بلانا پڑتی۔ اور پھر وہی حشر ہوتا جو کہ بھٹو کے دور میں ہوا تھا۔ پھر مارشل لاء آتا۔ ہم اپنے قائد جناب میاں محمد نواز شریف کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ جنہوں نے دوسری مرتبہ اسمبلی میں اکثریت ہونے کے باوجود اس ملک کو مارشل لاء سے بچانے کے لیے اپنی کرسی کی قربانی دی اور اس مرتبہ گیارہ تاریخ کے حوالے سے بھی انہوں نے اس ملک کو خانہ جنگی اور مارشل لاء سے بچانے کے لیے قربانی دی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ ارشد عمران سہری صاحب اب آپ تشریف رکھیں۔ آپ کو علم ہے کہ جب میں سپیکر کی کرسی پر بیٹھا ہوتا ہوں تو میں سب کو انشاء اللہ رولز آف پروسیجر کے مطابق چلانے کی کوشش کرتا ہوں۔۔۔

جناب عبیداللہ شیخ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عبیداللہ شیخ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب عبیداللہ شیخ: جناب سپیکر! میں لاہور ہی سے تعلق رکھتا ہوں اور تحریک نجات کے حوالے سے۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں شیخ صاحب آپ تشریف رکھیں۔

جناب عبیداللہ شیخ: جناب سپیکر! میں صرف ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں میں اس سلسلے میں بات کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ آپ کو بات کرنے کا وقت ملے گا لیکن ابھی نہیں۔

چودھری محمد منیر ازہر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمایئے۔

چودھری محمد منیر ازہر: جناب والا! گیارہ اکتوبر کے حوالے سے اور اس سے دو تین دن قبل کے حوالے سے اپوزیشن کے وہ ارکان اسمبلی اور ممبر ہولڈرز جنہوں نے شریفانہ رویہ اختیار کرتے ہوئے اس دہشت گردی میں کوئی حصہ نہ لیا تھا' اس جمہوری نظام کو توڑنے میں کوئی حصہ نہ لیا تھا ان کی ان دنوں جواب طلبی ہوئی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منیر ازہر صاحب یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ لہذا براہ کرم آپ تشریف رکھیں۔ آپ کو بھی امن و امان پر تقریر کرنے کا وقت ملے گا اس وقت آپ یہ باتیں کر لیجیے گا۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: جناب والا! آپ ہماری بات تو سنتے نہیں اور انہیں پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کی اجازت دے رکھی ہے۔ اور پھر جو ابھی انہوں نے دہشت گردی کا ذکر کیا ہے اس سلسلے میں عرض ہے کہ ہم دہشت گردی پر کروڑ بار لعنت بھیجتے ہیں۔ ہم دہشت گرد نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آفریدی صاحب آپ تشریف رکھیں۔ میں نے منیر ازہر صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر پر کہا کہ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ اب عثمان ابراہیم صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 3 پر بھی

بات ہو جائے اس لیے کہ میں ان کا اکٹھا فیصلہ کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ ایک ہی نوعیت کی ہیں۔ عثمان ابراہیم صاحب اس بارے میں آپ نے فرمایا تھا کہ مجھے ذرا اس کا تفصیل سے جواب لے لینے دیں کیونکہ کل آپ کے پاس اس کا مکمل جواب نہیں تھا۔ جی عثمان ابراہیم صاحب۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب والا! پہلے آپ تحریک استحقاق نمبر 2 پر تو فیصلہ دے دیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! آپ تحریک استحقاق نمبر 2 کا علیحدہ فیصلہ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے علیحدہ فیصلہ دے دیتے ہیں۔ چونکہ آپ کا میں نے تفصیلی فیصلہ لکھنا ہے لہذا میں اس کو pend کرتا ہوں۔ آپ کی بات میں نے سن لی ہے لیکن اس کا فیصلہ میں تحریری طور پر دینا چاہتا ہوں۔ تو میں اس کو pend کرتا ہوں اور اس کا فیصلہ میں آپ کو کل دے دوں گا۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ گیارہ تاریخ کو جنہوں نے دفعہ 144 کی خلاف ورزی کی ہے کیا آپ ان کے خلاف بھی کوئی کارروائی کر رہے ہیں؟ کیا ان کے خلاف کوئی کارروائی ہونی چاہیے یا نہیں۔ جنہوں نے پولیس کی سرکردگی میں گیارہ تاریخ کو دفعہ 144 کی دھجیاں اڑائی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کی یہ بات پہلے بھی نوٹس میں لائی جا چکی ہے اور اس پر کافی کچھ ہو رہا ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار ذوالفقار کھوسہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! ابھی آپ نے فرمایا ہے کہ آپ نے فیصلہ کر لیا ہے لیکن آپ تفصیلاً فیصلہ تحریر میں دیں گے تو جناب آپ فیصلہ سنا دیں تفصیلاً تحریراً بعد میں دے دینا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کھوسہ صاحب! میں نے کہا ہے کہ فیصلہ pending کر لیا گیا ہے۔ لہذا اب فیصلہ اس وقت ہی دیا جائے گا جب میں تحریراً دوں گا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب! آپ نے فرمایا ہے کہ آپ فیصلہ تحریر کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے کہ میں تحریر کروں گا لیکن میرے ذہن میں فیصلہ ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب! جب آپ کے ذہن میں فیصلہ ہے تو اس کا نتیجہ سنا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' سردار صاحب! یہ ضروری نہیں۔ یہ میرا prerogative ہے۔ میں نے اس کا ذہنی طور پر ایک فیصلہ کر لیا ہے لیکن تحریر آمیں یہاں پر کل سنا دوں گا۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، خاکوانی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب سپیکر ! اس سے پہلے کہ آپ فیصلہ کریں اور وہ کل آپ ہمیں سنائیں میری ایک عاجزانہ تجویز ہے کہ اس کو آپ ہاؤس کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، خاکوانی صاحب! کیا اس فیصلہ کو ہاؤس کمیٹی کے سپرد کر دوں؟

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، نہیں جناب! اس معاملے کو۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کو کیا علم' شاید ایسا ہی ہو۔ آپ اس بارے بھی فیصلہ ہونے سے پہلے کیا کہہ سکتے ہیں؟ لہٰذا آپ تشریف رکھیں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، اگر ایسا ہی ہو تو الحمدللہ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، پوائنٹ آف آرڈر ! جناب والا! میری تحریک استحقاق اسی سلسلے میں ہے یا تو آپ جس طرح فرما رہے ہیں کہ ان کو اکٹھا کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہم اسی طرح لے لیں گے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، تو میری تحریک استحقاق کا نمبر 17 ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سیکرٹری صاحب! آپ ایسے کریں کہ جو اس نوعیت کی تحاریک استحقاق ہیں ان سب کو اکٹھا کر لیجے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، ہاں یہی کر لیں تاکہ آپ کو آسانی ہو جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، ان کو اکٹھا کر دیں لیکن ہمیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں سمجھ گیا۔ آپ کی ٹرن پر آپ کو بولنے بھی تو دینا ہے۔

گوجرانوالہ میں رکن اسمبلی کے گھر پر پولیس کا دھاوا

وزیر قانون، جناب سپیکر! عثمان ابراہیم صاحب کی تحریک استحقاق نمبر تین ہے اور یہ بھی الفاظ کے لحاظ سے پہلی تحریک کی نوعیت کی تحریک ہے اور ان کے خیال کے مطابق بھی 9۔اکتوبر کو ہی پولیس ان کے گھر کے اندر داخل ہوئی اور ان کا کہنا بھی یہ ہے کہ ان سے انتظامیہ کے عملے نے بدتمیزی کر کے ان کا استحقاق مجروح کیا ہے۔ جناب والا! صورت حال یہ ہے کہ 9 اور 10۔اکتوبر کو تو ان کے خلاف کوئی پرچہ درج بھی نہیں ہوا تھا۔ 6, 7, 8۔اکتوبر کو بھی ان کے خلاف کوئی پرچہ درج نہیں تھا اور 9۔اکتوبر کو پولیس عملہ کا ان کے گھر میں داخل ہونے کی اور دہشت گردی پھیلانے کی بات کرتے ہیں جبکہ اگر تھوڑا سا آگے چلیں کہ 11۔اکتوبر کو جو صورت حال پیدا ہوئی اور گوجرانوالہ میں ان کی قیادت میں ان کے کارکنوں نے ان کے ساتھیوں نے جس طرح گوجرانوالہ کو خون میں نہلانے کے لیے اتنے شریف آدمی کی قیادت میں جو رول ادا کیا وہ سب کے سامنے ہے۔ اس کے نتیجے میں تھانہ سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ میں تین مقدمات درج ہوئے۔ جن میں ایک مقدمہ 490/94 ہے اس میں ریلوے ایکٹ اور Arsenal Services Act تحت 120 B اس کے علاوہ 427,148,149 دفعات پی پیسی کے تحت بھی مقدمات درج ہوئے۔ جناب والا! دوسرا مقدمہ 491/94 ہے اس میں 365, 353,324,186, اور 427PPC کے تحت اسی تھانے میں مقدمہ درج ہوا۔ اس کے علاوہ تیسرا مقدمہ 492/93 Explosive Act کے تحت درج ہوا اور یہ اغوا کے حوالے سے تھا۔ انھوں نے پنجاب پولیس کانسٹیبلری کے ایک ملازم کو بھی اغوا کیا جو ڈیوٹی پر تھا اور ایک ریلوے کانسٹیبل کو۔۔۔

جناب عثمان ابراہیم، پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر، انھوں نے کل یہ فرمایا تھا کہ وہ کل میری تحریک استحقاق کا جواب دیں گے۔ کہ پولیس نے جو جواب دیا ہے اس سے وہ مطمئن نہیں۔ کل بھی پولیس نے کہا تھا کہ وہ میرے گھر میں داخل نہیں ہوئی اور وزیر موصوف نے on the floor of the House کہا تھا کہ وہ جواب سے مطمئن نہیں۔ یہ ان کا دل گواہی دیتا تھا کہ پولیس داخل ہوئی ہے۔ لیکن جان بوجھ کر جھوٹ بول رہی ہے۔ انھوں نے آج اپنے ضمیر کو سامنے رکھ کر فیصلہ کرنا تھا کہ پولیس گھر میں داخل ہوئی یا نہیں ہوئی۔ میرا استحقاق مجروح ہوا یا نہیں ہوا۔ مجھ پر جو جھوٹے مقدمے درج کیے گئے ہیں۔ ریلوے لائن کو اکھاڑنے کے پولیس کی گاڑی کو آگ لگانے کے پولیس کی گاڑی کے شیشے توڑنے کے بم بنانے کے یہ سب مقدمات مجھ پر درج کیے گئے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عثمان ابراہیم صاحب! آپ کو بھی ارشد عمران سلہری صاحب کی طرح وقت ملنا ہے۔ آپ صبر کریں۔

جناب عثمان ابراہیم: جناب والا! اس کا تعلق 11۔اکتوبر سے ہے اور میں 9۔اکتوبر کی بات کر رہا ہوں اگر یہ 11۔اکتوبر کی بات کریں گے تو میں بھی اس کا جواب دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ مہربانی۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں بھی relevant بات کر رہا ہوں اور ایک رکن اسمبلی کے استحقاق کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ اتنے مقدمات درج ہوں اور سرکاری سروسز کے ملازمین کو اغوا بھی کیا جائے۔ ایک ریلوے کانسٹیبل کو اغوا کرنے کے بعد اس پر تشدد کیا گیا اس کا بازو بھی توڑ دیا گیا۔ جناب والا! ان تمام واقعات کے حوالے سے گوجرانوالہ کی صورت حال آپ کے سامنے ہے۔ اس کے باوجود بھی جناب عثمان ابراہیم کے خلاف پولیس نے اب تک کوئی کارروائی نہیں کی۔ جناب والا! حکومت اور انتظامیہ کی طرف سے ایک رکن اسمبلی کو اس حد تک آزادی حاصل ہے کہ مقدمات بھی درج ہیں۔۔۔

جناب عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! یہ کہہ رہے ہیں کہ مجھے آزادی ہے میں تو اب بھی گھر میں نہیں سوتا ادھر ادھر چھپ رہا ہوں۔ یہ کیسے کہہ رہے ہیں کہ مجھے آزادی ہے۔ انھوں نے تو مقدمے درج کر کے آزادی سلب کر لی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تو پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ آپ وزیر کی بات سنیں اس کے بعد آپ کو جواب دینے کا حق ہے۔ مہربانی۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! اسی صوبے پنجاب میں رہتے ہیں۔ بقول فاضل رکن اسمبلی اسی صوبے کی مختلف شہروں میں چھپتے ہیں تو چھپ رہے ہوں گے۔ لیکن صورت حال ایسی ہے کہ ان سے آزادی کے ساتھ کسی کی بھی ملاقات ہو سکتی ہے اور یہ آزادی کے ساتھ پھر رہے ہیں۔ لیکن میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جب اتنے مقدمات درج ہونے کے باوجود پولیس انھیں گرفتار نہیں کر رہی۔ حکومت اب بھی انھیں فری رکھے ہوئے ہے اور فری رکھنا چاہتی ہے تاکہ یہ اسمبلی کے اندر اپنی ذمہ داریاں اور اپنا رول ادا کر سکیں تو اس صورت حال میں 9 تاریخ کو پولیس کے عملے کو نہ ان کے گھر میں داخل ہونے کی ضرورت تھی نہ جواز تھا اور نہ ہی سوچا جا سکتا ہے کہ وہ عملہ جو اب انھیں گرفتار نہیں کرتا وہ اس وقت انھیں گرفتار کرنے کے لیے جاتا۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ مندرجہ بالا وضاحت کی روشنی میں ان کا

کوئی ایسا استحقاق مجروح نہیں ہوا جو انھیں آئین یا قانون کے تحت حاصل ہو یا پنجاب اسمبلی کے قواعد کار یا پریویلج ایکٹ کے تحت حاصل ہو۔ لہذا ان کی تحریک استحقاق قابل پذیرائی نہیں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! ایک لفظ ہے پولیس ایک لفظ ہے پلس۔ وزیر قانون صاحب بار بار پلس پلس استعمال کر رہے ہیں تو میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اصل لفظ پولیس ہے یا پلس ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر کے تابع آپ پوچھ نہیں سکتے۔ یہ آپ مجھ سے پوچھ سکتے ہیں وزیر موصوف سے نہیں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب سپیکر! میں آپ سے پوچھ لیتا ہوں کیونکہ ہم تو نو وارد ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انگریزی میں لفظ پولیس ہے police پنجابی میں اس کو پلس بھی کہہ دیتے ہیں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، وزیر موصوف تقریر تو اردو میں کر رہے ہیں---

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ بیٹھیں تشریف رکھیں جی سید ظفر علی شاہ صاحب--- آپ کی تحریک استحقاق ہے۔

سید ظفر علی شاہ، جی' جناب والا!

جناب ڈپٹی سپیکر، مجھے پتہ ہے میں اسی طرف جلدی آ رہا ہوں۔

سید ظفر علی شاہ، میں صرف اتنی درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ آپ pin point کر دیں نمبر بتا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کے بعد ہمارے ایک فاضل رکن اسحاق بچہ صاحب ہیں وہ کافی عرصے سے کہہ رہے تھے اور سپیکر صاحب نے بھی کل فیصلہ کیا تھا کہ ان کی تحریک out of turn لے لیجے اس کے بعد میں آپ کی تحریک استحقاق لوں گا۔

چودھری شوکت داؤد، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ابھی خاکوانی صاحب نے جو پوائنٹ پولیس کے متعلق اٹھایا ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے تو کہہ دیا ہے کہ وہ بنتا ہی نہیں۔

چودھری شوکت داؤد، میں وہی عرض کر رہا ہوں کہ وزیر قانون صاحب نے جو کہا ہے وہ صحیح کہہ

رہے ہیں کیونکہ جو پولیس کی کارکردگی ہے وہ اس کی اہل ہے کہ اسے پولیس نہ کہا جائے بلکہ پلس کہا جائے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شوکت داؤد صاحب ان باتوں پر وقت ضائع نہ کریں۔ جناب عثمان ابراہیم صاحب وزیر قانون کے جواب دینے کے بعد اب کیا صورت حال ہے؟

جناب عثمان ابراہیم، جناب والا! محترم وزیر موصوف اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں تو میں بات کروں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ آجاتے ہیں آپ بات کریں۔ اب انھوں نے جواب نہیں دینا اب تو میں نے جواب دینا ہے۔

جناب عثمان ابراہیم، شکریہ جناب سپیکر! ابھی وزیر موصوف فرما رہے تھے کہ پولیس 9۔اکتوبر کو میرے گھر کے اندر داخل نہیں ہوئی اور اس کے لیے انھوں نے جو وجہ جواز بتائی ہے وہ 11۔اکتوبر کی ہے۔ جناب والا! انھوں نے کہنے کو تو کہہ دیا کہ مجھ پر تین چار پرچے درج ہوئے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ پرچے بھی جھوٹے ہیں ان واقعات سے ہمارا دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اس دن پولیس نے جس تشدد اور بربریت کا مظاہرہ کیا۔ اس کی عملی تصویریں قائد حزب اختلاف آپ کی خدمت میں پیش کر چکے ہیں۔ آج کے اخبارات میں وہ تصویریں بھی آئی ہیں اور وہ تصویریں خود پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ کون پولیس تشدد کر رہا تھا یا ہمارے محب وطن اور نہتے عوام امن عامہ میں خلل ڈال رہے تھے۔ جناب سپیکر! انہوں نے لفظ بہ لفظ یہ تسلیم نہیں کیا کہ پولیس گھر میں داخل نہیں ہوئی۔ انہوں نے مفروضے کی بنیاد پر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ چونکہ پولیس مجھے آج کل گرفتار نہیں کر رہی۔ اس لیے 9۔تاریخ کو بھی پولیس مجھے گرفتار کرنے کے لیے میرے گھر میں داخل نہیں ہوئی۔ جناب سپیکر! جب سے یہ اجلاس شروع ہوا ہے ہمیں اس بات کا علم ہے کہ یہ حکومت آئین اور قانون کی دھجیاں بکھیر رہی ہے ان کے نزدیک نہ تو کوئی استحقاق ایکٹ کوئی حیثیت رکھتا ہے اور نہ ہی ان کے نزدیک پاکستان کا آئین کوئی حیثیت رکھتا ہے۔ انہوں نے ہر اس کام کو کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے جس سے شہری اور شخصی آزادیاں سلب ہوں۔ جناب سپیکر! حکومت کے اس رویے کے پیش نظر ہم نے احتیاط کے طور پر اس اجلاس کے لیے یہ احتیاط کی کہ ہمیں اس اجلاس سے روکنے کے لیے جھوٹے اور فرضی مقدمے بنا کر ہمیں پولیس گرفتار نہ کرے۔ لہذا ہم نے احتیاطی تدابیر اختیار کرتے ہوئے

اس اجلاس میں شریک ہو رہے ہیں۔ اس میں ان کی کوئی مہربانی نہیں اور ہم گرفتاری سے نہیں ڈرتے۔ ہمارے قائد اور سابق وزیر اعظم پاکستان اور مستقبل کے وزیر اعظم پاکستان میاں نواز شریف صاحب نے صرف 11۔اکتوبر تک ہمیں یہ ہدایت کی تھی کہ آپ نے گرفتاری سے بچنا ہے۔ جناب سپیکر! ان کی ہدایت کے مطابق ہم 11۔اکتوبر تک اپنے گھروں میں نہیں رہے۔ جناب سپیکر! میں یہ بات on oath کہہ رہا ہوں اور مجھ سے پہلے جناب ارشد عمران سلہری نے بھی on oath یہ کہا تھا اور یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ وہ باتیں جو ہم on oath کہتے ہیں اور فلور آف دی ہاؤس کہتے ہیں اس پر یقین نہیں کیا جاتا اور وہ لوگ جو اس تشدد اور جرم میں شریک ہیں ان کی باتوں کو حقیقت تصور کیا جاتا ہے۔ جناب سپیکر! وزیر قانون کی اس وضاحت کے بعد کل کوئی پولیس کی وردی میں ہمارے گھر میں داخل ہوتا ہے تو ہم یہی سمجھیں گے کہ یہ پولیس نہیں یہ چور اور ڈاکو ہیں اور پولیس کی وردی پہن کر ہمارے گھر آتے ہیں اور جناب سپیکر! آپ ہمیں بتائیں کہ ان لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے؟ وہ سلوک کرنا چاہیے جو چور اور ڈاکو کے ساتھ کیا جاتا ہے؟ یا یہ ہمیں اس بات کا اختیار دینا چاہتے ہیں کہ کل کو اگر پولیس ان کے گھر میں داخل ہو تو آپ چور اور ڈاکو جیسا سلوک کریں۔ اس لیے جناب سپیکر میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ میں یہ بات on oath کہہ رہا ہوں اور میں استحقاق کمیٹی کا رکن بھی ہوں اور جب ہمارا استحقاق مجروح ہوتا ہے تو وزیر قانون پولیس کی باتوں پر یقین کرتے ہیں پھر اس ایوان کی استحقاق کمیٹی نے کیا انصاف کرنا ہے؟ جب اس کمیٹی کے رکن کا استحقاق مجروح ہوتا ہے تو وہ پولیس کی رپورٹوں پر یقین کرتے ہیں انہوں نے عوام کو کیا انصاف مہیا کرنا ہے۔ اس لیے میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ میری بات پر یقین کریں اور وزیر قانون کی بات پر بالکل یقین نہ کریں کیونکہ ان کو جو رپورٹیں ملی ہیں وہ بالکل جھوٹی اور فرضی ہیں۔ میں صرف وہ باتیں بتا رہا ہوں جو میرے ساتھ بیتی ہیں اور انہوں نے وہ باتیں دہرائی ہیں جو ایک مجرم نے ان تک پہنچائی ہیں۔ اگر ایک مجرم کی اطلاع کو آپ ترجیح دیں گے تو میں یہ سمجھوں گا کہ نہ صرف میرے ساتھ بلکہ اس ہاؤس کے ساتھ بھی بہت بڑی زیادتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ جناب عثمان ابراہیم کی تحریک استحقاق کو مجلس استحقاق کے سپرد کر دیا جائے۔ جناب سپیکر! آپ خود گواہ ہیں کہ اس ایوان کی یہ روایت رہی ہے

کہ جب کوئی رکن اسمبلی حلف کے ساتھ ایک بیان دے کر اپنے استحقاق کے مجروح ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو ہمیشہ اس ایوان نے اسے قبول کیا ہے اور بیورو کریسی کے مقابلے میں اس رکن اسمبلی کے بیان کو اہمیت دی ہے۔ آپ نے خود ایسی کئی تحریکیں یہاں منظور کی ہیں جو اس سے کم سنگین تھیں جس میں خود اس رکن اسمبلی نے یہ شکایت کی تھی کہ مجھ سے اس خاص افسر نے misbehave کیا اور یہاں پر تو چادر اور چار دیواری کی بے حرمتی کا سوال ہے یہاں تو اس رکن اسمبلی کے بچوں اور بیویوں کے ساتھ بد تہذیبی اور ناشائستہ رویے کا سوال ہے۔ یہاں میں سمجھتا ہوں کہ آپ کا فرض ہے کہ اسے فوری طور پر بنیادی استحقاق کے اعتبار سے admit کریں اور استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ ہماری پولیس اور بیوروکریسی جناب وزیر قانون اور وزیر اعلیٰ سے بھی بالا تر ہو کر کس قسم کے تشدد اور کس قسم کے بہیمانہ اقدامات کر رہی ہے؟ اس لیے جناب والا! میں آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اس تحریک کو موخر نہ رکھیں بلکہ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیجیے تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ جناب ایس اے حمید صاحب آپ کیا بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب ایس اے حمید، جناب والا! میں اسی کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں کہ---

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں، اس پر کافی بات ہو گئی ہے آپ تشریف رکھیں۔ ہم نے آگے بھی چلنا ہے۔ ابھی آپ کی تحاریک استحقاق بھی رہتی ہیں اور اس کے بعد تحاریک التوائے کار بھی ہیں۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! آپ مجھے صرف ایک منٹ کے لیے بات کرنے کی اجازت دیں---

جناب ڈپٹی سپیکر، میں آپ کو کس بنیاد پر وقت دوں---

جناب ایس اے حمید، جناب والا! عثمان ابراہیم کی جو تحریک ہے اس پر بھی بات کرنے کی اجازت دی جائے---

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں، میں نے اس کے لیے mind make up کیا ہوا ہے۔ شوکت داؤد صاحب آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں یا آپ بھی اسی پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! میں بھی اسی پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس معاملے کو میں close کرتا ہوں۔ مہربانی۔

جناب شاہد ریاض ستی، جناب والا! میری بھی ایک تحریک استحقاق نمبر 12 ہے میں چاہتا ہوں کہ مجھے بھی موقع فراہم کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے آپ تشریف رکھیں۔ میں نے ظفر علی شاہ صاحب سے بھی وعدہ کیا ہے ان کی بھی ایک تحریک آؤٹ آف ٹرن لینی ہے۔ اس سے پہلے رامے صاحب نے اسحاق بچہ صاحب سے commitment کی ہوئی ہے۔ کل ایک رکن اسمبلی نے بھی یہ بات کی تھی کہ آپ اسحاق بچہ صاحب کو اس لیے اجازت نہیں دے رہے کیونکہ یہ ایک صوبائی وزیر سید ناظم حسین شاہ کے خلاف ہے۔ میں نے کہا تھا کہ اس کو بھی دیکھ لیتے ہیں اگر ہاؤس اجازت دیتا ہے تو اسحاق بچہ صاحب کی تحریک استحقاق آوٹ آف ٹرن لے لیتے ہیں۔ ہاؤس کی اس سلسلے میں کیا رائے ہے؟

آوازیں، اجازت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اجازت ہے جناب اسحاق بچہ صاحب۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ پہلے بھی آپ آؤٹ آف ٹرن تحاریک استحقاق لیتے رہے ہیں لیکن ہماری مسلم لیگ میاں نواز شریف صاحب کا جو گروپ ہے ان کے تمام ایم پی ایز کے گھروں پر حملے ہوتے ہیں۔ میرے اپنے گھر میں نہ صرف حملہ ہوا ہے بلکہ فائرنگ بھی ہوئی ہے۔ اور وہاں پر ہمارا ایک قریبی ساتھی شہید بھی ہوا ہے اور اس کے بعد کوئی دو سو کے قریب پولیس والے گھر کے اندر جاتے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کا نمبر کیا ہے؟

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! اس کا نمبر 8 ہے۔ سید ظفر علی شاہ کی تحریک ٹیک اپ ہو جائے تو اس کے بعد اسے لے لیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، درست بات ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ جناب اسحاق بچہ صاحب۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی کی ایم پی اے کے حلقہ میں بلاوجہ دخل اندازی

ملک محمد اسحاق بچہ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ جو اسمبلی کی فوری

دخل اندازی کا متقاضی ہے بات یہ ہے کہ میں نے مورخہ 29 جون 1994ء کو سید ناظم حسین شاہ وزیر بلدیات کو فون پر کہا کہ آپ میرے حلقے میں بلا وجہ دخل اندازی کرتے ہیں اور میرے عزیز جو حکومت پنجاب کے ملازم ہیں ان کو معطل کرانے کے درپے ہیں آپ مہربانی کریں اور آپ میرے حلقے کے معاملات میں دخل اندازی نہ کریں یہ سنتے ہی ناظم شاہ صاحب آگ بگولا ہو گئے اور انہوں نے مجھے گندی گالیاں دینی شروع کردیں۔ میں نے کہا کہ آپ حوصلے سے کام لیں اور یہی سیاسی رواداری کا تقاضا ہے انہوں نے کہا کہ تم میرے کنڈکٹ کے خلاف پارٹی میں اور پارٹی کی ہائی کمان میں تنقید کرتے ہو اگر تم ان حرکتوں سے باز نہ آئے تو تم اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے اور پھر ساتھ ہی انہوں نے گندی گالیاں دینا شروع کردیں۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شارٹ سٹیٹمنٹ

ملک محمد اسحاق بچہ، جناب والا! میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور میں دکھی دل کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ شاید پنجاب اسمبلی میں، شاید ہی کوئی ایسی تحریک استحقاق پیش ہوئی ہو جو حزب اقتدار کے رکن نے اپنی حکومت کی کابینہ کے وزیر کے خلاف دی ہو۔ شاید ہی کوئی ایسا اتفاق ہوا ہو۔ وزیر موصوف کا طرز عمل میرے ساتھ ہی نہیں بلکہ میرے اکثر ایم پی اے ساتھیوں کے ساتھ ایسا ہے۔(قطع کلامیاں) وہ وزیر بن جانے کے بعد اراکین کی بے عزتی کرتے ہیں۔ میں ان کی کارکردگی اور ناجائز کاموں کی تفصیل بھی عرض کرتا جاؤں کہ روزنامہ "پاکستان" کی ایک خبر جو 10۔اکتوبر کو شائع ہوئی ہے وہ اس طرح ہے کہ:

"وزیر بلدیات کی رہائش گاہ ٹھیکوں کی ناجائز تقسیم کا اڈہ بن گئی ہے۔ تمام گاڑیاں صوبائی وزیر کے قبضے میں ہیں۔ چار گاڑیاں پیپلز پارٹی کے ایک ایم این اے کے زیر استعمال ہیں۔ دس ماہ میں سینکڑوں تبادلے ہوئے اور اعلیٰ کارکردگی دکھانے والے افسران کو تبدیل کیا گیا ہے۔" یہ ایک اور خبر ہے کہ ناظم شاہ نے بلدیاتی اداروں کو براہ راست اپنے کنٹرول میں لے لیا۔ فون اور فیکس کے ذریعے ٹھیکوں کی تقسیم ہو رہی ہے۔ اور ناظم شاہ نے اپنے زیر استعمال 80 ہزار کی کراکری دو ایئر کنڈیشنر لے لیے۔ گاڑیاں استعمال کروں یا کسی اور کو دوں یہ انہوں نے بیان دیا ہے۔" فرائی ڈے" میں یہ انکشاف ہوا ہے اور یہی نہیں جناب والا! میری قائد محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے خفیہ ایجنسیوں کی

رپورٹوں کے بعد دکھی دل کے ساتھ ان کو تنبیہ کی کہ آپ اس کام سے باز آجائیں۔ خبردار کیا۔ لیکن ان کے کان پر ابھی تک جوں تک نہیں رینگی۔ (قطع کلامیاں) سپیکر صاحب! آپ ہاؤس کے custodian ہیں نہ آپ نے نہ قائد ایوان نے اور نہ ہی سینئر منسٹر مخدوم الطاف صاحب نے اس بات کو اہمیت دی کہ وزیر اعظم کا کیا حکم تھا۔ آپ کو چاہئے تھا کہ اس بات پر آپ اس مسئلے کو اہمیت سے دیکھتے یہ بہت اہم بات ہے۔ اس خبر کے حوالے سے نہیں بلکہ میں آپ سے یہ کہوں کہ ان کے ناجائز کاموں کے سلسلے میں اراکین اسمبلی کی ایک کمیٹی بنائی جائے۔ (قطع کلامیاں۔۔۔شور۔۔۔) جو وزیر موصوف کے ناجائز کاموں کی ایک فہرست بنائے اور اس کی رپورٹ ایک ہفتے کے اندر پیش ہو اور اگر یہ ناجائز کاموں میں مصروف ہیں تو ان سے استعفیٰ لیا جائے۔ یہ استعفیٰ دیں گے نہیں بلکہ ان سے استعفیٰ لیا جائے اور میری یہ عرض ہے کہ میرا یہ مسئلہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ایک منٹ تشریف رکھیں۔ سردار صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ جی۔

سردار سکندر حیات، سر! آپ کی اجازت سے میں فاضل رکن کو' کہ یہ کمیٹی بنانے کا کہتے ہیں ہمیں منظور ہے۔ اگر وہ چاہے اپوزیشن کا بندہ ہو یا گورنمنٹ کا ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار سکندر صاحب یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ تشریف رکھیں۔ یہ تو آپ کی ایک رائے ہے۔ جی اسحاق بچہ صاحب۔

ملک محمد اسحاق بچہ، جناب والا! کہ آپ کو معلوم ہے کہ میں اسمبلی میں بہت کم بولتا ہوں۔ بلکہ بات ہی نہیں کرتا اور جب بولتا ہوں تو صحیح بولتا ہوں۔ میں آپ سے یہ عرض کر رہا ہوں کہ وزیر بلدیات نے ایک دھاندلی شروع کی ہوئی ہے اور جو کوئی رکن اسمبلی ان کے پاس جاتا ہے یہ اس کی بے عزتی کرتے ہیں۔ میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرا مسئلہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

(قطع کلامیاں۔۔۔شور۔۔۔)

جناب ڈپٹی سپیکر، ناظم شاہ صاحب' تشریف رکھتے ہیں ان کا موقف بھی سننا چاہئے۔ ہاں ظفر علی شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔ (قطع کلامیاں) I call the House to order. جی ظفر علی شاہ صاحب۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! اس معزز ایوان کے ایک معزز رکن نے تحریک استحقاق move کی ہے۔ خوش قسمتی یا بد قسمتی سے اس معزز رکن کا تعلق حزب اقتدار سے ہے میں اس تحریک استحقاق کے

حق میں یا مخالفت میں بات نہیں کرتا۔ میں چونکہ پوائنٹ آف آرڈر پہ ہوں۔ جمہوری ملکوں میں اور ان ملکوں میں جہاں پر Parliamentary form of the Government رائج ہے۔ وہاں پر جب کبھی حزب اقتدار سے اس قسم کا الزام یا تحریک استحقاق آتی ہے تو اس وقت وزراء اعلیٰ بمع اپنی کیبنٹ کے استعفیٰ دے دیا کرتے ہیں۔ اس لیے آپ کی وساطت سے جناب وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں عرض ہے کہ آپ نے اپنے پارلیمانی رکن کے منہ سے ان کے الفاظ سے' اسمبلی کے ریکارڈ سے آپ نے سن لیا کہ آپ کی کیبنٹ اور آپ کی کابینہ اس صوبے میں کیا کر رہی ہے؟ اس کے بعد ان کے پاس کوئی سیاسی اخلاقی طور پر حکومت کرنے کا پنجاب میں کوئی حق نہیں رہتا۔ (نعرہ ہائے تحسین---)

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ پوائنٹ آف آرڈر پہ مخدوم الطاف احمد صاحب۔

وزیر خزانہ و زراعت: جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا۔ یہ ہمارا گھر کا معاملہ ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز--- Have a seat please مخدوم صاحب بھی پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔ آپ نے پوائنٹ آف آرڈر کے الفاظ کہے ہیں؟

وزیر خزانہ: جناب والا! میں یہ درخواست کر رہا تھا کہ اس پر مزید میں کچھ عرض نہیں کرتا۔ میں نے اپنے بھائی---

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟

وزیر خزانہ: میری گزارشات غور سے سنیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں؟

وزیر خزانہ: جی' میں پوائنٹ آف آرڈر پہ ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔ وہ بھی پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔ انھوں نے پہلے کہا ہے۔ میں نے سنا ہے۔ جی' پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر خزانہ: میں نے اپنے بھائی اسحاق بچہ صاحب سے بات کی ہے۔ انھوں نے میری درخواست قبول کی ہے۔ وہ یہ تحریک استحقاق واپس لینا چاہتے ہیں۔ آپ ان سے پوچھ لیجیے۔ (قطع کلامیاں)

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! میں آپ سے بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ کوئی بھی

انصاف اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک دونوں فریقوں کی بات نہ سنی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! ابھی سینئر وزیر صاحب نے کہا ہے کہ یہ ان کا گھریلو معاملہ ہے۔ گھریلو معاملہ ان کا تب تھا جب یہ پارلیمانی پارٹی میں یہ مسئلہ اٹھایا ہوتا اور یقیناً اٹھایا ہوگا۔ اس سے ہمیں کوئی سروکار نہیں۔ یہاں ایک فاضل رکن نے اسمبلی کے اندر ایک تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ آپ نے ان کو آؤٹ آف ٹرن اجازت دی ہے۔ اور وہ آپ سے درخواست کر چکے ہیں کہ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ اس لیے یہ ان کا اندرونی معاملہ قطعاً نہیں۔ یہ اسمبلی کا معاملہ ہے اور اس پر آپ نے رولنگ دینی ہے۔ شکریہ۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش یہ کروں گا کہ کوئی بھی اقدام کرنے سے پہلے' انصاف کا تقاضا بھی یہی ہے۔ میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔ بات یہ ہے کہ کوئی بھی انصاف اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک دونوں فریقین کی بات نہ سنی جائے۔ اب اس پر اور کیا اپوزیشن کا' حزب اختلاف کا' حزب اقتدار کا' جناب والا! یہ اس سے اور کیا اپنی فراست کا ثبوت فراہم کریں؟ ٹھیک ہے' معزز رکن ہیں' ہمارے بھائی ہیں۔ ان کا یہ استحقاق ہے۔ مگر میں بھی اسی ایوان کا ایک رکن ہوں۔ دونوں فریقوں کی بات سن کر پھر یہ فیصلہ کرتے تو ہم welcome کرتے اور ex-party decision ہمیشہ یہ act of That is not based on justice. That is a act of injustice. injustice کو support کر رہے ہیں' justice کو support نہیں کر رہے۔ اس لیے جب آپ مجھے اجازت دیں گے تو میں اس کا جواب دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ نہ ہم نے کوئی فیصلہ دیا ہے' نہ ہم نے یہاں کوئی رائے کا اظہار کیا ہے۔ ایک فاضل رکن نے آپ سے استدعا کی ہے کہ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ اور استحقاق کمیٹی میں یہی کچھ ہوگا جو محترم شاہ صاحب چاہتے ہیں کہ فریقین کو سنا جائے گا۔ ہاؤس میں سننے کی کوئی گنجائش نہیں۔ استحقاق کمیٹی میں ان کو سنا جائے گا۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔ آپ نے بارہا رولنگ دی ہے کہ cross talk نہیں

ہونی چاہیے' آپس میں talk نہیں ہونی چاہیے اور یہاں چار وزراء اس تحریک استحقاق کے محرک پر دباؤ ڈال رہے ہیں اور اب تک مسلسل دباؤ ڈال رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بچہ صاحب! اب کیا فرماتے ہیں؟

ملک محمد اسحاق بچہ: میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے مخدوم الطاف صاحب نے کہا ہے' بلکہ حکم دیا ہے۔ میں ان کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے تحریک استحقاق کو واپس لیتا ہوں۔ یہ اور بات ہے کہ ناظم شاہ صاحب پھر جو کچھ چاہیں ہمارے ساتھ کریں۔ لیکن ان کے خلاف اخبارات میں جو بیان آئے ہیں ان کی بابت ضرور کوئی نہ کوئی کمیٹی بننی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بچہ صاحب! آپ categorically جائیں کہ آپ اپنی سالم تحریک استحقاق واپس لیتے ہیں یا جزوی طور پر واپس لیتے ہیں؟ پہلے میں ان کو سن لوں۔

سید ظفر علی شاہ: آپ پہلے ہمیں سنیں۔ یہ ہماری پراپرٹی ہے۔ اس طرح ہماری پراپرٹی پر encroachment نہ کریں۔اب یہ تحریک استحقاق ہاؤس کی پراپرٹی ہے۔ ہمیں سن کر فیصلہ کریں۔ اس طرح فیصلہ مت کریں۔ بچہ صاحب ہمارے لیے قابل احترام ہیں۔ ہمیں سن کر فیصلہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو میں پورا وقت دوں گا۔ میں فیصلہ نہیں کر رہا۔

ملک محمد اسحاق بچہ: میں اپنی تمام' سالم تحریک استحقاق کو withdraw کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' ظفر علی شاہ صاحب۔ لیگل پوائنٹ پہ بات کریں۔

سید ظفر علی شاہ: میں عرض کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! میں نے اس لیے پہلے عرض کیا تھا کہ استحریک استحقاق کے حق یا مخالفت کی بات بعد میں کی ہے۔ معزز رکن نے اس معزز ایوان میں تحریک استحقاق پیش کر دی اور اس تحریک استحقاق میں یہ الفاظ بھی ہیں اور ہوتے ہیں کہ اس سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق بھی مجروح ہوا ہے۔ جہاں تک ان کی اپنی ذات کا تعلق ہے وہ ممکن ہے تحریک واپس لے لیں۔ شاہ صاحب سے معافی مانگ لیں یا شاہ صاحب ان سے معافی مانگ لیں۔میں نے پہلے ں کیا ہے اور اس لیے میں نے وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں عرض کی تھی کہ بغیر اس جھمیلے میں پڑے ہوئے انھوں نے ذکر کیا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کا بھی کہ ان کے نوٹس میں بھی ہے۔ یہ تحریک استحقاق اب 248 ارکان کی پراپرٹی ہے جس کو ایسے واپس نہیں کیا جا سکتا۔ یا تو وزیر قانون اٹھ

کر یہ کہیں کہ یہ تحریک استحقاق بنتی نہیں۔ یہ technically نہیں بنتی۔ ہمیں بھی سنا جائے۔ انھیں بھی سنا جائے۔ جناب سپیکر! یہ کسی معمولی رکن کی بات نہیں۔ کسی ایس ایچ او پر الزام نہیں لگا۔ کسی ایس ایس پی پر الزام نہیں لگا۔ یہ منظور وٹو کی کیبنٹ پر الزام لگا ہے۔ اس پر ہم stress کریں گے۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ ایک ممبر کی منتیں کر لیں۔ وہ فائر ہو چکا۔ وہ فائر لگ چکا۔ وہ اب تحریک استحقاق ہماری پراپرٹی ہے۔ اس طرح اس کو واپس نہیں لیا جا سکتا۔ طریق کار کے مطابق آپ اس کو proceed کریں تاکہ معزز ایوان کی کارروائی چل سکے۔ بہت بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! قاعدے کے مطابق محرک جس وقت مرضی، چاہے وہ کمیٹی کے سپرد بھی ہو تحریک استحقاق واپس لے سکتا ہے۔ جس سٹیج پر مرضی ہو۔ at any stage لکھا ہوا ہے۔ جناب پڑھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ جی، وزیر قانون۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! جو تحریک ہاؤس میں آئی، پیش کی گئی، اس کے بارے میں تو کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایوان کی پراپرٹی ہے۔ تحریک استحقاق جو ایوان میں پیش کی گئی ہے جو فاضل منسٹر صاحب اور فاضل رکن اسمبلی کے درمیان جو گفتگو تھی اس کے حوالے سے تحریک استحقاق ہے۔ جس حوالے سے کمیٹی بنانے کی بات کی گئی ہے یا جس issue کو اراکین اسمبلی اپنے مفاد میں support کرنا چاہتے ہیں، جناب سپیکر! اس کا تحریک استحقاق میں کہیں بھی کوئی ذکر نہیں ہے۔ لہٰذا جو الزامات فاضل وزیر بلدیات پر یہاں عائد کرنے کی کوشش کی گئی ہے ان کا تحریک استحقاق میں کہیں کوئی ذکر ہی نہیں۔ لہٰذا یہ کیسا issue ہے کہ جس کے بارے میں یہ کہا جا رہا ہے کہ وہ ایوان کی پراپرٹی بن چکی ہے۔ جناب سپیکر! محض اخبارات میں کوئی بات آنے کی وجہ سے یا لکھی جانے کی وجہ سے اخباری مواد اخباری خبر کے حوالے سے کوئی تحریک استحقاق قابل پذیرائی نہیں ہوتی۔ اور اب جناب سپیکر! فاضل محرک اپنی تحریک استحقاق واپس لے رہے ہیں اور اس پر زور نہیں دینا چاہتے۔ تو یہ تحریک استحقاق قابل پذیرائی نہیں رہی۔ اور اس تحریک کو استحقاق کمیٹی یا کسی دوسری کمیٹی کے سپرد کیے جانے کی بھی ضرورت نہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق قابل پذیرائی نہیں۔ فاضل رکن واپس لیتے ہیں۔ لہٰذا بزنس آپ کی رولنگ کے بعد آگے چلنا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' غلام سرور صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ اس کے بعد تابش الوری صاحب۔

وزیر زکوٰۃ و عشر، یہ تحریک استحقاق جو اس معزز ایوان کے سامنے ہے ہمارے ایک بھائی نے اپنا مؤقف اس معزز ایوان کے سامنے رکھا ہے۔ انھوں نے اپنی تحریک استحقاق put کی ہے۔ میری یہ استدعا ہوگی کہ اپوزیشن نے بھی اٹھ کر تمام کابینہ کو blame کیا ہے۔ قائد حزب اقتدار کو blame کیا ہے۔ تمام حکومت کو blame کیا ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ کابینہ کا وہ متعلقہ ممبر جس کے خلاف تحریک استحقاق پیش کی گئی ہے تحریک استحقاق withdraw کرنے سے پہلے وہ اپنی پوزیشن واضح کریں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، نکتہ ذاتی وضاحت۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نکتہ ذاتی وضاحت سے پہلے پوائنٹ آف آرڈر ہے؟ ہاں' پوائنٹ آف آرڈر' سید تابش الوری صاحب۔ مجھے تجربہ ہے ناں کہ کون کیا بات کرنا چاہتا ہے۔ یہ بھی تو مجھے پتا ہے۔ دیکھیے ناں۔ اگر یہ irrelevant کھڑے ہوں گے' تین چار پانچ دس دفعہ' تو مجھے بھی تو پتا ہے ناں کون ممبر relevant چلتا ہے' کون irrelevant چلتا ہے۔ جی' تابش الوری صاحب۔

سید تابش الوری، جناب والا! فاضل رکن حزب اقتدار جناب بچہ صاحب کی طرف سے تحریک استحقاق پیش ہوئی۔ انہوں اس پر شارٹ سٹیٹمینٹ دی اور متعلقہ وزیر کے خلاف سنگین الزامات عائد کیے اور اس میں ہزار دو ہزار کا نہیں بلکہ لاکھوں روپے کے گھپلوں کا اعلان کیا۔ کروڑوں روپے کے بدعنوانی کے الزامات لگائے۔ جناب ناظم حسین شاہ---

وزیر اوقاف، جناب والا! کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ نواز چیمہ صاحب کا پوائنٹ relevant ہے۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں عرض کر رہا ہوں---

جناب ڈپٹی سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر specific ہوتا ہے۔ بڑا مختصر ہوتا ہے۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر آ رہا ہوں۔ کہ تحریک استحقاق پیش ہوئی۔ شارٹ سٹیٹمینٹ کے بعد ایک طرف سے یہ تجویز آئی کہ ہاؤس کی کمیٹی بنا دی جائے جو اس تحریک استحقاق کی تحقیقات کرے اور ایک ہفتے کے اندر رپورٹ پیش کرے۔ دوسری تجویز اور ترمیم یہ آئی کہ اس تحریک استحقاق کو مجلس استحقاق کے سپرد کر دیا جائے۔ اس مرحلے کے بعد جناب بچہ کو یہ اختیار نہیں

رہتا کہ وہ اپنی تحریک واپس لے سکیں۔ میں آپ کی توجہ قاعدہ نمبر 171 کی طرف مبذول کراتا ہوں۔ جس میں کہا گیا ہے کہ "کسی تحریک کے بارے میں سوال تجویز کئے جانے کے بعد رائے شماری کے انعقاد سے قبل تحریک پیش کرنے والا رکن کسی بھی وقت اسمبلی کی اجازت سے تحریک واپس لے سکتا ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ،

(الف) اگر سوال میں کوئی ترمیم کرنے کی تجویز پیش کی گئی ہو تو جب تک ترمیم کے متعلق فیصلہ نہ ہو جائے اصل تحریک واپس نہیں لی جا سکتی۔ اور

(ب) تحریک واپس لینے کی درخواست پر بحث کی اجازت نہ ہوگی۔ بجز اس کے کہ سپیکر کی طرف سے بحث کی اجازت دے دی جائے۔"

جناب والا! یہ قاعدہ بڑا واضح، بڑا غیر مبہم اور بڑا صاف ہے۔ اب ان کی تحریک اس ہاؤس کی پراپرٹی بن چکی ہے اور انہیں اس وقت تک واپس لینے کا اختیار نہیں جب تک ان کی تحریک میں جو دو ترامیم پیش ہو گئی ہیں ان پر بحث نہ کی جائے۔ اس لئے میں درخواست کرتا ہوں کہ اس تحریک اور اس کی ترامیم پر پہلے بحث کی جائے، اس کا فیصلہ کیا جائے اور پھر ان کی واپسی کے سلسلے میں کوئی اقدام کیا جا سکتا ہے۔ اس وقت تک ہم آگے نہیں بڑھ سکتے۔ یہ بڑا سنگین معاملہ ہے کہ حزب اقتدار کے رکن نے خود اپنے رکن کابینہ کے خلاف الزام لگایا ہے اور ناظم حسین شاہ صاحب کا فرض ہے کہ اس الزام کے لگتے ہی مستعفی ہونے کا اعلان کریں۔ (قطع کلامیاں)۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز۔

وزیر صحت، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی، رانا اکرام ربانی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! میں Point of personal explanation پر عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں آپ کو موقع دوں گا۔ آپ میری بات سنیں۔ (قطع کلامیاں) order please بات یہ ہے کہ اس وقت نہایت اہم قانونی نکتہ ہاؤس کے سامنے پیش ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک تحریک استحقاق ہاؤس کے اندر آئی ہے۔ فاضل رکن اب اس کو واپس لے رہے ہیں۔ ایک مسئلہ یہ ہے کہ یہ واپس ہو نہیں سکتی۔ اب اس میں کیا لائحہ عمل ہم نے اختیار کرنا ہے۔ تو میں دو تین فاضل اراکین

سے کہوں گا جیسا کہ ظفر علی شاہ صاحب نے اپنا نقطہ نظر پیش کر دیا۔ تابش الوری صاحب نے پیش کردیا۔ اکرام ربانی صاحب بھی اپنا نقطہ نظر واضح کریں گے۔ اس کے بعد پھر میں اس پر فیصلہ دوں گا۔ جی۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! آپ جو بھی فیصلہ کریں گے یا ہاؤس جو فیصلہ کرے گا مگر میں نے پہلے بھی یہی عرض کیا ہے کہ unheard کوئی فیصلہ کرنا 'ex-party decision' بھی ہوتا ہے۔

That is an act of injustice not an act of justice To do justice I must be given an opportunity

جناب ڈپٹی سپیکر، میں آپ کو کہہ رہا ہوں کہ آپ کو موقع ملے گا۔ جی رانا اکرام ربانی صاحب۔

وزیرصحت، جناب سپیکر! میں اسی ہاؤس کی روایات کے حوالے سے بات کروں گا اور پھر میں اس کی relevancy پر بھی بات کرنا چاہوں گا۔ جناب سپیکر! آپ کو یاد ہو گا کہ 1990ء کی اسمبلی میں یہی ایوان تھا اور آج بہت سے دوست جو یہاں موجود ہیں اس وقت بھی اس ایوان میں موجود تھے۔ ایک پٹواری کی ٹرانسفر کے موضوع پر راجہ بشارت صاحب نے ارشد لودھی صاحب جو اس وقت ریونیو منسٹر تھے ان کے خلاف تحریک استحقاق پیش کی۔ انہوں نے اس پر شارٹ سٹیٹمینٹ بھی دی اور اس کے بعد سپیکر صاحب نے اس پر اپنی رولنگ pending بھی رکھی تو اس کے بعد بھی راجہ بشارت صاحب نے وہ تحریک استحقاق واپس لے لی تھی۔ ایسی روایات اس ایوان میں موجود ہیں کہ اگر کسی رکن نے irrespect of the fact ان کا تعلق اِس طرف سے ہے یا اس طرف سے کیونکہ جمہوری عمل اگر مسلسل چلتا رہے تو یہ سائڈیں بدلتی رہتی ہیں۔ یہ روایات ایسی نہیں کوئی ہم نئی چیز بچہ صاحب کو اجازت دے کر withdraw کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جہاں تک جناب الوری صاحب کی اس بات کا تعلق ہے جناب سپیکر! میرا خیال یہ ہے کہ چونکہ اس تحریک استحقاق میں ترمیم کا ذکر بھی آیا ہے اس لئے یہ privilege Motion کے reference سے یہ relevant نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں اب ناظم حسین شاہ صاحب کی personal explanation ہو جائے۔ (قطع کلامیاں) شرقپوری صاحب! تشریف رکھیں۔ جی۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔ جہاں تک شاہ صاحب کا تعلق ہے میں

سمجھتا ہوں کہ شاہ صاحب کو کم از کم وضاحت کرنے کا پونا گھنٹہ دیں یہ ان کا حق ہے۔ جناب سپیکر! آپ نے اس تحریک استحقاق کو واپس لینے کے سلسلے میں فیصلہ کرنا ہے۔ اس کو آپ اتنا lightly نہ لیں۔ ابھی میرے ایک فاضل دوست اور معزز وزیر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ (قطع کلامیاں) جناب سپیکر! اگر آپ توجہ دیں گے تو میں کچھ کہہ سکوں گا۔ میں آپ کی توجہ کا مستحق ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں آپ کی طرف ہمیشہ متوجہ رہتا ہوں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق یہ الزامات ایک پارلیمانی form of government کے ایک منسٹر کے خلاف لگے ہیں ۔ پارلیمانی form of government میں collective responsibility وزیراعلیٰ سے لے کر چھوٹے وزیر تک ہوتی ہے ۔ اگر ایک وزیر کا کوئی فعل بہت اچھا ہے تو پوری قیادت کو credit جاتا ہے اور اگر کسی ایک وزیر پر کوئی الزام لگتا ہے یا الزام ثابت ہو جاتا ہے تو وہ پوری کابینہ پر تصور ہوتا ہے۔اس لئے اس معاملے کو سنجیدہ لیں۔ شاہ صاحب کو ضرور سنیں۔ سننے کے بعد یہ مسئلہ بےشک آپ نئی استحقاق کمیٹی بنا لیں اور اس میں سارے کے سارے ممبران گورنمنٹ پارٹی کے بنا دیں جو اس معاملے کی تحقیق کریں تاکہ ہم اپنے صوبے میں اپنے ملک میں یہ ثابت کرسکیں کہ پارلیمانی form of government کسے کہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی سید ناظم حسین شاہ صاحب!

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شرقپوری صاحب آپ کا پوائنٹ آف آرڈر relevant ہونا چاہیے۔ جی فرمائیں۔

(قطع کلامیاں)۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، پہلے مکمل خاموشی کرائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز۔ شرقپوری صاحب آپ بیان کریں گے یا میں آگے کسی کو وقت دوں۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، جناب سپیکر! بات یہ ہے ۔ میں آپ سے تھوڑی سی معذرت بھی کروں گا کہ یہ اسمبلی کے قوانین کوئی قانون الٰہی نہیں۔

سید ناظم حسین شاہ، بہت خوب۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، مجھے بات کرنے دیجیے گا۔ میں بڑی positive بات کروں

گا۔ آپ کے مسائل حل کر دوں گا۔ (قہقہے)

بات یہ ہے سرکار دو عالم، نور مجسم، ہادیٔ کائنات، والئی کائنات، سرتاج الانبیاء، امام الانبیاء، والضحیٰ کے چہرے والے، واللیل کی زلفوں والے، ماذاغ البصر کی آنکھوں والے، آمنہ کے لال، فاطمہ کے ابا جان، مدینے کے تاجدار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، جن کی عظمت کی خاطر ہم خون کا آخری قطرہ بہانے کو تیار ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ جابر سلطان کے سامنے کلمۂ حق بلند کرنا بہترین جہاد ہے۔ جناب سپیکر! میرا عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم پاکستان کا کیوں بیڑہ غرق کر رہے ہیں؟ ہم عزیز داریاں کیوں دیکھتے ہیں؟

جناب سپیکر! میں general بات کرنا چاہتا ہوں۔ خدا کی قسم یہ ہاؤس میں آنا میرے لیے اس اعتبار سے خوشی کا باعث ہے کہ میں اللہ اور رسول کا نام لیتا ہوں۔ ورنہ جن چٹائیوں پر میں بیٹھتا ہوں وہ چٹائیاں ان بادشاہوں کے تختوں سے بہتر ہیں تو میرا عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اسحاق بچہ صاحب نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے میں آپ سے humble request کرتا ہوں کہ وہ یہ سوچیں کہ انھوں نے کلمۂ حق بلند کیا، انھوں نے مخدوم الطاف صاحب کا حکم مانتے ہوئے، اللہ کے حکم کو withdraw کر لیا۔ میں بڑے پیار سے بات کر رہا ہوں۔ میں کوئی ہوٹنگ نہیں کر رہا۔ کوئی شوٹنگ نہیں کر رہا۔ (قہقہے)

چونکہ میں ایک ایسے گھرانے سے تعلق رکھتا ہوں جہاں سے ایسی جماعت جمعیت العلما پاکستان اور ایسا آستانہ عالیہ شرقپور شریف، جہاں سے لوگوں نے صراط مستقیم سیکھی۔ تو میں یہاں یہ عرض کرتا ہوں کہ مجھے کوئی ایسی نظر سے نہ دیکھے۔ یہ زیادتی ہو گی۔ میں بات دل سے کرتا ہوں کہ اسحاق بچہ صاحب نے اگر جنت میں گھر بنانا ہے تو وہ اپنی تحریک استحقاق وہ جو واپس لی ہے، مخدوم الطاف صاحب کا حکم کہتے ہوئے انھوں نے واپس لی۔ اب یہ اللہ کا حکم کہتے ہوئے پھر وہ اس کو پیش کریں اور ناظم حسین شاہ صاحب جو ہیں ان کی انکوائری ہونی چاہیے۔ میں یہاں پر یہ بھی بات کروں گا۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔ کوئی جج ہو، کوئی پولیس افسر ہو، کوئی پیر ہو، کوئی فقیر ہو، یہاں کوئی پوچھنے والا نہیں۔ اندھیر نگری ہے۔ پوچھا کرو۔ سنا کرو۔ انکوائری کیا کرو۔ سزا دیا کرو۔ پاکستان کو بچاؤ۔ پاکستان کو بچاؤ۔ پاکستان کو بچاؤ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ایک آواز: اللہ اکبر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سید ناظم حسین شاہ صاحب personal explanation پر ہیں۔ (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ ذرا توجہ سے شاہ صاحب کی بھی بات سنیے۔ جی شاہ صاحب۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ کوئی بھی ممبر اس معزز ایوان میں چاہے وہ حزب اختلاف سے ہو' حزب اقتدار سے ہو' اس کا استحقاق کا معاملہ ہوتا ہے اور ہم سب کا فرض بنتا ہے' میں ذاتی طور پر یہ سمجھتا ہوں کہ سیاسی ورکر جو بھی ہو' جس پارٹی سے بھی تعلق ہو' ہم سب کی برادری ایک ہے اور ہم سب کا استحقاق ایک جیسا ہے۔ ہمارے ایک معزز رکن ملک اسحاق بچہ صاحب نے یہ تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ پہلے تو میں بات یہ کرتا ہوں کہ انھوں نے اخباری بیانات کا سہارا لیتے ہوئے یہ کہا کہ میرے گھر پر ٹھیکوں کی بولی ہوتی ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ میں حقائق اس ہاؤس کے سامنے رکھتا ہوں۔ آپ خود ہی اندازہ کریں۔ میں اس پورے معزز ایوان کو اور آپ کو بھی کیونکہ آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں' دعوت دوں گا کہ آپ کو ہر حق حاصل ہے کہ جس کی بھی statement غلط ہو اس ممبر کو پھر اس معزز ایوان میں رہنے کا حق نہیں ہونا چاہیے۔ اس کو استعفیٰ دینا چاہیے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! حقائق یہ ہیں کہ لاہور ضلع کا لے لیں۔ اگر آپ پورے پنجاب کا لیں تو جولائی میں ایک مہینے میں بلدیات کے محکمے سے جو فاضل آمدنی ہوئی ہے' پورے پنجاب میں' جہاں یہ میرے اوپر الزام ہے' 75 میونسپل کمیٹیز ہیں' 34 ضلع کونسلیں ہیں' 8 میونسپل کارپوریشنز ہیں اور 137 ٹاؤن کمیٹیاں ہیں' ان ٹاؤن کمیٹیوں کی آمدن ہفتہ وار میرے پاس آتی ہے۔ باقی میونسپل کمیٹیوں کی اور ضلع کونسلز کی روزانہ آمدنی آتی ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! میری کاوش کے نتیجے میں' واقعات اور حقائق یہ ہیں---

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔ حقائق یہ ہیں کہ جولائی کے ایک مہینے میں 3 کروڑ 94 لاکھ 35 ہزار 9 سو 2 روپے فاضل آمدنی ہوئی ہے پچھلے سال کے جولائی کے مہینے کی نسبت۔ یہ ایک مہینے کی آمدنی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اگست میں 2 کروڑ 16 لاکھ یا 26 لاکھ' یہ میں اس لیے بات کر رہا ہوں کہ اس ایوان میں' میں بات کر رہا ہوں کیونکہ میرے پاس اس وقت وہ facts and figures نہیں۔ جو زبانی بات ہے یعنی دو

کروڑ 16 لاکھ ہے یا 26 لاکھ ہے۔

پھر ستمبر کے مہینے میں 93 سے اب 94 میں جو فاضل آمدنی ہوئی ہے ۔ میں یہ مہینہ وار compare کر رہا ہوں۔ ستمبر کے مہینے میں 2 کروڑ 89 لاکھ ۔ یہ ستمبر کے مہینے کی فاضل انکم ہے اور ابھی یہ اکتوبر کا مہینہ پورا نہیں ہوا۔ صرف ایک لاہور میونسپل کارپوریشن کی تقریباً 26 تاریخ تک 96 لاکھ روپیہ پچھلے سال کی نسبت فاضل آمدنی ہوئی ہے۔ بات یہ ہے کہ جناب اب فیصلہ آپ کریں۔۔۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! I am on a point of personal explanation. آپ سے پہلے یہ بات ہوئی ہے کہ اخباری تراشے کا سہارا لیا گیا ہے۔

جناب سپیکر، سنیے I call the House to order بات یہ ہے کہ یہ جو تحریک استحقاق ہے۔ اس میں ایک خاص بات کی گئی جو ذاتی طور پر۔۔۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جی میں اسی پر آ رہا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر، ایک منٹ' ایک منٹ' میری رائے ہے کہ جو کچھ انھوں نے بعد میں add کیا ہے وہ اس تحریک استحقاق کا اصولاً حصہ نہیں بنتا۔ اب آپ نے مہربانی سے اگر اس حصے کا جواب دینا شروع کیا تو وہ اصل بات پھر باقی رہ جائے گی۔ از راہ کرم اس پر آئیے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، میں اسی پر آ رہا ہوں۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔ جی ہاں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب! بات یہ ہے۔۔۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ انھیں موقع دیجیے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، میں نکتہ ذاتی وضاحت پر ہوں۔

جناب سپیکر، دیکھیے۔ بات سنیے۔ پونا ایک ہونے لگا ہے۔ آج جو صورت حال ہے جس موضوع کی خاطر جس مقصد کی خاطر یہ اجلاس اپوزیشن نے بلایا کہ لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو اب سوچیے کہ اس بحث کے لئے صرف پونا گھنٹہ باقی رہ گیا ہے تو اس صورت میں خدا کے لئے اب اس کو سمیٹنے کی کوشش کیجیے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے جہاں پر انہوں نے یہ فرمایا ہے پہلے بھی اسی قسم کی ایک تحریک استحقاق پیش ہوئی آج یہ دوسری ہوئی یہ دونوں مختلف ہیں اس کاپی میں الزام یہ لگایا گیا تھا کہ میں نے ملک اسحاق بچہ صاحب کو ٹیلیفون کیا اس میں انہوں نے مان لیا ہے کہ انہوں نے خود ٹیلیفون کیا رات کے ڈیڑھ بجے تھے انہوں نے ٹیلیفون کیا جناب والا! یہ فرما رہے ہیں کہ میں نے گالیاں دیں جناب میں یہ تصور میں نہیں لا سکتا اس وقت امتیاز صدر وڑائچ جو اس معزز ایوان کے رکن ہیں جناب میں یہ عرض کرتا ہوں کہ میری بھی بات کو نہ مانا جائے ان کی بھی بات کو نہ مانا جائے صدر وڑائچ صاحب ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں ان سے پوچھ لیا جائے بد زبانی کس نے کی میں نے کی یا ملک صاحب نے کی اس کا جواب وہ دے دیں کیونکہ وہ چشم دید گواہ ہیں شاید ملک صاحب کو یہ علم نہیں تھا کہ رات کے ڈیڑھ بجے ملک صدر وڑائچ صاحب بھی بیٹھے ہونگے اس لیے جناب یہ تحریک استحقاق بنتی ہی نہیں جب میں نے کسی کا استحقاق مجروح ہی نہیں کیا۔ جناب والا! آپ کو بھی یاد ہے کہ میں نے آ کر آپ کے چیمبر میں کہا تھا اور آپ نے مجھ پر مہربانی فرمائی مجھے بلایا اور مجھے فرمایا کہ تحریک استحقاق آئی ہے تو میں نے بھی آ کے یہی درخواست کی تھی کہ جناب اس تحریک استحقاق کو آپ take up کر لیں تا کہ ایوان کے سامنے جو ہمارے ملک میں سابقہ دور میں بلیک میلنگ کی سیاست پروان چڑھتی رہی ہے اس کا ایک end ہونا چاہیے۔ کیونکہ اسی کی وجہ سے آج ہمارا کوئی بھی ادارہ محفوظ نہیں چاہے وہ پولیٹیکل ادارہ ہو چاہے وہ ایڈمنسٹریٹو ادارہ ہو اس لیے جناب والا! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ حقائق کی چھان بین کی جائے اب ان کو تکلیف ہوئی ہے ان میں اتنا حوصلہ بھی ہونا چاہیے جمہوریت میں اختلاف رائے بھی ہوتا ہے ہم نے اس ایوان میں سب کچھ سنا سب کچھ برداشت کیا جناب والا! اختلاف رائے رکھنا جمہوریت کا اصول ہے اور جمہوریت کی یہ روایات ہیں اس کو accept کرنا چاہیے اب ان کو کیوں تکلیف ہوتی ہے۔۔۔(قطع کلامیاں)

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! I am on a point of personal explanation. انہوں نے کل الفاظوں کا سہارا لیا جو بات قائد حزب اختلاف نے کی اس سے کیا اس ایوان کا استحقاق مجروح نہیں ہوا تھا تو اس لیے جناب والا! میں آپ سے درخواست کروں گا کہ امتیاز صدر وڑائچ سے پوچھا جائے اگر میں نے ملک صاحب کا استحقاق مجروح کیا ہے تو میں اس پورے ایوان کو یہ دعوت دوں گا اور یہ ضرور ایک precedent بننا چاہیے اس ایوان کے ہر ممبر کا استحقاق سب سے زیادہ مقدم ہے اگر

میں نے استحقاق مجروح کیا ہے تو مجھے ضرور سزا ملنی چاہیے تاکہ یہ ایک اچھا precedent ہونا چاہیے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ امتیاز صدر وڑائچ سے دریافت کر لیا جائے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میری بات سنیے۔ کیا ان کے personal explanation کے بعد ملک صاحب اپنی تحریک استحقاق کو press کرنا چاہتے ہیں۔

ملک محمد اسحاق بچہ: جناب والا! گزارش ہے کہ یہاں پر انہوں نے دو تین باتیں کی ہیں۔ ایک انہوں نے کہا ہے کہ یہ ایوان بلیک میلر لوگوں کا ہے۔ بلیک میلنگ ہوتی ہے جس کا مقصد ہے کہ یہ مجھ پر کہا ہے۔ انہوں نے بلیک میلر مجھے بنایا ہے اور میں احتجاجاً ان کے ان ریمارکس پر واک آؤٹ کے لئے باہر جا رہا ہوں میں واک آؤٹ کر رہا ہوں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! میں نے کہا ہے کہ بلیک میلنگ کی سیاست بند ہونی چاہیے آپ بے شک ریکارڈ چلوا کر دیکھ لیں۔ میں نے کہا ہے کہ بلیک میلنگ کی سیاست نہیں ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر: جناب سینئر منسٹر۔ جناب مخدوم الطاف احمد۔

جناب مخدوم الطاف احمد (سینئر منسٹر): جناب والا! آپ کی غیر موجودگی میں محرک نے دو مرتبہ کھڑے ہو کر اعلان کیا ہے کہ وہ اپنی تحریک withdraw کر چکے ہیں لہٰذا میری جناب سے یہی استدعا اور درخواست ہے کہ اس پر مزید بحث یا کوئی اور کاروائی کرنے کی بجائے اسے withdraw تصور کیا جائے اور اسے نمٹایا جائے۔

جناب سپیکر: میں وزیر قانون صاحب سے پوچھتا ہوں کہ کیا اس پر voting ہو سکتی ہے۔ آپ کیا پوزیشن لے رہے ہیں کیونکہ میں نے ابھی اسے admit نہیں کیا اور میں نے ابھی اسے in order قرار نہیں دیا۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں اسی بات کی وضاحت کرنے لگا ہوں کہ اس ایوان میں یہ روایات رہی ہیں اور لاتعداد مثالیں موجود ہیں کہ محرکین جو تحاریک استحقاق پیش کرتے ہیں وہ محرک اگر اپنی تحریک پر زور نہ دے اور اگر وہ اسے واپس لینا چاہے تو وہ اپنی short statement کے بعد واپس لیتے ہیں جناب والا! ایسی لاتعداد مثالیں موجود ہیں۔

جس رول 171 کا یہاں پر حوالہ دیا گیا ہے اس کی تو ابھی stage آئی ہی نہیں۔ محرک نے تحریک پیش کی فاضل وزیر نے personal explanation کے حوالے سے جواب بھی دیا ہے اور اس دوران فاضل محرک نے واضح طور پر اپنی تحریک کو واپس لینے کے بارے میں ایوان کے سامنے بات کی ہے جناب والا! رول 171 جو ہے وہ یہ ہے۔

(Withdrawal of motion)..... 171 . At any time after the question on a motion has been proposed and before the voting.... جب question ایوان کے اندر put کر دیا جائے اور اس پر رائے شماری ابھی ہوئی ہو for the consideration of the Assembly, and if a motion embodies two or more..

At any time after the question on a motion has been proposed and before the voting has taken place the motion.... جناب سپیکر جناب سپیکر! اس حوالے سے ابھی تو question put ہوا ہی نہیں۔ اور وہ اپنی تحریک استحقاق واپس لے سکتے ہیں اور وہ واپس لینے کا ایوان کے اندر واضح اظہار کر چکے ہیں لہٰذا جناب سپیکر! یہ تحریک قابل پذیرائی نہیں۔

MR SPEAKER: The Privilege Motion stands withdrawn. I call the House to order. I call the House to order

تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہوتا ہے۔ (قطع کلامیاں)

سید ظفر علی شاہ: یہ کیا طریقہ ہے۔ کمال ہے سپیکر صاحب۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: سید ظفر علی شاہ صاحب۔

سید ظفر علی شاہ: جناب عالی! بڑے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ جناب جیسے منجھے ہوئے سپیکر کی موجودگی میں یہاں جب بھی tension create ہوتی ہے یہ جناب کی موجودگی میں ہوتی ہے اور میں یہ معذرت سے عرض کرتا ہوں۔ میں کوئی سپیکر کے عہدے کا امیدوار نہیں ہوں آپ کی ذات سے مجھے کوئی گلہ نہیں لیکن خدارا پہلی بات تو یہ ہے کہ اصولی طور پر ایک اتنا اہم issue چل رہا تھا جس کو presiding officer preside کر رہا تھا اور ان کے mind میں تھا کہ کون کون کیا کیا کہہ رہا ہے اسکی ساری picture ان کے دماغ میں تھی آپ نے آتے ہی اپنا prerogative استعمال کر لیا اور آپ نے اپنی chair سنبھال لی اور آپ سنبھال سکتے ہیں۔ تو جناب سپیکر! آپ نے ایک اتنے سنجیدہ مسئلے۔۔۔

دیکھیں یہ ہاؤس کسی کی ذاتی پراپرٹی نہیں اور یہ میرا کوئی ذاتی مسئلہ نہیں۔ ممکن ہے آپ اپنے چیمبر میں ساری کاروائی کو سنتے رہتے ہوں لیکن آپ نے آتے ہی---

جناب سپیکر، جی میں سنتا رہتا ہوں اور یہ میرا فرض ہے میں سنتا ہوں۔

سید ظفر علی شاہ، ممکن ہے کہ آپ نے سنا ہو۔

جناب سپیکر، ممکن نہیں۔ میں نے سنا ہے۔

سید ظفر علی شاہ، تو پھر آپ وہاں ہی سے یہ نیت بنا کر آئے ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، تہذیب اور شائستگی کا دامن نہ چھوڑے وہی حقیقت میں وہی ایک مقرر ہوتا ہے۔ جس طریقے سے انہوں نے پہلے چیئر کو ایڈریس کیا آپ اس پورے ایوان کے custodian ہیں اور پھر دوسرا میں آپ کی وساطت سے یہی عرض کروں گا کہ اپنے لہجے میں ایک تو نرمی پیدا کریں اور تہذیب و شائستگی کا دامن نہ چھوڑیں۔ (قطع کلامیاں)

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں شاہ صاحب کا ممنون ہوں۔ میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔ اسطرح بحث ہو گی تو پھر بات نئی ہو جائے گی۔

جناب سپیکر، آپ بات کریں۔

سید ظفر علی شاہ، پھر وہ کہتے ہیں شائستگی نہیں جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا اور اگر میری اونچی آواز یا کوئی گستاخی ہو گئی ہے تو میں اس کے لیے معذرت خواہ ہوں۔ لیکن یہ ایک سنجیدہ مسئلہ ہے اور اس کو آپ اپنے چیمبر میں بھی سنتے رہے ہیں۔ یہ مسئلہ سیاسی' قانونی اور رولز کے مطابق بھی ہے۔ بہت سارے مسائل اکٹھے ہو گئے ہیں۔ جن کو آپ نے آتے ہی ایک سیکنڈ میں ختم کر دیا۔ باوجود اس کے کہ آپ اپنی proceedings پر بھی نظر ڈالیں۔ آپ نے معزز رکن جناب اسحاق صاحب پر سوال کیا کہ آپ اس کو پریس کرتے ہیں یا نہیں۔ انہوں نے آپ کے سوال کے جواب میں کہا کہ مجھے معزز منسٹر صاحب نے بلیک میلر کہا ہے۔ (اس سے پہلے جو کارروائی ہوئی اس کو چھوڑ دیں) کیونکہ میں نے یہ تحریک استحقاق پیش کی ہے اس لیے وہ واک آؤٹ کر گئے۔ اور ان کی غیر موجودگی میں پھر آپ نے لا منسٹر صاحب کو سنا۔ اور میں پھر شاہ صاحب کی خدمت میں یہ عرض کر دوں کہ ہمیں شاہ صاحب کی ذات سے کوئی اختلاف نہیں۔ ان کی تحریک استحقاق پوری کی پوری کابینہ پر ہے۔ ہم اس کی طرف جا

رہے ہیں ۔ جس کو آپ نے آتے ہی پکڑ لیا۔ ابھی لاءمنسٹر صاحب نے رول 171 کا حوالہ دیا ہے ۔ میں بڑی معذرت کے ساتھ چاہوں گا کہ آپ پھر انہیں دس منٹ کا موقع دیں۔ وہ اس کو پڑھ لیں ۔ رول 171 تحریک استحقاق کے بارے میں نہیں ہے۔ وہ تحریک law making اور ایک amendment کے بارے میں ہے اور اتنی سنجیدہ تحریک استحقاق آج تک صوبائی اسمبلی میں پیش نہیں کی گئی۔ اس لیے میری درخواست ہے کہ آپ اس کو اس طرح kill نہ کریں اور دوبارہ ممبر کو پھر بلائیں' پھر ان سے پوچھیں اور پھر اس پر ایوان کی رائے لے کر فیصلہ دیں۔

جناب سپیکر، میں اس پر اپنی رولنگ دے چکا ہوں۔ تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہو چکا ہے اور میں ایوان کے سامنے یہ تجویز رکھ رہا ہوں کہ تحریک التوائے کار کو بھی آج کی بجائے کل پر ڈال دیں اور امن عامہ پر بحث کا آغاز کر دیا جائے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر !

جناب سپیکر، اب اس پر کوئی بات نہیں ہو سکتی۔

سید تابش الوری، آپ نے ہماری بات ہی نہیں سنی اور یک طرفہ طور پر فیصلہ دے دیا ہے۔ ہم نے یہ کہا ہے۔۔۔

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب سپیکر، میری رولنگ آ چکی ہے۔ اس پر debate نہیں ہو سکتی ۔ آپ موشن لے آئیے۔

سید ظفر علی شاہ، موشن لا کر آپ سے kill کروا دیں۔ آپ نے وہ جو اجلاس ملتوی کیا تھا وہ بھی غیر قانونی تھا۔ خدا کے لیے قانون کا احترام کریں۔ اس طرح قانون کی دھجیاں نہ اڑائیں۔ آپ اتنا آمرانہ رویہ اختیار نہ کریں۔

جناب محمد عارف چٹھہ، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ مالیاتی حسابات مد بندی اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 88-1987ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 جون 1995ء تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ تجارتی حسابات اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 88-1987ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 جون 1995ء تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ تجارتی حسابات اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 89-1988ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنی کی میعاد میں مورخہ 30 جون 1995ء تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ تجارتی حسابات اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 90-1989ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 جون 1995ء تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 کی طرف سے تجارتی حسابات پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ بابت 84-1983ء ,85-1984ء کا پیش کیا جانا

جناب محمد عارف چٹھہ: میں تجارتی حسابات اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 84-1983ء اور 85-1984ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش کر دی گئی)

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 کی طرف سے مالیاتی حسابات مد بندی پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ بابت 86-1985ء کا پیش کیا جانا

جناب محمد عارف چٹھہ: میں مالیاتی حسابات مد بندی اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 86-1985ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی)

ہنگامی قانون

(جو پیش کیا گیا)

ہنگامی قانون(ترمیم) ہیلتھ فاؤنڈیشن پنجاب مجریہ 1994ء

MINISTER FOR LAW: Sir, I lay:

"The Punjab Health Foundation (Amendment) Ordinance 1994".

MR SPEAKER: The motion moved:

"That the Punjab Health Foundation (Amendment) Ordinance 1994" has been laid on the table of the House. It is deemed to be a bill introduced in the House under rule 75 (vi) of the Rules of Procedures. It is referred to the appropriate Standing Committee for report by 10th December, 1994."

حکومت پنجاب کے سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کے حسابات برائے سال 1991ء کی رپورٹ

MINISTER FOR LAW: Mr Speaker Sir, I lay:

"The Audit Report on Account of Public Sector Enterprises Government of the Punjab for the year 1991 .

MR SPEAKER:

"The Audit Report on Account of Public Sector Enterprises Government of the Punjab for the year 1991 has been laid on the table . It is referred to the Public Account Committee No. 1 for report within one year."

مالی حسابات مدبندی حسابات کے بارے میں آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ بابت 91-1990ء

MINISTER FOR LAW: Mr Speaker sir, I lay:

> "The Finance Account Appropriation Accounts and the Report of the Auditor General of Pakistan thereon for the year 1990-91."

MR SPEAKER:

> "The Finance Account Appropriation Accounts and the Report of the Auditor General of Pakistan thereon for the year 1990-91 has been laid on the table. It is referred to the Public Accounts Committee No.2 for report within one year."

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: انعام اللہ خان نیازی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں مناظر علی رانجھا: جناب سپیکر! میں ایک تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب والا! آپ مجھے پہلے فلور دے چکے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ ٹھیک ہے کہ میں آپ کو فلور دے چکا ہوں لیکن میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ پہلے ہمیں اس کام سے فارغ ہو لینے دیں پھر اس کے بعد آپ بات کر لیجیے گا۔ جی رانجھا صاحب آپ فرمائیے۔

مجالس قائمہ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

میاں مناظر علی رانجھا: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

> "کہ تحریک استحقاق نمبر 6 پیش کردہ سید ظفر علی شاہ، ایم پی اے کے بارے مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد مورخہ 31 دسمبر 1994ء تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

"کہ تحریک استحقاق نمبر 6 پیش کردہ سید ظفر علی شاہ، ایم پی اے کے بارے مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد مورخہ 31۔ دسمبر 1994ء تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں،

"کہ مسودہ قانون (ترمیم) بینک آف پنجاب مصدرہ 1994ء مسودہ قانون نمبر 8 بابت 1994ء کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ دسمبر 1994ء تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

"کہ مسودہ قانون (ترمیم) بینک آف پنجاب مصدرہ 1994ء مسودہ قانون نمبر 8 بابت 1994ء کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ دسمبر 1994ء تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

خواجہ محمد اسلام، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

"کہ مسودہ قانون امتناع نوشت دیواری پنجاب مصدرہ 1993ء (مسودہ قانون نمبر 2 بابت 1993ء) پیش کردہ جناب ایس اے حمید، ایم پی اے اور مسودہ قانون امتناع نوشت دیواری پنجاب مصدرہ 1993ء (مسودہ قانون نمبر 6 بابت 1993ء) پیش کردہ چودھری محمد وصی ظفر، ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 دسمبر 1994ء تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

"کہ مسودہ قانون امتناع نوشت دیواری پنجاب مصدرہ 1993ء (مسودہ قانون نمبر 2 بابت 1993ء) پیش کردہ جناب ایس اے حمید، ایم پی اے اور مسودہ قانون امتناع

نوشت دیواری پنجاب مصدرہ 1993ء (مسودہ قانون نمبر 6 بابت 1993ء) پیش کردہ چودھری محمد وصی ظفر، ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 دسمبر 1994ء تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مجلس خصوصی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

میاں محمد افضل حیات: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

"کہ تحریک استحقاق نمبر 5 پیش کردہ رانا محمد اقبال خان، ایم پی اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 دسمبر 1994ء تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

"کہ تحریک استحقاق نمبر 5 پیش کردہ رانا محمد اقبال خان، ایم پی اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 دسمبر 1994ء تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

میاں محمد افضل حیات: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

"کہ تحریک استحقاق نمبر 8 پیش کردہ چودھری محمد وصی ظفر، ایم پی اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 دسمبر 1994ء تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

"کہ تحریک استحقاق نمبر 8 پیش کردہ چودھری محمد وصی ظفر، ایم پی اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ دسمبر 1994ء تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں

"کہ تحریک استحقاق نمبر 11 پیش کردہ جناب سید ظفر علی شاہ کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 دسمبر 1994ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

"کہ تحریک استحقاق نمبر 11 پیش کردہ جناب سید ظفر علی شاہ کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ دسمبر 1994ء تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر۔ جی جناب انعام اللہ نیازی صاحب اب آپ فرمائیے۔

جناب انعام اللہ نیازی، جناب سپیکر! آپ یہاں پر موجود ہیں اور جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ یہاں پر کسی چیز کو کھانے پینے کی اجازت نہیں لیکن ہمارے ایک فاضل رکن صبح سے بیٹھے جگالی کر رہے ہیں۔ یہ بات پہلے بھی بڑی دفعہ point out کی گئی ہے لیکن شاید ان کی جگالی کبھی ختم نہ ہونے والی ہے۔ آپ برائے مہربانی ان کو منع فرمائیں یا پھر ہمیں بھی اجازت دے دی جائے کہ ہم بھی یہاں سموسے اور پکوڑے لے آئیں اور یہاں بیٹھ کر کھائیں۔

جناب سپیکر، نیازی صاحب لگتا تو یہ ہے کہ آپ بھی کچھ پی رہے ہیں۔ یہ لوٹا آپ نے کس لیے رکھا ہوا ہے؟

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! یہ لوٹا تو عبرت کا نشان ہے۔ اس کی ٹونٹی ٹوٹ چکی ہے۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں اس کے بغیر آپ کا گزارہ نہیں ہوتا۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب میں اس کو اس لیے سامنے رکھتا ہوں تاکہ کسی اور کو ایسا بننے کی جرأت نہ ہو۔ اسی لیے میں اسے اپنی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر، سوائے آپ کے کسی اور کو یہ شرف حاصل نہیں ہونا چاہیے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب میں آپ کو یہ واضح کر دوں کہ جو پہلے لوٹے بن چکے ہیں ان کا انجام آپ نے یہاں پر دیکھ لیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر ۔ میرے خیال میں اب ہم بحث کی طرف آتے ہیں ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب وہ چکالی کرنے والی بات کا کیا بنا کیونکہ وہ اب بھی کچھ کھا رہے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں ۔ آپ کا یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر ۔

پوائنٹ آف آرڈر

گرفتار ارکان اسمبلی کی اجلاس میں حاضری یقینی بنانے کے لیے اقدامات

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! آپ سے پہلے ہم نے جناب منظور موہل سے جب وہ کرسی صدارت پر تشریف فرما تھے درخواست کی تھی کہ مقید ارکان اسمبلی کے سلسلے میں جو تازہ ترین صورت حال ہے ہمیں اس سے مطلع فرمایا جائے۔ انہوں نے بتایا کہ جناب رامے مسلسل رابطہ کیے ہوئے ہیں وہ کوشش کر رہے ہیں اور وہ اس پوزیشن میں ہوں گے کہ بتا سکیں آیا وہ ارکان کب تک اس ہاؤس میں آسکیں گے۔

جناب والا! دو دن گزر رہے ہیں آج تیسرا دن ہے اور وہ اراکین ابھی تک یہاں موجود نہیں جبکہ آپ نے خود کل واضح طور پر کہا تھا کہ میں اپنے تمام اختیارات اس مقصد کے لیے استعمال کروں گا اور جناب وزیر اعلیٰ نے یقین دہانی کرائی تھی کہ ان کی طرف سے اس سلسلے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہو گی ۔ جب جناب آپ اور وزیر اعلیٰ دونوں متفق ہیں کہ انہیں آنا چاہیے تو مجھے بتایا جائے کہ وہ کون سی تیسری اہم قوت ہے جو اس معاملے میں حائل ہے۔ لہذا میں درخواست کروں گا کہ اس سلسلے میں تازہ ترین صورت حال بتائی جائے اور وزیر قانون سے بھی کہا جائے کہ وہ اس سلسلے میں حکومت کی پوزیشن واضح کریں۔

جناب سپیکر، جناب تابش الوری صاحب نے گرفتار شدہ ارکان اسمبلی کے بارے میں دریافت کیا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ میں مسلسل اس سلسلے میں حکومت کے ساتھ رابطہ کر رہا ہوں۔ میرا اصرار ہے' میں نے ہوم ڈیپارٹمنٹ کو اس سلسلے میں اپنی طرف سے اپنے اختیارات سے بھی ایک قدم باہر جا کر لکھا ہے کہ ان ارکان کی حاضری یہاں پر یقینی بنائی جائے۔ آج بھی میں نے ہوم سیکرٹری سے بات کی ہے اور اصرار کیا ہے کہ وہ اپنی طرف سے عدالت کو move کریں کہ یہ سپیکر کی خواہش ہے لہذا اس کے مطابق گرفتار شدہ حضرات کو یہاں لانے کا اہتمام کیا جائے۔ اور انہوں نے مجھے یہ یقین دہانی کرائی ہے کہ وہ آج عدالت سے رجوع کریں گے۔ تو معاملہ process میں ہے۔ آپ نے پوچھا ہے کہ اس سلسلے میں کون سی رکاوٹ حائل ہے۔ میں آپ پر واضح کر چکا ہوں۔ آپ میرے پاس تشریف لائے تھے۔ میں نے آپ کو بتایا تھا کہ جہاں تک قومی اسمبلی کے رولز کا تعلق ہے۔ قومی اسمبلی کا سپیکر یہ حق رکھتا ہے کہ اگر وہ کسی ممبر کی حاضری کو ضروری سمجھتا ہو تو وہ صوبائی حکومتوں کو لکھ سکتا ہے کہ ان لوگوں کو لایا جائے ایک دفعہ اگر وہ لکھ دے تو صوبائی حکومتیں پابند ہوتی ہیں کہ ان کو لے آئیں لیکن یہ اس کی مرضی ہے' اس کی discretion ہے کہ وہ لکھے یا نہ لکھے اور ان کی حاضری کو ضروری سمجھے یا نہ سمجھے۔ وہاں انہوں نے لکھ دیا ہے۔ اس کے بعد صوبائی حکومتوں کا فرض بنتا ہے کہ وہ ان لوگوں کو وہاں پیش کریں۔ جہاں تک صوبائی اسمبلی پنجاب کے سپیکر کا تعلق ہے اس طرح کا کوئی استحقاق پنجاب اسمبلی کے رولز میں مجھے حاصل نہیں۔ اس کے باوجود میں نے حکومت سے بات کی ہے۔ میری آپ سے کل بھی درخواست تھی آج بھی درخواست ہے کہ ایک اور ذریعہ بھی ہے کہ جو لوگ گرفتار ہیں ان کی طرف سے عدالت میں یہ بات پیش کی جائے کہ ہم اسمبلی کے اراکین ہیں' ہماری حاضری کو وہاں یقینی بنایا جائے تو حکومت کا یہ وعدہ کہ ہم اس میں رکاوٹ نہیں ڈالیں گے وہ وعدہ پورا ہو سکتا ہے اور میری رائے یہ ہے کہ آپ از راہ کرم گرفتار شدگان کی طرف سے بھی عدالت کو یہ بات move کر دیں۔ میری طرف سے بھی یہ بات جا چکی ہے۔ میں بھی اس پر لگا ہوا ہوں اگر آپ کی طرف سے بھی یہ بات جائے گی تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد ایک آسانی پیدا ہو جائے گی۔ میں نے تیسری بات آپ سے یہ گزارش کی تھی کہ از راہ کرم جس طرح آپ دوست آمنے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں اور آپس میں گفتگو ہوتی ہے اس طرح اس معاملے پر بھی ایک ٹیم حزب اختلاف کی طرف سے اور ایک ٹیم گورنمنٹ کی طرف سے لاء منسٹر صاحب کی سرکردگی میں بیٹھ جائے اور اس پہ آپس میں بھی بات کر لینے میں کوئی حرج نہیں یہ میری گزارشات تھیں۔

سید تابش الوری، جناب والا! آپ نے اس وضاحت کے لیے جو ارشادات کیے ہیں ہم اس کے ممنون ہیں لیکن ہم آپ کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ قائد ایوان نے جو مشورہ دیا تھا کہ آپ کی طرف سے عدالت کو خط لکھا جائے یا آپ نے جو مشورہ دیا کہ ہم عدالت سے رجوع کریں۔ تو ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کس عدالت سے رجوع کریں چونکہ ابھی تک باقاعدہ طور پر اس کا چالان پیش بھی نہیں ہوا۔ وہ مقدمہ کسی عدالت کو سپرد نہیں ہوا۔ یہ تو آپ کا صحیح مؤقف ہے کہ حکومت اور ہوم سیکرٹری کا یہ فرض ہے کہ جہاں بھی اور جس جیل میں بھی رکن اسمبلی موجود ہے وہ وہاں سے انھیں منتقل کرا کے یہاں ان کی حاضری یقینی بنائیں اور لاء منسٹر اس وقت ہوم منسٹری کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ ان کو بتانا چاہیے کہ آپ کے اتنے اصرار کے باوجود ہوم سیکرٹری یا ہوم ڈیپارٹمنٹ ابھی تک اس معاملے میں موثر اقدام کرنے میں کیوں ناکام رہا ہے۔

جناب سپیکر، لاء منسٹر صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میری گزارش ہے کہ جس عدالت نے جوڈیشل ریمانڈ دیا ہے یہ اس عدالت سے رجوع کریں گے۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ Anti Terrorist Court No 4

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! جس عدالت نے جسمانی یا جوڈیشل ریمانڈ دیا ہے اس عدالت سے رجوع ہو گا۔

میاں عبدالستار، جناب والا! میرے فاضل دوست فرما رہے ہیں کہ علاقہ مجسٹریٹ جس نے ریمانڈ دیا تھا اس عدالت میں پیش کیا جانا چاہیے۔ فاضل دوست شاید اب پریکٹس کرتے ہیں یا نہیں کرتے حقیقت یہ ہے کہ انھیں سیشن جج کی کورٹ میں پیش کیا گیا وہاں پر ان کی ضمانتیں reject ہوئی تھیں۔ ہم نے ہائی کورٹ میں ان کی bail applications آج move کر رکھی ہیں۔ مجھے اس بارے میں تو معلوم نہیں کہ کیا فیصلہ ہوا ہے لیکن جہاں تک جناب کا تعلق ہے میں نے کل بھی عرض کیا تھا کہ آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں آپ کسی بھی ممبر کو جو کسی بھی فوجداری مقدمے میں ملوث ہو جو کہ non bailable offence میں ہو تو آپ محکمہ ہوم کو کہہ کر یہاں بلوا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، وہ میں نے کہا ہے۔ میں نے بار بار کہا ہے۔

میاں عبدالستار، جناب والا! میں سندھ اسمبلی کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سندھ اسمبلی میں مرتضیٰ بھٹو کو۔۔۔

جناب سپیکر، ہر اسمبلی کے اپنے رولز ہیں۔

میاں عبدالستار، کہ سندھ اسمبلی میں مرتضیٰ بھٹو کو لایا گیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر، ہر اسمبلی کے اپنے اپنے رولز ہیں

میاں عبدالستار، جناب والا! وہاں کوئی نئے رولز نہیں ہیں۔ جو رولز یہاں پر ہیں وہی رولز وہاں پر بھی ہیں۔

جناب سپیکر، میں نے تو آپ کو دعوت دی تھی کہ آپ میرے رولز میں سے مجھے بتائیں کہ میں اس کے علاوہ اور کیا کر سکتا ہوں۔

میاں عبدالستار، جن directions کے تحت مرتضیٰ بھٹو کو سندھ اسمبلی میں لایا گیا تھا انہی directions کے تحت ہمارے detenues کو یہاں بلایا جائے۔

جناب سپیکر، ہر اسمبلی کے اپنے رولز ہیں۔ لاء منسٹر صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, I was trying for the last half an hour.

جناب سپیکر، لاء منسٹر صاحب کے بعد آپ کو موقع دیں گے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ کی وضاحت کے بعد مزید میرے کہنے کی ضرورت نہیں رہتی البتہ میاں ستار صاحب نے جس حوالے سے ذکر کیا ہے کہ انھوں نے bail کے لیے move کیا ہوا ہے۔ جناب والا! bail کے لیے move کرنا ایک different بات ہے اور اجلاس کے اندر لانے کے لیے ان کی درخواست کورٹ میں دینا ایک الگ معاملہ ہے۔ کل یہ بات وضاحت سے ہوئی تھی کہ وہ افراد اور خصوصاً وہ معزز اراکین اسمبلی جو عدالت کے حکم سے ضمانتیں منسوخ ہونے کے بعد arrest ہیں انھیں یہاں لانے کے لیے کسی کو move کرنا پڑے گا اصل میں جنھیں arrest کیا گیا ہے ان کی طرف سے move کیا جانا چاہیے۔ مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ ہمارے فاضل دوست معزز اراکین اپوزیشن غالباً اپنی تقاریر کرنے کے لیے ان کے بارے میں عدالت سے رجوع نہیں کر رہے۔ حکومت کی طرف

سے وزیر اعلیٰ صاحب نے کل واضح اظہار کیا تھا کہ ہم اس معاملے میں رکاوٹ نہیں بنیں گے۔ آپ کے لیٹر کی روشنی میں اور وزیر اعلیٰ صاحب نے کل جو ارشاد فرمایا ہے اس کی روشنی میں حکومت نے انتظامیہ کے متعلقہ افسران کو directions دے دی ہیں کہ ان اراکین اسمبلی کے سلسلے میں عدالتی رجوع ہونے کے بعد انھیں یہاں اسمبلی میں لایا جائے اور اجلاس میں ان کی حاضری کو یقینی بنایا جائے۔ جناب والا! جہاں رولز کے حوالے سے بار بار آپ کی ذات کو criticise کیا جا رہا ہے۔ میں یہاں پر یہ بھی offer کرنے کو تیار ہوں کہ گرفتار شدہ اراکین اسمبلی کو اجلاس کے دوران ایوان میں لانے کے لیے سپیکر کے اختیارات میں جہاں amendment کی ضرورت ہے۔ میں چاہتا ہوں اراکین اپوزیشن سنجیدگی سے آئیں بیٹھیں اور سپیکر کو وہ اختیارات دینے کے لیے جن کے تحت وہ گرفتار شدہ اراکین کو اجلاس کے دوران اسمبلی میں لا سکیں اس سلسلے میں ہم amendment کے لیے حکومت کی طرف سے تعاون کرنے کے لیے تیار ہیں۔

جناب سپیکر، بہتر یہ ہے کہ اپوزیشن کی طرف سے خود کورٹ کو move کیا جائے اور حکومت مخالفت نہیں کرے گی۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! لاء منسٹر بتائیں گے کہ ہم Cr P.C کی ضابطہ فوجداری کی کس دفعہ کے تحت کورٹ میں جائیں اور کورٹ کو کہیں کہ جی ہمارے ممبر ہمارے حوالے کرو کہ ہم ہاؤس میں چلے جائیں۔ یہ بتائیں تاکہ ہم آج چلے جائیں۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے لیے آگے بڑھنا چاہیے میں جناب وصی ظفر صاحب کو دعوت خطاب دیتا ہوں۔

سید تابش الوری، جناب والا! آپ کی تحریر کے جواب میں محکمہ ہوم نے کیا action لیا ہے ہم تو یہ پوچھنا چاہ رہے تھے ہم ان سے Cr P.C تو نہیں پوچھنا چاہتے۔

جناب سپیکر، آپ نے ہی تو پوچھا ہے۔

سید تابش الوری، جناب! کہاں پوچھا ہے۔ انھوں نے بتایا ہے کہ محکمہ لاء نے اب تک اس سلسلے میں

کیا کارروائی کی ہے۔

جناب سپیکر، میں سوال کرتا ہوں۔پنجاب اسمبلی کی سپیکر نے جو چٹھی ہوم ڈیپارٹمنٹ کو لکھی ہے۔ از راہ کرم اس کے بارے میں آپ کچھ بتا سکتے ہیں کہ حکومت کی طرف سے اس پر کیا عمل ہو رہا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! آپ کے لیٹر کا متن میرے پاس نہیں آیا اور نہ ہی اس کی کاپی مجھے بھجوائی گئی ہے جس کے متن کے حوالے سے میں بات کروں۔ البتہ میں پورے وثوق سے اپنے علم اور information کے مطابق ایوان میں کہہ رہا ہوں کہ جناب وزیر اعلیٰ صاحب نے آج صبح ہوم ڈیپارٹمنٹ کو واضح ہدایات دی ہیں کہ اپوزیشن کے گرفتار شدہ اراکین اسمبلی کی اجلاس میں حاضری یقینی بنانے کے لیے کورٹ میں حسب ضابطہ اپنا تعاون کریں اور اس سلسلے میں تمام کارروائی عمل میں لائی جائے۔

سید ظفر علی شاہ، آج یہ بھی پتہ چل گیا کہ جناب کی ڈاک بھی سنسر ہوتی ہے۔ابھی تک آپ کا لیٹر وہاں تک نہیں پہنچا۔

جناب سپیکر، نہیں۔ در اصل ہوم ڈیپارٹمنٹ ان کے تحت نہیں، وزیر اعلیٰ صاحب کے تحت ہے۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر!

جناب سپیکر، جی قائد حزب اختلاف

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! وزیر اعلیٰ نے کہہ دیا ہے تو پھر عمل کیوں نہیں ہو رہا۔ یا اسی طرح جس طرح نمبر دو آرڈر کرتے ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے اتنا serious مسئلہ ہے کہ ہمارے ممبران کو باوجود اس کے کہ کل وعدہ بھی کیا گیا لیکن آج اس کی کوئی progress نہیں۔

جناب سپیکر، progress ہے۔ میرا خیال ہے صبح تک انتظار کر لینا چاہیے۔

چودھری پرویز الٰہی، قطعاً کوئی progress نہیں ٹائم دیکھیں سوا ایک ہو چکا ہے۔ ہمیں ابھی تک پتا نہیں چل رہا کہ وہ آ رہے ہیں یا نہیں آ رہے اور ان کا کیا بنا ہے۔ جناب جب تین چار گھنٹے کے لیے کمرے میں تشریف فرما تھے تو جناب ہی کم از کم کوشش کر لیتے۔

جناب سپیکر، میں اسی کوشش میں مصروف رہا ہوں میں نے بار بار۔۔۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! چار گھنٹے میں کچھ نہیں ہوا۔ اور on the floor of the House

وعدہ بھی ہوا تھا۔

جناب سپیکر بہر حال یہ مسئلہ حکومت کا ہے

چودھری پرویز الٰہی، اور حکومت تو کہہ رہی ہے آپ بھی کہہ رہے تو پھر مسئلہ کون سا ہے۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں مسئلہ حل ہو جائے گا۔

چودھری پرویز الٰہی، ہوا ہی نہیں۔ کب حل ہوا ہے؟

جناب سپیکر، اگر وزیر اعلیٰ صاحب نے حکم دے دیا ہے---

چودھری پرویز الٰہی، اگر حکم دے دیا ہے تو کدھر ہے کیا ہوا میں ہے؟

جناب سپیکر، صبح تک انتظار کر لیتے ہیں۔

چودھری پرویز الٰہی، پھر آپ کہتے ہیں کہ انھیں منافق کہتے ہیں تو پھر کیا کہیں؟

جناب سپیکر، نہیں نہیں۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! یہ منافقوں والے کام ہیں بات کچھ کرتے ہیں اور عمل کچھ کرتے ہیں۔ آپ سے پہلے جو سپیکر صاحب تھے میں نے ان سے بھی گزارش کی کہ وزیر اعلیٰ صاحب بالکل منافقوں والی بات کرتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ کل ان کی اس گفتگو کے فوراً بعد ہمارے ایم پی ایز اور ہمارے ورکروں پر دوبارہ چھاپوں کا ایک راؤنڈ شروع ہوا ہے۔ سب سے پہلے ہمارے راجہ عصمت حیات صاحب کے گھر بھی اور ان کے ورکروں کے گھر بھی چھاپے مارے گئے یہ کل کی بات ہے۔ جناب والا! اقلیتی وزیر اعلیٰ کا سارا base ہی جھوٹ پر ہے۔ تو اب ہم دو دن سے یہی بات کہہ رہے کہ کب آ رہے ہیں کب آ رہے ہیں تو آپ بھی کہہ رہے ہیں کہ ادھر آ رہے ہیں ادھر آ رہے ہیں تو وہ کہاں گئے ہیں؟

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ فی الحال تو وہ جیل میں ہی ہیں اور انشاء اللہ یہاں آ جائیں گے۔ اب آگے بڑھتے ہیں جناب وصی ظفر صاحب۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! آگے کیسے بڑھیں۔ آپ ہر مسئلے کو بلڈوز نہ کریں ہمارے دل میں آپ کا بڑا احترام ہے۔ آپ پہلے بھی معاملات کو بلڈوز کر رہے ہیں۔ آپ معلوم نہیں کوئی ہدایات لے کر آتے ہیں یہ بڑی زیادتی والی بات ہے آپ گورنمنٹ کی ہر بات مانیں اور وہ آپ کی ایک بات بھی نہ

مانے۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں ایسی بات نہیں۔میری ساری باتیں انہوں نے مانی ہیں۔۔۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! اگر مانی ہیں تو پھر ہمارے ممبران کہاں گئے ہیں؟

جناب سپیکر، وہ یہ بات بھی مانیں گے ۔ میں نے ان سے کہا ہے اور ان کا وعدہ ہے آپ موقع دیجیے۔جناب وصی ظفر صاحب۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب والا! میں ایک نہایت ہی اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں ابھی آپ نے نہایت ہی مخلصانہ انداز میں فرمایا کہ میں پچھلے چار گھنٹوں سے ان اسیران کی رہائی کے لیے کوشش کر رہا ہوں لیکن جناب سپیکر آپ کی آنکھیں اور چہرہ چغلی کھا رہا تھا کہ آپ آرام فرما رہے تھے۔

امن عامہ کی صورت حال پر بحث

(جاری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔)

جناب سپیکر، میں ہمیشہ آرام میں ہی رہتا ہوں اللہ کی بڑی مہربانی ہے ۔ آپ جتنی بھی شرارتیں کریں اس کے باوجود میں اسی طرح آپ کے جواب میں مسکراتا رہتا ہوں ۔جناب وصی ظفر صاحب ۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! آپ کا انتہائی شکریہ جناب نے مجھے بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ جناب کچھ آج اور باقی کل ہمارے اس طرف بیٹھے ہوئے دوستوں کی تقریریں سنیں اور فاضل قائم مقام قائد حزب اختلاف کی تقریر بھی سنی جو تقریر کم تھی اور جناب کے سامنے بد کلامی زیادہ تھی جنابکے سامنے ان کی تقریر اس بات کی غمازی کرتی تھی اس بات کی عکاسی کرتی تھی کہ۔۔۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، پوائنٹ آف آرڈر۔جناب والا! بات کرنے والی یہ ہے کہ ایک نالائق قسم کے وکیل کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں ؟ اس ایوان میں یہ کھڑے ہو کر کیا کر رہے ہیں کیا یہ کوئی تقریر کرنا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر، آپ انہیں بات کرنے کا موقع تو دیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! ہم انہیں موقع کیوں دیں انہوں نے بات ہی غلط شروع کی ہے ہمارے قائد حزب اختلاف کے خلاف بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! وہ نالائق قسم کے وکیل جج بننے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! ان کی کل کی گفتگو اس سرشت کی غمازی اور عکاسی کرتی ہے ان کا ساتھ رویہ ان کے اخلاق کا آئینہ دار ہے ۔ ان کی تحریک جس کو یہ تحریک نجات کا نام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قوم کو پہلے ہی ان سے نجات دلا دی ہے اور اس تحریک میں بھی ان کا جو رویہ تھا کہ ہم ٹانگیں توڑ دیں گے، ہم کلاشنکوف بردار جلوس نکالیں گے ۔ ہم آگ لگا دیں گے---

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! یہ جھوٹ بول رہے ہیں---

جناب سپیکر، آپ سنیں انہیں موقع دیجیے۔ بات کرنے دیجیے---

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! اب یہ خواب دیکھ رہے ہیں ان کو پتا ہونا چاہیے کہ ان کی بدی کی حکومت---

جناب سپیکر، نیازی صاحب تھوڑی سی سننے کی عادت بھی ڈالیے---

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! یہ خود ہی ایسی باتیں کرتے ہیں۔ ہماری بات تو سنی نہیں جاتی۔

جناب سپیکر، یہ صبح سے کیا ہو رہا ہے یعنی آپ کا مطلب یہ ہے کہ ایک بج کر بیس منٹ پر ان کو جو موقع دیا گیا ہے یہ بھی نہ دیا جائے---

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! یہ نشے میں ہیں انہوں نے چرس پی ہوئی ہے ۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ قوم کو تو ان سے نجات حاصل ہو چکی ہے اب پتا نہیں یہ کس چیز کی نجات چاہتے ہیں ۔ بدی کی حکومت ہمیشہ کے لیے دفن ہو چکی ہے اور اب نیکی کی حکومت قائم ہے اور وہ انشاء اللہ قیامت تک قائم رہے گی---

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! بزنس پر بات کی جائے۔ امن عامہ پر بحث کی جائے۔ ہمیں موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر، وہ اس پر بات کر رہے ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! وہ تو ویسے ہی بات کر رہے ہیں۔ ہاؤس کے بزنس پر تو بات نہیں کر رہے۔

جناب سپیکر، وہ بزنس پر بات کر رہے ہیں' امن عامہ پر بحث کر رہے ہیں۔ میں نے انہیں موقع دیا ہے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! میں کوئی مداخلت نہیں کر رہا چودھری وصی ظفر صاحب کو بھی بات کرنے کا موقع ملنا چاہیے۔ ابھی یہ بات ہوئی ہے کہ اس حکومت کو قیامت تک حکومت کرنے کا موقع ملے گا۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ لمیاں کتھوں لے کے آئے ہیں۔

جناب سپیکر، تاریخ کے طالب علم اس طرح کی پیش گوئیاں کرتے ہی رہتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں نے تو مصدقہ بات کی ہے جو کہ یونیورسل حقیقت ہے کہ بدی نے ختم ہونا ہے اور نیکی نے قیامت تک رہنا ہے۔اس لیے نیکی کی حکومت نے قیامت تک رہنا ہے اور بدی کی حکومت ختم ہو چکی ہے۔ جناب والا! اب آپ دیکھیں ان کے جو مہالیڈر ہیں عدالتوں سے اسمبلیاں بحال ہوئیں۔۔۔

میاں عبدالستار، جناب سپیکر! چودھری وصی ظفر صاحب میرے بڑے پیارے دوست ہیں اور ہم اکٹھے ہی وکالت بھی کرتے رہے ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ آج کے اس خوب صورت ماحول کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ انہیں بچ بنانے کے لیے سفارش کر دی جائے۔

جناب سپیکر، بہت اچھا۔ چودھری وصی ظفر

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! اس وقت کے جو وزیر اعظم تھے آپ غور فرمائیں ملاحظہ فرمائیں ان کی آپ دانش مندی ہوش مندی یا ان کی سیاسی سوجھ بوجھ دیکھ لیں سپریم کورٹ سے تو اسمبلی بحال ہو جاتی ہے لیکن اس کے بعد اپنے دستخطوں سے خود اسمبلی توڑ دیتے ہیں صرف اس ایک شرط پر کہ صدر بھی استعفیٰ دیں اور میں اس کے ساتھ ہی تمام اسمبلیاں بھی توڑتا ہوں۔ الیکشن میں بھی آ جاتے اور جب ہارتے ہیں تو کہتے ہیں۔۔۔

رانا محمد اقبال خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے معزز رکن سے یہ گزارش کروں گا کہ اس وقت اسمبلی کا ماحول اچھا ہے اس لیے خدارا اس ماحول کو خراب نہ کیجیے۔ مجھے

لگتا ہے کہ میرے دوست آہستہ آہستہ اس طرف آ رہے ہیں کہ وہ کسی پر تنقید کریں ۔ آج تو ماشاء اللہ وہ خوب صورت بھی لگ رہے ہیں اور مجھے تو ویسے ہی وہ خوب صورت لگتے ہیں اور کسی کو شاید نہ لگتے ہوں۔ لہٰذا میری ان سے آپ کی وساطت سے یہ اپیل ہے کہ وہ اس اچھے ماحول کو خراب نہ کریں۔

جناب سپیکر، میری معزز رکن سے یہ گزارش ہے کہ معزز اراکین اسمبلی کی خواہش کا احترام کیا جائے اور از راہ کرم اپنی گفتگو میں اور زیادہ مٹھاس پیدا کریں۔۔۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! کڑوے منہ سے میٹھی بات کیسے نکل سکتی ہے ؟

جناب سپیکر، نکل سکتی ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ پہلے خود انہوں نے اسمبلیاں بحال کروائیں خود ہی پھر توڑ کر الیکشن ہارکراب کہتے ہیں کہ قوم نے ہمیں ہروا دیا ہے۔ لیکن پھر بھی حکومت ہمیں بنانے دی جائے ۔ یہ اسی طرح ہے جس طرح ان کی ضد ہے۔۔۔

جناب ایس اے حمید، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا چودھری وصی ظفر کس ضمن میں بات کر رہے ہیں؟ کیا وہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں ؟

جناب سپیکر، وہ امن عامہ پر بحث کر رہے ہیں۔

جناب ایس اے حمید ۔ جناب والا جب امن عامہ پر کوئی وقت دے جب ان کا نام پکارا جائے۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں میں نے امن عامہ کی بحث پر آغاز کرتے ہوئے نمبر دن سپیکر کی حیثیت سے ان کا نام پکارا ہے چودھری وصی ظفر صاحب امن عامہ پر بات کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں یہ درست کہتا ہوں کہ یہ ایوان میں نشہ کرکے آتے ہیں انہیں یہ سمجھ بھی نہیں لگتی کہ ایوان میں کیا ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر، بس آپ کے پاس پانچ منٹ اور ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں نے تو ابھی دو منٹ بھی بات نہیں کی۔

جناب سپیکر، نہیں آپ مختصر کریں ۔آپ کام کی بات کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! جس طرح یہ سرحد میں اتنا شور مچا رہے ہیں کہ ادھر بھی ہمارے پاس اتنے ووٹ تو نہیں ہیں لیکن ہمیں وہاں پر حکومت بنانے دی جائے۔ اسی طرح اب ادھر بھی کہہ

رہے ہیں ہمارے پاس ووٹ نہیں ہیں ہمیں لوگوں نے مینڈیٹ نہیں دیا لیکن حکومت ہمیں بنانے دی جائے۔

جناب ارشد عمران سلہری، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! معزز رکن نے سرحد اسمبلی کا بھی ذکر کیا ہے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر سپیکر کو کس نے معطل کیا تھا اتنا مجھے بتا دیں؟

جناب سپیکر، آپ سرحد اسمبلی کو بیچ میں کیوں گھسیٹتے ہیں؟

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! فاضل دوست نے ازخود سرحد اسمبلی کی بات کی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ سرحد اسمبلی کو کس طرح سے بلڈوز کیا گیا۔ تاریخ میں نہیں کہ کہیں سپیکر کو معطل کیا گیا ہو لیکن اس حکومت کے دور میں سپیکر جیسی شخصیت کو بھی معطل کیا گیا ان کی جمہوری حکومت کے یہ کارنامے ہیں۔۔۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! بھٹو دور میں اسمبلی میں سے مولانا مفتی محمود کو اٹھا کر باہر پھینکا گیا سردار شوکت حیات کے کپڑے پھاڑے گئے اور اب سرحد اسمبلی کے سپیکر کو معطل کیا گیا۔۔۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ You are not on a point of order. آپ ایسے بات نہیں کر سکتے۔ آپ تشریف رکھیں اور میں قائد حزب اختلاف سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ نیازی صاحب کو تھوڑا سا کنٹرول میں رکھیں۔۔۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! یہ ذہنی طور پر مفلوج ہیں۔

چودھری محمود اختر گھمن، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر بھی سن لیتے ہیں۔

چودھری محمود اختر گھمن، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ فاضل اراکین ایک وقت میں دو دو ساتھی بولنا شروع کر دیتے ہیں۔ کیا رولز اس بات کی اجازت دیتے ہیں؟

جناب سپیکر، رولز تو اور بھی بہت کچھ کہتے ہیں لیکن جو طور طریقہ یہاں اپنا لیا گیا ہے وہ کوئی اتنا قابل تعریف نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ جو صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ اجازت پا کر بات کریں تو دوسرے صاحب اپنی باری کا انتظار کریں۔ آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ جناب وصی ظفر صاحب پلیز وائنڈ اپ۔

حاجی مقصود احمد بٹ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، مقصود صاحب۔

حاجی مقصود احمد بٹ، آپ نے پانچ منٹ دیئے تھے وصی ظفر کا ٹائم پورا ہوچکا ہے۔

جناب سپیکر، نہیں انھیں interrupt کیا گیا تھا۔ میں انھیں کہہ رہا ہوں کہ وہ وائنڈ اپ کریں۔

حاجی مقصود احمد بٹ، آپ نے انھیں پانچ منٹ ٹائم دیا تھا وہ پورا ہوچکا ہے ۔ آپ غیر جانبداری کا مظاہرہ نہ کریں۔

جناب سپیکر، حاجی صاحب حوصلہ کیجیے۔ وصی صاحب آپ وہ آخری ضرب لگا لیجیے نا۔ وائنڈ اپ کیجیے۔

چودھری محمد وصی ظفر، نہیں جناب والا! ابھی تو پہلی نہیں لگی تو آخری کہاں سے لگے گی۔ مسئلہ یہ ہے جناب کہ ان کو جو اصل پرابلم ہے۔

جناب امان اللہ خان بابر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جناب امان اللہ خان بابر پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب امان اللہ خان بابر، جناب والا! میرے دوست نے تقریر مکمل کرلی ہے تو وائنڈ اپ میں کر دیتا ہوں۔

جدوں دی آئی اے وٹو تے بی بی دی حکومت
ہر پاسے قتل و غارت تے مہنگائی دا رولا
جواناں دی سالار زنانی نہیں ہوندی
ایہناں مرداں دی غیرت جگا میرے مولا

جناب سپیکر، چودھری محمد وصی ظفر۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! گزارش یہ ہے کہ یہ ان کو وہ پرانا سیاہ دور یاد آتا ہے جس میں شدید معاشی بدحالی تھی۔ جس میں جناب ملک کا دیوالیہ نکالا گیا تھا' سیاسی عدم استحکام تھا' مجرمانہ غفلت کی وجہ سے تمام ملک افراتفری کا شکار تھا۔ نج کاری اور موٹر وے میں بےشمار کمیشن یہ کھا گئے تھے۔ جناب والا! صوبے اور مملکت over draft پر چل رہی تھی۔ جناب والا! لوٹ مار ' چور بازاری' قبضہ گروپوں کا راج تھا۔ کسی غریب آدمی کی پراپرٹی محفوظ نہ تھی بلیک مار کیٹنگ ٹیکس چوری ' غنڈہ گردی بدمعاشی جو کہ

ان کی بنیاد میں سرایت کرچکی تھی۔ وہ تمام کا ان کو اب چونکہ موقع نہ مل رہا ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، وصی ظفر صاحب! پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہاؤس کے اندر فاضل رکن کو لکھی ہوئی تقریر پڑھنے کی اجازت ہوتی ہے؟

جناب سپیکر، لکھی ہوئی تقریر پڑھنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ لیکن نوٹس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! وہ نوٹس نہیں ہیں آپ منگوا کر دیکھ لیں۔ وہ ایک مکمل تقریر ہے وہ نوٹس نہیں ہیں۔

جناب سپیکر، نوٹس ہیں۔ (قطع کلامیاں) کیا اپوزیشن کے معزز اراکین نے یہ طے کر لیا ہے کہ آج صرف وصی ظفر صاحب ہی کی تقریر ہوگی؛ ازراہ کرم موقع دیجئے، وائنڈ اپ کروائیں۔ کوئی آپ میں سے بولے جس کی خاطر آپ نے ایوان بلایا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! صوبے اور مملکتیں شدید معاشی بدحالی کا شکار تھے۔ پاکستان بین الاقوامی طور پہ تنہا ہوچکا تھا۔ دہشت گرد قرار دیے جانے کا خطرہ موجود تھا۔ مالی ادارے نہ کوئی امداد دے رہے تھے نہ کوئی قرض دینے پہ تیار تھا امن عامہ کی صورت حال انتہائی بدحال تھی۔ غریب آدمی کی جائیداد پر ہر صاحب اقتدار نے جا کر قبضہ کر لیا۔ جناب والا! بینکوں اور دیگر مالیاتی اداروں میں اربوں روپے کے فراڈ ہوئے کہ وہ دیوالیہ حد تک پہنچ گئے۔ جناب والا! موجودہ دور میں پاکستان دہشت گردی کی فہرست کی consideration سے باہر آگیا۔ معاشی پابندیوں سے آزاد ہو گیا۔ مسئلہ کشمیر کو مؤثر طریقے سے اٹھایا گیا۔ کثیر تعداد میں بیرونی سرمایہ کاری ہوئی۔ دوست ممالک نے دوستی کے فرائض انجام دینے شروع کردیے۔ ایٹمی پلانٹ پہ کسی قسم کی پابندی قبول کرنے سے انکار کر دیا گیا۔ دفاعی بجٹ کم کرنے کی بجائے بڑھایا گیا۔ پاکستان isolated country نہ رہا۔ اس وقت ملک میں معاشی استحکام موجود ہے۔ دوسرے ممالک کی نظر میں پاکستان کی credibility میں بے انتہا اضافہ ہوا ہے۔ برصغیر میں پہلی مرتبہ اتنے بڑے سرمایہ کاری کے معاہدے ہوئے ہیں۔ نوجوانوں کو ٹھوس بنیادوں پر ملازمتیں فراہم کرنے کے مواقع مہیا کیے جارہے ہیں۔

جناب سپیکر: اب آخر میں ایک فقرہ لاء اینڈ آرڈر کے بارے میں بھی کہہ دیجئے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! دو منٹ بھی نہیں ہوئے یہ تو بڑی زیادتی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: دو منٹ بھی نہیں ہوئے۔ آپ مجھے واضح طور پر صرف پانچ منٹ دے دیں۔ جناب والا! صرف پانچ منٹ دے دیں یہ لاء اینڈ آرڈر ہی ہے۔ This is called law & order.

جناب سپیکر: بس آخری فقرہ کہیے۔

چودھری محمد وصی ظفر: نہیں جناب پھر تو مجھے نہ ہی دیں۔

جناب سپیکر: آپ کو کافی موقع مل گیا۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب کدھر موقع ملا۔ وہ تو ان کو موقع ملا ہے۔ جناب مجھے آپ گھڑی پہ صرف چار منٹ دے دیں۔ یہ منٹ بھی میں اپنے ہی کھاتے میں ڈالتا ہوں۔ صرف چار منٹ گھڑی میں دے دیں میں وائنڈ اپ کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلئے چار منٹ دیکھ کے دیتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

چودھری محمد وصی ظفر: جعلی کرنسی نوٹ چھاپنے کی بجائے ٹھوس اور مستحکم بنیادوں پر معشیت کو آگے چلایا گیا۔ نج کاری کا شفاف عمل ہوا، صوبے اور مرکز بغیر over draft کے چل رہے ہیں۔ جناب والا! صنعتی اور زرعی ترقی کی طرف خصوصی توجہ دی جارہی ہے۔ کالی بھیڑوں سے کنارہ کشی اختیار کر لی ہوئی ہے۔ انقلابی اصلاحات جاری ہیں۔ تعلیم و صحت پر خصوصی توجہ ہے۔ عام آدمی کا معیار زندگی بلند کرنے پر توجہ ہے۔ صحافیوں پر جناب والا! لاٹھیاں نہیں برسائی جارہیں، صحافیوں کے بچوں کو اغوا کرنے کی دھمکیاں نہیں دی جارہیں۔ جناب والا! صحت مند تنقید کو برداشت کیا جارہا ہے۔ سولہ سال کے بین الاقوامی نقصان کو پورا کر دیا گیا ہے۔ ان کو جلسے جلوسوں اور ہڑتالوں کی کھلی چھٹی دی گئی۔ جس کے جواب میں انہوں نے کلاشنکوف بردار جلوس نکالے۔ لوگوں کی گاڑیاں جلا دینے کی دھمکیاں دیں

چودھری شوکت داؤد: جناب والا! یہ لاء اینڈ آرڈر پر اس لیے بات نہیں کر رہے کہ صوبے میں نہ لاء ہے نہ آرڈر ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! ملک میں سولہ سال تک مارشل لاء رہا ہے اس کی جو بدحالیاں تھیں

جو جناب انہوں نے ڈرگ مافیا اور کلاشنکوف کلچر کو متعارف کیا اس کی بنیادیں ابھی تک چلی آرہی تھیں۔

جناب سپیکر، آپ بھی لاء اینڈ آرڈر کا بہت احترام کر رہے ہیں۔ آپ تو رولز کے مطابق چل رہے ہیں۔ اگر موقع مل گیا تو انشاء اللہ تعالیٰ جس طرح آپ قواعد و ضوابط کے مطابق چلتے ہیں۔ اگر زمام اقتدار آپ کے ہاتھ میں آگئی تو توقع کی جاسکتی ہے کہ رولز کو اسی طرح پامال کریں گے۔ جی آخری آدھا منٹ رہ گیا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، ڈیڑھ منٹ رہتا ہے ایک منٹ انہوں نے ضائع کیا۔ جناب کلاشنکوف کلچر اور ڈرگ مافیا کا جو انہوں نے تعارف کروایا' جو انہوں نے مذہبی اور لسانی تنظیمیں بنائیں' جن کے اثرات کا آپ کو ہر سمجھ دار آدمی کو پتہ ہے کہ انتہائی دیرپا ہوتے ہیں ان کو ہم کس خوبصورتی سے باہر نکال رہے ہیں اور نکالنے میں ۹۰ فیصد کامیاب ہیں۔جناب والا! کتنے سیاسی قتل ہوئے ہیں جناب خود ہی فرما دیں۔ ان کے دور کو دیکھ لیں آج وہ قتل ہو گیا کل وہ قتل ہو گیا اور پھر ان پر جو نامزد پرچے ہیں ان نامزد پرچوں میں یہ خود مفرور ہوگئے ہیں۔ لیڈر بننے کے لیے ملک کی تاریخ میں پہلی دفعہ انہوں نے confrontation کی سیاست کا آغاز کیا۔ اور بے جا confrontation جس کا نہ کوئی سر نہ کوئی پاؤں بس ایک ہی بنیاد کہ ہم ہی حکومت کریں گے ہم حکومت کریں گے اور دھونس دھاندلی اور بدمعاشی سے حکومت کریں گے ' کلاشنکوف سے حکومت کریں گے ۔ یہ جو ڈرگ مافیا کا جال پھیلایا ہوا ہے۔ اس کے ذریعے ہم لوگوں میں ناجائز دولت پھیلا کے حکومت کریں گے۔

جناب سپیکر، اب آپ تشریف رکھیں۔ جناب تابش الوری صاحب۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر ! امن عامہ پر بحث کے لیے دو دن رکھے گئے ہیں اور آج دوسرا دن ہے لیکن صرف ہماری جانب سے ایک تقریر ہوئی ہے اور ایک اس طرف سے ہوئی ہے۔ تو آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ وقت اس کے لیے بہت کم ہے۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ ایک دن بڑھا دیا جائے تاکہ ہم امن عامہ کی صورت حال پر سنجیدگی کے ساتھ زیادہ مثبت انداز میں بحث کر سکیں۔

جناب سپیکر، میں سنجیدگی کی ایک رمق نہیں دیکھ رہا۔ اس لیے میں بالکل اس کے لیے تیار نہیں ہوں۔ یہی وقت ہے۔ اس کو استعمال کیجیے سنجیدگی کے ساتھ۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! آپ سے بہتر کوئی نہیں جانتا کہ امن عامہ کا قیام اور شہریوں کی جان و مال کی حفاظت حکومت کا ایک بنیادی اور آئینی فریضہ ہوتا ہے۔ لیکن حکومت پنجاب اس فرض سے جس مجرمانہ غفلت کا ارتکاب کر رہی ہے اور امن عامہ کی حالت جتنی ابتر ہو چکی ہے اس کی بنیاد پر ہمیں ہر سیشن میں اس موضوع پر بحث رکھنا ناگزیر ہوتا ہے۔ اور آج بھی جب میں اس موضوع پر اظہار خیال کر رہا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ پورے پنجاب میں امن و امان لہو لہان ہو چکا ہے۔ اور تحریک نجات ایسی پرامن تحریک کو ریاستی تشدد کے ذریعے کچلنے کے لیے پولیس کے بہیمانہ مظالم کو بے زنجیر کر دیا گیا ہے۔ اور پولیس کو دہشت گرد کی حیثیت دے دی گئی ہے۔ جناب والا! میں ارباب اقتدار کو خبردار کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اپنے اقتدار کے خمار میں یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ اقتدار میں دار بھی شامل ہوتی ہے۔ اور تخت کو تختہ بنتے دیر نہیں لگتی۔ جناب سپیکر! ہمیں احساس کرنا چاہیے کہ بادشاہوں اور بادشاہتوں کے دور لد چکے۔ اب حکومتیں موسم کی طرح بدلتی ہیں اور دستار فضیلت کو طوق ذلت میں تبدیل ہوتے کوئی زیادہ عرصہ درکار نہیں ہوتا۔ جناب والا! ہمیں ارباب اقتدار کو بتانا ہے کہ وہ مخالفوں پر وہ وار کریں جو وہ خود برداشت کریں۔ وہ ظلم توڑیں جو وہ خود سہہ سکیں۔ اور وہ سزا دیں جسے جھیلنے کے لیے کل وہ خود تیار ہوں۔ کیونکہ تاریخ ہمیشہ اپنے آپ کو دہراتی رہتی ہے اور جو قوم یا جو طبقہ تاریخ سے سبق حاصل نہیں کرتا تاریخ اسے خود سبق دیتی ہے۔جناب سپیکر! تحریک نجات تاریخ کی جانب سے حکم رانوں کو تنبیہ کی حیثیت رکھتی ہے اور یہ تحریک اقتدار کے متوالوں کو جگانے کے لیے اور ان کے فرائض یاد دلانے کے لیے ایک مسلسل عمل ہے۔ مجھے توقع تھی کہ حکم ران ماضی کی غلطیوں اور غلط کاریوں سے عبرت حاصل کر کے، سبق حاصل کر کے آئندہ کے لیے ایک متوازن، محتاط اور تحمل مزاجی کی پالیسی اپنائیں گے۔ لیکن انھوں نے تو اقتدار میں آتے ہی محاذ آرائی کا آغاز کر دیا۔ اپوزیشن نے تعاون کی پیش کش کی لیکن جواب میں ہارس ٹریڈنگ شروع کر کے سرحد اسمبلی میں لیگی حکومت کا تختہ الٹنے کی کوششیں شروع کر دی گئیں۔ جناب والا! ہمیں احساس کرنا ہے کہ ایم کیو ایم نے تعاون کا ہاتھ بڑھایا، دوستی کا ہاتھ بڑھایا لیکن حقارت سے وہ ہاتھ جھٹک کر کراچی کو بارود کا ڈھیر بنایا جا رہا ہے۔ اکبر بگٹی نے صدارتی الیکشن میں حکم رانوں کا ساتھ دیا لیکن انھیں آج سیاسی انتقام کا نشانہ بنا کر محاذ آرائی کو بلوچستان تک پہنچا دیا گیا ہے۔ جناب والا! ہم یہ محسوس کر رہے ہیں کہ پنجاب میں اقلیتی گروپ کو اقتدار سونپ کر خود ہی فیصل صالح حیات کی شکل میں پہلے محاذ آرائی کا سماں پیدا کیا

گیا۔ اور اب گورنر الطاف کی شکل میں وزیر اعلیٰ اور گورنر کے درمیان اقتدار کی جنگ جاری ہے۔ اور اس کے مظاہرے پارلیمانی پارٹی میں بھی ہوتے رہتے ہیں۔ کل ہی خود حزب اقتدار کی پارٹی میں اس کا عملاً مظاہرہ ہوا اور وہاں ایک مشیر حکومت نے خود حکومت کے خلاف بغاوت کر کے واک آؤٹ کیا اور آج بھی حزب اقتدار کے ایک رکن نے حزب اقتدار پر بدعنوانیوں کے سنگین الزامات عائد کیے جنھیں تمام منسٹروں نے اپنے اثرات کے ساتھ بیٹھنے پر مجبور کر دیا۔ جناب والا! ہم محسوس کر رہے ہیں کہ حکم رانوں کے درمیان ---

جناب سپیکر، ایک پوائنٹ آف آرڈر آ گیا ہے۔

میاں اظہر حسن ڈار، جناب والا! معزز رکن کہہ رہے ہیں کہ کل ہی پارلیمانی پارٹی میں کسی ایڈوائزر نے مخالفت کی۔ وہاں کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا۔ وہاں بڑے اچھے طریقے سے جناب چیف منسٹر کی صدارت میں میٹنگ ہوئی۔ جس میں پارٹی کا لائحہ عمل بنا کہ ہم نے جمہوریت کے لیے' اس مقدس ایوان کے لیے کام کرنا ہے۔ میں ان کے ریکارڈ کی درستگی کے لیے عرض کر رہا ہوں کہ ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا۔

سید تابش الوری، غلام عباس صاحب کو چند افراد پکڑے ہوئے ہیں اور انھیں روک رہے ہیں کہ وہ یہ احتجاج نہ کریں۔ میں تو اس تصویر کو دیکھ کر' اخبار میں خبر پڑھ کر آپ کو یہ بتا رہا ہوں۔ وہ عینی شاہد ہیں۔ شاید اس تصویر کو جھٹلا سکیں۔ میں عرض کر رہا تھا کہ بڑی تشویش کی نظر سے اقتدار کے ٹولے میں اپنی باہمی جنگ کو دیکھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر، تابش صاحب' پوائنٹ آف آرڈر سن لیجیے۔

چودھری خادم حسین (مشیر وزیر اعلیٰ پنجاب)، تابش الوری صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ چیف منسٹر صاحب اور گورنر پنجاب کے درمیان آپس میں اختلاف ہے۔ یہ سراسر جھوٹ ہے۔ ان کا منصب اور ہے' ان کا منصب اور ہے۔ وہ گورنر ہیں' وہ وزیر اعلیٰ ہیں۔ ایسی من گھڑت باتیں کرنے کا کوئی فائدہ ہے؟ گورنر صاحب گورنر ہیں' وزیر اعلیٰ صاحب وزیر اعلیٰ ہیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

سید تابش الوری، ہمیں یہی کہنا کہ گورنر گورنر نہیں ہیں' وزیر اعلیٰ وزیر اعلیٰ نہیں ہیں۔ اور اقتدار کے اس ٹولے نے آپس میں جنگ و جدل میں مبتلا کر کے پورے پنجاب کو ایک عظیم بحران سے دوچار کر دیا ہے۔ ہماری معیشت تباہ ہو رہی ہے۔ ہماری زراعت تباہ ہو رہی ہے۔ ہمارا نظم و نسق عامہ تباہ ہو رہا

ہے۔ ہمارے امن عامہ کے تانے بانے بکھر چکے ہیں۔ اور یہ اسی جنگ کا نتیجہ ہے۔ اگر آئین کے مطابق گورنر گورنر رہے وزیر اعلیٰ وزیر اعلیٰ رہے تو پنجاب میں اقتدار کی یہ جنگ ختم ہوسکتی ہے۔ (مداخلت)۔ جناب والا! مجھے معلوم نہیں یہ گورنر کے اے ڈی سی ہیں' پرائیویٹ سیکرٹری ہیں' ان کے ترجمان ہیں' کس حیثیت سے وہ بول رہے ہیں؟ انھیں بٹھایا جائے۔

جناب سپیکر، آپ بھی تشریف رکھیں' آپ کے دوست بات کر رہے ہیں۔ تابش صاحب کو موقع دیجیے۔ خاکوانی صاحب! موقع دیجیے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، وہ بتانا چاہ رہے تھے کہ میں بھی مشیر ہوں۔ آپ مانیں ہمیں۔ یہی تو وہ بتانا چاہ رہے تھے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں) آپ تشریف رکھیں۔ خاکوانی صاحب آپ بھی تشریف رکھیں ۔(قطع کلامیاں) تشریف رکھیں۔ آپ زیادتی نہ کریں ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ انعام اللہ خان نیازی صاحب! تشریف رکھیں ۔(قطع کلامیاں) از راہ کرم تشریف رکھیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر، جی پوائنٹ آف آرڈر۔ (قطع کلامیاں) اکرام ربانی صاحب! ازراہ کرم اپنے دوست کو تحمل کا سبق دیں۔ جی سردار صاحب!

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ نہ اس رکن اسمبلی نے آپ سے اجازت طلب کی ہے اور نہ آپ نے انہیں بات کرنے کی اجازت دی۔۔۔

جناب سپیکر، جو آپ کے پیچھے کھڑے ہیں وہ اجازت طلب کرتے ہیں؟

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ،جناب والا! ہم مسلسل روکتے آرہے ہیں ۔ آپ میری بات تو سنیں۔

جناب سپیکر، یا تو آپ کے دوست اجازت طلب کریں (قطع کلامیاں) میں تو آپ سے درخواستے کر سکتا ہوں ۔ (قطع کلامیاں)

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آپ نے اس طرف تو ہمیشہ روکا ہے ۔ انعام اللہ خان نیازی صاحب کو روکا ہے۔۔۔

جناب سپیکر، جناب میں ادھر بھی روک رہا ہوں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! میری درخواست یہ ہے کہ آپ نے انہیں روکا نہیں ' یہاآپ روکتے ہیں ۔ ہم دیکھتے ہیں کہ میں ہوں یا چودھری پرویز الٰہی صاحب ہوں ہم انہیں باقاعدہ روکتے ہیں اور وہ بیٹھ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں بیٹھتے ۔ نہیں بیٹھتے ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! انہوں نے گورنر صاحب کی بہت خوشامد کر لی۔انہوں نے بہت تعریفی کلمات کہہ لیے ۔ انہیں کہیں کہ اب باقی تھوڑا سا وقت رہ گیا ہے ۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، جی تابش صاحب! دیکھیے میں واضح کردوں کہ وقت تقریباً مکمل ہو چکا ہے ۔ اگر آپ دوستوں نے یہ رویہ رکھا تو میں اجلاس کل تک کے لیے ملتوی کردوں گا۔ جناب تابش الوری (قطع کلامیاں) آپ بیٹھ جائیں ۔ مہربانی کرکے آپ تشریف رکھیں۔ جی!۔

سید تابش الوری، جناب والا! آپ کے اسی جلال کی ضرورت تھی اور وہ بیٹھ گئے ۔ جناب والا! میں عرض یہ کررہا تھا کہ اعلیٰ سطح پر اقتدار کی جنگ نے پورے پنجاب کو متاثر کیاہے ۔ نظم و نسق عامہ مفلوج ہوگیا ہے ۔ امن عامہ کی صورت حال آپ کے سامنے ہے ۔ زراعت معیشت اور تجارت بری طرح انحطاط کی طرف مائل ہے اور پورا پنجاب ترقی کی بجائے ' آگے بڑھنے کی بجائے پسماندگی اور رجعت کی طرف مائل ہے ۔ ہمیں اس ایوان میں عوام کے نمائندوں کی حیثیت سے سنجیدگی کے ساتھ پنجاب کے حال و مستقبل پر غور کرنا ہے ۔ جناب والا! ہمیں محسوس کرنا ہے کہ پنجاب جو کبھی امن کا گہوارہ تھا اب بدامنی کا انگارا بن گیا ہے ۔ پنجاب جہاں پہلے ترقی اور تعمیر کی نئی راہیں کھل رہی تھیں اب وہ بدستور مفلوج اور مسدود ہوتی جارہی ہیں ۔ اور ہم محسوس کررہے ہیں کہ پتھروں کے عہد میں بھی انسان اپنی غاروں میں محفوظ تھے لیکن آج پنجاب میں لوگ اپنے گھروں میں بھی محفوظ نہیں رہے ہیں ۔ قتل وغارت عام ہو چکا ہے ۔ ڈکیتیاں معمول بن گئی ہیں ۔ رشوت اور بدعنوانی سرطان کی طرح پھیل رہی ہے خواتین کی بے حرمتی کی جارہی ہے ۔ بچوں کا اغوا ہورہا ہے ۔ اور دہشت گردی اور فرقہ واریت کی ہلاکت خیزی نے لوگوں کے دل ہلا کر رکھ دیے ہیں ۔ جناب والا! یہ وہ سنگین صورت حال ہے جس کا ہمیں ادراک اور احساس کر کے مستقبل کی منصوبہ بندی کرنی ہے ۔ ہمیں دیکھنا ہے کہ ان حالات میں پنجاب تباہی اور بربادی کے کس غار کی طرف جارہا ہے ۔

برف گرتی ہے تو ہوتا ہے چمن شعلہ فشاں
آگ لگتی ہے تو کچھ دھواں ہوتا ہے

جناب سپیکر! اسی حالات و واقعات کی اسی آگ نے تحریک نجات کو جنم دیا ہے۔ حالات و واقعات کے اسی عمل نے عوام کے ردعمل کو نئے جذبوں میں ڈھالا ہے اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ پوری قوم پنجاب کے عوام اس حکومت کی غفلت شعاری، ناکامی، بدعنوانی اور غلط پالیسیوں کے خلاف سڑکوں پر آگئے ہیں۔ حضرات محترم، جناب سپیکر! مجھے کہنے دیجیے کہ اس وقت خیبر سے لے کر کراچی تک اور لاہور سے لے کر صادق آباد تک انسانی جذبوں کا ایک سمندر موجزن ہے جس کے جوش و خروش نے میاں نواز شریف کی قیادت میں تاریخ کا دھارا اور وقت کا اشارہ بدل دیا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں صرف دو منٹ لوں گا۔

جناب سپیکر، نہیں بس۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں وقت میں 15منٹ کا اضافہ کرتا ہوں اور جناب رانا اکرام ربانی صاحب سے کہتا ہوں کہ وہ تقریر فرمائیں۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی پوائنٹ آف آرڈر۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر، جناب والا! گزارش یہ ہے کہ یہ اجلاس لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے لیے بلایا گیا ہے۔ اس کی صورت حال آپ نے دیکھ لی ہے۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ ہم پر بہت ظلم ڈھائے جا رہے ہیں۔ ہمارے ساتھ بہت زیادتیاں کی جا رہی ہیں۔ چیف منسٹر صاحب ہفتے میں تین دن وہاں رہتے ہیں اور ہمیں وہ شکست دینے کی سزا دے رہے ہیں۔ میں آپ کو حلفاً کہتا ہوں، قسماً کہتا ہوں کہ ایک 45سال کی عمر کی عورت کو اٹھا کر وہاں سے لے جایا گیا۔ اس بےچاری کو مہینہ حبس بے جا میں رکھا گیا۔ پھر اس کی آنکھیں بند کر کے اس کے ساتھ زیادتیاں کی گئیں اور ایمان داری کی بات ہے کہ ڈھائی ماہ میں آج تک ایک ملزم بھی گرفتار نہیں ہوا۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب کے اپنے تھانے میں ایک ماہ میں 17قتل ہوئے ہیں۔ ایک ملزم بھی گرفتار نہیں ہوا۔ یہاں کیا ہم جھگ مارنے کے لیے آئے ہیں؟ ہم نمائندے ہیں۔ ہمیں یہ اجازت دی جائے کہ ہم ایک ایک مقدمے کی

داستان آپ کو بتائیں۔ آپ اس سیشن کو جتنا ہو سکتا ہے اتنا بڑھائیں۔ ہم نہ ٹی اے لیں گے اور نہ ڈی اے لیں گے۔ نہ تنخواہ لیں گے۔ آپ ہماری بات سنیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ تشریف رکھیں۔ آپ کی بات ہو گئی۔ آپ تشریف رکھیں۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ It's no point of order جناب رانا اکرام ربانی صاحب۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب سپیکر! آپ نے ٹائم میں پندرہ منٹ کا اضافہ کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ رانا صاحب کی تقریر کے بعد میری باری ہے۔ میں راولپنڈی شہر سے ہو کر آ رہا ہوں اور میں چوبیس دن جیل کاٹ کر آیا ہوں۔ میرے اپنے حلقے کے 44 کارکنوں کو تھانہ وارث خان میں 20 تاریخ کی رات کو گرفتار کرنے کے بعد باقاعدہ ان کو چھتروں سے مارا گیا اور فی کارکن پندرہ پندرہ چھتر لگائے گئے۔ میں نے یہ داستان بیان کرنی ہے اور آپ سے میں گزارش کرتا ہوں۔ آپ علم و ادب اور انسانی ہمدردی رکھنے والے سپیکر ہیں۔ آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ رانا اکرام ربانی کے بعد مجھے موقع ضرور دیں تاکہ میں اپنے خیالات آپ کو پیش کر سکوں۔

جناب سپیکر، میں نے پندرہ منٹ کے لیے وقت بڑھایا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ کل آپ کے پاس ایک دن اور ہے اگر آپ نے بات کرنی ہے تو کر لیجیے گا۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب سپیکر! کل لاء اینڈ آرڈر پر تو نہیں ہو گا۔ میرا خیال ہے۔

جناب سپیکر، اس میں کون سی بات ہے۔ آپ جس پر مرضی بات کر لیجیے گا۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، میں آپ سے humble request کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ میں کل آپ کو بات کرنے کا موقع دوں گا۔ چلیے آپ بیٹھیے۔ جناب اکرام ربانی صاحب۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر، جناب سپیکر! مجھے بھی موقع دیں۔

جناب سپیکر، آپ کو بھی موقع دیا ہے۔ آپ نے بات کر لی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! میں آپ کو ایک تجویز دیتا ہوں کہ کل لاء اینڈ آرڈر کے لیے دن بڑھا دیا جائے اور منگل کو پرائیویٹ ممبرز ڈے میں ہم آدھا دن پرائس کے بارے میں بات کر لیں گے تاکہ اگر آپ نے اجلاس نہیں بڑھانا تو اس طرح سے ہمیں کل پورا دن مل جائے گا۔

جناب سپیکر، آپ یہ تجویز مجھے بھجوا دیجیے۔ میں اس پر غور کر لیتا ہوں۔ میں open ہوں۔ I am open to this. میں اس کو رد نہیں کرتا۔

رانا اکرام ربانی، جناب سپیکر! میں نے وائنڈ اپ کرنا ہے۔ یہ مناسب نہیں ہو گا کہ ان کی تقریر بعد میں ہو۔

جناب سپیکر، میں wind up کے لیے نہیں کہہ رہا۔ دیکھیے جو بھی آج کا دن ہے اس کا ایجنڈا تو ہو جائے نا۔ رانا صاحب، آپ اس وقت یہاں ایک طرح سے سینئر منسٹر ہیں۔ کیا اس طرح سے کر لیں کہ کل کا دن جو لاء اینڈ آرڈر کے لیے آپ قبول کرتے ہیں؟

رانا اکرام ربانی، مجھے کوئی اعتراض نہیں بلکہ میں چاہتا ہوں کہ ان میں سے جو دوست اپنی بات کرنا چاہتے ہیں وہ کر لیں۔

جناب سپیکر، پھر اس طرح کر لیتے ہیں کہ کل کا دن لاء اینڈ آرڈر کے لیے رکھ لیتے ہیں اور پرائیویٹ ممبرز ڈے پر یہ مہنگائی پر بات کر لیں۔

سید ظفر علی شاہ، پرائیویٹ ممبرز ڈے کو ہم آدھا آدھا کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر، آدھا آدھا کر لیں۔ تو ٹھیک ہے۔ تو میں پھر آج کے اجلاس کو .....

رانا اکرام ربانی، جناب سپیکر! مجھے کبھی کبھی ایک شعر یاد آتا ہے وہ مجھے سنا لینے دیں۔

جناب سپیکر، شعر سنا دیجیے جلدی سے کیونکہ بس پھر آپ کو چھٹی دیں۔

رانا اکرام ربانی، سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر، میں ہاؤس کو کل صبح 9.00 بجے تک کے لیے ملتوی کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی پیر 31۔ اکتوبر 1994ء بوقت 9.00 بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہوئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارہواں اجلاس)

پیر' 31 اکتوبر 1994ء

(دو شنبہ' 25 جمادی الاول 1415ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 9 بج کر 30 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب ڈپٹی سپیکر' میاں منظور احمد موہل کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور ترجمے کی سعادت قاری غلام رسول نے حاصل کی۔

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ
تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝١٠ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
تَعْلَمُوْنَ ۝١١ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝١٢

سورۃ صف، آیات 10 تا 12

اے ایمان والو! وہ تجارت نہ بتلاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچا لے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرو اگر تم جانو تو یہی تمہارے لیے بہتر ہے۔ اللہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور تمہیں ایسے باغوں میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور تمہیں ہمیشہ رہنے کی جنتوں میں بہترین گھر عطا فرمائے گا۔ یہ ہے بڑی کامیابی۔

وما علینا الا البلاغ○

پوائنٹ آف آرڈر

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی اور دیگر سٹینڈنگ کمیٹیوں کی رپورٹیں پیش کرنے میں تاخیر

جناب ایس اے حمید ، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی ایس اے حمید صاحب!

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک بہت ہی اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایوان میں کل اور آج بھی کچھ رپورٹیں پیش کی گئی ہیں چونکہ یہ مسئلہ پورے صوبے کے عوام اور حکومت کے لئے خاص طور پر بڑا اہم ہے' کہ جتنی یہ رپورٹیں دو یا تین جو پیش کی گئی ہیں ان کے علاوہ اور بھی بہت سی رپورٹیں pending ہیں اور وہ 1983, 1984, 1985ء اور 1986ء کی ہیں۔ میرے پاس ایک لسٹ ہے جس میں مثلاً ورکس اینڈ سول ڈیپارٹمنٹ ہے۔ اس کا سال 85-1984ء کی یہ PAC-1 کی رپورٹ کو 30-6-1993 تک extend کیا گیا تھا۔ لیکن ابھی اس کو present نہیں کیا گیا۔ اس کے بعد دوسری رپورٹ پھر کمرشل اکاؤنٹس اینڈ آڈٹ رپورٹ ابھی pending ہے۔ یہ رپورٹ 1985ء کی ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور رپورٹ ورکس اینڈ سول ڈیپارٹمنٹ کی بھی pending ہے۔ یہ بہت ساری detail ہے۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ رپورٹوں کا ایک احتسابی عمل ہوتا ہے ۔PAC-I ہے۔ PAC-II ہے ۔ مختلف محکمہ جات کی کارکردگی ہوتی ہے۔ ان میں لوگوں اور ملازمین کے بارے میں سفارشات ہوتی ہیں ۔ کسی کو demote کسی کو punishment کسی کو promote کرنے کے بارے میں باتیں ہوتی ہیں اور جن کی بات ہوتی ہے ۔ تو ان چیزوں کو دس دس سال تک pending کرنا اور اس کے بعد رپورٹ کا شائع کرنا میں سمجھتا ہوں کہ نہ حکومت' نہ اسمبلی اور نہ عوام کے لئے فائدہ مند ہے۔ PAC-I کی رپورٹ نو سال کے بعد آج ابھی آئی ہے ۔ ظاہر ہے کہ نو سال کے بعد اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے ۔یہ بات تو کسی حد تک مانی جا سکتی ہے کہ رپورٹ ایوان میں تاخیر سے پیش کی گئی ہے۔ لیکن ایوان میں پیش کرنے کے بعد دو یا تین سال اس کی پرنٹنگ ہی نہ ہو اور دوبارہ پرنٹ کر کے عوام یا اسمبلی کے ممبران تک نہ پہنچایا جائے اس کا کوئی جواز نظر نہیں آتا۔ ابھی بہت سی رپورٹیں pending ہیں۔ میں نے سیکرٹریٹ سے یہ لسٹ لی ہے ۔ میں اس کو آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں تاکہ آپ اس کے بارے میں کوئی واضح لائحہ عمل بنائیں اور

مزید یہ کہ current year کی رپورٹ کی ترتیب و تیاری کا عمل ساتھ ساتھ جاری رہنا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ ساری رپورٹس میرے چیمبر میں دیں۔ یہ واقعی serious بات ہے۔ اس کا نوٹس لیں گے لیکن پبلک اکاؤنٹس کمیٹی یا دوسری جو سٹینڈنگ کمیٹیوں کی رپورٹوں پر کام شروع کر دیتے ہیں۔ وہ تو expedite کریں گے ۔ لیکن جو رپورٹس یہاں آتی ہی نہیں۔ ان کے بارے میں ہم وہاں بیٹھ کر کوئی لائحہ عمل تیار کرتے ہیں۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے۔

اخبارات میں اسمبلی کی کارروائی کے بارے میں غلط رپورٹنگ

وزیر زکوٰۃ و عشر (جناب غلام سرور خان)، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی غلام سرور خان صاحب !

وزیر زکوٰۃ و عشر ، جناب سپیکر! کل صبح 9 بج کر 20 منٹ پر اجلاس شروع ہوا تھا۔ اس وقت ایک دو رکن اپوزیشن کی طرف سے اور حکومتی بنچوں پر ہم تین رکن کابینہ بھی یہاں موجود تھے۔ میں نے ہی اس وقت اٹھ کر یہ گزارش کی تھی کہ ابھی اپوزیشن بھی تشریف نہیں لائی۔ وزیر تعلیم بھی کسی وجہ سے تشریف نہیں لا سکے۔ اس لیے ہاؤس کو بیس منٹ یا آدھے گھنٹے کے لیے ملتوی کیا جائے۔ آپ نے ہاؤس کو بیس منٹ کے لیے ملتوی بھی کیا۔ لیکن یہ خبریں اخباروں میں ملیں کہ آپ نے برہمی اور ناراضگی کا اظہار کیا کہ حکومتی بنچوں پر کوئی بھی وزیر موجود نہیں تھا۔ آج صبح مجھے اپنے حلقے سے کافی کالیں موصول ہوئی ہیں کہ بھائی' آپ لوگ وہاں لاہور میں بیٹھ کر کرتے کیا ہیں اور ٹائم پر آپ لوگ اسمبلیوں میں کیوں نہیں جاتے؟ یہ mis-reporting کی گئی ہے اور ایک انتہائی اہم قومی پریس کی طرف سے یہ mis-reporting ہوئی ہے۔ اس سے بھی ہمارا استحقاق مجروح ہوتا ہے کہ ہم اگر صبح نو بجے اٹھ کر ٹائم پر اسمبلی میں آئیں اور رپورٹنگ میں ہمیں صاف کر دیا جائے تو یہ ہمارے ساتھ زیادتی ہے۔ اس کی بھی اصلاح ہونی چاہیے اور کم از کم اس اہم قومی ادارے کو بھی ذمہ داری کا ثبوت دینا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، غلام سرور خان صاحب کی بات جائز ہے۔ میں پریس والوں کی خدمت میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ وہ آئندہ ذرا محتاط ہوں۔ یہ بات واقعی ٹھیک ہے کہ میرے بارے میں بھی انہوں نے لکھا ہے کہ برہمی کا اظہار کیا۔ حالانکہ کل تو میں بڑا cool رہا ہوں۔ یہ حقیقت ہے کہ میں نے کل کسی لمحے بھی بالکل برہمی کا اظہار ہی نہیں کیا۔ میں اب اس سے زیادہ کیا کہہ سکتا ہوں کہ میں کل بڑا

cool تھا۔ بہرحال معزز اراکین پریس اس بات کا ضرور نوٹس لیں اور اس پر عمل کریں۔ غلام سرور خان کی بات بالکل جائز ہے کہ جب یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ کوئی منسٹر نہیں تھا تو اگر کوئی منسٹر وہاں موجود بھی ہو تو وہ بھی بیچ میں آ جاتے ہیں یا فاضل اراکین کے بارے میں کہہ دیا جائے کہ وہ نہیں تھے یا تو ان کے نام لکھ دیا کریں کہ یہ ' یہ حاضر تھے باقی حاضر نہیں تھے۔ اس طرح ان کی پوزیشن واضح ہو جاتی ہے۔ میرے خیال میں آئندہ ہمارے پریس والے بھائی اس بات سے اجتناب کریں گے۔

سید تابش الوری ، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی۔

سید تابش الوری ، جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ رپورٹنگ صحیح ہونی چاہیے اس سے کوئی بھی اختلاف نہیں کرتا۔ لیکن جس بات کو اخبارات نے highlight کیا ہے یا جس کی طرف آپ نے بھی اشارہ کیا تھا وہ بدستور موجود ہے کہ ساٹھ وزراء ' مشیران کرام اور پارلیمانی سیکرٹریوں میں سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ صرف آٹھ وزیر اس وقت یہاں موجود ہیں۔ تو یہ صورت حال بھی کوئی زیادہ قابل رشک نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میرے خیال میں پہلے سے بہتر ہے اور آئندہ انشاء اللہ مزید بہتر ہو جائے گی۔

میاں معراج دین ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر ان کی حاضری سے متعلق نہیں۔ جیسے الوری صاحب نے ابھی ابھی فرمایا ہے کہ اب بھی ہال میں آٹھ وزرائے کرام تشریف فرما ہیں۔ جبکہ ماشاء اللہ وزراء' پارلیمانی سیکرٹریوں اور مشیران کی ٹریڈ یونین بنی ہوئی ہے۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ تو وہی بات آپ repeat کر رہے ہیں۔ یہ تابش الوری صاحب والی بات ہی ہے۔

میاں معراج دین ، آپ نے فرمایا ہے کہ پہلے سے بہتر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پہلے سے بہتر کی جا رہی ہے۔ تو مہربانی فرما کر ان دوستوں کو ہدایت فرمائی جائے تاکہ آئندہ اپنے الاؤنسز وغیرہ کے لیے تردد کرنے والے یہاں ہال میں بھی تشریف لے آیا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ہدایت میں نہیں کر سکتا۔ میں دونوں اطراف سے اپیل کرتا ہوں۔ جب میں ساڑھے نو بجے آیا تو آپ میں سے کوئی فاضل رکن یہاں موجود نہیں تھا۔ آپ تلاوت کلام پاک کے اختتام کے بعد یہاں تشریف لے آئے ہیں۔ یہ آپ کی بڑی مہربانی ہے۔ ٹھیک ہے۔ (قطع کلامیاں)

بہرحال میں یہی گزارش کر رہا ہوں۔ آپ کو یہ بھی پتا ہونا چاہیے کہ جب سپیکر بول رہا ہو تو درمیان میں بولا نہیں جاتا۔ کم از کم اس بات کا احساس تو کیا کریں۔

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔ خواجہ صاحب۔

خواجہ ریاض محمود، میں میاں معراجدین صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے ۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہ' میرا خیال ہے آگے نہ بڑھائیں۔

خواجہ ریاض محمود، ہاؤس کے سامنے یہ تجویز رکھنا چاہتا ہوں کہ جب کسی اہم نکتے پر بات ہو یا کسی فاضل رکن کی طرف سے کوئی اہم معاملہ پیش کیا گیا ہو اور آپ' سپیکر کے فرائض انجام دے رہے ہوں تو آپ ہی کو اس کا نوٹس لیتے ہوئے فیصلہ کرنا چاہیے۔ کل ہاؤس میں جب آپ ماشاء اللہ بڑے serious mood میں تھے اور اس ہاؤس کے نقطۂ نظر سے جو بحث ہو رہی تھی اس میں آپ ایک تاریخ ساز فیصلہ دینے والے تھے کہ جناب سپیکر یہاں پر آ گئے۔ میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ یہ جمہوریت کا قتل ہے۔ جمہوری روایات کو قتل کرنے کے مترادف ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وہ فیصلہ آپ کو ہی کرنا چاہیے تھا کیونکہ جتنی بھی کارروائی تھی وہ تمام آپ نے سنی تھی۔ آپ اس کو disposal کرتے۔ یہ انصاف کا بھی تقاضا تھا اور اس ایوان کی جمہوری اقدار کا بھی۔ کہ آپ فیصلہ کرتے۔

وزیر اوقاف (چودھری شاہنواز چیمہ)، یہ کس نکتے پر بول رہے ہیں۔

خواجہ ریاض محمود، میں اس پر بول رہا ہوں کہ جو آپ نے چٹھی بھیجی تھی کہ جلدی سے آ جاؤ رامے صاحب' بیڑہ غرق ہونے لگا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، خواجہ صاحب! یہ بات نہیں۔ آپ کو میرے خیال میں ایسی کوئی بات نہیں کرنی چاہیے۔ جی رانا اکرام ربانی صاحب۔

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)، جناب سپیکر! میں ایوان کے سبھی ارکان سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ حزب اختلاف کی طرف سے یہ سیشن اس لیے طلب کیا گیا ہے کہ وہ امن و امان کے حوالے سے اور اپنی تحریک نجات جو ان کے کہنے کے مطابق ہے' اس کو یہاں پر زیر بحث لانا چاہتے تھے۔ کل بھی یہی

صورت حال رہی کہ زیادہ وقت اس قسم کے پوائنٹ آف آرڈرز میں صرف ہو گیا' میں ضائع بھی نہیں کہتا اور پھر آخر میں جناب بادشاہ میر خان آفریدی صاحب کو یہ شکایت تھی کہ میرا نام لسٹ میں شامل نہیں۔ تو ہم نے ان کی اس تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے آج کا دن extend کیا ہے گو یہ ایجنڈے پر نہیں تھا اور ان کی اپنی تجویز کے مطابق بھی نہیں تھا۔ تو میری ان سے یہ گزارش ہو گی کہ ان پوائنٹس آف آرڈر میں ایسی باتیں نہ کہیں۔ جو باتیں وہ کہنا چاہتے ہیں اپنی تقریر میں کہیں۔ جب ان کو ایک دن اور فراہم کیا گیا ہے تو اس سے وہ فائدہ اٹھائیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، رانا اکرام ربانی صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر بالکل درست ہے۔ میں بھی دونوں اطراف کے فاضل اراکین سے کہوں گا کہ پوائنٹ آف آرڈر کر کے اپنا وقت ضائع نہ کیجئے کیونکہ آج لاء اینڈ آرڈر کے دن کے لیے سپیکر صاحب نے کافی مہربانی کی ہے۔ اس پر دو دن تھے' انہوں نے تین دن کر دیے تو آپ اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کریں۔ اب وقفہ سوالات ہے ' تحاریک استحقاق ہیں' تحاریک التوائے کار ہیں ' اگر آپ نے پھر اسی طرح ایک بجا دیا تو پھر آپ کو تو صرف ایک گھنٹہ ملے گا۔ تو میرے خیال میں آپ اس کو زیادہ سے زیادہ اپنے استعمال میں لائیں۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ چودھری احمد یار گوندل۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

پلیوں کی تعمیر

چودھری احمد یار گوندل ، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1992ء میں سیلاب کی وجہ سے نہر لوئر جہلم کی جو پلیاں بہہ گئیں تھیں ان میں سے کتنی دوبارہ بنا لی گئی ہیں اور کتنی باقی ہیں جو نہیں بنائی گئیں وہ کب تک بنانے کا پروگرام ہے۔

(ب) جب تک پلیاں نہیں بنتیں آیا اس وقت تک حکومت کی طرف سے عوام کو نہر سے گزرنے کی کوئی سہولت دی گئی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری) ،

(الف) نہر لوئر جہلم کی برجی 6416 اور 12525 پر واقع پلوں کے دو دو درے سیلابی پانی سے بری

طرح متاثر ہو کر بہہ گئے تھے۔ یہ دونوں پل فوری طور پر مرمت کر دیے گئے اور ٹریفک کے لیے ماہ مئی سے جون 1993ء کو کھول دیے گئے تھے۔ برجی 22250 پر واقع پل کی نچلی طرف کے درے دائیں اور بائیں متاثر ہوئے تھے جن کی مرمت کا تخمینہ تیار ہو کر نیسپاک کو برائے clearance پہنچایا جا چکا ہے۔ کیونکہ یہ سوال پرانا ہے اس کی اب نیسپاک سے clearance آ چکی ہے اور انشاء اللہ اس پر جلد کام جاری کیا جائے گا۔

تاہم یہ پل ریلوے کے استعمال میں ہے۔ پل برجی 59,574' 86,193' 93,168' 31,639' نہر لوئر جہلم بوجہ سیلابی پانی سال 1992ء میں بری طرح متاثر ہوئے جو اسی وقت سے ٹریفک کے لیے بند ہیں۔ ان کے تخمینہ جات بھی تیار کر کے نیسپاک کو بھیجے جا چکے ہیں۔ اس کی منظوری موصول ہوگئی ہے اور انشاء اللہ اس کا بھی کام جلد شروع کیا جا رہا ہے۔

(ب) متاثرہ پلوں کی جگہ ٹریفک کشتیوں کے ذریعے جاری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔ ضمنی سوال۔

چودھری احمد یار گوندل: جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ کن کن پلوں پر کشتیوں کا بندوبست حکومت کی طرف سے کیا گیا تھا؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی: حکومت کی طرف سے نہیں۔ لوگوں کو اجازت ہے کہ اپنی کشتیاں استعمال کر سکیں۔

چودھری احمد یار گوندل: تو پھر حکومت کی طرف سے کوئی بندوبست نہیں کیا گیا۔ یہی جواب ہے نا؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جی۔

سردار امجد حمید خان دستی: ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر: امجد حمید دستی صاحب۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ کتنی مدت ہوئی ہے کہ جب NESPAK کو آپ نے تخمینے بھیجے اور ان سے واپس جواب لینے کے لیے آپ منتظر بیٹھے ہیں۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی: ان کا جواب آ چکا ہے۔ میں نے یہی عرض کیا ہے۔ 1992ء میں پُل بری

طرح متاثر ہوئے تھے اور تبھی یہ تخمینے بھیج دیے گئے تھے۔ اس کی clearance اب موصول ہو چکی ہے اور کام انشاء اللہ اس پر جاری ہو گا۔

چودھری احمد یار گوندل ، ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی۔ احمد یار گوندل صاحب ۔

سردار امجد حمید خان دستی ، جناب سپیکر! میرا اس کے ساتھ ہی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہ ' ساتھ نہیں۔ آپ کا جواب آ گیا۔

ایک معزز ممبر ، ان کا سوال ابھی مکمل نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہ ' پھر تکرار نہیں۔ میں نے احمد یار گوندل کو floor دے دیا ہے۔ اس کے بعد آپ پوچھیں۔

سردار امجد حمید خان دستی ، میں نے پوچھا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، انھوں نے جواب دے دیا ہے۔ تو تکرار نہیں ہو گی۔ آپ بیٹھیں۔ اس کے بعد آپ پوچھیں۔ جی احمد یار گوندل صاحب۔

سردار امجد حمید خان دستی ، تو میں ان کے سوال پوچھنے کے دوران کھڑا رہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، مجھے پتا نہیں۔ آپ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ آپ کو اپنی سیٹ پر بیٹھ جانا چاہیے۔ تشریف رکھیں ۔ جی احمد یار گوندل صاحب کو میں نے floor دے دیا ہے۔ آپ نے اگلا ضمنی سوال پوچھا نہیں۔ جی احمد یار گوندل صاحب۔

چودھری احمد یار گوندل ، جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف یہ بتا سکیں گے کہ یہ پلیاں کب تک مکمل کی جائیں گی کیونکہ دو سال تو پہلے ہی گزر چکے ہیں۔ نہ زمینداروں کے پاس کشتیاں ہیں اور نہ حکومت کی طرف سے ان کو کشتیاں ہی مہیا کی گئی ہیں۔ تو کتنی دیر تک مکمل کرنے کا پروگرام ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی ، جناب والا! میں نے عرض کیا ہے کہ اس کی منظوری NESPAK سے موصول ہو چکی ہے اور اس پر کام شروع کیا جا رہا ہے اور انشاء اللہ اس سال کے آخر تک اس کو مکمل کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اس پر جلد ہی کام شروع ہو رہا ہے ۔

میاں فضل حق ، جناب والا! وزیر موصوف نے ابھی فرمایا ہے کہ یہ پل 1992ء میں خراب ہوا تھا اور نیسپاک کو estimate کے لئے بھجوا دیا گیا۔ تو میں یہ جاننا چاہوں گا کہ نیسپاک نے جو estimate تیار کئے ہیں ان کی value کیا ہے؟ آیا وہ ٹینڈر ہو گئے ہیں یا نہیں؟ اس کی progress کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، وہ پوچھ رہے ہیں کہ اس وقت پوزیشن کیا ہے کیا ٹینڈر وغیرہ ہو چکے ہیں؟

میاں فضل حق ،جناب والا! ان کی repair کے estimates کیا ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اس process پر کتنی دیر لگے گی اور اس کے estimates کیا ہیں۔

میاں فضل حق ، جناب والا! میرا سوال یہ ہے کہ نیسپاک کو یہ بھیجا گیا کہ آپ اس کا estimate لگا کر بتائیں۔۔۔۔ (قطع کلامیاں)

MR DEPUTY SPEAKER: Order please.

میاں فضل حق ، جناب والا! یہاں وزیر صحت تشریف فرما ہیں ان کی وجہ سے تھوڑا مزہ خراب ہو رہا ہے آپ ان کو فرمائیں۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی ، جناب والا! ان پلوں کی مرمت کا تخمینہ -/1,78,43,600 روپے لگایا گیا ہے نیسپاک نے اس کی clearance دے دی ہے اور میں نے عرض کیا ہے کہ کام جاری ہے۔

میاں فضل حق ، جناب والا! میرا سوال بڑا clear ہے رقم تو وزیر موصوف نے فرما دی ہے لیکن میرا سوال یہ ہے کہ کام کب شروع ہو رہا ہے کیا اس کے ٹینڈر ہو گئے ہیں یا نہیں ہوئے اور انہوں نے اس کو گورنمنٹ کے ساتھ کس طریقے سے شروع کرنے کا معاہدہ کیا ہے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی ، جناب والا! اس کی منظوری آ گئی ہے اور اب tendering پر عمل ہو گا اور اس کے بعد کام شروع ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ٹھیک۔ شکریہ۔

سردار امجد حمید خان دستی ، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر موصوف سے پوچھوں گا جہاں تک میرا ناقص علم ہے یہ جو نیسپاک ہے یہ ہماری گورنمنٹ کا ادارہ ہے یہ International monetary fund نہیں یہ کوئی foreign ادارہ نہیں یہ ہماری حکومت کے تحت ہے۔ کیا یہ ادارہ 1992ء سے انڈوں پر بیٹھا ہوا ہے کہ یہ جواب نہیں دیتا۔ اور انہوں نے کیا کیا ہے اور یہ کیسی حکومت ہے

کہ یہ جواب نہیں دے سکتے اور آپ لوگوں کو کشتیوں میں دریا پار کروا رہے ہیں۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی ، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ یہ flood ان کی حکومت کے دوران آیا تھا اور انہوں نے ہی نیسپاک کو estimate کے لئے کہا تھا کاش کہ یہ اس وقت ان سے پوچھتے کہ وہ انڈے دے رہے ہیں یا کیا کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ تو جلدی کر رہے ہیں۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی ، ہم نے تو کر دیا ہے۔ ہم اپنا process کر رہے ہیں۔

چودھری شوکت داؤد ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر ایک اہم نوعیت کا ہے اور آج کے اخبارات میں شائع ہونے والی ایک خبر سے متعلق ہے اور یہ صحافی پر پولیس تشدد سے متعلق ہے اب آپ مجھے ٹوکیں گے کہ جی یہ پوائنٹ آف آرڈر relevant نہیں اور یہ جو صحافی پر تشدد ہوا ہے اس کی آواز میں آواز ملانے کے لئے میرے خیال میں صحافی حضرات ابھی واک آؤٹ کر رہے ہیں مساوات کے سب رپورٹر منصور بخاری پر پولیس نے جو تشدد کیا ہے [*****] اگرچہ اس نے اپنا تعارف کروایا------

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ اپنا پوائنٹ آف آرڈر صرف اس حد تک محدود رکھیں اور تقریر نہ کیجئے----

آوازیں ، ان کو تقریر کرنے کا بہت شوق ہے۔

چودھری شوکت داؤد ، آپ کے کارنامے بیان کرنے کا مجھے بالکل شوق ہے۔ جناب والا! میں یہی عرض کر رہا ہوں میرا پوائنٹ آف آرڈر بھی یہی ہے کہ جب اس نے اسمبلی کا کارڈ دکھایا تو پولیس کے ایک انسپکٹر نے اس کارڈ کو دور پھینک دیا اور کہا کہ میں اس اسمبلی کو نہیں مانتا۔ [*****] جناب والا! میں آپ کو واقعہ سناتا ہوں کہ یہ جو کرسیاں پڑی ہیں میرے ساتھ ایک معزز مہمان تھا مگر سپاٹے قسم کے لوگوں نے یہ تمام کرسیاں سنبھالی ہوئی تھیں----

جناب ڈپٹی سپیکر ، شوکت داؤد صاحب! میں نے آپ کو کہا ہے کہ آپ irrelevant جا رہے ہیں۔

چودھری شوکت داؤد ، اور کسی مہمان کو ان کرسیوں پر بیٹھنے کی جرأت نہیں----

جناب ڈپٹی سپیکر ، دیکھیں آپ بیٹھیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں اس کارروائی کو "expunge"

*** (بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا)

کرتا ہوں۔

چودھری شوکت داؤد ، آپ کیسے expunge کرتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، انہوں نے جذبات میں آ کر جو تقریر کی ہے---آپ بیٹھیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ نے پوائنٹ آف آرڈر raise کرنا تھا آپ نے بتا دیا حکومت کے منہ پر طمانچہ---

چودھری شوکت داؤد ، جناب یہ سب کچھ حکومت کی وجہ سے ہو رہا ہے اور کیا ہو رہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں یہ بات غلط ہے ۔ آپ بیٹھیں ۔ آپ تشریف رکھیں---

چودھری شوکت داؤد ، حکومت کی وجہ سے ہو رہا ہے ۔ اگر حکومت encourage نہ کرے تو ان کی کیا جرأت ہے کہ ان ایوانوں کے تقدس کو پامال کریں؟ ابھی آپ دیکھ لیں ۔ ان گیلریوں میں دیکھ لیں اوپر دیکھ لیں باہر دیکھ لیں ابھی میں آپ کو دکھا سکتا ہوں میں آپ کو پولیس فورس دکھا سکتا ہوں۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر ، Have a seat please. Order please. آپ بیٹھ جائیے۔وہ ہو گیا ہے میں نے یہ اس لئے سنا ہے کہ یہ پریس کا مسئلہ تھا ورنہ میں آپ کو اجازت بھی نہ دیتا۔ یہ میں آپ کو بتا دوں۔ پریس والوں کی آڑ لے کر آپ [*****]۔ (قطع کلامیاں) مجھے فیصلہ تو کر لینے دیں۔(قطع کلامیاں)

سردار حسن اختر موکل ، آپ نے ایک معزز رکن کے بارے میں یہ جو بات فرمائی ہے ---

جناب ڈپٹی سپیکر ، شوکت داؤد صاحب! آپ ہمیشہ irrelevant بولتے ہیں آپ ایک اچھے وقت کو برے وقت میں تبدیل کرنے میں شہرت رکھتے ہیں

سردار حسن اختر موکل ، جناب سپیکر! آپ میری بات سنیے۔ آپ جیسا منجھا ہوا پارلیمنٹرین ایک معزز رکن کے بارے میں اگر یہ الفاظ استعمال کرے تو یہ نہایت قابل افسوس ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں ایسی کوئی بات نہیں---

سردار حسن اختر موکل ، جناب والا! آپ میری بات سن لیجئے۔ [*****] آپ پریس والوں کو کبھی یہاں سے نکال دیتے ہیں پریس گیلری والے واک آؤٹ کر گئے ہیں اور لوگ ہنس رہے ہیں۔

***(حکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا)

[*****] آپ یہاں پر ان لوگوں کو بولنے کی اجازت دیتے ہیں جو ماحول خراب کرتے ہیں۔ [*****] جب قانون کے مطابق آپ فیصلہ کرنا چاہتے ہیں آپ کو اس کرسی سے اٹھا دیا جاتا ہے آپ نے ایک معزز رکن کے متعلق یہ بات کر کے اچھا نہیں کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اس پر میں فیصلہ دیتا ہوں----

جناب ایس۔ اے حمید : جناب سپیکر----------

جناب ڈپٹی سپیکر : ایس۔ اے حمید صاحب! ایک منٹ۔ یہ آپ کا وقت ہے میں آپ کے لئے یہ کوشش کر رہا ہوں----- (قطع کلامیاں) میں نے رولز کے مطابق چلنا ہے میں ایسی باتیں سننے کے لیے نہیں یہاں بیٹھا ہوا میں strictly رولز کے مطابق چلوں گا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ایک process جاری تھا question hour چل رہا تھا شوکت داؤد صاحب نے اس وقت پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا انہوں نے جب پریس والوں کی بات کی تو میں نے ان کو موقع دیا اب بات تو اتنی تھی کہ انہوں نے یہ فرمانا تھا کہ پریس والوں نے پریس رپورٹر کے ساتھ زیادتی کی ہے ان کا یہ رویہ درست نہیں ہے لہذا آپ اس پر کوئی کارروائی کریں۔ بس ان کا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہونا چاہیے تھا مگر انہوں نے اس پر اپنی تقریر شروع کر دی پریس والے بھی واک آؤٹ کر گئے میں اس پر یہی گزارش کر سکتا ہوں کہ پریس والے ہمارے لیے بہت معزز ہیں وہ محترم ہیں اس کارروائی کو چلانے میں ان کا بہت بڑا حصہ ہے اگر وہ نہ ہوں تو ہماری کارروائی کوئی معنی نہیں رکھتی کیونکہ ہمارے عوام اس سے باخبر نہیں ہوں گے لہذا ان سے جو زیادتی کی گئی ہے وہ واقعی بہت بڑی زیادتی ہے کیا وزیر قانون صاحب تشریف رکھتے ہیں؟ نہیں۔ فاضل وزیر قانون صاحب آ جاتے ہیں تو میں ان کو کہوں گا۔ رانا صاحب وزیر داخلہ بھی آپ ہیں؟

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی) : جی۔ جناب والا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ جو بات ہوئی ہے یہ آپ کے نوٹس میں آ گئی ہو گی آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ اسی دوران میں شاہ نواز چیمہ اور غلام سرور خان دونوں کو میں کہوں گا کہ آپ پریس والے بھائیوں کو جا کر لے آئیں۔

***(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا)

خواجہ ریاض محمود ، جناب سپیکر! ان کی حکومت نے تو ان کو مارا ہے لہٰذا میری گزارش ہے کہ شوکت داؤد صاحب کو بھی ان کے ساتھ بھیجیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شوکت داؤد صاحب! آپ بھی ان کے ساتھ جائیں۔

چودھری شوکت داؤد ، جناب والا! میں آج کا بھی واقعہ آپ کو بتاتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ایک منٹ میری بات سنیں پھر آپ کی خبر آنے گی آپ پہلے جائیں اور ان کو منا کر لائیں۔

جناب عثمان ابراہیم ،جناب سپیکر! جناب شوکت داؤد نے جس مسئلے کی نشان دہی کی تھی۔ آپ نے اس کی اہمیت کے پیش نظر ابھی تسلیم کیا ہے کہ پریس والوں کی حاضری ایوان کا حصہ ہے ۔ ان کی ایوان میں موجودگی بہت ضروری ہے۔ اسی لیے آپ نے دو وزراء کی ڈیوٹی لگائی ہے کہ ان کو راضی کر کے واپس لائیں تو اس فیصلے کی روشنی میں آپ کے جو پرانے ریمارکس ہیں وہ redundant ہو چکے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ وہ جو آپ نے [*****] والے الفاظ استعمال کیے تھے۔ وہ کارروائی سے حذف کیے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں جناب عثمان ابراہیم صاحب کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے ان کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ پریس والے آ گئے ہیں؟ شوکت داؤد صاحب آپ گئے نہیں ؟

جناب شوکت داؤد ، میں نہیں گیا۔ آپ نے بات کو بڑھا دیا تھا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ کو جانا چاہیے ۔

جناب شوکت داؤد ، میں آپ کا احترام کرتا ہوں۔ میرا کہنے کا مقصد یہ تھا کہ جناب سپیکر! ٹھیک ہے کہ اپنی سکیورٹی کے لیے جو کیا کریں وہ کریں لیکن اس اسمبلی کا ایک تقدس ہے اور اسمبلی کے پاس سکیورٹی کا عملہ موجود ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ آنے والے کو security کا سٹاف چیک کرے نہ کہ پولیس۔ آج بھی یہ ہو رہا ہے کہ پولیس والے لوگوں کو چیک کر رہے ہیں۔ بلکہ مجھے رپورٹرز نے بتایا ہے کہ ان کو آج بھی آنے نہیں دے رہے تھے ۔ پولیس کا چیک کرنے کا کیا کام ہے۔ مہربانی فرما کر گیٹ پر اس بات کا اہتمام کریں۔

***(حکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا)

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں اسمبلی سیکرٹریٹ کو کہتا ہوں کہ اس بات کا ابھی جا کر پتا کریں کہ اگر واقعی پولیس والے ہمارے فاضل اراکین کے کارڈ دیکھ رہے ہیں تو اس بات کا ابھی نوٹس لیں۔ ایسی کارروائی نہیں ہونی چاہیے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔ اس اجلاس پر ایک نئی چیز سامنے آئی ہے کہ اسمبلی کے کمپاؤنڈ کو پولیس نے مکمل طور پر اپنا گھر بنا رکھا ہے ممبران کی جو بھی گاڑی آتی ہے۔ اس کے لیے سختی سے منع کیا جاتا ہے کہ کیونکہ چیف منسٹر صاحب نے یہاں پر تشریف لانا ہے اور ان کی حفاظت کے لیے ہم نے بندوبست کرنا ہے ۔ لہٰذا Assembly compound میں آپ اپنی گاڑی نہ لائیں اور فٹ پاتھوں پر اپنی گاڑیاں کھڑی کریں۔ جناب والا! اس بات کو واضح کر دیا جائے کہ یہ Assembly compound کس کی جاگیر ہے۔ اس کا مالک کون ہے؟ اس کے آرڈر کون ایشو کرتا ہے؟ اتنی بدتمیزی سے یہاں پر پولیس پیش آ رہی ہے یا تو ہم باہر کھڑے ہو کر جھگڑا کریں اور آپ پھر کہیں گے کہ پتا نہیں مشہوری کے لیے جھگڑا کر رہے ہیں۔ اپنے استحقاق کو استعمال کریں تو آپ پھر کہیں گے کہ اپوزیشن یہاں مسئلہ بنا رہی ہے ۔ لیکن جناب والا! اس چیز کو دیکھا جائے کہ اسمبلی کے compound میں جہاں کہ ایم۔ پی۔ اے حضرات کو گاڑیاں کھڑی کرنے کا ہمیں استحقاق ہے اور پولیس کا روکنا یا اقلیتی وزیر اعلیٰ صاحب اپنے آپ کو بچانے کے لیے اپنا بندوبست نہیں کر سکتے تو آپ کا کیا خیال ہے کہ یہاں Assembly compound میں پولیس کھڑی کرنے سے وزیر اعلیٰ صاحب اپنا حفاظتی حصار قائم کر لیں گے؟ میں ایک اور چھوٹی سی گزارش کروں گا.....

جناب ڈپٹی سپیکر ، انعام اللہ نیازی صاحب! آپ نے ایک پوائنٹ اٹھایا ہے ۔ میں نے سیکرٹریٹ سے پتا کیا ہے۔ سیکرٹری اسمبلی نے مجھے بتایا ہے کہ یہ بالکل مین گیٹ کے سامنے جو کمپاؤنڈ ہے سپیکر صاحب کے آرڈر سے یہ کیا گیا ہے کہ یہاں نہ منسٹر کی اور نہ ایم پی اے کی گاڑی کھڑی ہو اور آپ کو سائیڈ پہ جگہ دی گئی ہے۔ اس لیے اگر اپوزیشن اور حزب اقتدار دونوں کے ساتھ ایک ہی رویّہ ہے تو میرے خیال میں سکیورٹی مقاصد کے لیے ایسا کیا گیا ہے ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، اس کا مطلب یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کو جتنا خطرہ اپوزیشن سے ہے اتنا خطرہ پیپلز پارٹی کے ارکان سے بھی ہے اور اس کا کیا مقصد ہو سکتا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، تشریف رکھیں.....جناب احمد یار گوندل صاحب۔ 207-

جناب احمد یار گوندل ، سوال نمبر 207۔

رسول قادر آباد لنک کا ڈسچارج وسیع کرنے کے لیے اقدامات

*207۔ جناب احمد یار گوندل ، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا یہ درست ہے کہ رسول قادر آباد لنک کا ڈسچارج 19,000 کیوسک تھا اگر ہاں تو آیا حکومت اب ڈسچارج زیادہ کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے ا گر جواب ہاں میں ہے تو کتنا؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی(سردار مقصود احمد خان لغاری) ،

یہ درست ہے رسول قادر آباد لنک کا منظور شدہ ڈسچارج 19,000 کیوسک ہے تاہم محکمہ آب پاشی حکومت پنجاب کی ہدایت پر اس لنک کا ڈسچارج 19,000 کیوسک سے بڑھا کر 25,000 کیوسک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جس کے لیے سکیم زیر غور ہے۔

جناب احمد یار گوندل ، میرا ضمنی سوال ہے کہ ڈسچارج بڑھانے کے ساتھ ساتھ side drain بنانے کا بھی پروگرام ہے یا نہیں کہ اس علاقے میں سیم زیادہ نہ ہو جائے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی ، جو سکیم زیر غور ہے اس میں یہی دیکھا جائے گا کہ اس سے سیم تو نہیں بڑھے گی۔ کیونکہ discharge بڑھانے کا ہمارا ارادہ ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس کا discharge بڑھانا ضروری ہے۔

جناب احمد یار گوندل ، جناب والا! میں نے عرض کیا ہے کہ ا گر 19,000 کی بجائے 25,000 کیوسک پانی ہو جائے تو کیا سائیڈ پہ اس کا پانی نہیں جائے گا؟ پہلے اس کی سائیڈ ڈرین بنائی ہے وہ کیوں بنائی تھی۔ وہ 19,000 کیوسک پانی کے ڈسچارج کے مطابق بنائی گئی تھی ۔ تو کیا 25,000 کیوسک ڈسچارج کرنے پر سائیڈ ڈرین کو بڑھایا جائے گا یا پہلے والی رہے گی؟ ا گر 19,000 کی بجائے 25,000 کیوسک پانی ہو جائے گا تو اس سے سیم زیادہ نہیں ہو گی۔ یہ اس کی پہلے وضاحت کریں کہ یہ بنائیں گے یا نہیں بنائیں گے۔ جو رقبہ ضائع ہو گا اس کا کون ذمہ دار ہو گا۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی ، وہ رقبہ غیر آباد نہیں ہو گا۔ اس کی feasibility report کا مطلب ہے کہ کہیں سیم بڑھ تو نہیں جائے گی ۔ علاقہ متاثر ہوتا ہے یا نہیں۔ feasibility report تیار ہونے

کا مقصد ہی یہی ہوتا ہے کہ پہلے دیکھیں گے کہ 25,000 ہزار کیوسک سے' سیم سے زیادہ علاقہ متاثر ہوتا ہے یا نہیں؟

جناب احمد یار گوندل ، جناب والا! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، انہوں نے جواب دے دیا ہے ۔ اگر آپ مطمئن نہیں ہوتے تو اس کا میرے پاس کوئی علاج نہیں۔ انہوں نے واضح طور پر کہہ دیا ہے کہ feasibility report بن رہی ہے ۔ اس میں یہی دیکھنا پڑتا ہے کہ feasible ہے یا نہیں' قابل عمل ہے یا نہیں۔یا جس سے علاقے کے عوام کا فائدہ ہو گا۔ اگلا سوال۔

جناب احمد یار گوندل ، میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کروں گا کہ اگر 25,000 ڈسچارج دیا گیا تو اس کا اثر جہلم سسٹم پر تو نہیں پڑے گا یا کہ اس کا پانی کم کر دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں اس کی اجازت نہیں دیتا ۔ کیونکہ یہ تو feasibility report کے آنے پر ہی بتایا جا سکتا ہے۔ جی اقبال خاکوانی صاحب ۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ feasibility report میں انہوں نے فرمایا ہے کہ ابھی ہم اس پر غور کر رہے ہیں لیکن ساتھ ہی انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ 25,000 کیوسک کا ہم نے فیصلہ کر دیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ feasibility report ابھی زیر غور نہیں۔ فیصلہ ہو چکا ہے ۔ اسی لیے احمد یار گوندل صاحب بار بار دریافت کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ وضاحت کریں کہ اقبال خاکوانی صاحب کا مطلب یہ ہے کہ 25,000 کا آپ نے فیصلہ کر دیا اور feasibility report آئی نہیں۔ یہ کیسے کر دیا؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی ، اگر خاکوانی صاحب یہ جواب پڑھ لیں تو میں لکھا ہے کہ 19,000 کیوسک پانی سے 25,000 کیوسک پانی کرنے کا حکومت ارادہ رکھتی ہے۔ ہم نے تو ان کو ارادہ بتایا ہے۔ feasibility تو اس کے بعد ہی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اس کے بعد آپ کا فیصلہ ہو گا۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی ، جی ہاں!

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال ملک غلام شبیر جوئیہ صاحب کا ہے۔

ملک غلام شبیر جوئیہ، سوال نمبر 259۔

تھل کینال میں وافر / زائد پانی مہیا کرنے کے لیے اقدامات

*259۔ ملک غلام شبیر جوئیہ، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھل کینال جو ضلع میانوالی اور دیگر اضلاع کو سیراب کرتی ہے یہ ساڑھے چھ ہزار کیوسک کی نہر ہے جو کہ تقریباً 16 لاکھ ایکڑ رقبہ کو سیراب کرتی تھی اور اب اس میں مزید پانچ لاکھ ایکڑ رقبہ شامل کر دیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ نہر کا سائز نہیں بڑھایا گیا جس کی وجہ سے پانی کی وارہ بندی سارا سال جاری رہتی ہے اور غریب کاشتکاروں کو سخت مشکلات کا سامنا ہے۔

(ج) کیا حکومت مذکورہ تھل کینال کو موجودہ رقبہ کی پوزیشن کے مطابق وافر / زائد پانی مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری)۔

(الف) تھل کینال کا بنیادی طور پر منظور شدہ ڈسچارج 6,000 کیوسک مقرر کیا گیا تھا جس سے 14,72 لاکھ ایکڑ رقبے کو پانی دیا جانا مقصود تھا۔ 1965ء میں تھل کینال کی استعداد کو 16,13 لاکھ ایکڑ رقبہ کو سیراب کرنے کے لیے 6,000 کیوسک سے بڑھا کر 7,500 کیوسک کر دیا گیا۔ مختلف ادوار حکومت میں مزید رقبہ جات شامل کیے جانے کی بناء پر رقبہ 21,23 لاکھ ایکڑ تک پہنچ چکا ہے۔

(ب) اضافی رقبہ جات کے بڑے پیمانے پر شمولیت کی وجہ سے تھل کینال کو وارہ بندی پر چلایا جاتا ہے۔ تھل کینال کی وارہ بندی کو ختم کرنے کے لیے اس کی استعداد کو 10,000 کیوسک تک بڑھانا ہو گا۔

(ج) تھل کینال سے موجودہ رقبہ کو سراب کرنے کے لیے اس کی استعداد کو 10,000 کیوسک تک بڑھانا ہو گا۔ اس کے لیے feasibility report تیار کی جا رہی ہے تاہم اس کے لیے بنیادی مسئلہ اضافی پانی کی دستیابی کا ہے۔ تھل کینال کی استعداد کو بڑھانے کے منصوبہ پر

(IRSA) indus river system authority کی طرف سے clearance اور حکومت کی منظوری کے بعد عمل درآمد شروع کیا جا سکے گا۔

لیکن میں اس کی وضاحت کر دوں کہ اس کا تخمینہ ایک سو بیس کروڑ روپے کی لاگت کا ہے۔ اور جب تک (IRSA) indus river system authority سے این۔او۔سی نہیں آئے گی تب تک اس پر کام شروع نہیں ہو سکے گا۔

ملک غلام شبیر جوئیہ ، کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ 1965ء کے بعد کون سے سال میں پانچ لاکھ دس ہزار ایکڑ تھل کینال میں شامل کیا گیا ہے ؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی ، جناب والا! اس کے لیے معزز ممبر نیا سوال دیں تو میں جواب دے دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ملک غلام شبیر جوئیہ صاحب! اس کے لیے آپ نیا سوال دیں۔ انعام اللہ خان نیازی صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب والا! میں جز (ج) کے بارے میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں کہ کیا وزیر موصوف اس بات کی وضاحت کر سکیں گے کہ تھل کینال کی remodelling کا پراجیکٹ کب سے زیر غور ہے ؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی ،جناب والا! میں ان کو وثوق سے تو نہیں بتا سکتا کہ یہ کب سے زیر غور ہے' البتہ یہ کافی دیر سے زیر غور ہے۔ میں اس کے problems کے بارے میں ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ ہمارے پنجاب کا ایک شیئر ہے جس کے مطابق ہمیں پانی ملتا ہے۔ اب جب ہم ساڑھے سات ہزار کیوسک سے دس ہزار کیوسک تک پانی بڑھائیں گے تو لامحالہ کسی اور حصے سے ان کو پانی کاٹ کر دینا پڑے گا یا پھر IRSA سے ہمیں clearance لینی پڑے گی اور اگر یہ clearance ہمیں مل جاتی ہے تو مزید پانی جتنا ملے گا اسی حساب سے ہم اس کو بڑھا سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، انعام اللہ نیازی صاحب کا سوال یہ ہے کہ یہ مسئلہ کب سے ہے ؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی ، جناب یہ مسئلہ تو بہت پہلے کا ہے 'بہت پرانا ہے ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ

اس سوال کے جز (ج) کا جواب تو سیکرٹری صاحب نے ان کو لکھ دیا ہے لیکن جو سب سے اہم بات ہے وہ یہ ہے کہ تھل کینال کی remodelling کے پراجیکٹ کے بارے میں بھی information یہاں فلور پر ہمیں فراہم کی جائے۔ اگر وزیر موصوف کو معلوم نہیں تو وہ اپنے محکمے کے سیکرٹری صاحب سے پوچھ سکتے ہیں چٹ بازی تو پہلے ہی ہو رہی ہے کیونکہ یہ ایک اہم point ہے کہ تھل کینال کی remodelling کب سے شروع ہے؟ یہ feasibility کب سے بننا شروع ہے؟

جناب وزیر آبپاشی و قوت برقی ، جناب والا! یہ جب water accord ہوا ہے اس کے بعد سے شروع ہے۔ تقریباً دو سال ہو چکے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب والا! میں اس دو سال کو یہاں پر چیلنج کرتا ہوں۔ اس دو سال کی feasibility کے جواب کو میں فلور پر چیلنج کرتا ہوں۔ میں اس بارے میں تحریک استحقاق move کروں گا کہ یہ جواب غلط ہے کیونکہ میں اس کا عینی شاہد ہوں کہ یہ رپورٹ 1989ء میں بنی' 1989ء میں remodelling of تھل کینال کا پراجیکٹ شروع کیا گیا تھا اور اس پر اریگیشن ڈیپارٹمنٹ لاکھوں روپے بٹور چکا ہے۔ بار بار اریگیشن ڈیپارٹمنٹ نے remodelling of تھل کینال کے لیے feasibility بنائی---

جناب ڈپٹی سپیکر ، نیازی صاحب! اگر آپ کو علم ہے کہ یہ feasibility report 1989 میں بنی ہے تو پھر کیا آپ وزیر موصوف کا امتحان لے رہے ہیں؟

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جی ہاں۔ تاکہ معلوم ہو سکے کہ [*****]

جناب ڈپٹی سپیکر ، نیازی صاحب آپ تشریف رکھیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں آپ کی توجہ Rules of Procedure صوبائی اسمبلی پنجاب کے رول 50 کی طرف دلاتا ہوں۔

50. When a starred question has been answered, any member may ask such supplementary questions as may be necessary for the elucidation of the answer,.....

یعنی آپ اس کی مزید چھان بین کے لیے ' elucidation کے لیے ضمنی سوال کر سکتے ہیں۔ یہ کب کرنا ہے؟ اس وقت جب آپ کو پتہ نہیں چلتا۔ آپ کو علم نہ ہو تو آپ ان سے اس کی مزید وضاحت کروا سکتے ہیں جب آپ کو پہلے ہی سے علم ہے کہ اصل مسئلہ یہ ہے تو پھر آپ اس طرح ضمنی

***(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا)

سوال نہیں کر سکتے۔ لہٰذا میں اس کو disallow کرتا ہوں۔ (مداخلت)

نیازی صاحب! آج آپ نے بڑے اچھے طریقے سے ابتداء کی تھی لیکن ابھی پھر اسی انداز پر آ گئے ہیں۔ جب سپیکر بول رہا ہو تو آپ کو بیٹھ جانا چاہیے اور سپیکر کی بات کو سننا چاہیے۔ لیکن یہاں میں بھی بول رہا ہوں اور آپ بھی بول رہے ہیں تو میں فاضل اراکین کو صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ایک سوال آپ نے کیا اگر اس کے جواب سے آپ مطمئن نہیں اور مزید وضاحت چاہتے ہیں تو اسی دائرہ کے اندر رہتے ہوئے آپ وزیر موصوف سے ضمنی سوال کر سکتے ہیں لیکن اگر آپ کو پہلے ہی اس ساری بات کا علم ہے تو مزید اس کو امتحان میں ڈالنے کے لیے آپ ایسا سوال نہیں کر سکتے۔ یہ بات سب حضرات اپوزیشن اور صاحب اقتدار کے لیے یکساں ہے۔

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار محمد عارف نکئی صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ۔

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب والا! ہمارے فاضل رکن نے ابھی یہ الفاظ یہاں پر کہے ہیں کہ [*****]۔ براہ کرم ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب والا! میں نے کوئی ایسے غلط الفاظ تو استعمال نہیں کیے۔ لہٰذا انہیں کارروائی سے حذف نہ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ نیازی صاحب سردار عارف نکئی صاحب آپ سے بڑے ہیں اور ان کی بات بھی جائز ہے لہٰذا اس کو مان لیا جائے۔ کسی پر ایسے ہی الزام لگا دینا مناسب نہیں ہے۔ یہ الفاظ کارروائی سے حذف تصور کیے جائیں۔

ملک غلام شبیر جوئیہ: جناب والا! ابھی وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ بہت پرانا مسئلہ ہے۔ تھل کینال سے تین چار ضلعے آباباش ہوتے ہیں۔ اتنے پرانے عرصے سے وہاں وارہ بندی چل رہی ہے کیا اس کے متبادل کوئی انتظام کیا گیا ہے یا نہیں؟ حالانکہ دریائے سندھ میں نو لاکھ کیوسک تک پانی چلتا ہے اور اس وقت بھی ہماری نہروں میں وارہ بندی ہوتی ہے تو میں وزیر صاحب سے یہ پوچھتا ہوں کہ اس

***(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا)

علاقے میں چار ضلعوں کے لیے انہوں نے کوئی آبپاشی کا متبادل انتظام کیا ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی ، جناب والا! اس کی استعداد کو دس ہزار کیوسک پانی تک بڑھانے کا ہمارا ارادہ ہے لیکن جیسے میں نے عرض کیا جب ایک water accord ہوا ہے پنجاب کے لیے پانی کا ایک شیئر ہے۔ جب تک ہمیں IRSA سے کلیرنس نہیں ملتی ۔ اس وقت تک ہم اس کی استعداد کو مزید بڑھا نہیں سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، یعنی آپ اس وارہ سسٹم کو ختم کرنے کے لیے یہ بڑھا رہے ہیں؟

وزیر آبپاشی و برقی قوت ، جناب والا! میں تو یہ گزارش کروں گا کہ ان کے سیاسی دباؤ کی وجہ سے ہی اس میں مزید رقبہ جات کا اضافہ کرتے گئے ہیں جس کی وجہ سے آج ان کو یہ مسائل پیش آ رہے ہیں ورنہ نہر کی وجہ سے یہ مسئلہ نہیں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی' خاکوانی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، جناب سپیکر! صحافت جمہوریت کا ایک اہم ستون ہے۔ پریس کو منانے کے لیے آپ نے جو ٹیم بھیجی تھی غالباً وہ وزراء صاحبان یہاں تشریف فرما ہیں ۔ آپ ان سے پوچھیں کیونکہ ابھی تک اجلاس کی کارروائی پریس کے بغیر چل رہی ہے ۔ آپ اس کا نوٹس لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ٹھیک ہے۔ جی غلام سرور خان صاحب۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (جناب غلام سرور خان) ، جناب سپیکر! ہم نے پریس کے دوستوں کی شکایات سنی ہیں ۔ ان کا مطالبہ بھی سنا ہے ہمارے جو منسٹر امور داخلہ کا محکمہ نمٹا رہے ہیں ہم نے ان سے مشورہ کیا ہے وہ فائنل decision لینے کے لیے سپیکر صاحب کے پاس گئے ہیں ۔ واپسی پر گوش گزار کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ۔ جی' غلام شبیر صاحب ۔

ملک غلام شبیر جوئیہ ، جناب والا! میں وزیر موصوف سے گزارش کرتا ہوں کہ میاں نواز شریف صاحب نے سندھ پنجاب کے پانی کا فیصلہ کیا ہے۔ اس کو آپ مانتے ہیں تو پھر سندھ پنجاب کے پانی کا

مسئلہ ختم ہو چکا ہے۔اس کے مطابق نہر کا پانی بڑھایا جائے اور آپ بڑھا سکتے ہیں اس میں clearance کی کوئی بات نہیں۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی ، جناب والا! شاید میرے فاضل دوست میری بات سمجھ نہیں سکتے ۔ جو water accord ہو چکا ہے اس میں ہمارا ایک شیئر ہے جب ہم ساڑھے سات ہزار سے 10,000 کیوسک پانی بڑھائیں گے تو اڑھائی ہزار کیوسک ہمیں اپنا شیئر کہیں سے لینا پڑے گا اور یہ water accord کی بات کر رہے ہیں میں تو اس کی detail میں بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔ لیکن water accord میں پنجاب کو جتنا نقصان میاں نواز شریف صاحب نے پہنچایا ہے شاید ہی کبھی پنجاب کو اتنا نقصان پہنچا ہو ۔ ہمارا شیئر اور صوبوں کو دے دیا گیا۔

سردار حسن اختر موکل ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ اسمبلی میں ریڈیو ، ٹیلی فون یا اس قسم کی کوئی چیز لائی جا سکتی ہے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں لائی جا سکتی۔

سردار حسن اختر موکل ، جناب والا! اگر نہیں لائی جا سکتی تو ان معزز اراکین کو تنبیہہ فرمایئے جو Paktel اٹھائے ہوئے آتے ہیں اور ہر دوسرے لمحے گھنٹی بجتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اس پر پہلے بھی رولنگ آ چکی ہے۔ کوئی فاضل رکن اپنے ساتھ ریڈیو یا Paktel نہیں رکھ سکتے۔ اگر کسی کے ہمراہ ہے تو لابی میں جا کر بات کر سکتے ہیں ۔ وہاں ہی اپنے Paktel رکھا کریں کیونکہ یہ بات اس ہاؤس کے تقدس کے خلاف ہے۔ مہربانی شکریہ۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی ، جناب والا! ان کا بہت اہم سوال تھا میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ اس حوالے سے کالا باغ ڈیم بننا بہت ضروری ہے ۔ جب تک water accord میں ہمارا شیئر نہیں بڑھے گا ۔ اسی water accord کے حوالے سے میں عرض کر رہا ہوں اس میں شیئر کا ذکر تو ہے لیکن کالا باغ کا ذکر بھی نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی' رانا اکرام ربانی صاحب! پریس کے دوستوں کے واک آؤٹ کا جو مسئلہ ہے اس بارے میں آپ ہاؤس کو بتائیں۔

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی) ، جناب والا! آپ کی ہدایت کے مطابق غلام سرور خان صاحب اور چیمہ

صاحب تشریف لے گئے تھے۔ تفصیل پریس کے دوستوں نے یہ بتائی ہے کہ کل صحافی حضرات جب رپورٹنگ کے لیے یہاں تشریف لا رہے تھے تو پولیس کے کچھ ملازمین نے ان کے کہنے کے مطابق ان سے بد زبانی اور بدسلوکی کی اور اس کے بعد ان کو تھانے لے جا کر کار سرکار میں مداخلت کا پرچہ درج کر دیا۔ اس پر انھوں نے احتجاج کیا ہے۔ کچھ بات کرنے سے پیشتر میں چاہتا تھا کہ میں confirm کر لوں کہ اس پر سپیکر صاحب اور لاہنسٹر صاحب کیا کارروائی کرنا چاہتے ہیں اور کیا کی جائے گی تاکہ اس کے مطابق میں یہاں ایوان میں یقین دہانی کرا سکوں۔ لاء منسٹر اور سپیکر صاحب تشریف فرما ہیں انھوں نے ڈی آئی جی لاہور کو فوری طور پر اپنے دفتر میں بلا لیا ہے۔ سپیکر صاحب نے مجھے یہ ہدایت فرمائی ہے کہ میں حکومت کی ایماء پر یہ یقین دہانی کراؤں کہ اس واقعے کے متعلقہ ذمہ دار لوگوں کے خلاف ابھی action لیا جائے گا۔ میری اس یقین دہانی کے بعد میں صحافی دوستوں سے گزارش کروں گا اور توقع رکھتا ہوں کہ وہ اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کے لیے ایوان میں تشریف لائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا اکرام ربانی صاحب کی assurance کے بعد میرے خیال میں پریس والوں کو اپنی ڈیوٹی کے لیے پریس گیلری میں تشریف لے آنا چاہیے۔ کیونکہ انھوں نے یقین دہانی کرائی ہے کہ حکومت اس پر فوری نوٹس لے رہی ہے انشاء اللہ تعالیٰ جس نے قانون کی خلاف ورزی کی ہے اس کے خلاف سخت action لیا جائے گا۔

سید تابش الوری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمایئے۔

سید تابش الوری: جناب سپیکر! آپ سے بہتر کوئی نہیں جانتا کہ اس اسمبلی کی بلڈنگ اور اس کی precincts کی command سپیکر کے پاس ہوتی ہے۔ اس کا یہ بنیادی فرض ہے کہ اراکین اسمبلی ہوں یا صحافی حضرات جو ایوان کی کارروائی کا حصہ ہوتے ہیں ان کے تحفظ کا اہتمام کرے۔ یہ پہلا واقعہ نہیں کہ پولیس نے اسمبلی کے اندر اسمبلی کی عمارت اور precincts میں مداخلت کر کے اس ایوان کے تقدس کو مجروح کیا ہے اور جناب والا! اگر آپ تحفظ فراہم نہیں کر سکتے تو نہ یہاں اراکین اسمبلی اپنی نمائندگی کا فرض ادا کر سکتے ہیں اور نہ صحافی حضرات رپورٹنگ کا فرض غیر جانبداری اور دباؤ کے بغیر ادا کر سکتے ہیں۔ اگر ایسا ہونے لگا تو یہاں کوئی صحافی عمارت میں داخل ہونے کی بھی جرأت نہیں کرے گا۔ اس لیے یہ بڑا سنگین معاملہ ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ ذاتی طور اس معاملے میں نہ صرف اس

particular معاملے میں دلچسپی لیں بلکہ آئندہ کے لیے پولیس کو تنبیہ کی جائے کہ وہ اسمبلی precincts میں کسی آدمی کو بھی آپ کی اجازت کے بغیر گرفتار نہ کر سکے خاص طور صحافی رکن اسمبلی یا جو اسمبلی کا متعلقہ سٹاف ہے اس کے خلاف سپیکر کی اجازت کی بغیر کارروائی نہیں کی جانی چاہیے۔ یہاں پر آزادی کے ساتھ کوئی آدمی بھی اپنا پیشہ ورانہ فرض یا اپنا عوامی فرض ادا نہیں کر سکے گا۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ آپ اس سلسلے میں سخت نوٹس لیں اور یہ اہتمام کریں کہ آئندہ اس قسم کی شکایات کا اعادہ نہ ہو سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، انشاء اللہ اس قسم کی بات کا اعادہ نہیں ہو گا اور بحیثیت سپیکر میں اس کا سخت نوٹس لیتا ہوں ۔ اور جس کسی نے بھی یہ کارروائی کی ہے اس کے خلاف جیسا کہ رانا اکرام ربانی صاحب نے جن کے پاس ہوم ڈیپارٹمنٹ ہے فرمایا ہے کہ ان کے خلاف سخت سے سخت action لیا جائے گا۔ میں بالکل آپ کے ساتھ ہوں اور یہ صحافی برادری تو ہمارے لیے بہت قابل احترام ہے۔ نہ صرف اسمبلی کی حدود کے اندر بلکہ ملک کے کسی حصے میں بھی ان کا آنا جانا یا ان کو روکنا میرے خیال میں انسانی اقدار کے خلاف ہے۔ اب ہم آگے چلیں۔ اگلا سوال بھی ملک غلام شبیر صاحب کا ہے۔ جی ملک صاحب۔

ملک غلام شبیر جوئیہ ، جناب والا! میں سابقہ سوال کی بات کروں گا۔ وزیر موصوف فرما رہے تھے کہ جب تک کالا باغ ڈیم نہیں بنے گا -----

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں اب آپ اگلے سوال پر چلیں ناں۔

ملک غلام شبیر جوئیہ ، جناب والا! میں اس کی تھوڑی سے گزارش کر دیتا ہوں چونکہ ہمارے پانی کا مسئلہ کالا باغ ڈیم سے ہے۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ کالا باغ ڈیم بنے اس وقت صوبہ سرحد میں بھی آپ کی حکومت ہے ----

جناب ڈپٹی سپیکر ، میرے خیال میں آپ اس issue کو بند کریں اور اگلے سوال پر آئیں ۔ پھر اور تقاریر شروع ہو جائیں گی ۔ کوئی کہے گا کہ آپ کی حکومت نے نہیں بنایا کوئی کہے گا کہ آپ نے نہیں بنایا ۔ ملک صاحب براہ مہربانی اگلا سوال کریں ۔

ملک غلام شبیر جوئیہ ، ٹھیک ہے۔ جناب والا! سوال نمبر 260 ۔

میانوالی کے رقبے کو سیراب کرنے کے لیے اقدامات

*260۔ ملک غلام شبیر جوئیہ، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چشمہ رائٹ کینال صوبہ پنجاب اور صوبہ سرحد کے رقبہ کو سیراب کر رہی ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ درست ہے کہ ضلع میانوالی کا ہزاروں ایکڑ رقبہ چشمہ رائٹ کینال کے پانی سے سیراب ہو سکتا ہے۔ اگر ہاں تو آیا حکومت میانوالی کے رقبے کے سیراب کرنے کے لیے بندوبست کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری)،

(الف) چشمہ رائیٹ بنک کینال (C.R.B.C) صوبہ سرحد اور صوبہ پنجاب کے رقبہ جات کو سیراب کرنے کا ایک منصوبہ ہے جو واپڈا کے زیر تکمیل ہے۔ منصوبے پر تین سٹیجوں Stage-1, (Stage-11 & Stage-111) میں عمل در آمد ہو رہا ہے۔ سٹیج 1 اور 11 جو کہ صوبہ سرحد کے رقبہ جات کو سیراب کرتے ہیں۔ تقریباً مکمل ہو چکے ہیں۔ سٹیج 111 کا کچھ حصہ صوبہ سرحد میں ہے اور باقی حصہ صوبہ پنجاب کے ضلع ڈیرہ غازی خان کے رقبہ جات کو سیراب کرے گا۔ اس سٹیج پر عمل در آمد کے لیے واپڈا نے ابتدائی کام شروع کیا ہے۔

(ب) چشمہ رائٹ کینال سٹیج 111 کا حصہ جو صوبہ پنجاب میں واقع ہے اس سے ضلع میانوالی کے رقبہ جات کو سیراب نہیں کیا جا سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

ملک غلام شبیر جوئیہ، جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ چشمہ رائٹ کینال میانوالی سے نکل رہی ہے یا کسی اور جگہ سے؟ پہلی بات تو یہ ہے کہ چشمہ رائٹ کینال میانوالی سے ہی نکل رہی ہے اور میانوالی کا وہی ہزاروں ایکڑ رقبہ جس کی میں نے نشان دہی کی ہے اسی رقبے کو چیرتی ہوئی جا رہی ہے لیکن پانی وہ صوبہ سرحد اور ڈیرہ غازی خان کو دے رہی ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ گزارش کروں گا کہ صوبہ پنجاب میں اگر ضلع میانوالی شامل ہے تو اس کو پانی نہ دیے جانے کی وجہ کیا ہے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! میانوالی پنجاب کا ہی ضلع ہے اس کی وجہ تو یہ خود جانیں

کیونکہ مجھ سے پہلے کا یہ کام جاری ہے چشمہ رائٹ کینال کی پرانی سکیم ہے اس کی اصل وجہ تو ان کی حکومت کو ہی معلوم ہو گی کہ کیا وجوہات تھیں کہ میانوالی کو انہوں نے شامل نہیں کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اس کی یہ وجہ تو نہیں کہ یہ for that purpose ہی وہاں سے نکالی گئی ہو اور شروع سے ہی میانوالی اس سکیم میں آتا ہی نہ ہو۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی ، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہاں پر پانی پہنچتا ہی نہ ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جواب کے جز (ب) میں بھی یہ لکھا ہوا ہے کہ چشمہ رائٹ کینال سٹیج III کا حصہ جو صوبہ پنجاب میں واقع ہے اس سے ضلع میانوالی کے رقبہ جات کو سیراب نہیں کیا جا سکتا ۔اور یہ واضح طور پر لکھا ہوا ہے اور یہ صوبہ سرحد اور ڈیرہ غازی خان کے علاقے کے لیے ہیں اس میں مزید پانی نہیں۔ اب جس مقصد کے لیے ایک منصوبہ بنایا گیا ہے انہوں نے اس کے متعلق بتا دیا ہے۔

ملک غلام شبیر جوئیہ ،جناب والا! اس سے پہلے جو سوال تھا اس میں وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ تھل کینال کا discharge 6,000 کیوسک پانی تھا جس سے 14 لاکھ 72,000 ایکڑ رقبہ کو پانی دیا جانا مقصود تھا اور اس میں انہوں نے یہ فرمایا کہ اتنے لاکھ ایکڑ رقبہ اور جمع ہو گیا اور اس پر ہم نے اس کا ڈسچارج 7,500 کر دیا اور اب یہ رقبہ تقریباً 21 لاکھ ایکڑ ہو گیا ہے اور اب اس کا ڈسچارج بھی 10,000 کیوسک تک کیا جا رہا ہے ۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ میں جو چشمہ رائٹ کینال کے متعلق عرض کر رہا ہوں کہ ایک تو وہ رقبہ--------

جناب ڈپٹی سپیکر ، جوئیہ صاحب! بات یہ ہے کہ اس قسم کے معاملات پالیسی matter ہوتے ہیں۔ وزیر از خود اس پر کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ سردار ذوالفقار علی کھوسہ صاحب یہاں تشریف فرما ہیں ان کو بھی پتا ہے کہ ایسے معاملات ہمیشہ کابینہ میں جاتے ہیں اور کافی ریہرسل کے بعد اس پر فیصلہ کیا جاتا ہے اس لیے میرے خیال میں ہمیں اب اگلے سوال کی طرف آنا چاہیے۔

ملک غلام شبیر جوئیہ ، جناب والا! جو پالیسی اوپر سے آئی ہے میں اس کی وضاحت چاہتا ہوں کہ ہمارے رقبے کو اس میں کیسے نکالا گیا ہے اور اگر نکالا گیا ہے تو اس کی وضاحت کی جائے کہ کیوں نکالا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں اس کی اجازت نہیں دیتا ۔ اگلا سوال ۔ سید تابش الوری۔

سید تابش الوری ، سوال نمبر 476

انسداد رشوت ستانی کے تحت مقدمات

*476- سید تابش الوری ، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) جولائی 1993ء سے اب تک صوبہ میں ان کی وزارت کے ماتحت محکموں میں رشوت و بدعنوانی کی کتنی شکایات موصول ہوئیں۔ ان کی الگ الگ نوعیت کیا تھی اور ان میں الگ الگ کتنی رقم کا معاملہ تھا۔

(ب) ان شکایات پر الگ الگ کیا کارروائی ہوئی کس کس شکایت کو محکمانہ کارروائی کے لیے رکھا گیا اور کس کس شکایت پر انسداد رشوت ستانی کے تحت کس کس تاریخ کو مقدمہ درج کیا گیا؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری) ،

(الف) جولائی 1993ء سے اب تک محکمہ آبپاشی اور محکمہ رشوت ستانی کو افسران اور اہلکاران محکمہ آبپاشی کے خلاف بدعنوانی اور رشوت ستانی کے الزامات میں کل 137 درخواستیں موصول ہوئیں ان میں سرکاری رقوم کی خورد برد رشوت وصول کرنے سرکاری پوزیشن کا ناجائز فائدہ اٹھانے جیسے الزامات عائد کیے گئے ہیں۔

(ب) ان شکایات پر باقاعدہ انکوائری کے بعد 25 شکایات پر مقدمات درج کیے گئے اور 4 شکایات محکمانہ کارروائی کے لیے ارسال کی گئی ہیں۔ بقایا پر محکمہ انسداد رشوت ستانی میں انکوائری ہو رہی ہے۔

نوٹ ، جزو (الف) اور (ب) کی تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

چودھری شوکت داؤد ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں صحافی برادری کے متعلق آپ کی خدمت میں بات کرنا چاہتا تھا ابھی ان کی طرف سے پیغام بھی آیا ہے اسی لیے میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں۔ میرا تو یہ بھی خیال تھا کہ سرکاری بنچوں کی طرف سے جناب غلام سرور خان صحیح صورت حال سے ایوان کو آگاہ کریں گے۔ جب غلام سرور خان صاحب، چیمہ صاحب، گھمن صاحب اور میں ان کے پاس گئے تو ہم ان سے یہ طے کر کے آئے تھے کہ ان پولیس افسران کو فوری طور پر معطل کروایا جائے گا اور پھر اس کے بعد اس معاملے کی انکوائری کی جائے گی اور یہ ہم باہر commit کر کے آئے تھے۔

ابھی یہاں چونکہ اور انداز میں بات کی گئی ہے صحافی برادری کی طرف سے پیغام یہ ہے کہ ابھی تک ان کا بائیکاٹ جاری ہے آگے آپ کی مرضی ہے سرکاری بنچز اس پر جو کارروائی مناسب سمجھیں کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میرے خیال میں صحافی برادری کو بائیکاٹ ختم کر دینا چاہیے۔ رانا اکرام ربانی صاحب نے بھی ہاؤس میں یہی یقین دہانی کروائی ہے کہ وزیر قانون صاحب ٹیلی فون پر رابطہ کیے ہوئے ہیں اصل صورت حال معلوم ہونے پر وہ فوری طور پر ایکشن لیں گے ۔ میرے خیال میں وہ تشریف لے آئیں وزیر قانون صاحب یہاں تشریف لا رہے ہیں ہم ان سے یہاں ایوان میں یہ دریافت کریں گے اس کے باوجود اگر ان کی تسلی نہ ہو پھر بھی وہ واک آؤٹ کر سکتے ہیں ۔

چودھری شوکت داؤد ، جناب والا! میں یہاں پر اس بات کی وضاحت کر دوں کہ یہ ہماری طرف سے افہام وتفہیم کے لیے ایک قدم تھا ۔ ورنہ یہی بات جو میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر کی ہے اس کو میں تحریک استحقاق کی صورت میں بھی لا سکتا تھا ۔ کیونکہ اس سے نہ صرف ایک صحافی کا استحقاق مجروح ہوا ہے بلکہ ہمارا بھی استحقاق مجروح ہوا ہے کیونکہ یہ کارڈ اسمبلی کے سپیکر کی طرف سے جاری کیا گیا تھا ۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ لیکن میں نے یہ تحریک اس لیے نہیں دی کہ ہم چاہتے تھے کہ ایوان کی فضا بہتر رہے ایوان کی کارروائی چلتی رہے اور کوئی ایسی بات ہماری طرف سے نہ ہو جس سے ایوان کی فضا خراب ہو جائے ۔

وزیر صحت ، جناب والا! چودھری شوکت داؤد صاحب نے جن خیالات کا اظہار فرمایا ہے کہ انھوں نے افہام وتفہیم کی فضا کو برقرار رکھنے کے لیے تحریک استحقاق پیش نہیں کی میں اس بات کو قابل تحسین قرار دیتے ہوئے ان کی توجہ ان کے اپنے طرز عمل کی طرف مبذول کراؤں گا۔ جناب سپیکر! بڑی مشہور کہاوت ہے کہ "Action speaks louder than word". ہر روز افہام و تفہیم کا مظاہرہ جو ہم دیکھتے ہیں آپ دیکھتے ہیں اور پنجاب کے عوام دیکھتے ہیں------

چودھری شوکت داؤد ، جناب والا! میں اس سلسلے میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں------

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں۔ انہوں نے آپ کے متعلق کچھ نہیں فرمایا۔

وزیر صحت ، جناب والا! اگر ان کو اعتراض ہے تو میں اپنے الفاظ واپس لے لیتا ہوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ کی یہ بات قابل تحسین تھی--------

رانا محمد اقبال خان ، ہمیں معلوم ہے کہ رانا صاحب اچھی بات ہی کریں گے------

وزیر صحت ، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میں چودھری شوکت صاحب کے جذبے کو قابل تحسین اور ان کے اس اظہار کو بھی قابل قدر قرار دیتا ہوں اور اگر ان کو اعتراض ہے تو میں ان سے معذرت کے ساتھ اپنے الفاظ واپس لے لیتا ہوں۔ جناب والا! ایک واقعہ جو ہمارے علم میں آیا وہ یقیناً افسوس ناک تھا اس کے بعد انہوں نے سپیکر صاحب کے حوالے سے تحریک استحقاق پیش کرنے کی بات کی ۔ میں نے بھی یہی مناسب سمجھا کہ یہاں پر کوئی بات کرنے سے پیشتر میں سپیکر صاحب کے علم میں یہ بات لاؤں ۔ وہاں پر وزیر قانون بھی موجود تھے میں نے یہی عرض کیا تھا کہ فوری طور پر انہوں نے ڈی آئی جی کو اپنے آفس میں بلا لیا ہے اور اس کے بعد وہ جو ایکشن لے لیتے ' ہماری خواہش تھی کہ ایکشن لیے جانے کے بعد ایوان میں اعلان کیا جاتا کہ صحافیوں کی شکایت کے پیش نظر حکومت نے متعلقہ ذمہ دار لوگوں کے خلاف ایکشن لے لیا ہے------

جناب ڈپٹی سپیکر ، میرے خیال میں یہ بڑی واضح بات ہے------

وزیر صحت ، ابھی ایوان چل رہا ہے اور ہم ایوان میں موجود ہیں------

جناب ڈپٹی سپیکر ، کیونکہ ایک بات ہمارے نوٹس میں آئی ہے کہ واک آؤٹ کیا گیا ہے اس پر رانا اکرام ربانی صاحب نے یقین دہانی بھی کروا دی ہے لیکن انہوں نے کہا ہے کہ معاملے کا تھوڑا سا پتا کر لینے دیجئے One should not be condemned unheard بات سنے بغیر ایکشن لینا مناسب نہیں۔ اس لیے اس کے لیے تھوڑا سا وقت چاہیے ۔ میرے خیال میں اس دوران صحافی حضرات تشریف لے آئیں۔ اس کے بعد جب ایوان کے فلور پر ان کو یہ بتایا جائے گا کہ یہ ایکشن لیا گیا ہے۔ اگر اس کے باوجود وہ مطمئن نہ ہوں تو پھر بھی وہ واک آؤٹ کر سکتے ہیں اس دوران وہ تشریف لے آئیں۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر! مجھے معلوم نہیں کہ وزراء اور صحافیوں کے درمیان کیا مذاکرات ہوئے ہیں لیکن مجھے تحریری طور پر کہا گیا ہے کہ وفد کے ساتھ جو مذاکرات کی روشنی میں جو یقین دہانی کروائی گئی تھی اس کے مطابق اگر اعلان نہیں ہوتا تو ہم ایوان کی کارروائی میں حصہ نہیں لیں گے۔ وہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ وفد کے ساتھ جو مذاکرات ہوئے ہیں اور انہوں نے جو یقین دہانی کروائی ہے مجھے یہ بھی نہیں معلوم کہ کیا یقین دہانی کروائی ہے ؛ وہ اگر یہاں پر دہرا دی جائے تو ان کے مطالبے کی تکمیل ہو جائے گی اور وہ تشریف لے آئیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جناب غلام سرور خان صاحب۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (جناب غلام سرور خان) : جناب والا! صحافی برادری نے ہمارے علم میں جو بات لائی ہے۔ کل صبح ایک پریس رپورٹر صاحب تشریف لا رہے تھے۔ گیٹ پر انہیں پولیس ملازمین نے روکا۔ انہوں نے اپنا اسمبلی کارڈ اس پولیس افسر کو دکھایا۔ اس نے وہ کارڈ لے کر نیچے پھینک دیا اور بحث و تکرار شروع ہو گئی۔ لازمی بات ہے کہ بات گالی گلوچ تک بھی گئی ہو گی۔ ہمارے صحافی بھائی کے اس طرز عمل پر پولیس نے کچھ زیادہ ہی ناراضگی کا اظہار کیا۔ وہ انھیں تھانے میں لے گئے بقول ان کے تھانے ان پر تشدد بھی کیا گیا اور ساتھ ہی ساتھ دفعہ 186 کے تحت ان کے خلاف کار سرکار میں مداخلت کا پرچہ دیا گیا۔ ہمارے پریس کے نمائندے یہ چاہتے تھے کہ وہ ذمہ دار لوگ جن کی موجودگی میں صحافی برادری کے ایک رکن کے ساتھ یہ زیادتی ہوئی۔ کارڈ دکھانے کے باوجود اسے روکا گیا۔ نہ صرف صحافی برادری کے اس رکن کی insult کی گئی بلکہ اس معزز ایوان کی بھی insult کی گئی۔ (شیم شیم) تو وہ یہ چاہتے تھے کہ اس اہلکار کو maximum punishment ملنی چاہئے۔ لیکن اس بات پر اتفاق ہوا کہ ان پولیس افسران کو یا جو بھی پولیس اہلکاران تھے ان کی معطلی ہو گی اور اس کے بعد انکوائری ہو گی۔ اگر انکوائری میں وہ بری ہوتے ہیں تو لازمی بات ہے کہ وہ re-instate بھی ہو جائیں گے۔ تو میں نے یہ بات آگے ہوم منسٹر جو کہ ہمارے امور داخلہ یہاں look after کرتے ہیں ان کے گوش گزار کی۔ انہوں نے کہا کہ میں یہ بات سپیکر صاحب سے discuss کروں گا اور سپیکر صاحب سے ان کی جو discussion ہوئی ہے وہ انہوں نے آپ کے سامنے سارے حالات رکھ دیے ہیں۔ آپ custodian of the House ہیں آپ نے اس پر ایکشن لینا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : لاء منسٹر صاحب! آپ اس بارے میں کیا کہنا چاہتے ہیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر : جناب والا! میری استدعا یہ ہو گی کہ ہم آپ ہی کے کہنے پر صحافی برادری کے پاس گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میں بات کو سمجھ گیا ہوں اور میں ابھی فیصلہ کر دیتا ہوں۔ جی وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون : جناب والا! مجھے ابھی باہر رانا اکرام ربانی صاحب اور شاہنواز چیمہ صاحب نے مطلع کیا کہ اس طرح کا کل کوئی واقعہ ہوا ہے۔ واقعے کی جو تفصیلات ہیں وہ بھی انھیں ابھی پوری طرح معلوم نہیں تھیں۔ انہوں نے جس انداز میں مجھے واقعہ بتایا اس حوالے سے میں نے ڈی آئی جی صاحب کو پیغام

دے دیا ہے۔ وہ آفس میں موجود نہیں اور ان کو ایکشن کے حوالے سے بھی ان کو ہدایات دے دی ہیں۔ ابھی کوئی گھنٹے تک وہ یہاں اسمبلی ایوان میں آکر ایکشن کے بارے میں مجھے مطلع کریں گے اور میں ایوان کو آگاہ کروں گا۔ ایکشن آج ہی لیا جائے گا۔ اور آج کے سیشن کے دوران ہی ایوان کے اندر آگاہ کردیا جائے گا۔ اس لیے میری گزارش ہے کہ پریس کے جو حضرات ہیں انھیں پریس گیلری میں واپس آنے کی استدعا کی جائے۔ میں ایکشن کی یقین دہانی کرواتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، لیکن ان کا مطالبہ یہ ہے کہ ہمارے ساتھ اس ٹیم نے جو طے کیا ہے کہ ان کو فوری معطل کیا جائے گا اور پھر انکوائری کی جائے گی۔ جیسا کہ غلام سرور خان صاحب نے بھی یہاں ہاؤس میں بتایا ہے۔ اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ کیونکہ پریس والے بہت محترم دوست ہیں اور ان کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ میں بھی سمجھتا ہوں کہ ہاؤس کے سامنے ان کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ اس میں کیا ہرج ہے کہ اگر اس کی معطلی کر دی جائے؟

وزیر قانون ، جناب والا! کوئی ہرج نہیں۔ دوسرے غلام سرور خان صاحب اور رانا اکرام ربانی صاحب نے جس طرح کہا ہے اسی روشنی میں اور آپ کی ہدایات کی روشنی میں بالکل ایسا ہی ایکشن لیا جائے گا اور آج ہی ایکشن ہوگا۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ ایکشن لینے کے بعد بھی آپ کو مطلع کر دیں گے۔ ہدایات انھیں دے دی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، تو کیا اب وہ اس یقین دہانی پہ یہاں تشریف لاتے ہیں۔ میرے خیال میں وہ نہیں آئیں گے ۔ جب commitment ہو گئی ہے۔ جب وہ کارروائی آج کی لکھیں گے نہیں تو یہ عوام کے سامنے تو نہیں جائے گی۔ اگر وہ اس طرح بائیکاٹ جاری رکھیں گے تو۔

وزیر زکوٰۃ و عشر ، مجھے تو ایک بات سمجھ نہیں آتی کہ اگر کوئی پولیس کا اہلکار اپنے سینئر کو سلوٹ نہ کرے تو اس کو معطل کر دیا جاتا ہے۔ اس نے تو پھر ایک صحافی کی توہین کی ہے (نعرہ ہائے تحسین) اس نے اسمبلی کے کارڈ کو نیچے پھینک دیا۔ اس کو تھانے لے جا کر اس پر تشدد کیا گیا۔ اس کے خلاف کار سرکار میں مداخلت کا پرچہ دیا گیا اور معطل تو میرے خیال میں کوئی سزا ہی نہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

وزیر قانون ، جناب والا! واضح کر رہا ہوں کہ اس کے لیے ہم نے حکومت کی طرف سے ہدایات دے دی ہیں کہ انھیں معطل کر دیا جائے اور ابھی ایوان کے اندر باضابطہ ان کی معطلی کے احکام کے بارے میں بھی آگاہ کردیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، تو پھر میں آپ کی طرف سے یہ اعلان کردوں؟

وزیر قانون ، جی جناب اعلان کردیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، وزیر قانون کے بیان کی روشنی میں چونکہ فیصلہ ہوچکا ہے ۔ لہٰذا اس ہاؤس کی consent کے تابع میں بھی یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ ان کو معطل کیا جاتا ہے۔

ایس اے حمید ، جناب والا! آپ کی اس دلیرانہ کارروائی پہ میں آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، وزیر قانون کو بھی مبارک باد پیش کریں۔(قطع کلامیاں)

ایس اے حمید ، جناب والا! بات یہ ہے کہ مجھے بات کرنے دی جائے۔

خواجہ ریاض محمود ، جناب والا! آپ کی اس قابل ستائش کوشش پر حکومت نے جو ہدایت دی ہے میں اس پر دو چار شعر آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ اجازت فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ذرا مختصر۔

خواجہ ریاض محمود ، مختصر ہوں گے۔ آپ کے لیے کسی شاعر نے کہا کہ۔

حسن والے ہو نام کر جاؤ ہم فقیروں کے کام کر جاؤ
کیسے گزریں گی ہجر کی گھڑیاں کچھ نہ کچھ تو اہتمام کرجاؤ
ڈال دو آفتاب پر گیسو دوپہر ہی کو شام کر جاؤ
زندگی تم کو ڈھونڈتی ہے عدم زندگی کو سلام کر جاؤ

جناب ڈپٹی سپیکر ، میرے خیال میں اب ہم آگے چلیں۔ رانا اکرام ربانی صاحب۔

وزیر صحت(رانا اکرام ربانی) ، جناب والا! خواجہ صاحب نے جو شعر پڑھا ہے۔ مجھے اس پر اس حد تک اعتراض ہے کہ اس میں انہوں نے اپنے لیے فقیروں کا جو لفظ استعمال کیا ہے وہ درست نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی۔

میاں معراج دین ،جناب والا! میں اس سعی پر غلام سرور خان صاحب کو مبارک باد بلکہ خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس ہاؤس کی صحیح ترجمانی کی ہے۔ وزیر قانون موصوف تو ماشاء اللہ پولیس کی نمائندگی کرتے ہیں۔ تو بہرحال میں ملک سرور صاحب کو اور آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اصل بات یہ ہے کہ غلام سرور خان نے اپوزیشن کا دور زیادہ دیکھا ہوا ہے جب

آپ حکومت میں تھے۔ ان کو بڑے زخم لگے ہوئے ہیں۔ اس لیے وہ سمجھتے ہیں کہ پولیس کیا کرتی ہے۔ جی ایس اے حمید صاحب۔

جناب ایس اے حمید : جناب والا! بات یہ ہے کہ اگرچہ ایسے واقعات کئی بار ہوئے اور اس کے بارے میں suspension اور termination ـــــ (قطع کلامیاں)

چودھری شاہ نواز چیمہ : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ایک منٹ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔ (قطع کلامیاں) بھئی وزیر صاحب آپ تو تشریف رکھیں۔ وہ پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔ (قطع کلامیاں) وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے اور بقیہ سوالات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، آپ کی اجازت سے میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

نالہ کی کھدائی اور پلوں کی تعمیر

*582۔ جناب احمد خان ہرل : کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ منڈی پھلروان تحصیل بھلوال سے سیم نالہ گزرتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کافی عرصہ سے اس کی کھدائی نہیں ہوئی جس کی وجہ سے موسم برسات میں نالے کا پانی کناروں سے اچھل کر شہر میں داخل ہو جاتا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس نالہ پر موجود چار پل حد درجہ پرانا اور منڈی پھلروان کی حالت مخدوش ہو چکی ہے جس سے ٹریفک بند ہو جانے کا خطرہ ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ نالہ کی کھدائی اور پلوں کی دوبارہ تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری)۔

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) سال 85-1984ء میں مذکورہ سیم نالے کی کھدائی بذریعہ مشین drag line کروائی گئی۔ پچھلے چند سالوں میں فنڈز کی کمی کی وجہ سے کھدائی نہیں ہو سکی۔ چونکہ یہ نالہ شہر کے درمیان سے گزرتا ہے اس لیے اہل شہر تمام کوڑا کرکٹ اس میں پھینکتے ہیں۔ جس سے نالہ بھر جاتا ہے اور پانی باہر نکلنے کا امکان ہوتا ہے۔

(ج) پلوں کی مرمت کا کام 1992ء میں ٹھیکے دار کو الاٹ کیا گیا تھا لیکن ٹھیکے دار کام مکمل نہ کر سکا۔ ٹھیکے دار کے خلاف ضروری کارروائی کے بعد اب دوبارہ ٹینڈر کال کیے گئے ہیں۔ انشاء اللہ کام اسی مالی سال میں مکمل ہو جائے گا۔

(د) پھلروان سیم نالہ کی کھدائی کا تخمینہ بذریعہ مشین ساڑھے گیارہ لاکھ لگایا گیا ہے۔ اب فنڈز آ چکے ہیں۔ انشاء اللہ 30-6-94 تک سیم نالہ پھلروان کی صفائی اور پلوں کی مرمت ہو جائے گی۔

سیم نالہ کی کھدائی

*586۔ جناب احمد خان ہرل : کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سیم نالہ چک نمبر 18' چک نمبر 21 اور چک نمبر 24 بھلوال شمالی کی کھدائی عرصہ سے نہیں ہوئی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس نالے کا کناروں سے اچھلنے والے پانی سے باغات کو کافی نقصان پہنچ رہا ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ نالے کی کھدائی کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی و برقی قوت (سردار مقصود احمد خان لغاری) :

(الف) مذکورہ سیم نالے کی صفائی 1992ء کے دوران محکمانہ سطح سے کروائی گئی تھی۔ اس سال کے دوران بھی اگر سروے کے بعد ضرورت محسوس ہوئی تو صفائی کروائی جائے گی۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ نالے کا پانی کناروں سے متواتر باہر نہیں نکلتا۔ البتہ سال 1992ء کے دوران غیر معمولی سیلاب وجہ سے پانی کناروں سے بہہ نکلا جسے کنٹرول کر لیا گیا۔ یہ ہو سکتا ہے کہ سیلابی پانی سے باغات کو نقصان پہنچا ہو۔

(ج) سٹاف کو سروے کے لیے احکامات جاری کر دیئے گئے ہیں۔ اگر نالے کی صفائی ضروری ہوئی تو یہ کام 30 جون 1994ء تک مکمل ہو جائے گا۔

حلقہ پی پی- 11 کی آبادیوں میں بجلی کے کام کی تکمیل

*594- راجہ جاوید اخلاص ، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی 11 کی 9 آبادیوں میں بجلی منظور ہوئی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب تک صرف 6 آبادیوں میں کام مکمل ہوا ہے۔ جبکہ دولتکہ ڈھونگ داخلی آبادی حصال کی آبادیوں میں یہ کام نامکمل ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ حلقہ کی داخلی آبادی ڈھونگ اور حصال میں بجلی کے کھمبے بھی پڑے ہوئے ہیں اور ان میں سے کچھ لگائے گئے ہیں جب کہ دولتکہ میں کام شروع نہیں ہوا۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ان آبادیوں میں کب تک بجلی کا کام مکمل کیا جائے گا اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی(سردار مقصود احمد خان لغاری) ،

(الف) جی ہاں یہ درست ہے۔ سال 91-1990ء میں ایریگیشن اینڈ پاور ڈیپارٹمنٹ نے پروگرام (1+9) سکیم کے تحت 9 اضافی آبادیوں کی منظوری دی تھی۔

(ب) واپڈا کی رپورٹ کے مطابق سات آبادیوں میں کام مکمل ہو چکا ہے۔ جبکہ دولتکہ کی آبادی اس سکیم کے تحت منظور نہ ہے۔

(ج) واپڈا سے موصول شدہ رپورٹ کے مطابق جولائی 1991ء میں آبادی ڈھونگ میں بجلی کی فراہمی کا کام مکمل کر دیا گیا جبکہ دولتکہ اس سکیم کے تحت منظور نہ ہے۔ داخلی آبادی شاہ قربان حصال میں مکینوں کے جھگڑے کی وجہ سے کام مکمل نہیں ہو سکا۔

(د) واپڈا نے یقین دہانی کرائی ہے کہ آبادی حصال میں مکینوں کا جھگڑا ختم ہونے پر بجلی کا کام مکمل کر دیا جائے گا۔

حلقہ پی پی 11 کی آبادیوں کو بجلی کی فراہمی

*595۔ راجہ جاوید اخلاص ، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 92-1991ء میں حلقہ پی پی 11 میں بجلی کی فراہمی کے لیے 25 لاکھ روپے محکمہ واپڈا کے اکاؤنٹ میں جمع ہوئے تھے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود واپڈا کرسال، موہڑہ نوری، آھدی، مستانہ، ڈھوک بابا وارث کی آبادیوں میں بجلی کی فراہمی کا کام مکمل نہیں کیا۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ آبادیوں کو بجلی کی فراہمی کا کام کب تک مکمل کیا جائے گا؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری)۔

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے سال 92-1991ء میں priority پروگرام کے تحت حلقہ پی پی۔ 11 میں 25 لاکھ روپے بجلی کے لیے واپڈا کو فراہم کیے تھے۔

(ب) موضع کرسال تعمیر وطن priority پروگرام کے تحت منظور نہ ہے بلکہ اے۔ڈی۔پی 92-1991ء میں منظور ہوا ہے۔ اس ضمن میں واپڈا سے تفصیلی رپورٹ حاصل کی گئی جو کہ درج ذیل ہے۔

1۔ موضع کرسال میں فراہمی بجلی کا کام مکمل ہو چکا ہے۔

2۔ موہڑہ نوری، جون 1992ء میں کام مکمل ہو گیا۔

3۔ آھدی نومبر 1992ء میں کام مکمل ہو گیا۔

4۔ مستانہ ڈھوک مستریاں نومبر 1992ء میں فراہمی کا کام مکمل ہو گیا۔

5۔ ڈھوک بابا وارث دسمبر 1992ء میں کام مکمل ہو چکا ہے۔ صرف ٹرانسفارمر لگانا باقی ہے۔ جو جلدی لگا دیا جائے گا۔

(ج) فراہمی بجلی کے متعلق تفصیلی جواب جز (ب) میں دے دیا گیا ہے۔

موگا کی درستگی

*669۔ پیر شجاعت حسنین قریشی ، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راجباہ 8۔بی۔آر میاں چنوں کو حال ہی میں پختہ کیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ راجباہ کو پختہ کرتے وقت اس پر واقع موگا جات کو بھی توڑ کر از سر نو بنایا گیا تھا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ راجباہ سے نکلنے والا موگا نمبر ایل۔11273 جو چک نمبر 16 کی شروع میں واقع اراضی کو سیراب کرتا ہے۔ کو چھوٹا کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے اس موگا سے پانی کا اخراج پہلے کی نسبت آدھا ہو رہا ہے اور پانی کم ہونے کی وجہ سے اس علاقہ کے کاشتکاروں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس موگا سے پانی کا اخراج پرانی سطح پر لانے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی(سردار مقصود احمد خان لغاری) ،

(الف) یہ درست ہے کہ راجباہ 8۔بی۔آر کو مالی سال 93-1992ء میں پختہ کیا گیا تھا۔

(ب) یہ درست نہ ہے دراصل پختہ راجباہ پہلے کی نسبت تنگ ہے۔ لہٰذا سابقہ موگا جات کو بغیر کسی تبدیلی کے پختہ راجباہ کے ساتھ دوبارہ تعمیر کیا گیا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ موگا نمبر ایل۔11273' چک نمبر 16۔ایٹ۔بی۔آر کو چھوٹا کیا گیا ہے بلکہ پہلے ہی سائز میں اب تک موجود ہے اور پانی کا اخراج بھی کم نہ ہوا ہے۔

(د) جواب اثبات میں نہیں ہے۔

راجباہ کی ناقص تعمیر کی تحقیقات

*670۔ پیر شجاعت حسنین قریشی ، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راجباہ 8۔بی۔آر میاں چنوں کو حال ہی میں پختہ کیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس راجباہ و پختہ کرنے کے بعد جب اس میں پانی چھوڑا گیا تو اس کی

ناقص تعمیر اور سیمنٹ کا کم استعمال ہونے کی وجہ سے کافی جگہ سے ٹوٹ گیا تھا۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ راجباہ کی ناقص تعمیر کی تحقیقات کروانے اور ذمہ دار افسران اور اہلکاران کے خلاف کارروائی کروانے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری)،

(الف) یہ درست ہے کہ راجباہ 8۔بی۔آر کو مالی سال 93-1992ء میں پختہ کیا گیا تھا۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ راجباہ کو پختہ کرنے کے بعد جب سے پانی چھوڑا گیا آج تک راجباہ کسی جگہ سے نہیں ٹوٹا ہے۔

(ج) راجباہ مذکورہ کی پختگی کا کام درست کیا گیا تھا اور تعمیر میں کوئی نقص نہ ہے تاہم اگر معزز ممبر اسمبلی مناسب خیال فرمائیں تو محکمہ ان کی نگرانی میں انسپکشن کروانے کے لیے تیار ہے۔

عوامی نہر کی کھدائی

*703۔ پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے تحصیل منچن آباد ضلع بہاولنگر کے مشرقی بارڈر کے علاقہ کی سیرابی کے لیے حکومت نے عوامی نہر کی کھدائی کے لیے سکیم بنائی تھی۔ جس کے لیے 333.04 لاکھ روپے کی رقم منظور کی گئی جس میں سے 92-1991ء کے لیے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں 163.04 لاکھ روپے منظور کیے گئے اور 93-1992ء کے سالانہ ترقیاتی بجٹ میں اندازاً 100 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی اور 94-1993ء کے سالانہ بجٹ میں اس کے لیے 50 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ بالا رقوم کے باعث 1993ء کے اختتام تک اس نہر کی کھدائی کے کام کا 78 فیصد اور 94-1993ء کے اختتام تک اس کے بقیہ کام کا 15 فیصد اور مجموعی طور پر 93 فیصد کام مکمل ہونا تھا جبکہ اس کام کا دس فیصد بھی مکمل نہیں ہوا ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اب تک مذکورہ نہر کی کھدائی کا کتنا کام مکمل ہو چکا ہے اور بقیہ کام کب تک مکمل کر دیا جائے گا۔ نیز آیا متذکرہ رقوم نہر کی کھدائی پر خرچ

کی گئی ہے یا اسے کسی اور مصرف میں لایا گیا ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری):

(الف) یہ درست ہے کہ تحصیل منچن آباد ضلع بہاولنگر کے مشرقی بارڈر کے لیے حکومت نے عوامی نہر کی کھدائی کے لیے سکیم بنائی تھی۔ جس کے لیے 333.04 لاکھ کی گورنمنٹ نے منظوری دی تھی جبکہ اس کا تفصیلی تخمینہ چیف انجینئر بہاولپور نے مورخہ 17-07-1990 کو منظور کیا تھا اور اس کے مطابق کام ٹھیکے دار کو الاٹ کر دیا تھا۔ یہ درست نہ ہے کہ سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے 1991-92ء میں 163.04 لاکھ روپے مختص کیے گئے تھے بلکہ 1989-90ء سے 1991-92ء تک 156.60 لاکھ روپے مختص کیے گئے تھے اور یہ درست ہے کہ 1992-93ء کے سالانہ ترقیاتی بجٹ میں 100 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی تھی۔ 1993-94ء میں 50 لاکھ روپے مختص کیے گئے تاہم مورخہ 21-03-1994 کو اس میں 40 لاکھ روپے کا اضافہ کیا گیا ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

مالی سال	ابتدائی مختص کردہ رقم	نظر ثانی شدہ رقم	محکمہ خزانہ کی طرف سے جاری کردہ رقم	خرچ
1989-90ء	25.00 لاکھ	25.00 لاکھ	25.00 لاکھ	25.00 لاکھ
1990-91ء	100.00 لاکھ	71.60 لاکھ	71.60 لاکھ	78.24 لاکھ
1991-92ء	60.00 لاکھ	60.00 لاکھ	60.00 لاکھ	60.00 لاکھ
1992-93ء	70.00 لاکھ	115.00 لاکھ	100.00 لاکھ	100.00 لاکھ
1993-94ء	50.00 لاکھ	90.00 لاکھ	90.00 لاکھ	50.00 لاکھ

مالی سال 1993-94ء کے دوران 31-3-94 تک 50 لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ البتہ باقی 40 لاکھ جون 1994ء تک خرچ کیے جائیں گے۔

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ بالا کام 1993-94ء تک 93 فیصد مکمل ہونا تھا۔ لیکن جتنا بجٹ مختص ہونا تھا۔ وہ نہ ملنے کی وجہ سے موقع پر اب تک 81 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے۔ علاوہ ازیں بجلی کی لائن بچھانے کے کام کے لیے واپڈا کے تخمینہ کے مطابق 45 لاکھ روپے ادا کرنا تھے۔ جس میں سے 43,57,600 روپے کی ادائیگی محکمہ انہار کی طرف سے واپڈا کو کی جا چکی ہے۔

لیکن واپڈا نے ابھی تک کام شروع نہیں کیا ہے۔

(ج) پختہ نہر کی کل لمبائی 6.06 میل ہے جس میں سے موقع پر 5.40 میل مکمل ہو چکی ہے۔ صرف دو ہیڈ ریگولیٹر اور ایک پل کا کام بقایا ہے۔ پمپ ہاؤس کا کام بھی 75 فیصد مکمل ہو چکا ہے۔ صرف 0.66 میل پختہ نہر بننی بقایا ہے۔ اس کے علاوہ پمپ ہاؤس اور پلوں کا کام بقایا ہے مزید برآں پمپ ہاؤس کے لیے نئی مشینری درکار ہے جس کا تخمینہ 267.00 لاکھ روپے لگایا گیا ہے۔ موقع پر ڈیزائن کی تبدیلی کی وجہ سے سکیم بالا کو revised کیا گیا ہے۔ جس کا تخمینہ 750 لاکھ روپے لگایا گیا ہے۔ اس میں نئی مشینری خریدنے کی رقم بھی شامل ہے۔ revised سکیم کی منظوری اور باقی ماندہ رقم کی فراہمی کے بعد تقریباً ایک سال کے عرصہ میں بقیہ کام اور پوری سکیم مکمل ہو جائے گی مختص شدہ تمام رقوم صرف اور صرف عوامی نہر کی کھدائی اور پختگی کے لیے ہی خرچ کی گئی ہیں۔ کسی اور مصرف میں نہیں لائی گئیں۔

دیپالپور سیکشن کے لیے منظور شدہ پانی کی مقدار

*787۔ سردار حسن اختر موکل، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

ضلع قصور دیپالپور سیکشن کے لیے کتنا پانی منظور شدہ ہے اور موجودہ سیزن میں کتنا پانی مہیا کیا گیا؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری)۔

ضلع قصور کو دیپالپور نہر سے پانی مہیا کیا جاتا ہے شیشماہی نہر ہے جو ہر سال عموماً 16 اپریل سے 15 اکتوبر تک چلائی جاتی ہے۔ اس کا منظور شدہ ڈسچارج 2283 کیوسک ہے لیکن راوی سائفن کی محدود گنجائش کی وجہ سے پانی کی کمی رہتی ہے۔ موجودہ سیزن میں اس نہر کا اوسطاً اخراج 1363 کیوسک رہا۔ تاہم ماہ اگست اور ستمبر میں پانی کا اوسطاً اخراج 1742 کیوسک رہا۔

ملک عنایت اللہ کی تعیناتی

*788۔ سردار حسن اختر موکل، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا ایس ڈی او گریڈ کے آفیسر اپنے حلقہ کے گاؤں میں تعینات کئے جا سکتے ہیں اگر جواب

نفی میں ہے تو ملک عنایت اللہ کو کنگن پور میں بطور ایس ڈی او محکمہ نہر تعینات کرنے کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری)۔

جی نہیں ایس ڈی او آفیسر اپنے حلقہ کے گاؤں میں تعینات نہیں کیے جا سکتے تاہم خصوصی حالات اور عوامی نمائندوں کی ترجیحات کے پیش نظر ایسا کیا جاتا ہے۔ ان وجوہات کی بناء پر ملک عنایت اللہ کو ایس ڈی او کنگن پور لگایا گیا ہے۔

حلقہ پی پی۔ 2 راولپنڈی کی آبادیوں کو بجلی کی فراہمی

*823۔ **جناب بادشاہ میر خان آفریدی**، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی حلقہ پی پی۔ 2 راولپنڈی کی دو آبادیوں کے لئے (محلہ فاروقیہ و ڈھوک منگھال وارڈ نمبر 33) محلہ مظہر آباد وارڈ نمبر 32 کے لئے سال 92-1991ء میں ویلج الیکٹریفکیشن فنڈ سے بارہ لاکھ روپے مختص کئے گئے۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو متذکرہ بالا سکیمیں کن مراحل میں ہیں؟ مکمل تفصیل سے آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری)۔

(الف) یہ درست نہ ہے حکومت پنجاب نے سال 92-1991ء کے دوران تعمیر وطن پروگرام (Priority Programme) کے تحت صرف مبلغ 7 لاکھ روپے حلقہ پی پی۔ 2 راولپنڈی کی آبادیوں محلہ فاروقیہ ڈھوک مکال ہزارہ کالونی وارڈ نمبر 32، مظہر آباد اور وارڈ نمبر 29 میلاد نگر ڈھوک رتہ امرال راولپنڈی برائے فراہمی بجلی و ٹرانسفارمر واپڈا کو ادا کئے۔

(ب) واپڈا کی رپورٹ کے مطابق محلہ فاروقیہ ڈھوک مکال میں کام تقریباً مکمل ہو چکا ہے اور دوسری آبادیوں کا کام بھی جلد مکمل کر دیا جائے۔

ویلج الیکٹریفکیشن فنڈ سے سکیموں کی تکمیل

*824۔ جناب بادشاہ میر خان آفریدی ، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

ویلج الیکٹریفکیشن فنڈ سے 92-1991ء اور 93-1992ء کے دوران کتنے حلقوں کی سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں نیز جن حلقوں میں فنڈ کی فراہمی کے باوجود ابھی تک کام مکمل نہیں ہوئے ان کی تفصیلات اور وجوہات بیان کی جائیں اور اگر واپڈا حکومت سے رقم وصول کرنے کے باوجود منصوبوں کی تکمیل نہ کرے تو حکومت کیا اقدام بروئے کار لاتی ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری) ،

واپڈا کی رپورٹ کے مطابق متعلقہ سوال کا تفصیلاً جواب دینے کے لئے کچھ وقت درکار ہے کیونکہ جواب مختلف فیلڈ دفتروں سے حاصل کرنا ہوگا لہذا عبوری طور پر جواب مندرجہ ذیل دیا جاتا ہے۔ 92-1991ء اور 93-1992ء میں دیہی اور نیم شہری حلقہ جات میں ارلیکیشن اور پاور ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ آف پنجاب کی منظوری پر ویلج الیکٹریفکیشن کا کام شروع کیا گیا تھا۔ لیکن اسمبلی کی معطلی کی وجہ سے کچھ حلقہ جات میں کام مکمل نہ ہو سکا نئی وفاقی حکومت کے آنے پر انہوں نے 94-1993ء کی ویلج الیکٹریفکیشن کی پالیسی جاری کر دی ہے اس پالیسی کے تحت 25 فیصد سے زائد کام ہو چکا ہے اور جہاں کام رک گیا تھا وہاں ہنگامی بنیادوں پر کام مکمل کیا جائے گا۔ بقایا سکیموں پر فیڈرل گورنمنٹ کی ضروری ہدایت وصول ہونے پر کارروائی کی جائے گی جہاں تک گورنمنٹ آف پنجاب کے ڈیپارٹمنٹ کاموں کا تعلق ہے ان تمام سکیموں پر کام جاری ہے اور مکمل کیا جائے گا۔

ضلع رحیم یار خان کے چکوک میں اقلیتی آبادیوں کے مکینوں کو بجلی کی فراہمی

*828۔جناب لالہ مہر لال بھیل ، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کسی بھی گاؤں یا شہر میں بجلی کی سپلائی بلا تخصیص مسلم و غیر مسلم گھرانے مہیا کی جاتی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع رحیم یار خان کے چکوک نمبر 112 پی' 113 پی۔ 114 پی اور 116 پی' 49 پی' 52 پی' 53 پی' موضع بھیگڑ گڑھی۔ ابوظہبی کالونی نمبر 2 اور چک نمبر 206 پی وغیرہ اور ضلع بہاولپور کے چکوک نمبر 44 ڈی۔این۔پی' 138 ڈی۔بی' 47 ڈی۔این۔بی' 45 ڈی۔ این۔بی' 102 ڈی۔بی اور 101 ڈی۔بی وغیرہ میں بجلی موجود ہے لیکن متذکرہ چکوک میں صرف اقلیتی آبادیوں کے مکینوں کو بجلی مہیا نہیں کی گئی۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور آیا حکومت مذکورہ چکوک کی اقلیتی آبادیوں کے مکینوں کو بھی بجلی مہیا کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری)۔

(الف) ہاں۔مروجہ پالیسی کے تحت ہر گاؤں یا شہر بجلی کو بلا تخصیص مسلم و غیر مسلم کو مہیا کی جاتی ہے۔

(ب) ضلع رحیم یار خان میں متذکرہ چکوک کو فراہمی بجلی کی تفصیل درج ذیل ہے۔

چک نمبر 112 پی' رحیم یار خان

چک نمبر 112 پی ضلع رحیم یار خان میں بجلی موجود ہے۔ جبکہ جناح آبادی اقلیتی چک 112پی حصہ (الف) اور حصہ (ب) محکمے کے قوانین کے مطابق اکٹھی نہ ہے اگر محکمہ کو بجلی کی فراہمی کے لیے مبلغ 1,60,000 روپے مہیا کر دیئے جائیں تو ان اقلیتی آبادیوں کو بجلی فراہم کر دی جائے گی۔

چک نمبر 113 پی رحیم یار خان

چک نمبر 113 پی میں اقلیتی آبادی جو اس وقت موجود تھی بجلی فراہم کر دی گئی ہے

چک نمبر 114 پی رحیم یار خان

چک نمبر 114 پی میں بجلی سکیم (1+9) کے تحت مہیا کر دی گئی ہے۔ جبکہ اضافی اقلیتی آبادی کے لیے مبلغ 10,000 روپے مہیا کر دیئے جائیں تو محکمہ ان کو بجلی مہیا کر دے گا۔

چک نمبر 116 پی رحیم یار خان

چک نمبر 116 پی رحیم یار خان میں سکیم سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت سال 83-1982ء میں مہیا کر دی گئی۔ جبکہ اب اضافی اقلیتی آبادی میں بجلی نہ ہے۔ کیونکہ تب یہ آبادی اکٹھی نہ تھی۔ اب جبکہ محکمہ کے قوانین پر پورا اترتی ہے۔ اگر محکمہ کو بجلی کی فراہمی کے لئے مبلغ 2 لاکھ روپے مہیا کر دیے

جائیں تو محکمہ چک نمبر 116 پی کو بجلی مہیا کر دے گا۔

چک نمبر 49 پی رحیم یار خان

چک نمبر 49 پی ضلع رحیم یار خان کی اقلیتی آبادی اورمسلم آبادی کو سال 92-1991ء جاپان لون قومی حلقہ نمبر 149۔ ایم۔این۔اے کے کوٹا سے بجلی مہیا کی گئی۔

چک نمبر 52 پی رحیم یار خان

چک نمبر 52 پی رحیم یار خان کو سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت سال 89-1988ء کے تحت بجلی فراہم کر دی گئی اور اس وقت اقلیتی آبادی اکٹھی نہ تھی۔ اس لئے بجلی فراہم نہ کی گئی۔ اب اقلیتی آبادی کو فراہمی بجلی کے لیے محکمہ واپڈا کو مبلغ 1,60,000 روپے فراہم کر دئیے جائیں محکمہ اقلیتی آبادی چک نمبر 52 پی کو بجلی فراہم کر دے گا۔

چک نمبر 53 پی رحیم یار خان

چک نمبر 53 پی رحیم یار خان کو سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت سال 83-1982ء بجلی مہیا کر دی گئی۔ جبکہ اس وقت اقلیتی آبادی میں مطلوبہ فاصلہ اور گھروں کی تعداد پوری نہ تھی۔ اب محکمہ کو مبلغ 3,80,000 روپے مہیا کر دیئے جائیں تو محکمہ اقلیتی آبادی چک نمبر 53 پی کو بجلی مہیا کر دے گا۔

موضع بھیگڑ گڑھی ضلع رحیم یار خان

موضع بھیگڑ گڑھی ضلع رحیم یار خان میں بجلی سکیم سالانہ ترقیاتی پروگرام سال 86-1985ء کے تحت مہیا کر دی گئی۔ اس وقت اقلیتی آبادی فراہمی بجلی کا معیار پورا نہ کرتی تھی۔ اب اضافی اقلیتی آبادی موضع بھیگڑ گڑھی کو بجلی کی فراہمی کے لیے واپڈا کو مبلغ 4,20,000 روپے دے دیئے جائیں تو محکمہ واپڈا اس اقلیتی آبادی کو بجلی فراہم کر دے گا۔

ابو ظہبی کالونی نمبر 2 رحیم یار خان

ابوظہبی کالونی نمبر 2 کو بجلی سکیم (1+9) کے تحت سال 91-1990ء میں فراہم کر دی گئی۔ اب جبکہ اقلیتی آبادی کے لیے مبلغ 2 لاکھ 80 ہزار روپے محکمہ کو فراہم کر دیے جائیں تو محکمہ اقلیتی آبادی ابوظہبی کالونی نمبر 2 کو بجلی مہیا کر دے گا۔ اس وقت اقلیتی آبادی محکمہ کے قوانین کو پورا نہ کرتی تھی۔

چک نمبر 206 پی رحیم یار خان

چک نمبر 206 پی رحیم یار خان میں ابھی تک بجلی نہ ہے ۔ چک نمبر 206 پی کو بجلی کی فراہمی کے لیے محکمہ واپڈا کو مبلغ 15 لاکھ روپے کے فنڈز درکار ہیں۔

چک نمبر 44 ڈی۔این۔بی ضلع بہاولپور

چک نمبر 44 ڈی۔این۔بی ضلع بہاولپور کو سال 93-1992ء جاپان لون فیڈرل منسٹر کے کوٹہ سے بجلی مہیا کر دی گئی ہے۔ چک نمبر 44 ڈی این بی کی اقلیتی آبادی ڈیرہ بھگوان رام کی آبادی اکٹھی نہ ہے اور 25 گھروں پر بھی مشتمل نہ ہے۔ اقلیتی آبادی ڈیرہ بھگوان رام کو بجلی کی فراہمی کے لیے محکمہ کو مبلغ 3 لاکھ 60 ہزار روپے کے فنڈز مہیا کر دیئے جائیں تو محکمہ واپڈا ڈیرہ بھگوان رام کو بجلی مہیا کر دے گا۔

چک نمبر 45۔ ڈی این بی ضلع بہاولپور

چک نمبر 45۔ ڈی این بی ضلع بہاولپور کی مسلم اور غیر مسلم آبادی کو 10/92 میں جاپان لون فیڈرل منسٹر کے کوٹہ سے بجلی مہیا کر دی گئی ہے۔

چک نمبر 47۔ ڈی این بی ضلع بہاولپور

چک نمبر 47۔ڈی۔این۔بی ضلع بہاولپور کو سالانہ ترقیاتی پروگرام سال 90-1989ء میں مہیا کردی گئی ۔ اس وقت چک نمبر 47۔ ڈی این بی کی اقلیتی آبادی 2 ' 3 گھروں پر مشتمل تھی اور واپڈا کے مروجہ قانون کو پورا نہ کرتی تھی۔ اب اقلیتی آبادی کو بجلی کی فراہمی کے لئے مبلغ 2 لاکھ 70 ہزار روپے کے فنڈز درکار ہیں۔ فنڈ کی فراہمی کے بعد واپڈا اقلیتی آبادی (چک نمبر 47۔ ڈی۔ این ۔ بی) کو بجلی فراہم کردے گا۔

چک نمبر 138 ڈی۔بی ضلع بہاولپور

چک نمبر 138 ڈی۔بی ضلع بہاولپور کو بجلی سال 88-1987ء سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت بجلی مہیا کر دی گئی ہے۔ اب جبکہ اقلیتی آبادی جناح آبادی واپڈا کے مروجہ قانون پورا نہیں کرتی۔ اگر اقلیتی آبادی چک نمبر 138 ڈی بی ضلع بہاولپور کو بجلی کی فراہمی کے لیے مبلغ 2 لاکھ 70 ہزار روپے کے فنڈز فراہم کر دیے جائیں تو بجلی لگا دی جائے گی۔

چک نمبر 102 ڈی بی ضلع بہاولپور

چک نمبر 102 ڈی بی ضلع بہاولپور کو سال 84-1983ء میں سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت بجلی مہیا کر دی گئی۔ جبکہ اضافی اقلیتی آبادی واپڈا کے مروجہ معیار کو پورا نہ کرتی تھی ۔ اب اقلیتی آبادی کو بجلی کی فراہمی کے لیے محکمہ واپڈا کو مبلغ 10 لاکھ روپے کے فنڈز درکار ہیں۔

چک نمبر 101 ڈی بی ضلع بہاولپور

چک نمبر 101 ڈی۔بی ضلع بہاول پور کی آبادی مسلم اور غیر مسلم کو بالترتیب 84-1983ء اور 94-1993ء میں بجلی مہیا کر دی گئی ہے۔ مندرجہ بالا تفصیل سے ظاہر ہے کہ اگر معزز رکن مطلوبہ فنڈز واپڈا کو فراہم کر دیں تو اقلیتی آبادیوں کو بجلی فراہم کر دی جائے گی اور جان بوجھ کر کسی اقلیتی آبادی کو فراہمی بجلی کے وقت نظرانداز نہیں کیا گیا ہے۔

منظور کردہ لفٹ پمپوں کی تفصیلات

*841۔ جناب محسن عطاء خان ، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی میرے سوال نمبر 422 جس کا جواب ایوان میں 30 جنوری 1994ء کو دیا گیا تھا کے حوالہ سے ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) محکمہ آبپاشی کی زبان میں حدود آبپاشی سے کیا مراد ہے اور اگر ڈی جی خان کینال کی رائٹ سائیڈ کا رقبہ حدود آبپاشی سے باہر ہے تو کیا اس کو سیراب اور آباد کرنے کی سکیم بذریعہ لفٹ پمپ موجود ہے اگر ہے تو اسکی منظوری کا طریق کارکیا ہوتا ہے اورمنظوری کے لئے مجاز افسر کون ہے۔

(ب) ڈی جی خان کینال کے قائم ہونے سے آج تک رائٹ سائیڈ پر کتنے لفٹ پمپ سے مستقل اور کتنے عارضی طور پرکس کس نام سے کس تاریخ کو منظور کئے گئے اور کتنے عارضی کنکشن ہیں جو اڑھائی ماہ کی بجائے سارا سال نہر سے پانی نکالتے رہے ہیں اور ان کے خلاف کس قسم کی کارروائی عمل میں لائی گئی ہے ان کے نام اور پتہ کی مکمل تفصیل مہیا کی جائے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری)،

(الف) وہ کل رقبہ کہ جس کے لئے ایک آبپاشی کا منصوبہ بنایا جاتا ہے حدود آبپاشی کہلاتا ہے۔ اس

کینال کی دائیں جانب رقبہ حدود آبپاشی سے باہر ہے۔ اس تمام رقبہ کی بذریعہ لفٹ پمپ آبپاشی کرنے کا کوئی باقاعدہ منصوبہ نہ ہے۔ البتہ زیادہ غلہ اگاؤ مہم کے تحت فصل خریف کے دوران عارضی طور پر اڑھائی ماہ کے لئے درخواست موصول ہونے پر بذریعہ لفٹ پمپ پانی دیا جا سکتا ہے۔ عارضی منظوری کے اختیارات چیف انجینئر کے پاس ہیں۔

(ب) ڈی جی کینال قائم ہونے سے آج تک رائٹ سائیڈ پر جتنے لفٹ پمپ مستقل اور عارضی طور پر منظور کئے گئے ان کی تفصیل علیحدہ علیحدہ گوشوارہ 1' 11 پر دی گئی ہے۔

عارضی لفٹ پمپ جو اڑھائی ماہ کی بجائے سارا سال نہر سے پانی نکالتے رہے ہیں۔ ان کے مالکان کے خلاف دفعہ 430 (ت پ) کے تحت پرچے درج کرائے گئے ہیں اور پمپ موقعے سے اکھاڑ دیئے گئے ہیں۔

تفصیل ناجائز لفٹ پمپ گوشوارے 1' 11 ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

متاثرین کو متبادل رقبہ دینے کے لئے اقدامات

*847۔ میاں عبد الحمید، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دریائے راوی کی وجہ سے ضلع نارووال کے علاقہ جات داؤد' مانج بھنیان' ساھووال' ظفیان' فیض پور' وغیرہ کا ہزاروں ایکڑ رقبہ دریا برد ہو گیا ہے اور مزید اب ہو رہا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان دریا برد علاقوں میں سینکڑوں گھر دریا برد ہو چکے ہیں۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت متاثرہ افراد' علاقوں اور املاک کو تباہی سے بچانے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ دو تین سال قبل اس علاقہ کا سروے کیا گیا تھا اگر ہاں تو یہ منصوبہ کہاں تک پہنچا ہے اور اس سلسلے میں کون کون سے منصوبہ جات زیر غور ہیں اور ان پر کب تک عمل درآمد کیا جائے گا۔ نیز آیا حکومت ان متاثرین کو کوئی متبادل رقبہ دینے کو تیار ہے؟۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری)،

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) محکمہ انہار نے مذکورہ علاقہ جات کے لئے دو سکیمیں مرتب کی ہیں۔ ان میں سے ایک سکیم ریہہ فلڈ بند کی برجی 89000 اور دوسری موضع فیض پور کے نزدیک ریہہ فلڈ بند کی برجی 65000 پر دریائے راوی کا رخ موڑنے کے لئے تیار کی ہیں۔ سکیموں کی منظوری اور فنڈز کی فراہمی کے بعد کام شروع کر دیا جائے گا۔

(د) بمطابق جز (ج) مذکورہ بالا دو سکیمیں مرتب ہو چکی ہیں حکومت کی منظوری اور فنڈز کی فراہمی کے بعد کام شروع کر دیا جائے گا۔ تاہم ان متاثرین کو متبادل رقبہ دینے کے لئے کوئی تجویز حکومت کے زیر غور نہ ہے۔

بیڑے مائنر کی ریماڈلنگ

*861۔ سید محمد عارف حسین بخاری، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بیڑے مائنر خانگی ڈویژن بھل صفائی نہ ہونے کے باعث آب رسانی کے قابل نہیں ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی کب تک ریماڈلنگ کردی جائے گی؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری)۔

(الف) بحالی انہار کے منصوبہ کے تحت بیڑے مائنر کی لائننگ کا کام خانگی ڈویژن کے زیر نگرانی ہورہا ہے۔ مائنر کے بالائی حصہ میں بھل صفائی ہونے اور لائننگ کے کام کے 30-06-1994 تک مکمل ہونے پر پانی کی بہم رسانی کا کام تسلی بخش ہو جائے گا۔

(ب) بھل صفائی۔ درستگی موگہ جات اور لائننگ (lining) کا کام 30 جون 1994ء تک مکمل ہو جائے گا جس کے بعد آب رسانی بہتر ہو جائے گی۔

سکارپ ٹیوب ویلوں کو قابل استعمال بنانے کے لئے اقدامات

*864۔ ڈاکٹر پروفیسر نور محمد غفاری، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) اس وقت پنجاب میں سکارپ کے تحت چلنے والے کتنے ٹیوب ویل بے کار ہو چکے ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جس علاقہ میں یہ ٹیوب ویل لگائے گئے ہیں اس علاقہ کے غریب کسانوں سے ان خراب اور بے کار ٹیوب ویلوں کی وجہ سے آبیانہ وصول کرنے کی کارروائی ابھی تک جاری ہے۔

(ج) اگر جزو(ب) کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت ایک حکم کے ذریعے ان ٹیوب ویلوں سے متاثرہ کاشت کاروں سے آبیانہ کی وصولی کا سلسلہ بند کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(د) کیا حکومت ایسے بے کار ٹیوب ویلوں کو مستقل طور پر بند کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا انہیں ان زمینداروں کے ہاتھ فروخت کرنے کا پروگرام ہے جن کی زمینوں میں یہ ٹیوب ویل نصب ہیں یا انہیں دوبارہ قابل استعمال اور مفید بنانے کا پروگرام ہے۔

(ہ) اگر حکومت ایسے ٹیوب ویلوں کو دوبارہ مفید بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو اس پر کتنے اخراجات آئیں گے اور کتنے افراد کو روزگار ملے گا اور اگر ان ٹیوب ویلوں کو مستقل بند کر دیا گیا تو ان کے اپریٹرز ملازمین کا مستقبل کیا ہو گا؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری)،

(الف) پنجاب میں سکارپ کے تحت چلنے والے کل 9984 ٹیوب ویلوں میں سے 1099 ٹیوب ویل بوجہ خرابی بور کھارے پانی و دیگر نقائص بے کار ہو چکے ہیں اور مستقل طور پر بند ہیں۔ جبکہ باقی ماندہ 8885 ٹیوب ویل چالو حالت میں ہیں۔ تاہم چالو ٹیوب ویل بجلی اور مشینری میں مختلف نقائص کی وجہ سے بند ہوتے رہتے ہیں اور انہیں مرمت کے بعد چلا دیا جاتا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے جو ٹیوب ویل مستقل طور پر بند ہو چکے ہیں یا دیگر نقائص کی بناء پر جو ٹیوب ویل دوران فصل بند رہے ہوں ان ٹیوب ویلوں کے رقبہ جات پر ٹیوب ویل آبیانہ معاف کر دیا جاتا ہے۔

(ج) ٹیوب ویل آبیانہ کی معافی کے سلسلہ میں باقاعدہ نوٹیفکیشن متعلقہ چیف انجینئر جاری کرتے ہیں۔ یہ نوٹیفکیشن ٹیوب ویلوں کی دوران فصل ورکنگ کے بارے میں تصدیق کرنے کے بعد جاری کی جاتی ہے۔ ٹیوب ویل مستقل طور پر مختلف اوقات میں بند ہوتے رہتے ہیں اور اسی طرح بجلی اور مشینری میں جملہ نقائص کی وجہ سے بھی ٹیوب ویل بند ہوتے رہتے ہیں اور مرمت کے بعد چلائے جاتے ہیں۔ اس لئے دوران فصل ٹیوب ویلوں کی ورکنگ کے

بارے میں ضروری تصدیق کے بعد ہی نوٹیفکیشن جاری کرنا ہوتا ہے ایک حکم یا نوٹیفکیشن کے ذریعے ایسا ممکن نہ ہے۔

(د) بے کار ٹیوب ویلوں کو مستقل طور پر بند کر دیا جاتا ہے اور جیسا کہ جزو(الف) کے جواب میں بتایا گیا ہے متعدد ٹیوب ویل مستقل طور پر بند کئے جا چکے ہیں اور وقتاً فوقتاً خراب ٹیوب ویل مستقل طور پر بند ہوتے رہتے ہیں بے کار ٹیوب ویلوں کو زمینداروں کے ہاتھ جن کی زمینوں میں یہ ٹیوب ویل نصب ہیں۔ فروخت کرنے کا کوئی پروگرام نہیں۔ ویسے بھی زمینداروں کے لئے آبپاشی کے لئے ایسے ٹیوب ویل مفید نہیں۔ تاہم جو سکارپ ٹیوب ویل کسی حد تک قابل استعمال ہیں اور سکارپ ٹرانزیشن پروگرام کے تحت بند کر دیئے جاتے ہیں۔ ایسے ٹیوب ویلوں کا بور خواہشمند زمینداروں کے ہاتھ جن کی زمین میں ٹیوب ویل لگا ہوا ہے فروخت کر دیا جاتا ہے۔ جس سے چھوٹے سائز(ایک یا دو کیوسک) کے نجی ٹیوب ویل میں تبدیل کرکے چلایا جا سکتا ہے اور اگر کوئی مکمل سکارپ ٹیوب ویل لینا چاہیے تو کچھ شرائط پر دیا جا سکتا ہے۔ عالمی بنک کے ساتھ وفاقی اور چاروں صوبائی حکومتوں سے معاہدہ کے تحت اور سکارپ ٹرانزیشن پالیسی کے پیش نظر میٹھے پانی کے رقبہ جات میں نہ تو خراب ٹیوب ویلوں کو از سر نو بور کیا جائے گا اور نہ آبپاشی کے لئے نئے ٹیوب ویل لگائے جائیں گے۔

(ہ) جزو(د) کے جواب میں وضاحت کردی گئی ہے۔ ٹرانزیشن کے تحت ٹیوب ویل مرحلہ وار بند کئے جائیں گے اور ان کے آپریٹرز اور دیگر عملہ کو Surplus Pool میں رکھا جائے گا جہاں سے دیگر سکارپوں میں بتدریج خالی جگہوں پر کھپایا جائے گا۔ جن کی سروس 25 سال یا اس سے زائد ہو گی۔ ان کی خواہش پر انہیں پنشن کی مراعات کے ساتھ ریٹائرمنٹ کی سہولت بھی میسر ہو گی۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ کھارے پانی کے رقبہ جات میں واقع سکارپ ٹیوب ویل حکومت کے زیر انتظام رہیں گے۔

سیم و تھور کا تدارک

*870۔ سید محمد عارف حسین بخاری ، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) قادر آباد بلوکی لنک کینال پر ضلع حافظ آباد کی حدود میں سیم و تھور کے تدارک کے لئے

کتنے ٹیوب ویل لگائے گئے ہیں۔

(ب) ان ٹیوب ویلز کی تنصیب کس سال عمل میں آئی اور ان پر کتنی لاگت آئی تھی۔

(ج) کیا یہ ٹیوب ویلز اب چالو حالت میں ہیں اگر جواب نفی میں ہے تو ان کی بندش کس وجہ سے ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری)،

(الف) مذکورہ لنک کینال پر ضلع حافظ آباد کی حدود میں سیم و تھور پر قابو پانے کے لئے 45 ٹیوب ویل لگائے گئے ہیں۔

(ب) یہ ٹیوب ویل سال 80-1979ء میں واپڈا نے لگائے تھے۔ ٹیوب ویلوں کی تنصیب اور بجلی کی لائنوں پر تقریباً 2 کروڑ روپے لاگت آئی تھی۔ جون 1981ء میں یہ ٹیوب ویل محکمہ آبپاشی کی تحویل میں دیئے گئے تھے۔

(ج) تمام ٹیوب ویل چالو حالت میں ہیں۔ تاہم 6 ٹیوب ویل ٹرانسفارمر میں خرابی اور ایک ٹیوب ویل موٹر جل جانے کی وجہ سے بند ہیں۔ ٹرانسفارمر کی درستگی کے لئے واپڈا کے متعلقہ افسران سے پیروی کی جارہی ہے۔ موٹر کی مرمت کے لئے بھی ضروری کارروائی کی جارہی ہے نقائص کی درستگی کے بعد ان ٹیوب ویلوں کو چلا دیا جائے گا۔

بھل صفائی کے لئے اقدامات

*895۔ **میاں شیخ محمد**، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) بھل صفائی کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے۔

(ب) اس سال کے دوران بھل صفائی کے لئے کتنا بجٹ مختص کیا گیا ہے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری)،

(الف) نہروں میں بھل کا بیٹھ جانا ایک قدرتی عمل ہے اس لئے نہروں کی بھل صفائی کروانا محکمہ میں ایک معمول کا کام ہے۔ اپنے محدود مالی وسائل میں رہتے ہوئے محکمہ ترجیحات مقرر کرتا ہے اور سالانہ بندی کے دوران جس قدر ممکن ہو ایک مرحلہ وار طریقے سے زیادہ آئی ہوئی نہروں کی بھل صفائی کراتا ہے۔

(ب) موجودہ سال کے دوران پنجاب بھر میں بھل صفائی کے لئے مبلغ 16792100 روپے مختص کئے گئے۔

ناجائز قابضین سے رقبہ کی واگزاری

*912۔ جناب محمود حیات خان ، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) حلقہ پی پی۔ 192 میں محکمہ انہار کا کل کتنا رقبہ ہے اور اس پر کون سے جائز ناجائز قابضین ہیں۔

(ب) کیا حکومت متذکرہ رقبہ ناجائز قابضین سے خالی کروا کر غریب اور مستحق لوگوں میں تقسیم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری) :۔

(الف) حلقہ پی پی۔192 میں محکمہ انہار کا کل رقبہ 493 کنال 2 مرلہ ہے۔ اس میں سے 211 کنال پر جائز قابضین ہیں۔ جنہیں یہ رقبہ نیلامی کے ذریعہ برائے سال 94-1993ء کاشت کے لئے دیا گیا۔ باقی رقبہ 282 کنال 2 مرلہ پر ناجائز قابضین ہیں۔ تفصیل جائز و ناجائز قابضین لف ہے۔

(ب) ایسا رقبہ جو محکمہ انہار کے زیر استعمال نہ ہو اور آئندہ بھی اس کی ضرورت نہ ہو ۔ بورڈ آف ریونیو کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ مذکورہ اراضی میں سے 115 کنال 14 مرلہ واقع مواضعات شمن و ڈھمکی کی محکمہ کو ضرورت ہے۔باقی رقبہ کی واگذاری کا معاملہ حکومت کے زیرغور ہے۔

تفصیل جائز و ناجائز قابضین

نمبر شمار	نام موضع	کلومیٹر	رقبہ	نام جائز قابضین
1۔	شمن	00	56	محمد اسلم خان ۔ اقبال حسن خان عبدالقیوم خان
2۔	ڈھمکی	14	59	غلام قادر خان ولد شیر محمد خان
3۔	سپڑا	16	19	اللہ یار ولد احمد بخش
4۔	کوٹ کبیرنو	00	2	ظہور احمد ولد شاہ محمد
5۔	لکھو کھا	10	67	نذیر احمد ولد تاج محمد ۔ محمد شریف ولد غلام محمد۔

				احمد یار۔ اللہ یار ولد محمد رمضان۔ غلام قادر۔ غلام سرور ولدخان محمد ۔ محمدحنیف ۔ محمد رمضان ولد غلام محمد۔ شریں ولد بہاول خان۔ بہادر خان ولد بہاول خان۔
6۔	1-AM	6	6	ظہور احمد ولد اللہ بخش
	کل رقبہ	0	211	
				نام ناجائز قابضین
1۔	محمد پور	6	27	عطاء محمد ولد قائم دین۔ حاجی جاگن ولد پیر بخش۔ عطاء محمدخان ولد محمد یار خان۔ خان محمد عبدالغفور ولد پیڑا ۔ عطا محمدولد خدا بخش ابراہیم جان محمد۔ محمدشفیع۔ حاجی شاہ محمد۔ محمد رمضان عاشق محمد۔ حاجی سردار۔ محمد رمضان ولد پیڑا۔ محمد عارف اللہ دتہ ولد نور محمد۔
2۔	سپڑا	19	93	امیربخش۔ رحیم بخش ولد درمحمد۔ غلام محمد۔ محمد شریف۔ احمد یار ولد محمد رمضان۔ اللہ دتہ ولد غلام محمد ۔ غلام محمد ولد الہی بخش۔
3۔	کوٹ کبیر نو	18	7	حاجی ظہور احمد ولد شاہ محمد
4۔	نوڑبہ	19	9	تمام رقبہ راستہ کی شکل کا ہے اور موقع پر خالی پڑا ہےکسی کا قبضہ نہ ہے ۔
5۔	ٹیل چراغ	13	30	ذوالفقار احمد ولد الہیٰ بخش۔ حاجی جان محمد ولد کرم بخش۔ ذوالفقار علی ولدحسن بخش۔

				رب نواز۔ حق نواز ولد عاشق محمد۔طارق گلزار ولد حافظ گلزار۔
6۔	لکھوکھا	00	9	حق نواز۔
7۔	I-M	5	34	حاجی عاشق محمد ولد فیض بخش۔
8۔	میراں پور	2	69	گل محمد ولد عمر بخش۔غلام مصطفٰے نمبردار۔ حاجی جاوید خان ولد محمد زماں خان۔ مشتاق احمد ولد گل محمد۔ محمد عارف ولد اللہ دتہ۔اشفاق احمد ولد اللہ بچایا۔ اللہ بخش ولد محمد رمضان۔ عبد الحمید ولد محمد رمضان۔ خادم حسین ولد اللہ بخش۔ مشتاق احمد ولد زمان خان۔ ڈاکٹر خضر حیات ڈاکٹر سیف اللہ خان۔محمد رفیق ولد محمد رمضان رب نواز ولد محمد رمضان ارائیں
	کل رقبہ	2	282	

نہر میانوالی برانچ کے کناروں کی مرمت

*924۔چودھری نذر عباس بھٹی، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع حافظ آباد میں انہار کے لئے سال 94-1993ء کے دوران حکومت کی طرف سے کتنے فنڈز کس کس منصوبہ کے لئے مختص کئے گئے اور ان نہروں کے نام کیا ہیں کس قدر فنڈز خرچ ہو چکے ہیں اور کتنی رقم بقایا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ منصوبہ جات کی تا حال تکمیل نہیں ہو سکی اگر ہاں تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور کب تک کام مکمل ہونے کی توقع ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ضلع کی نہر میانوالی برانچ RD 00 تا RD 50 کے درمیان حصہ کے کناروں کی حالت نہایت خراب ہے اور گاہے بگاہے ان میں شگاف پڑتے رہتے ہیں۔ جس سے علاقہ کی فصلوں کو نقصان پہنچ رہا ہے اگر ہاں تو آیا حکومت مذکورہ نہر کے کناروں

کی فوری مرمت کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری)،

(الف) ضلع حافظ آباد میں نہروں کی مرمت کے لئے مبلغ 3,65,000 روپے سال 1993-94ء کے لئے مہیا کئے گئے جن میں سے مبلغ 3,47,000 روپے خرچ ہوئے جن نہروں پر فنڈز خرچ ہوئے ان کی تفصیل اس طرح ہے۔

1۔ میانوالی برانچ کے کناروں کو کٹاو سے روکنے کے لیے 1,50,000 روپے مختص ہوئے اور 1,50,000 روپے خرچ ہوئے۔

2۔ میانوالی برانچ کے پلوں وغیرہ کی مرمت کے لیے 1,50,000 روپے مختص ہوئے اور 1,50,000 روپے خرچ ہوئے۔

3۔ راجباہ جوریاں کی بھل صفائی اور برم کٹائی کے لئے 65,000 روپے مختص ہوئے اور 47,000 روپے خرچ ہوئے۔

(ب) سال 1993-94ء میں جو رقم مہیا کی گئی اس کے مطابق کام مکمل ہو چکا ہے۔

(ج) فنڈز کی کمی کی وجہ سے میانوالی برانچ کے کناروں کی مرمت نہ ہو سکی جس کی وجہ سے گاہے بگاہے شگاف پڑتے رہے ہیں۔ اب اس کی بحالی کا کام I.S.R.P PHASE-II کے تحت شروع ہے جس کی تکمیل 30 جون 1994ء تک متوقع ہے۔ کام کی تکمیل کے بعد کنارے مضبوط ہو جائیں گے اور شگاف پڑنے کے احکامات ختم ہو جائیں گے۔

کوٹ نکا برانچ کے آخری حصہ تک پانی کی بہم رسانی

*925۔ چودھری نذر عباس بھٹی، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کوٹ نکا برانچ/ شاہ جمال نہر کے لئے کتنے کیوسک پانی منظور شدہ ہے اور مذکورہ نہر میں اس وقت کتنے کیوسک پانی چل رہا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ نہر کے آخری حصہ پر پانی نہیں پہنچ رہا جس کی وجہ سے علاقہ کے لوگوں کو آبپاشی میں سخت مشکلات کا سامنا ہے۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو آیا حکومت مذکور نہر کے آخری حصہ تک پانی کی

فراہمی کو یقینی بنانے کا پروگرام رکھتی ہے تاکہ علاقہ کے لوگوں کی پریشانی دور ہو سکے اگر ہاں تو اس کا کب تک ازالہ کردیا جائے گا؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری)،

(الف) کوٹ نکا برانچ / شاہ جمال کے لئے 201 کیوسک پانی منظور ہے اور اس وقت اس میں 200 کیوسک پانی چل رہا ہے۔

(ب) ٹیلوں پر پانی ان دنوں ہی نہیں پہنچتا جن دنوں میں پانی کی مانگ زیادہ ہوتی ہے اور بالائی حصہ کے زمینداران ناجائز ذرائع استعمال کرتے ہوئے اپنے حق سے زائد پانی حاصل کرتے ہیں۔ باقی دنوں میں سپلائی کی صورت حال عمومی طور پر تسلی بخش رہتی ہے

(ج) جزو(ب) کاجواب اثبات میں نہ ہے۔ کیونکہ پانی کی سپلائی کی صورت حال عمومی طور پر تسلی بخش ہے۔ محکمہ نے ان نہروں کی مرمت و دیکھ بھال کے لئے رقوم طلب کی ہیں۔ جن کی فراہمی پر ان نہروں کی حالت و پانی کی سپلائی مزید بہتر ہو جائے گی۔

سکارپ ٹیوب ویل چالو کرنے کے لئے اقدامات

*1023۔ **ملک عبد الرحمٰن کھر**، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سکارپ۔111 ' سرکل ملتان کے ٹیوب ویل اپریشن ڈویژن مظفرگڑھ میں 44 ٹیوب ویل کوٹ ادو ڈویژن میں 55' ضلع جھنگ میں 15 ' SALINE ZONE TUBEWELL" میں 26' ٹی پی لنک میں 19 ' جی ایم ایف ٹیوب ویل این ٹی ڈی ملتان میں 5' جھنگ شور کوٹ ٹیوب ویل میں 6' ٹیوب ویل مختلف فنی نقائص بشمول defective transformers کی وجہ سے 1988ء سے تاحال مختلف تاریخوں سے مسلسل چلے آرہے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ ٹیوب ویلز کی بندش کے باعث وسیع رقبہ زرعی مقاصد کے استعمال میں نہیں آرہا ہے اور اس سے زرعی اکانومی سمیت سرکاری خزانے کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ رہا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایس ای سکارپ۔ 111 سرکل ملتان نے محکمہ ہذا کے اعلیٰ

حکام سمیت ایس ای (الیکٹرسٹی واپڈا' ڈی جی خان کو متذکرہ بالا سکارپ۔ 111 سکیم کے 175' ٹیوب ویل کے defective transfomers replacement کی بابت متعدد خطوط ارسال کئے لیکن تاہم ابھی تک کوئی پیش رفت نہیں ہوئی ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ٹیوب ویل کو چالو کرانے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے اور ان کو بحال کرانے کے لئے کب تک کارروائی کرے گی اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری)،

(الف) سکارپ۔ III سرکل ملتان (جس میں ٹیوب ویل آپریشن ڈویژن مظفر گڑھ' کوٹ ادو ڈویژن اور ناردرن ٹیوب ویل ڈویژن یعنی این۔ ٹی۔ ڈی شامل ہیں) میں سکارپ نمبر 3' ٹی۔پی لنک' سیلان زون اور جی۔ ایم۔ ایف کے تحت کل 2070 ٹیوب ویل نصب ہیں جن میں سے 221 ٹیوب ویل خرابی بور کی وجہ سے مستقل طور پر بند ہیں جب کہ باقی ماندہ 1849 ٹیوب ویل چالو حالت میں ہیں۔ ان چالو حالت کے ٹیوب ویلوں میں سے 541 ٹیوب ویل مختلف فنی نقائص بشمول " defective transformer" بند ہیں۔ تاہم ماسوائے چند ٹیوب ویلوں کے تقریباً تمام ٹیوب ویل 1993ء اور 1994ء کے دوران مختلف تاریخوں سے بند ہوئے ہیں۔

(ب) سکارپ کے میٹھے پانی کے ٹیوب ویل زیادہ نہری رقبہ میں موگوں پر لگائے گئے ہیں۔ جب کہ سیلان زون کے ٹیوب ویل اور T-P لنک کے ٹیوب ویل ڈرینج کے لئے ہیں۔ ٹیوب ویلوں کے بند ہونے کی صورت میں نہر کا پانی رقبہ جات کو ملتا رہتا ہے اور رقبہ جات زرعی مقاصد کے استعمال میں رہتے ہیں۔ تاہم ایسے ٹیوب ویل جو نہری کمانڈ کے رقبہ سے باہر ہیں جن کی تعداد بھی بہت کم ہے ان کی بندش کے باعث رقبہ کس قدر متاثر ہوتا ہے۔

(ج) یہ درست ہے ایس۔ای سکارپ۔ III ملتان نے ایس۔ای الیکٹرسٹی' ڈی۔جی خان اور دیگر افسران کو ٹرانسفارمر کی درستگی یا تبدیلی کی بابت متعدد یادداشتیں بھیجی ہیں تاہم ابھی تک کوئی خاطر خواہ پیش رفت نہیں ہوئی۔ صرف 17 ٹرانسفارمر تبدیل کئے گئے۔

(د) بجلی کے نقائص کی درستگی ٹرانسفارمرز کی مرمت یا تبدیلی محکمہ واپڈا کی ذمہ داری ہے اور اس کے لئے محکمہ آبپاشی کے افسران اور متعلقہ عملہ واپڈا کے افسران سے مختلف سطح پر

رابطہ رکھے ہوئے ہے تاکہ نقائص کی جلد درستگی کرائی جا سکے تاہم واپڈا کی طرف سے ٹرانسفارمر کی درستگی یا تبدیلی میں کافی دیر لگ جاتی ہے۔ جنرل منیجر (آپریشن) واپڈا کو بھی اس معاملہ میں فوری اقدامات کے لئے لکھا گیا ہے۔ مشینری میں نقائص کی درستگی محکمہ آبپاشی کا عملہ کرتا ہے موٹر جل جانے یا پمپ میں بڑا نقص واقع ہونے کی صورت میں انہیں سکارپ ورکشاپ میں لے جا کر مرمت کیا جاتا ہے اور اس میں خاصا وقت لگ جاتا ہے۔ مطلوبہ سپیئر پارٹس اور میٹریل بروقت دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے بھی مزید تاخیر ہو جاتی ہے۔ تاہم یہ امر قابل ذکر ہے کہ ٹیوب ویل گزشتہ 18 سے 22 سال کے عرصہ کام کر رہے ہیں جبکہ ٹیوب ویلوں کا اوسطاً مفید عرصہ کارکردگی (useful life spair) 15 سال کے لگ بھگ ہے۔ ٹیوب ویل پرانے ہونے کی وجہ سے ان میں نقائص بھی زیادہ واقع ہوتے رہتے ہیں اور ان کی درستگی کے لئے کثیر رقم کی ضرورت ہے جبکہ حکومت کے مالی وسائل محدود ہیں۔ تاہم محکمہ کی ہر ممکن کوشش ہوتی ہے کہ دستیاب مالی وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے نقائص کو جلد از جلد درست کیا جائے اور زیادہ سے زیادہ ٹیوب ویلوں کو چالو رکھا جائے۔

حبیب الرحمان اور لبیب الرحمان کے خلاف کارروائی

*1059۔ ملک کرامت علی کھوکھر، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راجباہ نیاز بیگ پر اعلیٰ افسران حبیب الرحمان اور لبیب الرحمان نے جو اراضیاں جعلسازی سے حاصل کی ہیں انہیں ناجائز موگہ سے سیراب کرتے ہیں نیز آبیانہ فصل ربیع 82/83 ، خریف 83 ، خریف 85 ، خریف 85 (معافی) اور ربیع 85/86 ڈپٹی سیکرٹری حبیب الرحمان تشخیص ہوتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان افسران کو جعلی کارروائی (بنجر نو توڑ) کے ذریعے فصلات ربیع 82/83 ، خریف 83 ، ربیع 84 ، خریف 84 ، ربیع 85 اور خریف 85 کا آبیانہ معاف کر دیا گیا جب کہ رقبہ آباد /مزروعہ تھا۔ نیز بقیہ تمام فصلات کا آبیانہ بذریعہ جعلی کارروائی خرابہ معاف کر دیا۔

(ج) کیا یہ صحیح ہے کہ موگہ 178 ایکڑ کے لئے ہے اور آبیانہ صرف 170 ایکڑ کا تشخیص ہوتا ہے۔

(د) کیا یہ بھی صحیح ہے کہ منتخب کھتونیات کے مطابق ان جعلی کارروائیوں کے ذریعے تاحال 7 لاکھ روپے کا گورنمنٹ کو نقصان پہنچایا جا چکا ہے۔

(ہ) کیا یہ حقیقت ہے کہ انہار کی ان تمام جعلی کارروائیوں کا ریکارڈ افسران مال ضلع قصور نے طلب کرکے ریکارڈ مال سے موازنہ کیا تو تمام کارروائی (نو توڑ اور خرابہ) جعلی ثابت ہوئیں۔

(و) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ گورنمنٹ کو لاکھوں کا نقصان پہنچانے والی ان جعلی کارروائیوں سے آگاہی کے لئے ڈپٹی کمشنر قصور نے دسمبر 1992ء میں کمشنر لاہور اور ڈویژنل کمال آفیسر لاہور کو چٹھی لکھی مگر ہر دو حکومتی ذمہ داران نے کوئی کارروائی نہ کی ہے۔

(ز) آیا یہ درست ہے کہ دسمبر 1992ء سے تاحال بھی تمام فصلات کا آبیانہ بذریعہ جعلی خرابہ معاف کرکے مفاد سرکار بے دردی سے ذبح کیا جا رہا ہے۔

(ح) اگر جزائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو پھر مفاد سرکار کی حفاظت میں قومی خزانہ کو اس خطیر رقم کی محرومی کے ذمہ دار بدعنوان عناصر کے خلاف محکمہ انٹی کرپشن کو کارروائی کرنے سے متعلق ابھی تک کیوں نہیں لکھا گیا نیز اگر لکھا جا رہا ہے تو کب تک؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری)،

(الف) یہ درست نہ ہے عارضی شوٹ گرو مور فوڈ سکیم کے تحت دی جاتی رہی ہے۔ آبیانہ عبدالستار۔ محمد یونس کے نام تشخیص ہوتا رہا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے جو بھی آبیانہ معاف ہوا حسب ضابطہ بعد منظوری عمل کیا گیا۔

(ج) عارضی شوٹ 111 ایکڑ کے لئے منظور ہوتی رہی ہے۔ قواعد کے مطابق آبیانہ صرف کاشتہ رقبہ پر تشخیص ہوتا ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے معافی صرف اسی رقبہ کو دی گئی جو قواعد کے مطابق معافی کے قابل تھا۔

(ہ) متعلقہ محکمہ مال ہے۔

(و) ڈپٹی کمشنر قصور کی طرف سے ایسی کوئی چٹھی موصول نہ ہوئی ہے۔

(ز) یہ درست نہ ہے حسب ضابطہ بعد منظوری خریف 1992ء تاحال صرف خریف 1993ء میں 820,25 روپے معافی کا عمل کیا گیا۔

(ج) تمام تر کارروائی حسب ضابطہ بعد منظوری ہوتی رہی ہے۔ محکمہ انٹی کرپشن کو کسی کارروائی کے لئے تحریر کرنے کی ضرورت نہ ہے۔

گوگیرہ برانچ نہر کے درختوں کی فروخت

*1069۔ جناب محمود حیات خان ، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ ہذا نے گوگیرہ برانچ نہر کے ساتھ ساتھ جڑانوالہ، ستیانہ ضلع فیصل آباد کے درمیان ہائی ویز کی سڑک کی کشادگی کے لئے سینکڑوں پرانے درخت کاٹ کر فروخت کر دیئے ہیں۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ نہر کے ساتھ کل کتنے اور کون کونسی اقسام کے درخت تھے اور ان کی تعداد کیا تھی اور ہر ایک کی کتنی مالیت تھی اور یہ کس مجاز اتھارٹی کے حکم کے تحت فروخت کئے گئے نیز فروخت کردہ درختوں کی عمر کتنی کتنی تھی۔

(ج) متذکرہ بالا جگہ پر جو درخت محکمہ نے فروخت کئے آیا ان کی فروخت کے لئے باقاعدہ اخبارات میں نیلامی کا اشتہار دیا گیا اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؛ علاوہ ازیں جن افراد کو درختفروخت کئے گئے ان کے نام اور پتاجات کی تفصیل بھی ایوان کی میز پر رکھی جائے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری) ،

(الف) درست ہے البتہ یہ خشک گرے پڑے اور سبز درخت ایستادہ حالت میں بذریعہ نیلام عام فروخت کیے گئے ہیں۔

(ب) متذکرہ نہر کے کناروں سے نیلام کئے گئے تمام درختوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	قسم درخت	کل تعداد درخت جو نیلام کئے گئے	درختوں کی اندازاً عمر	نیلام شدہ درختوں کی مالیت(روپوں میں)	نام مجاز اتھارٹی جسکے حکم پر درخت نیلام کئے گئے
1۔	شیشم	4058	5 تا 35 سال		1۔ سپرنٹینڈنگ انجینئر لوئر

				چناب کینال ایسٹ سرکل کینال فیصل آباد
2۔	کیکر	992	ایضاً	3476582
3۔	متفرق، سفیدہ توت اور سمبل وغیرہ	752	ایضاً	2۔ ایگزیکٹو انجینئر لوئر گوگیرہ ڈویژن فیصل آباد
	میزان	5802		3476582

(ج) درختوں کی نیلامی کے سلسلے میں درکار قواعد و ضوابط کی سختی کے ساتھ پابندی کی گئی تھی اور مندرجہ ذیل اہم قومی اخبارات میں اشتہار شائع کرائے گئے تھے۔

(تاریخ اشاعت)

1۔ روزنامہ جنگ لاہور 04-02-1993۔06-10-1992

2۔ روزنامہ پاکستان ٹائمز لاہور '06-01-1993' 8-12-1992' 6-10-1992
6-5-1993 ' 02-4-1993

3۔ روزنامہ فرنٹیئر پوسٹ' لاہور 04-02-1993

4۔ روزنامہ پاکستان' لاہور 06-01-1993۔04-11-1992

5۔ روزنامہ مقامی اخبار "نقیب" فیصل آباد 10-2-1993

جن ٹھیکہ داروں نے درخت خرید کئے ان کی تفصیل منسلکہ گوشوارہ "د" میں درج ہے۔

تفصیل نام و پتاجات ٹھیکے داران بمع تفصیل درختاں و مالیت

نمبر شمار	نام و پتہ ٹھیکے دار لکڑی	تعداد درختاں خرید شدہ	کل مالیت
1۔	محمد یونس ولد غلام رسول چینوٹ بازار فیصل آباد	۴۶۰	۱۹۶۴۰۶ روپے
۲۔	مسمی غلام رسول سکنہ اڈہ گیمبر' اوکاڑہ چھاؤنی	۳۸۳	۲۸۵۹۴۴ روپے
۳۔	مسمی دلشاد احمد بھٹی پلاٹ نمبر 95' بادامی باغ لاہور	۴۴۱	۲۳۶۱۱۶ روپے
4۔	رانا عاشق حسین ولد رانا عبداللہ سکنہ اختر آباد (اوکاڑہ)	۲۱۰	۱۹۳۵۶ روپے

۵۔	غلام رسول ولد نور زمان سکنہ اڈا گیمبر او کاڑہ چھاؤنی	۲۲۸	۲۱۴۷۲۱ روپے
6۔	ایضاً	۲۳۲	۲۱۴۲۶۰ روپے
۷۔	حافظ محمد الیاس سکنہ باغبانپورہ لاہور	۱۵۹	۲۳۳۹۶۰ روپے
۸۔	مسمی محمد افضل سکنہ نمبر 247۔ آر۔بی فیصل آباد	۲۵۷	۴۱۰۵۹ روپے
۹۔	مسمی محمد نواز ولد احمد علی چک نمبر ۴۵۵ جی بی تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد	۳۴۰	۱۱۸۶۰۱ روپے
۱۰۔	مسمی نور خان پلاٹ نمبر 81' بادامی باغ لاہور	۲۰۵	۱۲۹۸۴۵ روپے
11۔	مسمی جاوید اقبال ولد محمد حسین گوجرانوالہ روڈ علی پور چٹھہ ضلع گوجرانوالہ	۲۸۶	۱۱۳۶۱۵ روپے
۱۲۔	رانا عاشق علی ولد عبداللہ خان سکنہ اختر آباد ضلع او کاڑہ	۳۴۷	۴۶۵۶۶۷ روپے
۱۳۔	مسمی محمد نواز سکنہ چک نمبر 230 ٹی ڈی اے۔ لیہ	۵۹	۴۴۱۲۱ روپے
۱۴۔	رانا محمد اکبر سکنہ اختر آباد' او کاڑہ	۸۴	۶۵۰۸۶ روپے
۱۵۔	میاں محمد عاشق سکنہ اختر آباد (او کاڑہ)	۸۴	۷۵۵۱۹ روپے
۱۶۔	رانا محمد اکبر سکنہ اختر آباد (او کاڑہ)	۱۶۲	۸۲۴۳۸ روپے
۱۷۔	رانا اسرار سکنہ باغبانپورہ' لاہور	۱۱۵	۶۱۹۴۷ روپے
۱۸۔	مسمی گل خان سکنہ چک نمبر ۸۲ جی بی تحصیل جڑانوالہ' ضلع فیصل آباد	۱۳۸	۸۲۹۱۶ روپے
۱۹۔	مسمی نذر خان سکنہ چک نمبر 31 جی۔بی تحصیل جڑانوالہ' ضلع فیصل آباد	94	۷۷۹۶۷ روپے
۲۰۔	رانا اسرار احمد سکنہ باغبانپورہ ' لاہور	۱۷۰	۵۴۳۷۵ روپے
۲۱۔	مسمی نور خان پلاٹ نمبر 81 ' بادامی باغ لاہور	۹۸	۴۶۶۶۴ روپے
۲۲۔	مسمی بشیر خان پلاٹ نمبر 14' بادامی لاہور	۱۰۱	۶۴۴۳۳ روپے
۲۳۔	مسمی محمد حنیف سکنہ چک نمبر 361 جی۔بی		

	ٹوبہ ٹیک سنگھ	۵۷	۴۵۰۷۲ روپے
۲۴۔	نور خان پلاٹ نمبر 81 بادامی باغ' لاہور	111	۵۴۷۷۲ روپے
۲۵۔	مسمی بشیر خان پلاٹ نمبر 14' بادامی باغ لاہور	۸۳	۶۴۱۳۹ روپے
۲۶۔	مسمی گل خان' سکنہ چک نمبر 83' جی۔بی' تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد	۶۶	۴۵۸۲۴ روپے
۲۷۔	مسمی دلبر خان سکنہ چک نمبر 263' آر۔بی' ڈجکوٹ	۱۲۳	۷۵۸۷۹ روپے
۲۸۔	مسمی نور خان پلاٹ نمبر ۸۱ بادامی باغ لاہور	۹۰	۶۱۰۵۷ روپے
۲۹۔	مسمی گل خان سکنہ چک 82 جی۔بی تحصیل جڑانوالہ	۹۰	۶۱۲۷۸ روپے
۳۰۔	۔ایضاً۔	۹۵	۵۷۲۱ روپے
۳۱۔	مسمی دلشاد احمد بھٹی پلاٹ نمبر 95' بادامی باغ' لاہور	۱۷۷	۶۹۰۵۲ روپے
۳۲۔	مسمی جاوید اقبال ولد محمد حسین گوجرانوالہ روڈ علی پور چٹھہ ضلع گوجرانوالہ	۱۳۶	۶۲۰۷۲ روپے
	میزان	5802	3476,582

متاثرہ پلوں کی تعمیر

*1095۔ حاجی محمد افضل چن ، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

سال 1992ء کے سیلاب میں نہر لوئر جہلم کے کتنے پل متاثر ہوئے تھے اور ان متاثرہ پلوں میں سے کتنے تعمیر ہو چکے ہیں اور کتنے ابھی تک نامکمل ہیں۔نیز حکومت بقایا متاثرہ پلوں کو کب تک تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری) ،

1992ء کے دوران سیلاب کی وجہ سے نہر لوئر جہلم کے کل 7 پلوں کو نقصان پہنچا تھا۔ جن میں سے 4 پل برجی نمبر 31639 ' 59574 ' 86193 اور 93168 مکمل طور پر بہہ گئے تھے جبکہ 2 پلوں برجی نمبر 12525, 6416 نہر لوئر جہلم کے 2 ' 2 دروں کو نقصان پہنچا برجی نمبر 22250 نہر لوئر جہلم کو معمولی نقصان ہوا تھا اور یہ ٹریفک کے لئے اسی وقت سے کھلا ہے جو 4 پل مکمل طور پر بہہ

گئے تھے ان کی ڈرائنگ کی منظوری ڈائریکٹر ڈیزائن اریگیشن اینڈ پاور لاہور سے حاصل کرنے کے بعد ان کے تخمینہ جات حتمی منظوری کے لئے NESPAK کو بھجوا دیئے گئے ہیں۔ یہاں سے منظوری کے بعد ٹینڈر طلب کر کے کام شروع کر دیا جائے گا۔ چونکہ ڈیزائن میں تبدیلی کی گئی ہے۔ Foot Bridge کو V.R. Bridge میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اس لئے تخمینہ جات کی منظوری ایشین ڈویلپمنٹ بنک (A.D.B) سے بھی لینا ضروری ہے۔ اس لئے تخمینہ جات کی منظوری میں معمول سے زیادہ وقت در کار ہو گا۔

ٹیلوں پر پانی کی فراہمی

*1096۔ حاجی محمد افضل چن، کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

ضلع منڈی بہاؤالدین میں کس کس ٹیل پر پانی پہنچ رہا ہے ان کے نام کیا ہیں اور جن ٹیلوں پر پانی نہیں پہنچ رہا ان کے نام بتائے جائیں اور یہ ٹیل کب سے خشک پڑے ہیں اور آیا ضلع منڈی بہاؤالدین میں حکومت ٹیلوں پر پانی مہیا کرنے کا معقول بندوبست کرے گی؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری)،

جن نہروں کی ٹیلوں پر پانی پہنچ رہا ہے اور جن نہروں کی ٹیلوں پر پانی نہیں پہنچ رہا۔ ان کے نام الگ الگ لف ہذا ہیں۔ اکثر ٹیلوں پر نہری پانی کی عرصہ 10 سال سے شدید کمی رہی ہے۔ ان نہروں پر بحالی انہار کے منصوبہ کے تحت کام موقع پر شروع ہے جو 30 ستمبر 1994ء تک مکمل ہو جائے گا۔ کام کی تکمیل کے بعد تمام ٹیلوں پر پانی کی موجودہ کمی دور ہو جائے گی۔

CHANNELS

AUTHORISED TAIL GAUGE
0.70

Sr. No.	Name of disty & Minor	Gauge at present	Remakrs
1	Nawan lok disty	1.00	
2	Rasulpur disty	0.70	
3	Kurad minor	0.70	
4	Haslanwala disty	0.70	
5	Sandanwala minor	0.80	
6	Noor Jamal minor	0.70	
7	Lasuri minor	0.50	
8	Chillianwala disty	0.70	
9	Minar Sub minor	0.50	
10	Murala disty	0.60	
11	Mangat disty	0.80	
12	Chrund minor	0.50	
13	Dhok Shahni Sub minor	0.70	
14	Chak basawa minor	1.00	All the channels are running
15	Bhaika minor	1.00	to their authorised discharge
16	Dhole minor	0.60	and tail guages are also as per
17	Rattowal minor	0.90	authorised.
18	Sohawa disty	0.80	
19	Wasu minor	0.80	
20	Jia minor	0.90	
21	Hassan minor	0.90	
22	Haria minor	0.90	
23	Rakh minor	0.90	
		0.90	

25	Shumari minor	0.85
26	Ajjowal sub minor	0.75
27	Sultanpur minor	0.80
28	Badshahpur minor	0.80
29	Raib minor	0.75
30	Ruthiala sub minor	0.70
31	Rasul direct minor	0.80
32	Kot Islam disty	0.70
33	Daud direct minor	0.80
34	Mianwal disty	0.70
35	Mangat minor	0.90
36	Daryani minor	0.90
37	Kuthiala Sheikhan minor	1.00
38	Kadhar minor	0.80
39	Khumb minor	0.70
40	Pandowal minor	0.80
41	Gojra minor	0.80
42	Nain minor	1.00
43	Kakowal disty	0.75
44	Bhikhi minor	0.80
45	Jungle minor	0.50
46	Wasuwal sub minor	0.50
47	Gohri minor	0.70
48	Ditch L-minor	0.80
49	Ditch R-minor	0.80
50	Daffar minor	0.80

52	Bhacher disty	0.70
53	Bukan minor	0.80
54	Busal disty	1.00
55	Barmusa minor	0.70
56	Gunian minor	0.80
57	Rerka minor	0.80
58	Pindi Rawan minor	1.20

GUJRAT DIVISION UJC
TAILS WHICH ARE NOT FEEDING

Sr. No.	Name of disty or minor	Gauge	Remarks
1	Maujianwala minor	Nil	The tails are suffering due to
2	Nihal Sing minor	--	work of Rehabiliation of these
3	Ala minor	--	channals which is in progress
4	Bhallowal disty	--	under the control of ISRP
5	Aki minor	--	Division No. II, Lahore of
6	Rukan minor	--	Coordination Zone.
7	Sanda sub minor	--	
8	Mona minor	--	
9	Kiana Gondal	--	
10	Waryat minor	--	
11	Saharan minor	0.4	Work of Rehabiliation is in
12	Makhnawali minor	--	progress and channels reduced
			from head.

سکریپ کی فروختگی

*1102۔ ملک عبد الرحمان کھر ، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ سکارپ مظفرگڑھ نے سال 93-1992ء اور 94-1993ء کے دوران سکریپ کے طور پر مال فروخت کیا اگر ہاں تو اس کی تفصیل کیا ہے۔

(ب) کیا مذکورہ مال فروخت کرنے کے بارے میں کوئی طریق کار استعمال کیا گیا اگر ہاں تو تھا اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

(ج) مذکورہ مال کسے اور کتنے میں فروخت کیا گیا تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری)،

(الف تا ج) یوب ویل آپریشن ڈویژن مظفر گڑھ نے سال 93-1992ء میں کوئی مال فروخت نہیں کیا۔ البتہ موجودہ مالی سال 94-1993ء میں وہ ناکارہ سامان (سکریپ) جو عرصہ دراز سے علی پور سب ڈویژن میں بے کار پڑا ہوا تھا کو بذریعہ نیلام عام ۔ /59413 میں فروخت کیا۔ اس نیلامی کی بابت سید محمد عبد اللہ شاہ ایم۔پی۔اے کی طرف سے شکایت موصول ہوئی جس پر وزیر آبپاشی کی طرف سے ایس۔ ای سکارپ۔ III میاں عبدالغفار کو تحقیقاتی آفیسر مقرر کیا گیا ہے جو اس بابت تحقیقات کر رہے ہیں اگر اس نیلامی میں کوئی بات خلاف ضابطہ اور قواعد پائی گئی تو ذمہ دار آفیسر اور عملہ کو قرار واقعی سزا دی جائے گی۔

کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کو اراضی کی الاٹمنٹ

*1130۔ جناب ارشد عمران سلہری ، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ آبپاشی و قوت برقی نے اپنی چٹھی نمبر ایس۔او(او۔پی) V-79/11-2 مورخہ 22 جنوری 1987ء کے تحت اریگیشن ایمپلائز لاہور زونل آفس کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ لاہور کو مندرجہ ذیل زمین سرنڈر کی تھی۔

1۔ موضع کوٹ لکھ پت پنڈی مانسر 15 کنال 15 مرلے

2۔ پنڈی راجباہ ۔ پنڈی مانسر 74 کنال 5 مرلے

3۔ اجودیہ پور پنڈی مائنر 72 کنال 18 مرلے

4۔ موضع اچھرہ۔ اچھرہ ڈسٹری بیوٹری 22 کنال 17 مرلے

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مندرجہ بالا زمین مذکورہ کوآپریٹو سوسائٹی کو منتقل کرنے کے لئے بورڈ آف ریونیو کو تحریر کیا گیا تھا۔ اگر ہاں تو کب اور کس مراسلہ کے تحت۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اب اس کیس کی موجودہ صورت حال کیا ہے تفصیلاً بتایا جائے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے بورڈ آف ریونیو کو بذریعہ مراسلہ نمبری ایس۔او (او۔پی) V-79/11-2 مورخہ 22 جنوری 1987ء تحریر کیا گیا۔

(ج) جزو ہذا متعلقہ بورڈ آف ریونیو ہے۔

رقبہ کی الاٹمنٹ

*1136۔ جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ آبپاشی و قوت برقی نے اپنے مراسلہ نمبر V-79/11-2 (او۔پی) / ایس او مورخہ 22 جنوری 1987ء کے ذریعے ارگیشن ایمپلائز لاہور زونل آفس کوآپریٹ ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ لاہور کے حق میں جو اراضی سرنڈر کی تھی۔ اس میں راجباہ پنڈی مائنر ٹاؤن شپ لاہور کا 75 کنال کا رقبہ بھی شامل ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ رقبہ میں سے دو کنال کا رقبہ مسمی محمد لطیف ولد حاجی شیر محمد ساکن 30/10-3-1 'ٹاؤن شپ' لاہور کو 99 سال کی لیز پر دے دیا گیا ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ شخص کو رقبہ الاٹ کرنے کا کیا جواز ہے جبکہ جزو (الف) میں مذکورہ زمین پہلے ہی کوآپریٹو سوسائٹی مذکورہ کے حق میں سرنڈر کی جا چکی ہے۔ نیز حکومت مسمی محمد لطیف مذکورہ کو زمین کی الاٹمنٹ منسوخ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری) :

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ نے چٹھی ہذا کے تحت پنڈی مائنر کے رقبہ جات تعدادی 15 کنال 15 مرلہ۔ 74 کنال۔ 5 مرلہ اور 72 کنال 18 مرلہ بحق اریگیشن ایمپلائیز لاہور زونل آفس کو آپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ لاہور۔ بورڈ آف ریونیو پنجاب کو surrendor کیا۔

(ب) درست ہے۔

(ج) جواب اثبات میں نہ ہے۔

گجرات برانچ سسٹم کے کنارے شیشم کے پرانے درختوں کی فروختگی

*1150۔ چودھری محمد اسلم : کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گجرات برانچ سسٹم میں سال 94-1993ء کے دوران درختوں کی چوری کے کتنے مقدمات درج کروائے گئے اور ان درختوں کی مالیت کتنی تھی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سال 1980ء سے اپریل 1994ء تک ہزاروں چوری ہونے والے درختوں کا پرچہ تک درج نہیں کرایا گیا۔ حالانکہ درختوں کی چوری کے نشانات موقع پر ابھی تک موجود ہیں۔

(ج) درج شدہ مقدمات میں سے کتنی مالیت کے درخت برآمد ہوئے اور محکمہ نے چوری کے تدارک کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ گجرات برانچ سسٹم کے کنارے پر شیشم کے ہزاروں درخت موجود ہیں جن کی عمر نصف صدی سے زائد ہو چکی ہے اور ان کی لکڑی نہایت قیمتی ہونے کی وجہ سے لکڑی چوروں کی زد میں ہے۔ اگر ہاں تو آیا حکومت ان درختوں کو فروخت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری) :

(الف) گجرات برانچ سسٹم میں سال 94-1993ء کے دوران کل 58 عدد درخت چوری ہوئے جن کی مالیت مبلغ 1,07,160 روپے ہے۔ اس سلسلے میں درختوں کی چوری کے سات مقدمات مختلف تھانوں میں درج کروائے گئے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ سال 1980ء سے اپریل 1994ء تک ہزاروں درخت چوری ہوئے۔ البتہ 126 چوری کے واقعات ہوئے۔ جن کی رپورٹیں متعلقہ تھانوں میں بروقت کی گئیں اور ایف۔ آئی۔ آر درج کرائی گئیں۔ نیز 1989ء تا 1994ء کے دوران 256 عدد درخت چوری ہونے ان کی رپورٹیں شعبہ جنگلات کینال سائیڈ پلانٹیشن کی طرف سے تھانوں میں دی گئیں۔

(ج) درج شدہ مقدمات کا ابھی تک فیصلہ نہ ہوا ہے 83 عدد درخت برآمد ہوئے جو شعبہ جنگلات کینال سائیڈ پلانٹیشن کے زیر تحویل ہیں۔

(د) یہ درست ہے کہ گجرات برانچ سسٹم کے کنارے کافی درخت موجود ہیں اور گاہے بگاہے چوری بھی ہوتے رہتے ہیں۔ جن پر محکمانہ کارروائی کی جاتی ہے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کے فیصلے کے مطابق یکم جولائی 1994ء سے نہروں کے ساتھ درخت محکمہ جنگلات کے حوالے کئے جا چکے ہیں اب ان کی دیکھ بھال اور ضوابط کے مطابق کٹائی مذکورہ محکمہ کے ذمے ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

عباسیہ لنک کینال کی ناقص تعمیر کی تحقیقات

502۔میاں امتیاز احمد ، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ عباسیہ لنک کینال جو سجہ تا جمن شاہ دی واہی تک تعمیر ہو چکی ہے۔ ناقص تعمیر کی وجہ سے لیک ہو گئی ہے اور اس سے ملحقہ سڑک بھی تباہ ہو گئی ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو آیا اس سلسلے میں کوئی انکوائری ہو رہی ہے اگر نہیں تو آیا حکومت انکوائری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ نہر پر سجہ کے مقام پر جو پل بنایا گیا ہے اس کے افتتاح سے پہلے ہی اس کا ایک ستون گر چکا ہے اگر ہاں تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور اس کا ذمہ دار کون ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی(سردار مقصود احمد خان لغاری)۔

(الف) لنک کینال اور دیگر ملحقہ نہروں کی تعمیر سکارپ نمبر 6۔ پنجند عباسیہ منصوبہ کے تحت واپڈا

کے ذمہ ہے جو منصوبہ پر عمل درآمد کر رہا ہے۔ واپڈا سے حاصل کردہ رپورٹ کے مطابق جواب حسب ذیل ہے۔

سجہ تا جمن شاہ دی واہی تک عباسیہ لنک کینال نہیں بلکہ صادق فیڈر کینال تعمیر ہوئی ہے یہ درست ہے کہ مذکورہ دو مقامات کے درمیان نہر لیک کر رہی ہے اور اس سے ملحقہ سڑک کو بھی کہیں کہیں نقصان پہنچا ہے۔ سڑک کی تقریباً دو میل کی لمبائی جزوی طور پر متاثر ہوئی ہے تاہم یہ کہنا قبل از وقت ہے کہ لیکج ناقص تعمیر کی وجہ سے ہے۔ اس سلسلے میں چیف انجینئر واپڈا رحیم یار خان نے ایک کمیٹی بنائی ہے جو اس معاملہ کی تحقیقات کر رہی ہے۔

(ب) سجہ کے مقام پر صادق فیڈر کی آر۔ ڈی۔ 68 پر پل تعمیر کیا گیا ہے۔ یہ درست نہ ہے کہ اس کا ایک ستون گر چکا ہے پل کی تعمیر کے بعد ایک ڈیک سلیب کو نقصان پہنچا تھا جس کو گرا کر ٹھیکے دار کے خرچ پر از سر نو جنوری 1994ء میں تعمیر کر دیا گیا ہے۔ تاہم اس معاملہ کی تحقیقات کے لئے بھی چیف انجینئر واپڈا رحیم یار خان نے کمیٹی بنائی ہے تاکہ نقصان کی وجوہات معلوم کی جاسکیں۔

بی۔ آر۔ بی نہر کی تزئین و آرائش

582۔ حاجی محمد اسماعیل، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

بی۔ آر۔ بی نہر کی تزئین و آرائش پر 86-1985ء سے رواں مالی سال تک کتنی رقومات کس مجاز اتھارٹی کے حکم کے تحت کن تاریخوں میں خرچ کی گئیں اور ایسی رقوم کن ذرائع سے حاصل کی گئیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری)،

86-1985ء سے اب تک نہر بی آر بی کی تزئین و آرائش پر کوئی رقم خرچ نہیں کی گئی ہے۔ البتہ اس نہر کی مرمت و دیکھ بھال کے لئے جو رقم درکار تھی۔ وہ سالانہ بجٹ کے تحت حاصل ہوئی اور صرف ضروری مرمت وغیرہ پر خرچ کی گئی۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

Year	Allocation	Expenditure
1985-86	66,52850/-	66,45,828/-
1986-87	29,29850/-	29,32,158/-
1987-88	55,11,546/-	87,64,667/-
1988-89	59,43,946/-	60,43,000/-
1989-90	61,44,270/-	64,88,539/-
1990-91	59,37,464/-	59,34,987/-
1991-92	1,49,32,238/-	1,45,63,148/-
1992-93	66,31,954/-	65,66,832/-
1993-94	70,39,649/-	59,84,570/-

کھالوں کی تعمیر روکنے کے لئے اقدامات

592۔ سید تابش الوری ، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مینول آف ارگیشن پریکٹس پنجاب کے رول 31-8(بی) کے تحت یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ کوئی کھالا نہر کے قریب نہیں بننا چاہئے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ اس واضح ہدایت کے باوجود محمد مائنر۔ آدم صحابہ ڈسٹری بیوٹری(صادق آباد) کے ساتھ گندے پانی کا کھال تعمیر کر دیا گیا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ محکمہ انہار نے اس کھالے کو ختم کرانے کے لئے بار بار حکم اور وارننگ جاری کی ہیں۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس غیر قانونی کھالے کے خاتمے کے حکم پر عمل درآمد نہ ہونے کی کیا وجوہات ہیں نیز کیا حکومت صوبہ میں نہروں کے قریب ایسے کھالوں کی تعمیر روکنے کے لئے کوئی موثر اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری) ،

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) محکمہ انہار کے افسران نے ایڈمنسٹریٹر بلدیہ صادق آباد کو تحریر کیا کہ کھال مسمار کیا جائے اور مجاز افسران کی منظوری کے بغیر کسی قسم کی کوئی تعمیر نہروں کے ساتھ نہ کی جائے۔

(د) کھال اور سائفن مسمار کر دیئے گئے ہیں۔ محکمہ نہر ایسے ناجائز کھالوں کی تعمیر کی اجازت نہیں دیتا اور اگر ایسے کھال تعمیر کر دیئے جائیں تو ان کو مسمار کرنے کے لئے ہر قانونی کارروائی عمل میں لاتا ہے۔ اس سلسلہ میں جملہ چیف انجینئر کو ہدایات بھی جاری کر دی گئی ہیں۔

ایکسیئن کی کل وقتی ترقی

608۔ سید تابش الوری، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سیکرٹری محکمہ آبپاشی و قوت برقی حکومت پنجاب لاہور کی چٹھی نمبر ای۔ ایس۔ٹی۔ٹی۔1۔جی۔پی۔ٹی۔88/2 مورخہ 23 نومبر 1989ء کے حوالہ سے محکمہ ہذا کے 6 سینئر ایکسیئن کو بطور ایس۔ای کل وقتی کام کرنے کو کہا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ بعد ازاں سیکرٹری موصوف کے نوٹیفکیشن نمبر ای۔ایس۔ٹی۔ٹی۔ 1 (جی۔ پی۔ٹی۔92/2 مورخہ 8 نومبر 1992ء کے حوالہ سے 20 ایکسیئن کو بطور کل وقتی ایس ایز ترقی دی گئی اور متذکرہ بالا 16 ایکسیئن کے نام بھی اس فہرست میں شامل کئے گئے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ بالا 6 افسران میں سے جن 5 کے نام نوٹیفکیشن بالا مورخہ 8 نومبر 1992ء کی فہرست کے مطابق شمار نمبر 5-3-2-1 اور 7 پر آتے ہیں۔ وہ نوٹیفکیشن کے جاری ہونے کے ایک سال کے اندر ریٹائر ہو چکے ہیں اور بدیں سبب باوجود 35 سال طویل عرصہ ملازمت پورا کرنے کے اگلے گریڈ میں موواودر سے محروم ہو گئے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا متذکرہ بالا پانچوں افسران کے لئے hardship کی بنیاد پر ان کے نقصان کا مداوا کرتے ہوئے ان کی ترقی کے احکامات 8 نومبر 1992ء کی بجائے مورخہ 23 نومبر 1989ء کی چٹھی کے تسلسل میں کئے جا رہے ہیں اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار مقصود احمد خان لغاری):

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ آبپاشی نے مورخہ 23 نومبر 1989ء کو 6 افسران کے بطور ایس۔ای تقرر اور تبادلے کے احکامات جاری کئے لیکن اس میں درج ذیل 4 افسران کو وقتی طور پر اسی تنخواہ اور سکیل میں بطور ایس ای کام کرنے کو کہا گیا تھا۔

1۔ الطاف حسین چوہان 2۔ نذیر احمد چودھری

3۔ شاکر احمد قریشی 4۔ عبدالجلیل طارق

(ب) یہ درست ہے اس نوٹیفکیشن میں مندرجہ بالا چار افسران بھی شامل ہیں۔

(ج) یہ درست ہے مورخہ 8 نومبر 1992ء کو ترقی پانے والے افسران جن کے نام سیریل نمبر 1-2-3-5-7 پر ہیں۔ وہ احکامات جاری ہونے کے ایک سال کے اندر ریٹائر ہو چکے ہیں مروجہ قانون کے مطابق ملازمین کو سکیل ختم کرنے کے ایک سال بعد موو اوور ملتا ہے۔ چونکہ یہ افسران اپنے سکیل کے اختتام پر پہنچنے سے پہلے ہی ریٹائر ہو چکے ہیں اس لئے ان کو موواوور نہیں مل سکا۔

(د) جی نہیں ان کی ترقی کے احکامات 8 نومبر 1992ء کی بجائے مورخہ 23 نومبر 1989ء کو نہیں کئے جا رہے کیونکہ ان افسران کی سنیارٹی کا کیس پنجاب سروس ٹریبونل میں زیر سماعت تھا۔ اس لئے یہ افسران 1989ء میں ترقی نہ پاسکے۔ ان افسران کی ترقی کا کیس صوبائی سلیکشن بورڈ کی میٹنگ مورخہ 15 اگست 1992ء کو زیر غور آیا اور میٹنگ کے فیصلوں سے محکمہ کو مورخہ 7 نومبر 1992ء بذریعہ چٹھی نمبری یو۔او نمبر ایس۔او (سی۔1) 91-99-2 مطلع کیا گیا اور محکمہ نے مورخہ 8 نومبر 1992ء کو ان کی ترقی کے احکامات جاری کردیئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے۔ اب اس سے حمید صاحب بات کریں۔ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر تھے۔ (مداخلت) تو آپ پوائنٹ آف آرڈر نہ کرتے۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر کرنے لگ گئے۔ وقت اور آگے چلا گیا۔

سید تابش الوری، جناب! آپ کی discretion ہے کہ جو سوال پکارا جا چکا ہو اس کی تکمیل کے دوران تو.....

جناب ڈپٹی سپیکر، جب اس کے بعد ایک ایسا واقعہ ہو جائے کہ پریس والے اور وہ دوست تشریف

ے آئیں یا پوائنٹ آف آرڈر شروع ہو جائیں' تقریریں شروع ہو جائیں۔ دس منٹ اوپر ہو جائیں تو پھر اس کے بعد وہ revive نہیں ہو سکتا۔ میری یہ رولنگ ہے۔ ایس اے حمید صاحب نے بات کرنی ہے۔ تابش الوری صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایسے بہت سے واقعات ہمارے علم میں ہیں جن میں بہت سے اہل کاروں کو وقتاً فوقتاً ان کی زیادتیوں کی بنیاد پہ وہ ارکان اسمبلی کے ساتھ ہوں یا ہماری محترم صحافی برادری کے ساتھ ہوں سزائیں دی گئیں۔ لیکن ان سزاؤں کا رخ آج تک حکومت کی طرف سے رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑے سالوں کے بعد پہلا موقع ہے کہ سپیکر نے بطور سپیکر ان قانون ساز اداروں کی اہمیت کو نہ صرف واضح کیا ہے بلکہ اس کی عملی مثال پیش کی ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ آپ مبارک باد کے مستحق ہیں کہ آپ نے قانون ساز ادارے کو قانون ساز ادارہ بنانے کے لیے پہلا قدم اٹھایا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کے ساتھ یہ بھی کہہ دیجئے کہ حزب اقتدار کے وزراء اور ارکان نے بھی آپ کا ساتھ دیا ہے۔ میاں عبدالستار صاحب کو پہلے ٹائم دیا گیا ہے۔ آپ تو ابھی کھڑے ہوئے ہیں' یہ پہلے سے کھڑے تھے۔ ان کے بعد شاہنواز چیمہ' پھر اقبال خان اور پھر آپ۔ اس کے بعد ہم آگے چلیں گے۔

میاں عبدالستار ، فاضل صحافی کے ساتھ کل جو واقعہ پیش آیا تھا۔ اس سلسلے میں غلام سرور خان صاحب نے بڑی اچھی بات کی۔ لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آخر کیوں ایسا ہوتا ہے؟ پچھلے اجلاس میں باقاعدہ کمانڈوز اور پولیس کو بلایا گیا تھا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ اس روز آپ کی سیٹ کے پیچھے ہاؤس اور گیلریوں میں پولیس موجود تھی۔ پورے کا پورا ایوان گھیرے میں لے رکھا تھا اور پرسوں جس وقت یہاں پر قائد ایوان کو آنا تھا تو اس وقت بھی یہاں اور گیلریوں میں کمانڈوز موجود تھے۔ سپیکر کی اور دوسری طرف گورنر کی گیلری پر بھی اس دن پولیس افسران بیٹھے ہوئے تھے۔ میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ یہ تہیہ کر لیں کہ یہ ہاؤس' یہ اسمبلی کے premises آپ کے کنٹرول میں ہیں اور آپ کی custody میں ہیں اور آپ اگر یہ فیصلہ کر لیں کہ پولیس والے اور کمانڈوز یہاں پر نہیں آئیں گے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ آئندہ کبھی بھی ایسا واقعہ نہیں ہوگا۔ لیکن اس کے لیے جرأت اور حوصلے کی ضرورت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، انشاء اللہ نہیں آئیں گے۔ لیکن آپ بھی ذرا اپنا رویہ ٹھیک کریں اور اپوزیشن بھی۔ جی' شاہنواز چیمہ صاحب۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔

وزیر اوقاف ، (پنجابی) جناب سپیکر ! بڑے اچھے ماحول کے ساتھ اسمبلی چل رہی ہے۔یہ معزز اور قابل احترام رکن ہیں۔ انھیں چاہیے کہ اپنی زبان کو بھی کنٹرول میں رکھیں اور شائستگی اور محبت سے بولیں انھوں نے لاء منسٹر صاحب کے بارے میں جو الفاظ کہے ہیں' وہ انھیں واپس لینے چاہئیں اور انھیں اس پر ندامت ہونی چاہیے۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ الفاظ کارروائی سے حذف کیے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ کیا الفاظ تھے۔ میں نے نہیں سنے۔ وزیر قانون کے بارے میں کیا الفاظ کہے گئے ہیں؟

وزیر اوقاف ، جناب والا! یہ آپ دیکھ لیں۔ جناب سپیکر! یہ اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ ایوان شاہد رہے گا' گواہ رہے گا۔ یہ ایمان داری سے اٹھ کر خود ہی کہہ دیں کہ انھوں نے کیا الفاظ کہے ہیں۔ میاں معراج دین صاحب خود کہہ دیں۔ میں ان کی اخلاقی جرأت دیکھنا چاہتا ہوں۔ یہ خود کہہ دیں' میں دوبارہ کہنا نہیں چاہتا۔

سردار حسن اختر موکل ، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ بڑے افسوس کی بات ہے۔ یہ وزیر محترم ہیں۔ انھیں کسی چیز کا پتا نہیں' نہ یہ سنتے ہیں۔ سوئے رہتے ہیں۔ اور یہ ہاؤس کا وقت ضائع کرتے ہیں۔ تھری پیس سوٹ پہن کر آجاتے ہیں۔ وزیر دربار ہیں۔ ان کی مثال تو وہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹو پیس سوٹ ہے۔

سردار حسن اختر موکل ، جناب والا! میری عرض سن لیں۔ [*****]

جناب ڈپٹی سپیکر، اقبال لنگڑیال صاحب۔

وزیر محنت و افرادی قوت، جناب سپیکر ! ہمارے وزیر قانون کے متعلق جو الفاظ کہے گئے ہیں' میں ان کی تائید کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار حسن اختر صاحب نے جو بات کی ہے میں اس کو expunge کرتا ہوں اور جو کوئی ایسی بات وزیر قانون کے متعلق کی گئی ہے جو خلاف تہذیب ہے تو وہ بھی میں حذف کرتا

*** (بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا)

ہوں۔ جی' اقبال خاکوانی صاحب! میں نے وعدہ کیا تھا کہ آپ کو میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کا موقع دوں گا۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: جناب سپیکر! مہربانی۔ اسمبلی کا کارڈ رکھنے کے باوجود اس صحافی پر تشدد کیا گیا۔ اس کے بعد آپ نے کمال مہربانی سے اس پولیس اہل کار کی معطلی کے یہاں احکامات بھی دیے۔ میں اس بارے میں صرف اتنی گزارش کروں گا کہ اس وقت تک پورے ہاؤس کو پتا نہیں کہ وہ اہل کار کس رینک کا تھا' اس کا نام کیا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ آپ کے حکم کی کس حد تک پابندی کرائی جاتی ہے۔ ہمیں پورے ہاؤس کو اس اہل کار کا نام اور اس کے رینک کے بارے میں بتایا جائے۔ ہم خود کل پرسوں انکوائر کر کے پھر وزیر قانون کی بھی تعریف کریں گے اور آپ کی خدمت میں بھی رپورٹ پیش کریں گے کہ واقعی آپ نے جو حکم دیا اس پر من و عن عمل ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک۔ شکریہ۔ ظہیر الدین صاحب۔

جناب محمد ظہیر الدین خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! ایس اے حمید صاحب نے آپ کے بارے میں جو تعریفی کلمات کہے میں ان کا اور ان کے ساتھیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ کسی بہانے سے انھوں نے اس مخلوط حکومت کے کسی فرد کی بھی تعریف کی ہے۔ غلام سرور خان صاحب کی بھی تعریف کی اور آپ کی بھی۔ اور آپ واقعی قابل تعریف ہیں۔ آپ کا فیصلہ قابل تحسین ہے۔ میں یہی بات کرنا چاہتا تھا۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب ڈپٹی سپیکر: اب درخواستیں لیجئے جی۔

چودھری شوکت داؤد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شوکت داؤد صاحب! تشریف رکھیں۔ میں نے جو وعدہ کیا تھا' پورا کر دیا۔ چار دوستوں کا نام لیا تھا۔ اب درخواستیں نمٹا لیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ مہربانی۔ جو دوست نہیں آ سکے' ان کی چھٹیاں منظور کر لیں۔

سردار نذر محمد خان جتوئی

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست جناب سردار نذر محمد جتوئی رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"میں سروسز ہسپتال میں بیماری کی وجہ سے داخل ہوں براہ کرم 30 اکتوبر تا بقیہ اجلاس کی رخصت منظور کی جائے"۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، کیا رخصت منظور کی جائے؟

آوازیں ، نہیں -- نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ روایت نہ ڈالیں۔ سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

میاں محمد شہباز شریف

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست میاں محمد شہباز شریف رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ سید تابش الوری صاحب پیش کر رہے ہیں کہ۔

"میاں شہباز شریف صاحب علاج کی غرض سے لندن گئے ہوئے ہیں اور اس اجلاس میں شرکت سے قاصر ہیں۔ لہذا اس اجلاس کے لیے ان کی رخصت منظور فرمائی جائے"۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اب سوال یہ ہے کہ۔

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب محمد افضل ساہی

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد افضل ساہی رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے

موصول ہوئی ہے۔

"میں بوجہ حالات موجودہ اجلاس میں حاضر ہونے سے قاصر ہوں۔ براہ کرم رخصت منظور منظور فرمائی جائے"۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ۔

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب شفقت عباس ربیرہ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب شفقت عباس ربیرہ رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"میری صحت خراب ہے۔ ڈاکٹر نے مکمل آرام تجویز کیا ہے۔ لہٰذا 29 اکتوبر 1994ء سے شروع ہونے والے اجلاس کی رخصت منظور فرمائی جائے"۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ۔

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

میجر (ریٹائرڈ) سمیع اللہ شیخ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب میجر (ریٹائرڈ) سمیع اللہ شیخ رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"میں وفد کے ساتھ بیرونی دورے پر جا رہا ہوں۔ اس لیے موجودہ اجلاس میں شرکت نہ کر سکوں گا۔ لہٰذا پورے اجلاس کی رخصت منظور فرمائی جائے"۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ۔

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

محمد منشاء اللہ بٹ

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد منشاء اللہ بٹ رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"میں 22 ستمبر 1994ء کو منعقد ہونے والے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ اس اجلاس کی رخصت منظور فرمائی جائے"۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اب سوال یہ ہے کہ۔

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر ، اب ہم تحریک استحقاق لیتے ہیں۔

سردار امجد حمید خان دستی ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، امجد حمید دستی صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سردار امجد حمید خان دستی ، جناب والا! آج ایک اخبار میں ایک بڑی افسوس ناک اور ایک بڑی صدمے والی خبر آئی ہے کہ اس ملک کے نامور کمپیئر ' استاد ' مقرر ' رائٹر ' تین زبانوں کے ماہر اور صرف یہ بات نہیں بلکہ درد دل رکھنے والے دلدار بھٹی صاحب جو غریبوں کی بیماروں کی مدد کے لئے اور عمران خان کے ہسپتال کے لئے چندہ جمع کرنے کے لئے امریکہ گئے ہوئے تھے وہ فوت ہو گئے۔ میں گزارش کروں گا کہ یہ ہاؤس ان کی مغفرت کے لئے دعا کرے اور نیز گورنمنٹ سے استدعا کروں گا کہ ان کی خدمات کے عوض ان کے خاندان کی مالی امداد کی جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، بات جائز ہے ۔ دلدار بھٹی صاحب کی مغفرت کے لئے دعا کی جائے۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

تحریک استحقاق سے پہلے ہم Call Attention Notice کو لیتے ہیں۔ کیونکہ آج Call Attention Notice کا دن ہے تو اس سلسلے میں وزیر قانون صاحب کیا فرماتے ہیں؟

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی رانا اکرام ربانی صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! جناب امجد حمید دستی صاحب نے جس شخصیت کے بارے میں جس انداز میں اور جن الفاظ میں جو اظہار خیال کیا ہے سارے ایوان نے اس کی تائید کی ہے لیکن مجھے خدشہ ہے اور ہمارے درمیان علماء موجود ہیں کہ کیا شرعاً ہم نماز جنازہ سے پہلے فاتحہ خوانی کر سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، ابھی نماز جنازہ نہیں ہوئی؟

صاحبزادہ محمد فضل کریم، جناب والا! میں اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ تمام آئمہ' شافی' مالکی' حنفی اور حنبلیوں کے نزدیک جب "انسان کل نفس ذائقۃ الموت کے حکم کے تحت موت کا مزا چکھتا ہے۔ تو اس کے فوراً" بعد' دفنانے کے بعد یا دفنانے سے قبل' اس کی فاتحہ شرعاً نص قطعی سے ثابت ہے کہ ہو سکتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ اب اس مسئلے کو نہیں لینا چاہیے کیونکہ دعا ہو گئی ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔ وصی ظفر صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ یہ جو چھٹیاں جناب منظور فرمائی ہیں۔ ایک فاضل ممبر مستقل چھٹی پر ہیں اور ملک سے مفرور ہیں اور ان کی بھی چھٹی جناب نے منظور فرمائی ہے۔ ایک تو میں نے اس پر "No" کہا تھا جو ریکارڈ پر نہیں آیا۔ نیز یہ بھی بتایا جائے کہ آیا وہ مستقل ہمیشہ کے لئے چھٹی پر چلے گئے ہیں؟

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں اس کو پوائنٹ آف آرڈر تصور نہیں کرتا۔ وہ بھی بیٹھ جائیں اور آپ بھی تشریف رکھیں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب والا! اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے وہ پوائنٹ آف آرڈر reject کر دیا ہے۔ جی۔ جناب وزیر قانون! CallAttention Notice کا وقت تھا اور قائد ایوان تشریف نہیں رکھتے تو اس بارے میں آپ کیا

ارشاد فرمائیں گے ؟

وزیر قانون ، جناب سپیکر! قائد ایوان آج سرکاری مصروفیات کے سلسلے میں اسلام آباد گئے ہوئے ہیں اور وہاں ایک اعلیٰ سطحی میٹنگ میں قومی امور کے سلسلے میں مصروف ہیں اس لئے وہ آج ایوان میں نہیں آسکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کو کب لینا ہے۔

وزیر قانون ، جناب والا! جس طرح آپ مناسب سمجھیں لیکن آج کے علاوہ کوئی دن رکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، کیا وزیر اعلیٰ صاحب کل آسکتے ہیں؟

وزیر قانون، جی آسکتے ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، کل لے لیں؟

وزیر قانون ، جی بالکل لے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اسے ہم کل پر رکھتے ہیں۔

مسئلہ استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر ، اب تحریک استحقاق لیتے ہیں۔

جناب عثمان ابراہیم ، پوائنٹ آف آرڈر۔ اس سے پیشتر کہ آپ تحریک استحقاق شروع کریں میں یہ گزارش کروں گا کہ کل ہماری دو تحاریک استحقاق تھیں ۔ ایک میری اور ایک ارشد عمران سلہری صاحب کی تھی اور آج آپ کو فیصلہ دینا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، مجھے پتا ہے اور فیصلہ میں نے دینا تھا۔ لیکن اور کئی صاحبان کی بھی تحاریک استحقاق اسی طرح کی ہیں (قطع کلامیاں) میری بات سنیں۔ آپ کے قائد حزب اختلاف کی تحریک بھی اسی ٹائپ کی ہے۔ مگر میں نے ایک فیصلہ دے دیا تو پھر اور پوزیشن ہو گی۔ میں چاہتا ہوں کہ تمام دوستوں کو آپ بولنے کا تو موقع دیں اور ہو سکتا ہے ہم اکٹھا ہی فیصلہ دے دیں۔ اگر میری رولنگ آگئی تو پھر اس کے بعد یہ مسئلہ میرے لئے مشکل ہو جائے گا تو میرے خیال میں آگے

بھی آپ کی تحریک آ رہی ہے ۔ میں نے سید ظفر علی شاہ صاحب سے ایک وعدہ کیا تھا اور میرے خیال میں اب ہم کچھ آگے چلیں ۔

جناب عثمان ابراہیم، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب عثمان ابراہیم ، جناب والا! کل بھی آپ اسحاق بچہ صاحب کی تحریک استحقاق پر فیصلہ دینے والے تھے کہ حنیف رامے صاحب آپ کی کرسی پر آ کر بیٹھ گئے ۔ تو مجھے خدشہ ہے کہ کل یا کسی دوسرے وقت آپ میری تحریک استحقاق کا فیصلہ دینے لگیں گے تو کوئی اور صاحب یہاں آ کر بیٹھ جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ فیصلہ میں ہی دوں گا ۔

جناب عثمان ابراہیم ، جناب والا! میری گزارش ہے کہ یہ فیصلہ آپ ابھی اور اسی وقت کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ فیصلہ میں دوں گا ۔ میں نے commit کیا ہوا ہے کہ یہ فیصلہ میں ہی دوں گا ۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب والا! آگے میری دوسری تحریک استحقاق نمبر 4 ہے جو بڑی اہم ہے۔ پولیس والے میرے دفتر سے 50 کرسیاں چوری کر کے لے گئے ہیں۔ ایک ٹیلی فون سیٹ چوری کر کے لے گئے ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اگر آپ اجازت دیتے ہیں تو سید ظفر علی شاہ صاحب کی تحریک کے بعد آپ کی تحریک لے لیں گے۔ کیونکہ یہ out of turn لی جا رہی ہے ۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب والا! ان کے بعد لے لیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نمبر 7 کو ہم پہلے لے لیتے ہیں ۔

سردار حسن اختر موکل، جناب سپیکر۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ اسحاق بچہ صاحب تشریف رکھتے ہیں، کہیں وہ گرفتار تو نہیں کر لیے گئے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر، مہربانی ۔ تشریف رکھیں ۔ جی ظفر علی شاہ صاحب ۔

سید تابش الوری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی سید تابش الوری صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آپ نے جو آؤٹ آف ٹرن تحریک کو take up کرنے کا فیصلہ کیا ہے وہ صحیح ہے ۔ میں صرف وقت کو بچانے کے لئے کہ آج اور کل ہی کا دن ہے تو میں یہ چاہوں گا کہ ایک ہی نوعیت کی تحاریک آپ ایک ساتھ take up کر لیں اور اس کے علاوہ جو تحاریک ہیں ان کو آپ نمبروار لے لیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، identical اور بھی ہیں؟

سید تابش الوری ، جی اور بھی ہیں ۔ انہیں ایک ساتھ لے لیں اور پھر ایک تحریک استحقاق میری اور ہمارے اراکین اسمبلی کی نظربندی کے متعلق ہے وہ نہایت اہم ، آئینی اور قانونی نکتہ ہے اور وہ سارے ایوان کا مسئلہ ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اسے آج ہی take up کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی۔ سید ظفر علی شاہ ۔

اسمبلی کے استحقاقات کے قانون کے مطابق اڈیالہ جیل راولپنڈی کا معائنہ کرنے والے رکن اسمبلی کو سیاسی قیدیوں کی حویلی کا معائنہ کروانے سے انکار

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میں نے مورخہ 19 اکتوبر 1994ء کو بذریعہ ٹیلی گرام اڈیالہ جیل راولپنڈی کے سپرنٹنڈنٹ کو مطلع کیا کہ میں مورخہ 20 اکتوبر کو جیل کا سرکاری معائنہ کرنا چاہتا ہوں۔ گو قانونی طور پر پیشگی مطلع کرنا میرے لئے ضروری نہیں تھا۔ میں حسب پروگرام مورخہ 20 اکتوبر کو صبح 10.30 بجے سپرنٹنڈنٹ جیل کے دفتر پہنچا تو سپرنٹنڈنٹ جیل عمر دراز صاحب نے مجھے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کے کمرے میں بیٹھنے کو کہا۔ میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کاظم بلوچ صاحب کے کمرہ میں تقریباً ایک گھنٹہ بیٹھا رہا اور میرے بار بار اصرار پر ڈپٹی صاحب نے کہا کہ سپرنٹنڈنٹ صاحب اوپر رابطہ کر رہے ہیں ۔ جس پر میں نے کہا کہ اوپر سے کیا مطلب ہے ؟ اور میں خود سیدھا سپرنٹنڈنٹ کے کمرے میں چلا گیا اور انہیں کہا کہ مجھے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ دیں تاکہ میں جیل کا معائنہ کرسکوں ۔

جس پر سپرنٹنڈنٹ نے کہا کہ آپ جیل کے اندر سیاسی قیدیوں کی حویلی کی طرف نہیں جا سکتے اور نہ معائنہ کر سکتے ہیں یا بصورت دیگر آپ ڈی سی صاحب سے اجازت لے کر آئیں جس پر میں نے انہیں کہا کہ میں ملاقاتی کی حیثیت سے نہیں آیا بلکہ سرکاری حیثیت سے آیا ہوں۔ جو مجھے استحقاق کے قانون 1972ء اور Jail Manual Rules کے مطابق حاصل ہے۔ اس لئے آپ مجھے روک کر نہ صرف میرا وقت ضائع کر رہے ہیں بلکہ میرا استحقاق بھی مجروح کر رہے ہیں ۔ جس پر انہوں نے دوبارہ مجھے کہا کہ شاہ صاحب میں قانون' آئین یا رولز کا پابند نہیں اور نہ پرواہ کرتا ہوں۔ میں صرف اوپر کے احکامات کو جانتا ہوں۔ میں نے اوپر کی وضاحت مانگی تو انہوں نے نہیں بتائی ۔میں نے سپرنٹنڈنٹ صاحب سے Visitors Book مانگی تاکہ میں اپنے تاثرات لکھ سکوں۔ وہ بھی سپرنٹنڈنٹ صاحب نے دینے سے انکار کر دیا۔ جس پر میں نے سخت احتجاج کیا ۔ میرے احتجاج پر سپرنٹنڈنٹ نے کہا کہ جائیں اپنے آئین' قانون اور رولز کو کہیں میرا جو کچھ کرنا ہے کر لیں ۔ اس موقع پر جیل کا عملہ اور دیگر ملاقاتی بھی سپرنٹنڈنٹ کے کمرے میں موجود تھے ۔ سپرنٹنڈنٹ جیل اڈیالہ راولپنڈی کی اس غیر قانونی حرکت سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ لہذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ جناب سپیکر! ویسے تو بے شمار تحاریک استحقاق آتی ہیں اور ممبران دیتے ہیں۔ میری یہ عرض ہے کہ واقعہ مختصراً میں نے بیان کر دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ہاں' وہ صرف Privilege Act میں پڑھ دیجیے۔

سید ظفر علی شاہ : میں عرض کرتا ہوں۔ یہ strictly وہ پارلیمانی privilege ہے کہ جس کی breach ہوئی ہے۔ وہ پارلیمانی privilege مجھے اسی ہاؤس نے ' بنیادی طور پر آئین نے اور پھر through lawmaking اس معزز ایوان نے دیا ہے ۔ The provincial Assembly of the Punjab Privileges Act 1972. اس کا سیکشن 18 یقیناً جناب کی نظر سے گزرا ہو گا۔ سیکشن 18 یہ ہے کہ۔

18. Every member of the Provincial Assembly of the Punjab shall be authorised to inspect the jails falling within the district of his constituency within office hours

یہ وہ right اور وہ privilege ہے جو مجھے آئین نے بذریعہ اس ایکٹ کے دیا ہے۔ نہ صرف یہ کہ اس کے ہٹنے کے بعد Jail Manual Rules کے chapter 38 میں اور جو precedent ہے

اس میں ممبر پراونشل اسمبلی کو جو ex officio non official visitor ہے اور اس وزٹنگ رولز میں' precedent میں I. G (Prison) کے بعد ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے بعد وزٹر اور وزٹر کے بعد سپرنٹنڈنٹ اور پھر آگے نیچے آتے ہیں۔ یعنی اس لحاظ سے اس precedent میں وزٹر جو ہے وہ سپرنٹنڈنٹ سے above ہے۔

جناب سپیکر! اب میرا اس سپرنٹنڈنٹ جیل سے تو کوئی grudge نہیں۔ میں سپرنٹنڈنٹ جیل بننے کا کوئی امیدوار نہیں لیکن اگر ہمارے ادارے اور ہماری پارلیمنٹس' ہمارے ایوان جو law making کے ذریعے ہمیں یہ privilege دیتے ہیں اور سوال میرے privilege کا بھی نہیں' کوئی میری صحت خراب نہیں ہو گی لیکن اگر آپ اور اس ایوان نے حکومتی مشینری کو اور حکومتوں نے اپنی مشینری کو اور مشینری کے کل پرزوں کو یہ باور نہ کرایا' وہ بدمست کیوں ہو جاتے ہیں؟ آج کیوں اپوزیشن کو یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ انھوں نے ریکوزیشن موو کی اور ریاستی دہشت گردی پر آج تین چار دن سے بحث ہو رہی ہے وہ اسی لیے کہ جناب سپیکر! جب کسی ریاستی مشینری کا کوئی پرزہ' اس کا کوئی نمائندہ' کوئی افسر اپنے اختیارات سے تجاوز کرتا ہے اور آئین اور قانون کی حیثیت اس کے سامنے کچھ بھی نہیں ہوتی تو اس وقت یہ ساری قباحتیں پیدا ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر! یہ جس وقت law بنا تھا تو law makers کی نظر میں یہ بات تھی کہ سیاسی قیدی عموماً سیاسی لوگ ہی ہوا کرتے ہیں اور یہ کہیں پر نہیں لکھا ہوا اور Jail Manual کا پورا chapter جناب کی لائبریری میں ہے نہیں۔ وہ جو Amended Rules ہیں ورنہ میں وہ بھی پیش کر دیتا۔ 917 سے لے کر 927 تک رولز جو ہیں وہ صرف وزٹر کو allow کرتے ہیں کہ اس نے جیل کا معائنہ کس طرح کرنا ہے؟ سپرنٹنڈنٹ جیل پر رولز اور قانون کے ذریعے یہ بھی پابندی ہے کہ وہ non official visitors کے ناموں کی لسٹ لگا کر رکھے۔ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ اڈیالہ جیل سمیت پنجاب کی کسی جیل میں' کسی جگہ پر بھی صوبائی اسمبلی کے ممبران کا جو کہ Ex Officio Member ہیں' visitors ہیں' نام نہیں لکھا ہوا۔

جناب سپیکر! اب پتا نہیں اس کو اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو کیا سوجھی اور مجھے یہ اوپر کا بھی نہیں پتا کہ اوپر سے مراد اس کی کیا تھی؟ اللہ میاں سے پوچھ رہا تھا؟ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے پوچھ رہا تھا؟ وزیر اعظم یا وزیر اعلیٰ صاحب سے پوچھ رہا تھا؟ لیکن اتنی اجازت نہیں دی جا سکتی اور میں

کیوں جا رہا تھا؟ میں اس سے پہلے بھی کئی دفعہ جیل جا چکا ہوں۔ ہم جیلیں دیکھ چکے ہیں۔ جیلوں میں جو جو قباحتیں ہو رہی ہیں، جو جو رولز اور قانون میں آج کے اس دور میں ترامیم کی ضرورت ہے۔ وہاں پر قیدی، حوالاتی یا political detinues کے ساتھ جو سلوک کیا جا رہا ہے، ان کے حوالے سے، ان کی ترامیم کے لیے، ان کی بہتری کے لیے، reforms کے لیے، جس کے لیے میں elect ہوا ہوں اور یہ ہاؤس elect ہوا ہے، وہ میں پیش کرنا چاہتا تھا۔ لیکن سپرنٹنڈنٹ نے میرے اس پارلیمانی استحقاق کو مجھے جیل کے اندر جانے سے روک کر میرا اور اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے۔ میں تو جناب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اس میں کوئی ambiguity نہیں۔ یہ تو استحقاق کمیٹی کے سپرد کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ ابھی اسی وقت یہ ہاؤس فیصلہ کر سکتا ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ میں کوئی جھوٹ بول رہا ہوں۔ میں تو سوچ بھی نہیں سکتا۔ حالانکہ یہاں پر بار بار دونوں اطراف سے حلفاً باتیں کی جاتی ہیں۔ میں تصور نہیں کر سکتا کہ منتخب ممبر جب اپنے floor پر بات کر رہا ہو، چاہے وہ اس side سے، چاہے وہ اس side سے کر رہا ہو۔ یہ الگ بات ہے کہ بعض بڑے بڑے عہدے داروں کی یہ عادتیں ہیں کہ وہ یہاں پر بڑی دلیری سے جھوٹ بولتے ہیں لیکن میں تو کانپ جاتا ہوں کہ کوئی سیاسی ورکر منتخب ہو کر لوگوں کی ماؤں، بہنوں کے ووٹ لے کر آ کر اس مقدس مقام پر کھڑا ہو کر جھوٹ بولنا تو کجا، جھوٹ بولنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اس لیے جناب سپیکر! میری آپ سے اور اس معزز ایوان سے استدعا ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کا نوٹس لیا جائے اور اس کو accordingly dispose of کیا جائے۔ شکریہ

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری: جناب سپیکر! میری تحریک استحقاق بھی اسی موضوع پر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کون سا نمبر ہے؟

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری: نمبر 10 اسے بھی اکٹھا take up کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پھر پہلی تحاریک استحقاق رہ جائیں گی۔ میں نے ان سے کل وعدہ کیا تھا۔ یہ اپنی باری پر آ جائے گی۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری، جناب! یہ ایک ہی موضوع ہے۔ اکٹھا ہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بالکل ایسی ہی ہے؟

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری، جی بالکل ایسی ہی ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! مختلف ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مختلف ہے؟

وزیر قانون، جی ہاں۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری، نہیں، وہ فیصل آباد سے متعلق ہے لیکن موضوع ایک ہی ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! موضوع ایک ہی ہے لیکن اس کا اور ظفر علی شاہ صاحب کی تحریک کا متن مختلف ہے۔ واقعات مختلف ہیں اور جیل کے اندر جو صورت حال انتظامیہ کی طرف سے ان کے ساتھ پیش آئی وہ بھی مختلف ہے۔ اس لیے یہ الگ الگ take up ہوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پوائنٹ بھی جو involve ہے وہ مختلف ہے؟

وزیر قانون، جی۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری، نہیں جی۔ ایک ہی جیسا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چلو اس کو پھر لے لیں گے۔ وزیر قانون فرما رہے ہیں تو ہمیں یقین تو کرنا چاہیے۔ جی آپ اس پر بات کریں؟

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری، جناب سپیکر! موضوع ایک ہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ایک منٹ۔ کوئی بات نہیں۔ آپ صبر تو کریں۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری، جناب سپیکر! موضوع ایک ہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں، میں پھر dis-allow کرتا ہوں۔ جی وزیر قانون صاحب آپ بات کریں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! محترم جناب سید ظفر علی شاہ صاحب فاضل رکن اسمبلی نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے، بے شک تحریک کی تفصیلات اور ان کی short statement جو ہے وہ اس حد تک آپس میں relevant نہیں تھی لیکن اس کے باوجود میں یہ سمجھتا ہوں کہ کچھ وضاحت میں عرض

کروں۔ 20 اکتوبر کو صبح 10.30 بجے یہ ممبر صوبائی اسمبلی جیل کا دورہ اور معائنہ کرنے کے لیے سپرنٹنڈنٹ سنٹرل جیل، راولپنڈی کے دفتر میں تشریف لے گئے۔ انھوں نے جیل کا معائنہ کرنے کی اجازت چاہی۔ سپرنٹنڈنٹ نے انھیں نظر بند قیدیوں کے علاوہ جیل کے دوسرے وارڈز کے معائنے کی اجازت دی اور انہوں نے کہا کہ آپ باقی وارڈز میں تشریف لے جا سکتے ہیں اور معائنہ کر سکتے ہیں لیکن وہاں پر جو صورت حال تھی اس کے مطابق فاضل رکن اسمبلی کا اعتراض یہ تھا کہ یہ باقی جیل کا معائنہ نہیں کرنا چاہتے اور اگر انہیں باقی جیل کا معائنہ کرنا ہے تو اس صورت میں انہیں نظر بند قیدیوں کے وارڈز کے معائنے کی بھی اجازت دی جائے اور متعلقہ حکام نے انہیں بتایا کہ حکومت کی اجازت کے بغیر یا وہ مجاز اتھارٹی جس نے انہیں نظر بند کیا ہے اور جو ان نظر بند قیدیوں سے انٹرویو کی اجازت دے سکتی ہے ان کی prior permission کے بغیر ان وارڈز کا معائنہ کرنے کا انہیں استحقاق حاصل نہیں اور اس سلسلے میں انہوں نے اپنے اختیارات کے حوالے سے معذوری کا اظہار کیا۔ جہاں تک قانون اور آئین کے حوالے سے انہیں وہاں روکنے کا تعلق ہے انہوں نے جان بوجھ کر اپنے اختیارات سے تجاوز کر کے انہیں قطعی طور پر نہ روکا اور میں سمجھتا ہوں کہ رکن اسمبلی کو یہ استحقاق حاصل ہے اور جس طرح فاضل رکن اسمبلی کہہ رہے تھے واقعی انہیں جیل کے معائنے کا حق حاصل ہے اور یقیناً یہ ان کا استحقاق بنتا ہے اور جیل حکام کو انہیں اجازت دینی چاہیے تھی کہ یہ معائنہ کر سکیں لیکن جناب سپیکر نظر بند قیدیوں کے حوالے سے جو detinues کے لئے orders ہیں اس کے لئے رولز ہیں رول 1979ء کے حوالے سے اگر آپ رول 12 دیکھیں تو اس کے حوالے سے بھی

12. The Inspector General of Prisons shall with the approval of Government prepare a list of relatives and friends of each detinue who may be permitted.

اور جناب سپیکر! جب تک گورنمنٹ کی اجازت نہیں ہوتی اس کے حوالے سے وہ نہیں کر سکتا اس کے آگے باقی detail بھی دی ہوئی ہے اور اگر آپ رول 13 بھی دیکھیں تو یہ ہے کہ

13. The applications for interview from persons other than those referred to rule 12 shall be referred to the Government

which may in its discretion grant or refuse sanction.

جناب سپیکر! جہاں تک نظر بندوں کا معاملہ ہے ان سے ملاقات اور interview کی صورت حال مختلف ہے اور جیل کے معائنے کی صورت حال مختلف ہے لیکن چونکہ ظفر علی شاہ صاحب کی اس تحریک استحقاق سے ایسے لگتا ہے اور ممکن ہے کہ جیل کے باقی وارڈز کا بھی معائنہ کرنے کی بھی اجازت نہ دی گئی ہو اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس معاملے کی مزید تحقیق کے لئے کہ جیل حکام نے کہیں جناب ظفر علی شاہ سے بدتمیزی نہ کی ہو یا رولز سے ہٹ کر انہیں روکا ہو اس حوالے سے اگر آپ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کرنا چاہیں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر، ابھی آپ کو مزید کچھ کہنے کی ضرورت ہے؟

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! ایک تو مجھے ان کا شکریہ ادا کرنا ہے اور ایک ریکارڈ میں تھوڑی سی correction کرنی ہے۔ چونکہ یہ law making body ہے ایک ریکارڈ کی بات ہے اور دوسرا میں نے شکریہ ادا کرنا ہے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میری بھی اسی قسم کی ایک تحریک استحقاق ہے آپ اسے بھی مجلس استحقاق کے سپرد کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ابھی میں نے اس پر اپنا کوئی فیصلہ نہیں دیا یہ بات اس کے بعد آئے گی۔ پھر اس کے بعد اپنی تحریک پیش کرنا میرے خیال میں بات تو طے ہو گئی ہے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! وہ بات تو طے ہو گئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پھر ذرا جلدی کرنا کیونکہ وقت تھوڑا ہے۔

سید ظفر علی شاہ، یہ تو میں ان کا مشکور ہوں اگر وہ باقی دلیل نہ دیتے اور straight way ہی کہہ دیتے تو میں اور یہ ایوان بھی ان کا اور زیادہ مشکور ہوتا۔

جناب والا! وزیر قانون صاحب نے رولز کا حوالہ دیا ہے۔ جناب میں نے کوئی بات چھپائی نہیں انہوں نے مجھے جیل کے باقی حصے کا کہا کہ آپ معائنہ کر لیں۔ جناب والا! جس رول کا یہ حوالہ دے رہے ہیں وہ رولز میں نے پڑھے ہوئے ہیں اور رولز کے تحت بھی میں جیل میں رہ چکا ہوں۔

میرے استحقاق کو ایکٹ protect کرتا ہے ایک بات اور دوسرے Jail Manual میں ہے اور اس میں جیل کا معائنہ includes political detinues اگر کسی جگہ پر بھی اور کسی وقت بھی یہ ثابت ہو جائے کہ میں غلط تھا کہ میں political detinues کے سیل میں نہیں جا سکتا اور اس کے لئے مجھے اجازت چاہیے تھی تو میری یہ تحریک استحقاق گو یہ admit کر چکے ہیں گورنمنٹ نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا میں اس پر کسی وقت بھی debate کرنے کے لئے تیار ہوں اور اگر میں غلط ثابت ہوں کہ مجھے قانون اجازت نہیں دیتا۔ جناب والا! visitors کی اور ملاقاتی کی حیثیت مختلف ہے اگر میں ملاقاتی کی حیثیت سے جاتا ہوں اور میں پھر دوسرے دن گیا میں نے ملاقاتی کی حیثیت سے راجہ بشارت صاحب' چودھری تنویر صاحب اور بادشاہ آفریدی صاحب سے بات کی اس کے لئے میں نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب سے پوچھا لیکن جب میں visitor کی حیثیت سے جاؤں گا مجھ پر کوئی پابندی نہیں بلکہ مجھے قانون اجازت دیتا ہے کہ میں جاؤں اور اس کی تحقیق ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا! میری دوسری درخواست ہے کہ ان کی تحریک استحقاق بھی identical ہے انہیں بھی visiting کی اجازت نہیں دی گئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ابھی تو مجھے اس کا فیصلہ کر لینے دیں۔ میں اس موشن کو باضابطہ قرار دیتا ہوں۔ تابش صاحب! اب آپ پیش کریں۔

سید تابش الوری ، جناب والا! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ ظفر علی شاہ صاحب کی تحریک استحقاق کو مجلس استحقاق کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ہاں میں اسے مجلس استحقاق کے سپرد کرتا ہوں اور دو ماہ کی مدت دیتا ہوں اس کے اندر اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے۔ اب کسی اور کی اس طرح کی موشن تو نہیں جو جیل کے معائنے کے لئے ہو؟

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری ، جناب والا! میری تحریک استحقاق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، وہ تحریک استحقاق تو میں نے پڑھ لی ہے۔ میرے خیال میں یہی چیز ہے اب آپ نے اس پر بات کیا کرنی ہے۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری ، جناب والا! میرا نکتہ جو ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ اسے move کریں۔

اسمبلی کے استحقاقات کے قانون کے مطابق سنٹرل جیل، فیصل آباد کا معائنہ کرنے والے رکن اسمبلی کو نوعمر لڑکوں کی وارڈ کا معائنہ کروانے سے انکار

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری ، جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے مسئلہ یہ ہے کہ میں نے اس معزز ایوان کے رکن کی حیثیت سے مورخہ 17 اکتوبر 1994ء کو سنٹرل جیل فیصل آباد کا معائنہ کیا جیل حکام نے مجھے تمام جیل دیکھنے نہ دی بالخصوص نوعمر لڑکوں کی وارڈ اور سکول کی طرف جانے نہ دیا سپرنٹنڈنٹ جیل سے میں نے کہا کہ یہ میرا استحقاق ہے میں ہر جگہ معائنہ کر سکتا ہوں انہوں نے کہا کہ کس قانون کے تحت آپ معائنہ کر رہے ہیں میں نے انہیں ارکان اسمبلی کے استحقاق کی نقل مہیا کی مگر انہوں نے مجھے مکمل جیل کا معائنہ نہ کرنے دیا میں نے انہیں بار بار کہا کہ آپ قانون پر عمل نہیں کر رہے مگر ان پر کوئی اثر نہ ہوا اور کہا کہ مجھے آئی جی جیل خانہ جات اور ہوم سیکرٹری نے منع کیا ہے کہ میں آپ کو مکمل جیل کا معائنہ نہ کرنے دوں میں نے انہیں کہا کہ آپ میری بات ہوم سیکرٹری صاحب سے کروا دیں مگر انہوں نے انکار کر دیا مجھے جیل کے مکمل معائنہ سے روک کر آئی جی جیل خانہ جات ہوم سیکرٹری پنجاب اور سپرنٹنڈنٹ سنٹرل جیل فیصل آباد نے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے لہذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! میری تحریک آئین اور قانون کے دائرے میں ہے اور یہ فوری نوعیت کی ہے اور اسمبلی کی دخل اندازی کی متقاضی ہے چنانچہ میری آپ سے استدعا ہے کہ اسے منظور فرما کر استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ یہ بات طے ہو جائے کہ Privilege Act کی حدود و قیود کیا ہیں اور اس کے علاوہ جو قوانین بنائے جاتے ہیں ان کی حدود و قیود کیا ہیں۔ بحیثیت ممبر ہمیں جو استحقاق دیا گیا ہے اس کو وہ over rule کرتے ہیں یا نہیں۔ مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ۔ جی وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون: جناب سپیکر، میں اس لئے عرض کر رہا تھا کہ تحریک استحقاق [illegible]

استحقاق سے identical نہیں ہے اس لئے کہ فاضل رکن اسمبلی نے خود تسلیم کیا ہے کہ جیل حکام نے انہیں جیل کے معائنے کی اجازت دی اور نظر بندوں کی وارڈ کے علاوہ باقی ساری جیل کا انہوں نے معائنہ کیا اور جیل حکام نے انھیں قطعی طور پر یہ بات نہیں کہی کہ I. G. (Prisons) یا ہوم سیکرٹری نے ملاقات سے منع کیا ہوا ہے بلکہ انہوں نے انہیں یہ بات بتائی کہ نظر بندوں کے وارڈ کے اندر ملاقات کی' interview کی یا اس طرف جانے کی اجازت نہیں ہے۔ Jail Manual سے ہٹ کر ان کے لئے رولز ہوتے ہیں Jail Manual کا باقی قیدیوں کے لئے اپنا سلسلہ ہے اور نظر بندوں کے لئے الگ سلسلہ ہے اور وہاں پر مجاز اتھارٹی جن کے آرڈرز سے یہ نظر بند کئے جاتے ہیں اور انہیں رکھا جاتا ہے ۔ اس کی اجازت کے بغیر وہاں پر ملاقات کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اس لیے جناب سپیکر! فاضل رکن اسمبلی اس حوالے سے وہاں نہیں جا سکتے تھے ۔ اس لیے انہیں باقی ساری جیل کے حصے کا معائنہ کرایا گیا اور انہوں نے کیا ۔ صرف نظربندوں کے حصے میں انہیں نہیں لے جایا گیا۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس سے ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ اس لیے یہ تحریک استحقاق باضابطہ نہیں اور رول 55 کے زمرے میں بھی نہیں آتی اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کا کوئی استحقاق مجروح نہیں ہوا اور یہ تحریک قابل پذیرائی نہیں۔

جناب سپیکر : شفیق صاحب! آپ کوئی اور بات کرنا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری : جناب سپیکر! وزیر موصوف لکھی لکھائی اور پڑھی پڑھائی باتیں طوطے کی طرح پڑھے جا رہے ہیں کہ آئی جی صاحب نے منع نہیں کیا۔ میں نے انہیں کہا کہ آپ میری اپنے حکام بالا سے بات کروائیں اور ان سے پوچھا تھا کہ حکام بالا کون ہیں ۔ انہوں نے کہا تھا کہ آئی جی جیل اور ہوم سیکرٹری اور اس چیز کی گواہی کہ وہاں پر پیپلز پارٹی کے ایم پی اے جناب امان اللہ خان موجود تھے اور وزیر موصوف افسروں کے کہنے پہ [**] بولے جا رہے ہیں۔ اس کا کوئی علاج نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں-------

وزیر قانون : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ یہ جو انہوں نے [**] کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ ہم کسی افسر کے خلاف تو تحریک استحقاق پیش کرتے ہیں۔ اپنے الفاظ کا ایوان کے اندر بھی احساس نہیں کرتے ۔ یہ الفاظ کہ اگر کوئی رکن کہہ دے کہ فلاں رکن [**] بول رہا ہے۔ جناب سپیکر! میں یہ

***(حکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کیا گیا)

سمجھتا ہوں کہ یہ پارلیمانی آداب کے منافی ہے ۔ میرے حوالے سے جو یہ الفاظ کہہ رہے ہیں۔ میں نے [**] نہیں بولا ہے۔۔۔۔۔۔

جناب انعام اللہ خان نیازی : جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : وہ پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کر رہے ہیں۔ آپ کو اتنی جلد بازی کیوں ہے؟

جناب انعام اللہ خان نیازی : انہوں نے بات مکمل کر لی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ نے بات مکمل کر لی ہے؟

وزیر قانون : نہیں۔ جناب سپیکر! مجھے صرف [**] کے حوالے سے بات کرنی ہے۔ مجھے ان الفاظ پہ اعتراض ہے اور یہی میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اس sense میں [**] اچھے الفاظ نہیں۔ شفیق صاحب اتنے شفیق ہیں وہ یہ لفظ واپس لے لیں گے۔ مجھے ان پر یہ پورا بھروسہ ہے۔ جی شفیق صاحب ' آپ میرا خیال ہے شفقت فرمائیں گے۔ میرا خیال ہے کہ یہ کوئی ثقیل سا لفظ ہے ۔ اگر آپ یہ بات کہہ دیتے کہ یہ ٹھیک نہیں کہہ رہے تو بہتر تھا۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری : جناب والا! اگر یہ اس کو digest نہیں کر سکے تو میں اس کو "غلط بیانی" سے بدل دیتا ہوں۔ میں اس کو [**] کی بجائے کہوں گا کہ انہوں نے "غلط بیانی" سے کام لیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ یہ کہہ دیں کہ یہ ٹھیک بات نہیں ہے۔ [**] والا لفظ حذف کر دیا جائے۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری : جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ جہاں Privilege Act کے جو الفاظ ہیں کہ،

Every Member of the Provincial Assembly shall be authorised to inspect.

یہ لفظ inspection اتنا جامع ہے اور اتنا مکمل ہے کہ اس کے بعد if اور but کی کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی ۔ اور مجھے نہایت افسوس ہے کہ ہمارا وزیر قانون اتنا نالائق ہے کہ وہ چھوٹی

***(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کیا گیا)

چھوٹی چیز کو نہیں سمجھ سکتا۔ یہاں تو comma اور full-stop کے معنی ہوتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، محمد عارف نکئی صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (محمد عارف نکئی) ، جناب والا کا ایوان میں فیصلہ ہوا تھا کہ کسی کو ایسے الفاظ سے نہیں پکارا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، بالکل ٹھیک بات ہے۔ یہاں ہم نے پارلیمانی روایات کے مطابق بات کرنی ہے۔ اچھے اور شستہ طریقے سے بات کرنی ہے ۔ [*****] اس سے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ شفیق صاحب، آپ تو نہایت شفیق دوست ہیں۔ آپ سے ایسی توقع نہیں۔

میں نے [**] کا لفظ کارروائی سے حذف کر دیا ہے اور یہ بات ٹھیک نہیں ہے کسی وزیر یا فاضل رکن کے بارے میں ایسی جو بھی بات کی جائے وہ اچھی بات نہیں۔ وصی ظفر صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ انعام اللہ خان نیازی صاحب کو جناب مت interrupt کیا کریں۔ انھیں جو مرضی آئے کہنے دیا کریں۔ یہ دراصل کاٹھے پٹھان ہیں جن کو شارے پٹھان کہتے ہیں اور اڈے چلاتے ہیں۔ ان کو وہی عادت ہے اور انہوں نے وہی کرتے رہنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ جناب امان اللہ بابر صاحب۔

جناب امان اللہ بابر ، جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کا موقع دیا۔ یہاں جو ذکر ہو رہا تھا [**] کا' غلط بیانی کا یا [**] کا تو اس سے وزیر موصوف اپنی صفائی کیسے دے سکتے ہیں۔ وہ تو ایک اے ایس آئی کا لکھا ہوا پڑھتے ہیں۔ جو غلط لکھا ہو' جھوٹ لکھا ہو جو بھی لکھا ہوا انہوں نے پڑھنا ہوتا ہے۔ کیا وہ تفتیشی افسر ہیں یا انکوائری افسر ہیں کہ جو کچھ کہیں گے وہ سچ کہیں گے۔ کسی کا لکھا ہوا پڑھنے والے کیا اپنی صفائی دے سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، اس پوائنٹ آف آرڈر پہ میرا فیصلہ سن لیں۔ دیکھیں پارلیمانی روایات ہیں ' جمہوریت ہے۔ ہم اس بات کو اچھے انداز سے بھی پیش کر سکتے ہیں۔ مہذب لوگ اور شرفاء اس بات

***(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کیا گیا)

کو اچھے انداز سے کرتے ہیں۔ جو گنوار' ان پڑھ اور جاہل لوگ ہوتے ہیں وہ اس کو ڈانگ سوٹے کی مانند استعمال کرتے ہیں۔ لہٰذا پارلیمانی جمہوریت کو مستحکم کرنے کے لیے ہمیں اس ایوان میں ایک دوسرے کے لیے اچھے الفاظ استعمال کرنے چاہییں۔ مہربانی شکریہ! جناب محمود اختر گھمن۔

جناب محمود اختر گھمن ، میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جیسا کہ آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ اکثر ہمارے فاضل ممبران جناب کی اجازت کے بغیر بولنا شروع کر دیتے ہیں اور جناب کے منع کرنے کے باوجود اپنی گفتگو جاری رکھتے ہیں۔ کیا رولز اس بات کی اجازت دیتے ہیں؟ اور چونکہ یہ ایک بہت مقدس ادارہ ہے جس کو تمام پریس والے دیکھ رہے ہیں۔ پورے پنجاب کی نظریں ہم پہ ہوتی ہیں تو میرے خیال میں ہمارے ایوان کا تقدس مجروح ہوتا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے ساتھیوں سے درخواست کروں گا کہ اس کو مد نظر رکھا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بڑی مہربانی' شکریہ' محمود اختر گھمن صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے اور یہی بات متعدد دفعہ اس ایوان میں بیان کی گئی ہے۔ سردار ذوالفقار علی کھوسہ صاحب۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، میں آپ سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ "لائق" پارلیمانی لفظ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی ہاں!

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، تو پھر "نالائق" بھی پارلیمانی لفظ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، دیکھیں کسی بھی فاضل رکن کے بارے میں اگر سپیکر تھوڑی سی بات کہہ دے تو وہ ناگوار گزرتی ہے ۔ اگر میں نے cheap popularity کا لفظ استعمال کیا تو میں نے اس کو واپس لیا اس لیے کہ اس سے کسی کے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ جس بات سے بھی جذبات مجروح ہوں ہمیں وہی بات شائستہ طریقہ انداز سے کہنی چاہیے ۔ میری تو آپ سے یہی گزارش ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، میں ہمیشہ شائستہ انداز کا پاس دار رہوں گا۔ لیکن جناب والا! آپ نے خود تسلیم کر لیا کہ "لائق" پارلیمانی لفظ ہے کہ اگر آپ "نالائق" کو غیر پارلیمانی کہہ رہے ہیں تو پھر شاید آپ "نااہل" کو بھی غیر پارلیمانی کہہ دیں گے ۔ کیونکہ بات ایک ہی بنتی ہے ۔ نااہل بھی وہی ہے اور نالائق بھی وہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں کھوسہ صاحب! اس میں کچھ شائستگی آ جاتی ہے۔ کچھ پنجابی کے ایسے لفظ

ہیں جن کو میں یہاں بیان نہیں کر سکتا یہ میری مجبوری ہے۔ اگر میں وہ الفاظ کہہ دوں جیسے والد اور اسی طرح دوسرے لفظ جو آپ سمجھ گئے ہوں گے۔ بہرحال یہ ہمیں نہیں کہنے ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، چلیے میں آپ کی وساطت سے اپنے ساتھی سے یہ درخواست کر لوں گا کہ وہ نالائق کی بجائے نااہل کہہ دے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، مہربانی، شکریہ۔ چودھری فاروق صاحب! میں آپ سے صرف یہ دریافت کروں گا کہ Punjab Privileges Act کا سیکشن 18 جس کو صوبائی اسمبلی پنجاب نے 1972ء میں منظور کیا۔ اس وقت میں بھی اس ہاؤس کا ممبر تھا ، تابش الوری صاحب بھی ممبر تھے۔ ہم نے یہ Privileges Act بڑی محنت سے بنایا تھا۔ اس میں جو سیکشن 18 ہے وہ یہ ہے کہ۔

18. Every member of the Provincial Assembly of the Punjab shall be authorised to inspect the jails.....

اس میں یہ differentiate کیا ہے except detinues اس بارے میں آپ ذرا وضاحت فرمائیں۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! جن لوگوں کو سزا ہوتی ہے یا جنہیں بطور حوالاتی ضمانتیں نامنظور ہونے کے بعد بھجوایا جاتا ہے انہیں جیل میں بھجوایا جاتا ہے لیکن جن افراد کو حکومت نظر بند کرتی ہے ملکی حالات کے تحت یا ایسی ضرورت جس کی وجہ سے ان کی نظربندی کیے بغیر امن و عامہ کی صورت حال قائم نہیں رہ سکتی ان کے لیے حکومت جب نظر بندی کے احکامات جاری کرتی ہے تو ضروری نہیں ہوتا کہ انہیں جیل بھیجا جائے اور جیل حکام کے اختیار میں دے دیا جائے بلکہ انہیں انتظامیہ کے کنٹرول میں رکھنے کے لیے گھروں کے اندر بھی نظر بند کیا جا سکتا ہے۔۔۔۔۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، چودھری فاروق صاحب! ذوالفقار کھوسہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ وزیر موصوف پہلے اپنا یہ بیان دے چکے ہیں۔ آپ نے ان کے بیان کے بعد رول quote کیا اور اب صرف آپ نے رولنگ دینی ہے۔ اگر آپ نے ان کو دوبارہ تقریر کرنے کی اجازت دی تو یہ پھر آدھا گھنٹہ لے جائیں گے۔ اور اس طرح ہماری باقی تحاریک استحقاقات رہ جائیں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ٹھیک ہے میں ان سے کہتا ہوں کہ ذرا جلدی کر لیں۔ جی فاروق صاحب۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ نظربندوں کو جیل میں بھجوانا ضروری نہیں ہوتا۔ نظربند کو اس کے اپنے گھر میں بھی نظر بند کیا جا سکتا ہے، کسی سرکاری عمارت میں بھی نظربند کیا جا سکتا ہے اور اس کے گھر پر جیل کے سپرنٹنڈنٹ کا کنٹرول نہیں ہوتا۔ اسی طرح اگر کسی سرکاری ریسٹ ہاؤس میں اسے نظربند کیا جائے تو وہاں پر بھی کسی جیل سپرنٹنڈنٹ کا کنٹرول نہیں ہوتا۔ اس لیے نظربندوں کے لیے جس اتھارٹی نے اسے نظربند کیا ہو اس کی اجازت کے بغیر ان سے ملاقات یا وہاں معائنے کی اجازت نہیں ہوتی اور اگر جیل کے اندر کسی نظربند کو کہیں رکھا گیا ہے تو اس کی وجہ انتظامی نقطہ نگاہ ہے۔ اس لیے نہیں کہ انہیں مکمل طور پر Jail Manual کے حوالے سے جیل سپرنٹنڈنٹ کے ماتحت کر دیا جائے۔ جناب سپیکر! اس لیے جیل کی premises میں نظربند ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جیل سپرنٹنڈنٹ ان پر Jail Manual کا ہو بہو اطلاق بھی کرے۔ اسی لیے میں نے پہلی تحریک میں بھی یہ عرض کیا تھا اور اب بھی میں پوری commitment کے ساتھ یہ بات آپ کے سامنے کہنا چاہتا ہوں کہ Jail Manual باقی قیدیوں کے لیے مختلف ہے جبکہ نظربندوں کی صورت حال مختلف ہے۔ اس لیے نظربندوں سے ملاقات کی اجازت نہ دینا یا اس حصے کا معائنہ نہ کرنے دینا Privileges Act کے زمرے میں نہیں آتا۔ اس لیے کہ اگر کسی کو سرکاری عمارت میں نظر بند کر کے detain کر دیا گیا ہے تو پھر یہ کیسے وہاں پر ملاقات کرنے کے لیے جیل سپرنٹنڈنٹ سے اجازت لیں گے؟

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر! میں نکتہ وضاحت پر ریکارڈ کو درست کرنے کے لیے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی فرمائیں۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر! Jail Manual کا رول نمبر 924 visitor کو deal کرتا ہے visitor means Member of the Provincial Assembly کہ وہ جب political detinues کے سیل میں جانے کا تو اس پر رولز میں ایک پابندی لگی ہوئی ہے یعنی جانے پر پابندی نہیں۔ ویسے جیل کا جب معائنہ کرے گا تو اس کے ساتھ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل ہو گا لیکن جب وہ political detinues کا visit کرے گا تو اس کے ساتھ سپرنٹنڈنٹ یا ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل ہو گا۔ یعنی اس

میں تو یہ allow کیا گیا ہے کہ وہ وہاں بھی جا سکتا ہے۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر! عدلیہ ہو یا قانون ساز ادارہ وہ اپنے اختیارات کو وسعت دیتا ہے ' اپنے اختیارات کو سمیٹتا نہیں۔ انسپکشن سے مراد ساری جیل کی انسپکشن ہے اور انسپکشن کا مطلب یہ ہے کہ قیدیوں کی حالت معلوم کی جائے ۔ ان قیدیوں میں نظربند بھی شامل ہوتے ہیں ۔ نظربند کی حیثیت بھی ایک قیدی کی ہے۔

جناب تاج محمد خانزادہ ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، خانزادہ صاحب! اب میں رولنگ دینا چاہتا ہوں۔ آپ رولنگ سے پہلے بولنا چاہتے ہیں یا بعد میں بولنا چاہتے ہیں؟

جناب تاج محمد خانزادہ ، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر پہلے بات کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی فرمائیں۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, I want a clarification of the fact that when the law allows a public representative to visit the jail, it does not specify as to who should be the occupant of the room. It is no where written whether the occupant is a political prisoner or a criminal and for that reason it is an admission of the government itself that political prisoners should not be sent to jail. Jail is a place for criminals and murderers and not for public representatives who want to express their views before the public and for the expression of liberty and freedom they are being pushed into jail. It is a matter of disgrace and it is a frank admission by the government of their folly that they are sending noble, respectable representatives of the people to jail and treating them like criminals.

سردار سکندر حیات خان ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، سردار سکندر حیات صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سردار سکندر حیات خان ، جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ سے انگریزی میں بات کرنے کی اجازت چاہوں گا تاکہ میرے بزرگ نے جس زبان میں بات کی ہے میں بھی اسی زبان میں جواب دے سکوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اجازت ہے۔

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Mr. Speaker, Sir, the honourable member who is also my elder belongs to the same district as I do. He is very kindly defending the detinues rules that the political prisoners should not be sent to jail The same gentleman was a Member of the Assembly during Ayub Khan's regime and we were the people who were with Madr-e-Millat Some of our friends were there, our elders like Mr. Zulfiqar Ali Khan Khosa were there, certain others were there who were with Madr-e-Millat and the same gentleman was there asking for the detinues to be treated and branded by the Martial Law like criminals. They are the same people. Now, they talk about detinues I agree with them that the political prisoners should not be sent to jails but such hypocrisy should not be allowed.

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ۔ خانزادہ صاحب تشریف رکھیں۔

MR. TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Point of order I am sorry to say.

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! آج میں اسمبلی کے ریکارڈ پہ یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ جناب سکندر حیات صاحب۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ کس پہ بول رہے ہیں؟

جناب انعام اللہ خان نیازی ، میں پوائنٹ آف آرڈر پہ بول رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، کیا مقصد پیدا ہوا ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھا رہے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، میں ان کی بات کو۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اگر آپ کسی بات سے اتفاق نہ کریں تو اس کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

جناب انعام اللہ خان نیازی : جناب والا! میں اتفاق نہیں کرتا اسی لیے میں بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اگر آپ کو ان سے اختلاف ہے تو.....

جناب انعام اللہ خان نیازی : جناب والا! میں اسمبلی کا ریکارڈ درست کرنا چاہتا ہوں کہ جناب سکندر حیات صاحب اس واقعہ کے دوران قید میں دماغی توازن کھو بیٹھے تھے This is on the record جناب سکندر حیات صاحب پر ابھی تک اثر موجود ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ پلیز آپ تشریف رکھیں مہربانی شکریہ تو میں اس کا فیصلہ کرتا ہوں۔

MR. TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, point of personal explanation. My young political nephew I would call him, or even my son, I am glad that he has brought out the fact that I was a member of the Assembly when he was put in to jail. He does not know that in order to get him released we went to Kala Bagh. He put you in not as a political prisoner. He put you in for reasons other than politics. Let me tell you, Mr. Speaker, before 1922, the Khan family never found a way into the corridors of power They never got elected. They were defeated by the Maliks of Shamshabad for generations. It was the support of this poor man and humble man that when we supported him, including his grandfather, including his father.

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ آپ کا خاندانی معاملہ ہے۔ اس کی یہاں کوئی ضرورت نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ قابل احترام ہیں۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Let me bring some facts before this House. Sir, Mr. Shaukat Hayat, his father who is a great friend and a brother of mine, he lost in the election. (interruptions)

جناب ڈپٹی سپیکر ، پھر میں فیصلہ نہیں دیتا اور سب کو پوائنٹ آف آرڈر کرنے کی اجازت دیتا ہوں آپ کسی بات کو کنٹرول کریں۔ یہ سمجھتے نہیں لیکن ہمارے لیے قابل احترام ہیں۔ تشریف رکھیں۔

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN. On a point of personal explanation. I do not deny that Mr Taj Khanzada's family and my family have been supporting each other. I don't deny it at all. They have been supporting us and we have been supporting each other till Ayub Khan's election. The honourable gentleman was a BD member.

جناب ڈپٹی سپیکر ، وہ personal explanation پر ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ You cannot dictate me آپ ہر بات کو روندتے چلے جاتے ہیں۔ وہ behave like a gentleman personal explanation پر ہیں۔ Please take your seat میں کیسے ان کو روک دوں۔ جب ان کا نام لیا گیا ہے۔

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN; As I was saying, Mr. Speaker, Sir, Mr. Taj Khanzada's family and my family supported each other. I don't deny it and I hope that we support each other because during Ayub Khan 's time when the honourable sister of Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah, Madr-e-Millat for which he says that I was detained as a student leader for other reasons. Criminal cases were put against me as a student leader and I was not detained, I was put in the torture cells. I have the honour and I am proud that I fought for democracy in this country.

اور میں امید کرتا ہوں کہ یہ سیدھے راستے پر آجائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، personal explanation بڑی مختصر ہوتی ہے۔ اس پہ تقریر نہیں کی جا سکتی۔ مہربانی، شکریہ! اب میں اپنا فیصلہ دیتا ہوں۔ (قطع کلامیاں) میرے فیصلے کے بعد آپ بات کر لیجئے۔ میں دس منٹ سے اس تحریک پر فیصلہ دینا چاہتا ہوں لیکن آپ مجھے فیصلہ نہیں کرنے دیتے۔ وزیر قانون

نے جو مؤقف اختیار کیا ہے وہ بھی وزنی ہے لیکن اس سے پہلے ہم ایک فیصلہ کر چکے ہیں۔ وہ بھی detinue کے بارے میں تھا اور یہ نو عمر لڑکوں کے بارے میں تھا۔ اس میں وزیر قانون نے خود ایڈمٹ کیا کہ اسے آپ کمیٹی کو بھیج دیں، مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ اب میرے لیے یہ نہایت مشکل ہے کہ یہ دونوں تحاریک استحقاق identical ہیں ایک کو میں استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دوں اور دوسری کو نہ کروں۔ تو یہ میرے خیال میں مناسب بات نہیں۔ میں اس تحریک استحقاق کو بھی منظور کرتا ہوں اور استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں۔

سید تابش الوری، جناب ڈاکٹر شفیق صاحب کی تحریک استحقاق مجلس استحقاقات کے سپرد کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تاج خانزادہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ یہ سینئر ہیں اور پرانے ممبر ہیں۔ اس کا فائدہ اٹھا کر آپ ساری باتیں کر جاتے ہیں۔ ابھی میں نے فیصلہ کیا وہ تحریک پیش کر رہے ہیں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ ڈاکٹر شفیق احمد کی تحریک استحقاق کو مجلس استحقاق کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک مجلس استحقاق کے سپرد کی جاتی ہے۔ اس کی رپورٹ بھی اسمبلی میں دو ماہ کے اندر پیش کی جائے۔ میرے خیال میں تحریک استحقاق پہ بڑا وقت ہو گیا ہے دو تحاریک استحقاق ہم نے منظور کر لی ہیں۔ اب بارہ بج گئے ہیں (قطع کلامیاں) اس کا مطلب ہے کہ آپ لاء اینڈ آرڈر پر بحث نہیں کرنا چاہتے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! آپ عمومی طور پر ہر رکن اسمبلی کی درخواست کو اہمیت دیتے ہیں۔ لیکن میں جس تحریک استحقاق کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرا رہا ہوں وہ قائد حزب اختلاف کی طرف سے ہے قائد حزب اختلاف کے گھر کے اندر پولیس نے براہ راست مداخلت کی اور ایک ساتھی کارکن گولی کا نشانہ بن گیا۔ اس اہم تحریک استحقاق کو اسی وقت آپ ٹیک اپ کریں اور جو identical تحاریک استحقاق ہیں انہیں بھی آج ہی dispose of کریں۔ ہمیشہ یہ روایت رہی ہے قائد حزب اختلاف اپنی تحریک استحقاق پر اصرار کریں تو ہمیشہ اس بات کو مانا گیا ہے اور سپیکر نے اسے allow کیا ہے۔

جناب سپیکر ، اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر! ہم نے جناب منظور احمد موہل صاحب سے درخواست کی تھی کہ قائد حزب اختلاف چودھری پرویز الٰہی صاحب کی ایک اہم تحریک استحقاق ہے ۔ ہم چاہتے ہیں کہ وہ آج ہی ٹیک اپ کریں اور اسی کے ساتھ identical کچھ اور تحاریک بھی ہیں اور اس طرح بیشتر تحاریک آج dispose of ہو جائیں گی۔ میں روایت کا حوالہ دیتے ہوئے آپ سے درخواست کروں گا کہ جب قائد حزب اختلاف کوئی تحریک پیش کرنا چاہیں تو ہمیشہ سپیکر نے انہیں اجازت دی ہے اور اس روایت کے مطابق میں چاہوں گا کہ آپ بھی اجازت مرحمت فرمائیں۔

وزیر صحت، قطع نظر اس بات کے کہ قائد حزب اختلاف کی تحریک استحقاق کی اہم نوعیت کیا ہے میں ان کی بات میں یہ اضافہ چاہتا ہوں کہ نئی اور بہتر روایات کا اضافہ کر دیا جائے تو اس میں حرج کوئی نہیں لیکن انہوں نے یہ کہا ہے کہ جب انہوں نے قائد حزب اختلاف کے بارے میں گزارش کی تو ہمیشہ یہاں پہ یہ کیا گیا ہے۔ یہ ہمیشہ والی بات درست نہیں اور باقی جو لوگ میرے ساتھ پچھلی اسمبلی میں موجود تھے وہ اس بات کی تائید کریں گے اور میں ریکارڈ کی درستی کے لیے یہ بات کر رہا ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! میری اس میں گزارش یہ ہے کہ بار بار ایوان میں کہا جاتا ہے قائد حزب اختلاف۔ قائم مقام قائد حزب اختلاف کہا جائے جو اصلی قائد حزب اختلاف ہیں وہ تو [***] ہیں۔ یہ تو قائم مقام ہیں۔ قائم مقام کا لفظ لازمی ہے۔ یہ تو قائد حزب اختلاف نہیں ہیں۔

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیں۔ یہ طریقہ ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

سید تابش الوری ، میں اس پر بڑا سخت احتجاج کرتا ہوں ۔ وصی ظفر صاحب نے میاں شہباز شریف صاحب کو [**] کہا ہے۔

جناب سپیکر ، میں اسے حذف کرتا ہوں ۔ وہ پچھلی پر ہیں۔

سید تابش الوری ، اور انہیں تنبیہ کی جائے کہ قائد حزب اختلاف کے متعلق اس قسم کے الفاظ آئندہ استعمال نہ کریں اور اگر انہوں نے ایسے الفاظ استعمال کیے تو پھر آپ ہمیشہ کہا کرتے ہیں کہ

*** (بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا)

عمل کا شدید رد عمل ہوتا ہے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی ، جناب والا! میں اس سلسلے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں میرے فاضل دوست وصی ظفر صاحب نے ہمارے قائد حزب اختلاف کے لیے [**] کا لفظ استعمال کیا ہے جب کہ آج کل کے حالات ثابت کرتے ہیں کہ کئی [**] کو ہائی کورٹ کا جج بنا دیا گیا ہے اور یہ ریکارڈ کی بات ہے۔

جناب سپیکر ، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ وزیر قانون صاحب آپ کو اس پر کوئی اعتراض ہے یا آپ کی کیا رائے ہے کہ جناب قائد حزب اختلاف کی تحریک استحقاق آؤٹ آف ٹرن لے لی جائے۔ میرے ذہن میں تو یہ تھا کہ اتنی دیر ہو گئی ہے اور کل والی بات پھر ہو رہی ہے کہ پھر بحث کے لیے کوئی وقت نہیں ملے گا۔ یہ ساری باتیں بحث میں بھی آ سکتی ہیں۔ لیکن جب قائد حزب اختلاف کی بات آئی ہے تو میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اس پر آپ اپنی رائے دیں۔

وزیر قانون ، جناب والا! قائد حزب اختلاف کی تحریک اسمبلی میں آج پیش کرنے کے معاملے میں ہماری طرف سے کوئی اعتراض یا مداخلت نہیں۔ ان کی تحریک کا نمبر 8 ہے اور ابھی تھوڑی دیر پہلے تحریک استحقاق نمبر 10 نمٹائی گئی ہے۔ یہ تو خود قائم مقام قائد حزب اختلاف نے دوسرے رکن اسمبلی کو موقع فراہم کیا ہے کہ ان کی تحریک کی بجائے وہ پیش کر لیں ابھی کل کے روز بھی اجلاس ہونا ہے اگر ان کی تحریک کل صبح لے لی جائے اس میں اعتراض والی کوئی بات نہیں۔

جناب سپیکر! دو دن امن عامہ کی بحث کے لیے رکھے گئے تھے لیکن آج حکومت کی طرف سے ہی یہ بات آئی ہے کہ آج تیسرے دن بھی یہ امن عامہ پر بحث کر لیں لیکن اگر سارا وقت اسی طرح پوائنٹس آف آرڈر پر ضائع ہوتا جائے گا تو کوئی کام نہیں ہو سکے گا۔ یہی وجہ ہے کہ تحاریک استحقاق بھی کم پیش ہوتی ہیں۔ اس لئے آپ کل قائد حزب اختلاف کی تحریک کو پہلے لے لیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب والا! وزیر قانون جو فرما رہے ہیں وہ ہم نے سپیکر صاحب سے درخواست کی تھی کہ identical تحاریک استحقاق کو ایک ساتھ ٹیک اپ کر لیا جائے اور میں نے اس وقت بھی یہ اعتراض کیا تھا کہ وزیر قانون ایسے ہی کھڑے ہو جاتے ہیں اور آدھا آدھا گھنٹہ تقریر کرتے ہیں اور اب اس وقت بھی وہ پندرہ منٹ تقریر کر گئے ہیں۔

*** (بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا)

جناب سپیکر ، نہیں، نہیں ایسی بات نہیں اور آپ کی گھڑی ذرا تیز چل رہی ہے ۔ انہوں نے پندرہ منٹ تو بات نہیں کی۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب والا! میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ ذرا توجہ دیا کریں۔

جناب سپیکر ، اس سلسلے میں میری رائے یہ ہے کہ اگر چودھری پرویز الٰہی صاحب اپنی تحریک استحقاق آج پیش کرنا چاہتے ہیں تو بڑی خوشی سے کر لیں ۔ آپ دوست اس سلسلے میں اجازت دیتے ہیں؟

آوازیں ، اجازت ہے۔

وزیر اوقاف ، جناب والا! اپوزیشن نے امن عامہ پر بحث کرنے کے لیے اجلاس بلایا تھا۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ صوبے میں امن عامہ کی صورت حال تو بالکل ٹھیک ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ یہ امن عامہ پر بحث نہیں کر رہے۔ میرے خیال میں چودھری صاحب اگر آج اپنی تحریک استحقاق پیش کرنا چاہتے ہیں تو آج پیش کر دیں ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر ، اس سلسلے میں ایوان کی کیا رائے ہے کہ چودھری صاحب کی تحریک کو آؤٹ آف ٹرن پیش کر دیا جائے؟

آوازیں ، اجازت ہے۔

وزیر قانون ، جناب والا! ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر ، چودھری پرویز الٰہی صاحب اپنی تحریک استحقاق پیش فرمائیں۔

گجرات میں رکن اسمبلی کی رہائش گاہ پر پولیس کی فائرنگ سے ایک مسلم لیگی کارکن کی شہادت

چودھری پرویز الٰہی ، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 11 اکتوبر 1994ء کو وزیر اعلیٰ پنجاب میاں منظور احمد وٹو اور وفاقی وزیر احمد مختار کے ایماء پر پولیس کی بھاری نفری نے میری رہائش گاہ "تھور ہیلس" گجرات کو گھیرے میں لے

کر اندھا دھند آنسو گیس کے گولے برسائے اور کوٹھی پر براہ راست فائرنگ شروع کر دی جس سے میرے گھر میں آیا ہوا ایک مہمان جو کہ مسلم لیگ کا کارکن تھا۔ گولی لگنے سے شہید ہو گیا۔ بعد ازاں پولیس والے بغیر کسی وارنٹ کے میری کوٹھی کی چار دیواری پھلانگ کر اندر داخل ہو گئے اور کمروں میں تلاشی شروع کر دی اور میرے ملازموں کو ہراساں کرنا شروع کر دیا۔ اس تمام کارروائی میں مشتاق حسین چگانوالہ، ڈپٹی کمشنر اور ایس ایس۔پی گجرات برابر کے شریک رہے جنہوں نے نہ صرف فائرنگ کے احکام جاری کیے بلکہ یہ سب کچھ ان کی نگرانی میں ہوا۔ جس سے ایک بے گناہ شہری شہید ہو گیا۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب والا! میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ وہاں پر گھر کے اندر نہ تو کوئی دفعہ 144 کا سوال پیدا ہوتا تھا اور نہ ہی گھر کے اندر کوئی جلوس اور نہ کوئی جلسہ تھا اور وہاں سے دور چوک پر بھی کوئی ایسا جلسہ جلوس نہیں ہو رہا تھا۔ ماسوائے اس کے کہ پیپلز پارٹی کے صدر مشتاق چگانوالہ پولیس کے ہمراہ دندناتے ہمارے گھر کے آگے سے گزرتے جا رہے تھے۔ ہوائی فائرنگ اور نعرہ بازی کرتے پھر واپس چلے جاتے تھے اور بغیر کسی وجہ کے وہ ایسا کر رہے تھے اور پھر اچانک پولیس کو پتا نہیں کیا سوجھی کہ بغیر کسی اشتعال کے انہوں نے گھر کے اندر کوئی تقریباً سو کے قریب آنسو گیس کے گولے پھینکے آپ یقین کیجئے کہ وہاں پر پانچ دن تک کوئی شخص سو نہیں سکا کیونکہ کمروں کے اندر تک گیس موجود رہی اور اس کے بعد انہوں نے پھر یہ حشر کیا۔ ان کو فوری طور پر خاص قسم کی کوئی ہدایات آئیں اور میرے گھر پر فائرنگ شروع کر دی گئی۔ ظاہر ہے کہ اس کے لیے وزیر اعلیٰ نے نے خود ہدایات دی ہوں گی یا اوپر سے حاصل کی ہوں گی جو کہ یقیناً لی ہیں۔ انشاء اللہ وقت آنے پر خدا کے فضل و کرم سے میں یہ ثابت بھی کروں گا اور اس سلسلے میں میرے پاس ان کا تمام ریکارڈ وڈیو اور ہر قسم کے ثبوت بھی موجود ہیں۔اور اس کے ساتھ ساتھ پھر انہوں نے فائرنگ شروع کر دی اور سیدھا گھر کے اوپر شروع کردی۔ آپ بے شک اس کے لیے کوئی کمیٹی بنا دیں استحقاق کمیٹی کا تو مجھے پتا نہیں کہ آپ نے استحقاق کا کیا کرنا ہے۔ ہاؤس کی ہی کوئی کمیٹی بنا لیں اور بے شک ہمارے مخالف ترین ممبران کی کمیٹی بنا لیں اور حلف دے کر انہیں وہاں بھیج دیں اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ گھر کے اندر سے ایک فائر بھی ہوا ہے تو میں

اسمبلی کی سیٹ سے استعفیٰ دے دوں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! وہاں پر میرے گھر پر جگہ جگہ گولیوں کے نشانات ہیں اور وہاں پر جب ہمارا ایک ساتھی زخمی ہو گیا تو بڑی مشکل سے اس کو ہسپتال لے جایا گیا۔ راستے میں وہ شہید ہو گیا اور اس کے بعد بھی انہوں نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ دو سو کے قریب پولیس کی نفری لے کر دوبارہ آئے اور یہی لوگ اس میں بھی شامل تھے اور انہوں نے آ کر ہماری دیواریں پھلانگیں اور کسی کو نہیں پوچھا بلکہ جب ہاؤس کے سرچ وارنٹ کے بارے میں پوچھا گیا کسی نے یہ بھی گوارا نہیں کیا کہ اس کا جواب دیں۔ سیدھے جو ہمارے کمروں اور ہمارے بیڈ رومز کے اندر تو پولیس گھومتی رہی۔

جناب والا! [*****]

MR SPEAKER: I call the House to order.

میں یہ ریمارکس کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ چودھری صاحب آپ احتیاط کریں۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! دراصل اس کی ایک وجہ ہے۔

وزیر اطلاعات و ثقافت (مہر سعید احمد ظفر)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، آپ پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

وزیر اطلاعات و ثقافت، میری گزارش یہ ہے کہ جب آپ نے حکم صادر فرمایا ہے کہ یہ غیر پارلیمانی الفاظ ہیں اور آپ نے ان کو حذف کرنے کا حکم دیا ہے تو بہتر ہو گا کہ میں آپ کی وساطت سے حزب اختلاف سے یہ عرض کروں کہ وہ ان الفاظ کو واپس لے لیں۔ (قطع کلامیاں) ورنہ جناب والا! ہماری زبان بند نہیں۔ لیکن ہم شائستگی کو ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہتے۔ اس کے باوجود اگر ایسا رویہ آپس میں کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر ہمارے پاس بھی کہنے کے لیے کافی کچھ موجود ہے۔ میری آپ کی وساطت سے یہ گزارش ہے کہ قائد حزب اختلاف ان الفاظ کو واپس لے لیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیے۔ یہ ان کی صوابدید پر ہے۔ میں نے تو گزارش کی ہے کہ وہ احتیاط کریں۔ البتہ میں نے اس کو کارروائی سے حذف کر دیا ہے۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! دراصل یہ سب کچھ ایک سوچی سمجھی سکیم اور پلاننگ کے تحت کیا گیا ہے اور یہ صرف میرے گھر پر ہی نہیں۔ بلکہ ہمارے قائد میاں نواز شریف صاحب کے گھر کو

***(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا)

بھی گھیرے میں لیے رکھا اور ہمارے تقریباً تمام ایم پی ایز کے گھروں پر پولیس raid کرتی رہی۔ ہمارے ستی صاحب ایم پی اے ہیں اور ان کی والدہ ایک آرمی ریٹائرڈ آفیسر کی بیوہ ہیں اور وہاں پر میری خود ان سے بات ہوئی۔ جہاں پر ان کا بیڈ روم ہے جہاں پر بچے سوتے ہیں ان کی والدہ نے مجھے بتایا کہ وہاں تک ان کا دروازہ توڑ کر پولیس پہنچی ہے اور باقی ایم پی ایز کے ساتھ بھی یہی کچھ کیا گیا اور یہ انہوں نے ایک وتیرہ بنا رکھا ہے جناب والا! اسی سلسلے میں ایک تو انہوں نے جو موجودہ روش شروع کی ہے چونکہ اب یہ انہوں نے شروع کی ہے تو انشاء اللہ دیکھیں کہ اس کی انتہا کہاں ہوتی ہے۔ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: I call the House to order.

چودھری پرویز الٰہی ، اصل حقیقت یہ ہے کہ جب یہ ہمارا پہلا اجلاس تھا۔ یہ حرکت ہمارے گھر کے سامنے خود وفاقی وزیر احمد مختار اور پگانوالہ جلوس لے کر گئے اور ہمارے گھر کے سامنے فائرنگ کی۔ میں نے اسی طرح اجلاس کی پہلی تحریک استحقاق پیش کی۔ آپ نے کوئی توجہ نہیں دی اور آپ نے اس کو سننے کے بعد چیمبر کے اندر جا کر فیصلہ محفوظ رکھا اور دو مہینے تک محفوظ رہا۔ اس کے بعد آپ نے وہ ختم کر دیا اور اس کا اس وقت کچھ نہ کچھ ایکشن ہو چکا ہوتا تو شاید دوبارہ اس طرح کی حرکت نہ ہوتی تو میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ اپوزیشن کے ساتھ جو رویہ اور سلوک چل رہا ہے وہ پورا ایوان بھی دیکھ رہا ہے' پورا پریس بھی دیکھ رہا ہے اور ہمیں اس پر اعتراض نہیں کہ حکومتی بنچوں کے اراکین کی جو تحاریک استحقاق ہوتی ہیں ان کو ہم بھی سپورٹ کرتے رہے ہیں اور معمولی معمولی ایس۔ایچ۔او کی شکایات' ٹیلی فون پر کسی نے بات نہیں کی' فلاں جگہ یہ ہوا۔ وہ تحریک استحقاق کمیٹی کے پاس جاتی رہی ہیں۔ لیکن اگر آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں تو آپ کی اس سپیکر شپ میں میرا خیال ہے کہ غالباً ہمارے اپوزیشن کی طرف سے شاید کوئی ایک آدھ چیز نظر آجائے تحریک استحقاق جو گئی ہے۔ ان ہی الفاظ کے ساتھ میں اپنی statement ختم کرنے سے پہلے صرف یہ کہوں گا کہ گجرات کا جو ایس پی ہے اس میں ایک بڑی خاص چیز ہے۔ وہ آپ کے وزیر اعلیٰ کا کلاس فیلو ہے اور اس کو بہتر پوسٹنگ کے لیے اور انعام کے لیے وہاں سے کسی اچھی جگہ پر لگانے کے لیے بلایا گیا ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ جناب والا! میں آپ کو گجرات کی فگرز دوں گا۔ ایک سال کے اندر وہاں کا کرائم وہاں کی ڈکیتیاں وہاں کی چوریاں اتنی شدید ہوئی ہیں کہ اس کی کوئی مثال نہیں ملتی اور اس

کے عوض جھوٹے کیسز اور اس طرح کی کارروائیاں کر کے وہ ایس۔پی اپنا کھاتا پورا کرتا رہا ہے۔ جناب سپیکر، بجا ہے تشریف رکھیں۔ یہ تحریک استحقاق بالکل اسی نوعیت کی ہے جس طرح کی بعض تحریک استحقاق پہ موبل صاحب نے اپنا فیصلہ ملتوی کیا ہے۔ آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون، جی جناب سپیکر۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! ان کی تقریر دل پذیر سے پہلے میں یہ عرض کروں گا کہ ہماری طرف سے یہ درخواست تھی کہ اسی نوعیت کی اور جو تحاریک ہیں انھیں بھی لیا جائے۔ پھر وہ ایک ساتھ ہی جواب دے دیں گے۔

جناب سپیکر، میری بھی یہی تجویز ہے۔ جی فرمائیے آگے کون سی ہے۔ جناب عثمان ابراہیم صاحب تحریک استحقاق نمبر 4 پیش کریں گے۔

گوجرانوالہ میں پولیس کا رکن اسمبلی کے دفتر سے سامان اٹھا لینا

جناب عثمان ابراہیم، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 9 اکتوبر بروز اتوار وقت تقریباً 8:45 بجے شب پولیس کی بھاری نفری نے ڈی ایس پی سٹی کی سرکردگی میں میرے دفتر کو گھیرے میں لے لیا اور بعد میں میرے دفتر میں داخل ہو کر تقریباً 50 عدد کرسیاں اور ایک عدد ٹیلی فون غیر قانونی اور غیر آئینی طور پر اٹھا کر لے گئے اور جاتے ہوئے میرے دفتر کو باہر سے تالا لگا گئے۔ اس واقعے سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی روک کر اس مسئلے پر بحث کی جائے۔

جناب سپیکر، short statement دینا چاہتے ہیں؟

جناب عثمان ابراہیم، نہیں، جناب والا! چونکہ ٹائم کم ہے اور ہمارے دوسرے دوستوں نے بھی تحاریک استحقاق پیش کرنی ہیں اس لیے میں مختصر بیان نہیں دوں گا۔

جناب سپیکر، اب تحریک استحقاق نمبر 5۔

گوجرانوالہ میں رکن اسمبلی کے گھر کی بلا وارنٹ تلاشی

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والی ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ 9 اکتوبر1994ء کو شام 7 بجے کے قریب شاہد اقبال ایس۔ایس۔پی، گوجرانوالہ، فضل کریم ڈی ایس پی اور ملک طاہر ڈی ایس پی نے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں منظور احمد وٹو کے ایماء پر ساٹھ ستر پولیس اہل کاروں کے ہمراہ میری رہائش گاہ 222-E سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ کی چار دیواری کو پھلانگ کر اندر داخل ہوگئے اور چاروں طرف افراتفری مچا دی۔ ایس ایس پی اور دیگر پولیس اہل کاروں نے گھر کی ہر چیز کو الٹ پلٹ کردیا۔ میرے ڈرائیور کو زدو کوب کیا گیا اور انتہائی غلیظ زبان استعمال کرتے ہوئے گالیاں دینا شروع کردیں۔ بچوں کو دہشت زدہ کیا گیا۔ تمام کمروں کی تلاشی لینے کے بعد انہوں نے مجھے گھر میں نہ پا کر میری معمر والدہ کو جو کہ عارضہ قلب کی مریضہ ہیں ہراساں کیا اور انھیں دھمکیاں دیں اور ذہنی طور پر پریشان کیا اور کہا کہ نکالو ایس۔اے۔حمید کو ہم اس کا حشر کر دیں گے۔ فیصل آباد سے کچھ عزیز بھی اس وقت میری والدہ کی عیادت کے لیے آئے ہوئے تھے۔ ان کو بھی ہراساں کیا گیا۔ نہ تو میری گرفتاری کے لیے اور نہ ہی میری رہائش گاہ کی تلاشی لینے کے لیے کوئی وارنٹ تھے۔ اس بلا جواز غیر قانونی اور غیر اخلاقی کارروائی سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، تحریک استحقاق نمبر 9 ' جناب انعام اللہ خان نیازی۔ آپ کی دو تحاریک استحقاق ہیں' ایک نمبر 9 ہے اور ایک 17 ہے۔ آپ ان میں سے کون سی لینا چاہتے ہیں؟ ان میں سے ایک لے لیجئے۔ میرا مشورہ ہے کہ آپ 17 نمبر پیش کریں' وہ آپ کی ذاتی ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جی ہاں' وہ میں لے رہا ہوں۔

جناب سپیکر، لیکن پھر پہلے 11 نمبر کو آجانے دیجئے۔ رحیم یار خان سے جناب امتیاز احمد۔ میں پریس کی سہولت کے لیے یہ کہہ دیتا ہوں۔

جناب امتیاز احمد، شکریہ، جناب سپیکر۔

رحیم یار خان میں رکن اسمبلی کی بلا وارنٹ گرفتاری

جناب امتیاز احمد ، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایات پر 10 اکتوبر 1994ء کو تقریباً ساڑھے تین بجے صبح پولیس کی بھاری نفری نے میرے گھر کو گھیرے میں لے کر خوف و ہراس کی فضا قائم کر دی اور بغیر سرچ وارنٹ کے گھر کی چار دیواری پھلانگ کر کمروں کی تلاشی لینی شروع کر دی اور گھر کا سامان توڑ پھوڑ دیا۔ بعد ازاں پولیس نے مجھے ریلوے چوک، رحیم یار خان سے بغیر کوئی وارنٹ دکھائے گرفتار کر کے تھانہ اسلام گڑھ میں بند کر دیا۔ جہاں پر مجھے سزائے موت پانے والے قیدیوں کی کوٹھری میں بند کر دیا۔ پولیس نے جس بربریت اور دہشت گردی کا مظاہرہ کیا ہے اس کی مہذب معاشرے میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، چلیے، آپ شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہتے ہیں تو دے لیں۔

جناب امتیاز احمد، جناب سپیکر! مسئلہ یہ ہے کہ 20 ستمبر کو کامیاب ہڑتال کے بعد میرے خلاف گائے چوری، دہشت گردی اور سرکاری املاک کو، سرکاری گاڑیوں کو آگ لگانے کا پرچہ دے دیا گیا۔ جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا کوئی ایم پی اے گائے چوری کے پرچوں میں بھی ملوث ہو سکتا ہے؟ یہ تو بھٹو دور کے وہ کارنامے ہی انھوں نے شروع کر دیے ہیں جو پہلے چودھری ظہور الٰہی کے خلاف بھینس چوری کا پرچہ درج کرایا گیا تھا اور ساجد میر صاحب کے خلاف اسی پولیس نے ٹی وی چوری کا پرچہ درج کیا ہے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ مہربانی کر کے اس کا سختی سے نوٹس لیں اور ہماری یہ تحریکیں استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائیں۔

جناب سپیکر، جناب شاہد ریاض ستی صاحب۔ تحریک استحقاق نمبر 12۔

جناب شاہد ریاض ستی، شکریہ۔ جناب سپیکر۔

راولپنڈی میں رکن اسمبلی کے گھر کی بلا وارنٹ تلاشی

جناب شاہد ریاض ستی ، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں منظور احمد وٹو کی ہدایات پر مورخہ 18 اکتوبر 1994ء کو صبح سویرے پولیس کی بھاری نفری نے جس کی قیادت دو مجسٹریٹ حضرات کر رہے تھے (جن میں ایک کا نام چودھری ارشد تھا) میرے گھر واقع چکلالہ راولپنڈی کو گھیرے میں لے لیا اور بغیر کسی سرچ وارنٹ کے گھر کی چار دیواری پھلانگ کر اندر داخل ہو گئے اور ایک ایک کمرے کی تلاشی لینی شروع کر دی اور چادرار دیواری کے تقدس کو پامال کیا گیا۔ ارکان اسمبلی کے گھروں میں بلا جواز داخل ہونا اور گھر والوں کو ہراساں کرنا اور دروازوں کو توڑنا پولیس نے اپنا وتیرہ بنا رکھا ہے۔ ان کے اس اقدام سے میرے گھر، بچے اور دیگر اہل خانہ دہشت زدہ ہو گئے۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، جی۔

جناب شاہد ریاض ستی، جناب سپیکر ! میں آپ کی وساطت سے عرض کرتا ہوں کہ میں نے اپنی پارلیمانی زندگی کی جو ابتداء کی ہے اس پر مجھے انتہائی مایوسی ہوئی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ ذمہ دار وزرائے کرام اور چیف منسٹر صاحب جو فلور آف دی ہاؤس پر کھڑے ہو کر بات کرتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایوان میں اور ایوان کے باہر سرکاری اہل کاروں کے لیے ایک pattern سیٹ کر رہے ہوتے ہیں۔ لیکن مجھے مایوسی ہوئی ہے کہ ان کی ہر بات سچ نہیں ہوتی اور جس طرح حزب اختلاف کی تحریکیں آتی ہیں اور جس طرح وزراء جواب دیتے ہیں وہ میں سمجھتا ہوں کہ ان کا انتہائی نامناسب رویہ ہے۔ جناب سپیکر ! میرے معاملے میں آپ کو میں اتنی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے اپنی ساری زندگی قانون کا احترام کیا ہے۔ یہاں تک کہ میں سرخ اشارے کو بھی کراس نہیں کرتا۔ میں کوئی ڈاکو نہ تھا، میں کوئی چور نہ تھا کہ پولیس کے کمانڈوز نے پورے گھر کو گھیرے میں لے لیا۔ مجسٹریٹ نے آ کر میرے گھر کے دروازے پر لاتیں ماریں اور میرے بیڈ روم تک پہنچ گیا اور باہر سے وہ آواز دینے لگا کہ تم حکومت کے خلاف بیان دیتے ہو باہر نکل کے تو دیکھو۔ اگر یہ حالات اسمبلی

کے ممبر کے ساتھ ہیں اور جس طرح یہ حکومت اس ملک کو پولیس سٹیٹ بنانا چاہتی ہے انشاء اللہ تعالیٰ ہم مسلم لیگی اس کو پولیس سٹیٹ نہیں بننے دیں گے۔

میں آپ کی وساطت سے اس معاملے میں انصاف چاہتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ اس کو آپ استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں گے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، تشریف رکھیں۔ ظفر علی شاہ صاحب! آپ کی ایک تحریک استحقاق پیش ہو چکی ہے، تو پھر یہ آج تو نہیں آسکتی۔ جناب سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔

MR SPEAKER: I call the House to order.

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، یہاں وزراء کی اتنی گفتگو چل رہی ہے، میں کیا پڑھوں؟

ڈیرہ غازی خان میں رکن اسمبلی کی رہائش گاہ پر پولیس کی فائرنگ

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 8 اور 9 اکتوبر 1994ء کی درمیانی رات کو وزیر اعلیٰ پنجاب میاں منظور احمد وٹو کی ہدایت پر پولیس کی بھاری نفری نے میری رہائش گاہ "کھوسہ ہاؤس" ڈیرہ غازی خان کو گھیرے میں لے کر بربریت کا ثبوت دیتے ہوئے اندھا دھند فائرنگ شروع کر دی۔ بعد ازاں بغیر کسی سرچ وارنٹ کے چادر اور چار دیواری کا تقدس پامال کرتے ہوئے کوٹھی کی چار دیواری پھلانگ کر اندر داخل ہو گئی اور اہل خانہ کو ہراساں کرنا شروع کر دیا اور میرے ملازمین کو مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔ ملازمین سے پوچھتے رہے کہ ذوالفقار علی خان کا بیٹا حسام الدین کھوسہ کہاں ہے اسے گرفتار کرنا ہے۔ مگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔ حکومت حزب اختلاف کے قائدین اور ارکان کے خلاف غیر آئینی، غیر قانونی اور غیر اخلاقی اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آئی ہے اور جمہوری اقدار کو پامال کیا جا رہا ہے۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! یہ پہلے میں کہہ چکا ہوں لیکن آج مجھے پھر سے اس بات کو دہرانے کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے کہ غالباً میں اس وقت پنجاب کا سب سے پرانا پارلیمینٹیرین ہوں۔ 1962ء سے آج تک میں ساتویں مرتبہ یہاں حلف لے چکا ہوں۔ میری اس تمام پارلیمانی زندگی میں کبھی میں نے کوئی غیر قانونی، غیر آئینی کام نہیں کیا۔ آج تک میرے خلاف یہ بھی نہیں ثابت ہو سکتا کہ میں نے پارلیمینٹ کے اندر کوئی غیر مہذب زبان استعمال کی ہو۔ آج اس واقعے سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ حکومت پنجاب کی نہیں بلکہ صدر پاکستان جو میرے ہی ضلع سے تعلق رکھتے ہیں ان کی وہاں حکمرانی ہے کہ 15 جون کو مسلم لیگ کے کارکنوں کو so called رضی فارم پر پہنچانے کے نتیجے میں ہمیں یہ سزائیں دی جا رہی ہیں۔ اس کے نتیجے میں کچھ پرچے میرے بیٹے کے خلاف ہیں جس کا نام میں تحریک میں پڑھ چکا ہوں۔ کچھ میرے خلاف اور 136 مسلم لیگی کارکنوں کے خلاف پرچے کیے گئے۔ تمام میں ضمانتیں ہو چکی ہیں جب پولیس 8 اور 9 اکتوبر کی درمیانی شب کو میری کوٹھی کی دیواریں پھلانگ کر اندر آتی ہے تو اس وقت کوئی کیس ایسا نہیں کہ جس کی ضمانت نہ ہو چکی ہو۔ ان کے پاس کوئی detention order نہیں۔ کوئی search warrant نہیں ہے اور یہ بزدلانہ حرکت کرتے ہوئے نہ صرف میرا بلکہ اس تمام ہاؤس کا استحقاق مجروح کیا گیا ہے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، سید تابش الوری صاحب کی ایک تحریک استحقاق ہے۔ پہلے تو نہیں کوئی آ چکی؛ تابش صاحب! یہ identical نہیں اسے کل کے لئے رکھ لیتے ہیں۔

سید تابش الوری، جی جناب۔

جناب سپیکر، نمبر 17 پر جناب انعام اللہ خان نیازی کی ہے۔ جی!

میاں والی میں رکن اسمبلی کی رہائش گاہ پر پولیس کا محاصرہ

جناب انعام اللہ خان نیازی، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 10 اکتوبر 1994ء کو تقریباً 3:30 بجے بعد دوپہر ڈپٹی

محاصرہ 11 اکتوبر 1994ء 9:30 بجے رات تک جاری رہا۔ میں اور میرے پورے قبیلے اور گھر کو محاصرے میں لے کر تمام افراد کو حبس بے جا میں رکھا گیا۔ یہاں تک کہ مریضوں کو ہسپتال میں نہ جانے دیا گیا اور کسی شخص کو گھر کے اندر آنے کی اجازت نہ تھی۔ ضروریات زندگی کی سپلائی کو مفلوج کر کے رکھ دیا گیا۔ میرے چھوٹے بھائی نجیب اللہ خان نیازی اور میرے دو دوسرے رشتہ داروں کو گرفتار کر کے ان پر تشدد کیا گیا۔ میرے ملازمین کو مارا پیٹا گیا۔ یہ تمام کارروائی وزیر اعلیٰ پنجاب میاں منظور احمد وٹو کی ہدایت پر کی گئی جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! 8 اکتوبر کو میں یہاں لاہور سے میانوالی کے لئے روانہ ہوا۔ مجھے ضلع میں داخل ہونے سے روکنے کے لئے تقریباً تمام ضلع کی ناکہ بندی کر دی گئی تھی۔ لیکن میں اپنی کوششوں اور پولیس کی نااہلی کے باعث اپنے گھر پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے بعد ایس پی صاحب متواتر کوشش کرتے رہے کہ مجھے گرفتار کر لیں۔ 10 اکتوبر کو 3:30 سے لے کر 11 اکتوبر کو رات کے 9:30 بجے تک 30 گھنٹے کا محاصرہ آج تک اس بدقسمت ضلع کے تاریخ میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ وہاں کے ایس پی صاحب کا ہیروئن فروشوں، جرائم پیشہ افراد، مفروروں اور قاتلوں سے حاصل کردہ بھتوں پر گزارہ ہوتا ہے۔ آج تک میانوالی کی تاریخ میں کبھی ہمارے گھر پر پولیس کے ایک سپاہی کو آنے کی جرأت نہیں ہوئی حالانکہ ہم لوگ نواب کالاباغ کی اپوزیشن میں بیٹھے۔ لیکن اس حکومت کے وزیراعلیٰ [*****]

جناب سپیکر، آپ مہربانی کر کے الفاظ احتیاط سے استعمال کریں۔ میں یہ لفظ expunge کرتا ہوں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! دلیر وزیر اعلیٰ کہہ دوں تو وہ ٹھیک ہے؟

جناب سپیکر، جی۔ ہاں وہ ٹھیک ہے۔ وہ بہتر ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، دلیر اقلیتی وزیر اعلیٰ، ظالمانہ کارروائیوں میں دلیر وزیر اعلیٰ، جس شخص نے اعلان کیا "جکا ہاتھ" کا۔ جناب والا! میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ حکومتیں آنی جانی چیز ہیں۔ یہ کرسی کسی کے باپ کے جاگیر نہیں۔ یہ کرسی کسی کے باپ کی ملکیت نہیں۔ آج میں آپ سے اس ایوان میں یہ استدعا کرتا ہوں کہ ان لوگوں کے ان اوچھے ہتھکنڈوں سے روکا جائے۔ ان کو منع کیا جائے

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیے گئے)

کہ اس قسم کی غلیظ پالیسیوں سے اپنے آپ کو روکیں اور ان طریقوں کو اپنے بھٹو کی ----

وزیر محنت و افرادی قوت (ملک اقبال احمد خان لنگڑیال)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی ایک منٹ رکیں۔ پوائنٹ آف آرڈر آ گیا ہے۔

وزیر محنت و افرادی قوت: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے معزز رکن سے درخواست کروں گا کہ غیر پارلیمانی الفاظ استعمال نہ کریں۔ واقعی یہاں کسی کے باپ کی جاگیر نہیں۔ اگر سابقہ دور میں کسی کے باپ کی جاگیر نہ تھی تو اب بھی کسی کے باپ کی جاگیر نہیں۔

جناب سپیکر: جی بالکل کسی کے باپ کی جاگیر نہیں۔

وزیر محنت و افرادی قوت: جناب والا! میری یہ آپ سے درخواست ہو گی کہ یہ الفاظ کارروائی سے حذف کیے جائیں۔

جناب سپیکر: یہ باپ کی جاگیر والی بات معمولی ہے۔ آپ نے بھی یہ الفاظ استعمال کیے ہیں اور انہوں نے بھی استعمال کر لیے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب والا! تاریخ گواہ ہے اور وزیر موصوف کو اپنے big boss کی خدمت میں اتنی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ ہمارے اس ملک کے سب سے بڑے کرسی کا مان کرنے والے ڈکٹیٹر نے اپنی کرسی کی مضبوطی کا دعویٰ کیا تھا اور اس کا انجام ان لوگوں کے لیے کچھ سبق ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر: آپ مہربانی سے اپنی شارٹ سٹیٹمنٹ میں اپنی بات بیان کر دیں۔

چودھری محمود اختر گھمن، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری محمود اختر گھمن: جناب والا! رولز میں ہے کہ شارٹ سٹیٹمنٹ کیا ہوتی ہے۔ تو میری جناب والا! سے درخواست ہو گی کہ یہ جو باتیں کر رہے ہیں یہ شارٹ سٹیٹمینٹ کے ضمن میں نہیں آتیں تو میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ ایک ڈکٹیٹر کو برداشت کرتے رہے ہیں لیکن ضیاء الحق کا انجام ان کی آنکھوں کے سامنے نہیں؟ یہ کون سی باتیں کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ نیازی صاحب! اب آپ اپنی بات سمیٹیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی : جناب والا! اب میں اپنے ضلع کی طرف آتا ہوں۔ بدقسمتی اس بات کی ہے کہ وہاں پر مفروروں کا راج ہے۔ وہاں پر جرائم پیشہ لوگوں کے ہاتھ ایس پی صاحب نے گی گی بیچ رکھی ہے۔ میانوالی کا ڈی سی جو کہ شرابی ہے وہ اپنے آپ کو ہائی بلڈ پریشر کا مریض ثابت کرتے ہوئے جو شخص وٹو صاحب کے علاقے میں 6 سال کی فرماں برداری کرنے کے صلے میں میانوالی کے ضلع میں پہلی دفعہ ڈی سی لگا ہے جو اپنے آپ کو کہتا ہے کہ میں بلڈ پریشر کا مریض ہوں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ شرابی قسم کا انسان، شراب پینے والا ڈپٹی کمشنر اور میانوالی میں گی گی کا بھتا وصول کرنے والا ایس پی جرائم پیشہ لوگوں کے گھروں کی طرف اشارہ نہیں کرتا لیکن جب سے اس اسمبلی کا قیام ہوا ہے میں اس دوران کی بات کر رہا ہوں۔ پہلی دفعہ اگر اتنی بھاری نفری میں کسی کے گھر کا محاصرہ میانوالی میں ہوا ہے تو واحد میرے گھر کا ہوا ہے اور آج تک کسی کو جرائم پیشہ لوگوں کی طرف جانے کی ہمت نہیں ہوئی [****]۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، نیازی صاحب! تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں) میں یہ الفاظ حذف کرتا ہوں۔ جی لاء منسٹر صاحب! (قطع کلامیاں)

جناب انعام اللہ خان نیازی، گلا ٹینکی۔

جناب سپیکر : لاء منسٹر صاحب!

جناب انعام اللہ خان نیازی ، گلا ٹینکی۔

جناب سپیکر : انعام اللہ نیازی صاحب! آپ behave کریں ورنہ مجھے ایک ناخوش گوار فریضہ ادا کرنا پڑے گا۔ آپ behave کریں پلیز۔

جناب انعام اللہ خان نیازی : جناب سپیکر! کیا فرمایا ہے؟

جناب سپیکر : آپ behave کریں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی : جناب سپیکر! دوسرے الفاظ کیا فرماتے ہیں؟

جناب سپیکر، جی مجھے ناخوش گوار فریضہ ادا کرنا پڑے گا۔

***(بحکم جناب سپیکر حذف کیے گئے)

جناب انعام اللہ خان نیازی ، ماشاء اللہ۔ جناب! اس کی امید کی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! آپ کیا سمجھتے ہیں؟ ہم تو اس کی امید لگائے بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر ، جی۔ آپ تشریف رکھیں۔لیکن میں احتیاط کا دامن تھامے رکھنا چاہتا ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب سپیکر! ان کا ذہنی طبی معائنہ کرایا جائے۔

جناب سپیکر ، جی آپ تشریف رکھیں۔ میں لاء منسٹر صاحب کو سننا چاہتا ہوں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! یہ سوٹ made in Lunda ہیں۔

جناب سپیکر ، Mr Niazi please, sit down ۔ جی وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون ، جناب سپیکر! محض الفاظ حذف کرنے سے میں سمجھتا ہوں ان پارلیمانی روایات کا اعادہ نہیں ہو سکتا جو اس ایوان کی اعلیٰ اور مقدس روایات ہیں۔ نام نہاد تحریک نجات کے حوالے سے انھوں نے کچھ اور حاصل کیا یا نہیں کیا؟ کسی اور چیز سے انھیں نجات تو نہیں ملی لیکن ---

جناب انعام اللہ خان نیازی ، پوائنٹ آف آرڈر----

جناب سپیکر ، وہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب سپیکر! یہ نام نہاد تحریک کہتے ہیں۔جب ان کے گھروں پر چھاپے پڑیں گے تو پھر ہم پوچھیں گے کہ یہ نام نہاد ہے یا کیا ہے؟

جناب سپیکر ، آپ بیٹھیں۔ تشریف رکھیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: [*****]

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں۔آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب انعام اللہ خان نیازی: [****]

جناب سپیکر ، انعام اللہ نیازی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں) آپ تشریف رکھیں۔

*** (بحکم جناب سپیکر حذف کیے گئے)

وزیر قانون ، جناب سپیکر! یہ الفاظ واپس لیں۔ اگر یہ الفاظ واپس نہیں لیتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ پارلیمانی روایات کو آگے نہیں بڑھانا چاہتے۔ یہ ایوان کے تقدس کو پامال کرنے کی بات ہے۔ ایسے لگتا ہے کہ انھوں نے ظرف اور اعلیٰ اخلاق سے نجات حاصل کر لی ہے۔ انھیں اپنے الفاظ واپس لینے چاہئیں۔ یہ پارلیمانی روایات کا تقاضا ہے۔ ایسا ہوتا رہا ہے۔

جناب سپیکر ، لینے چاہئیں لیکن اگر وہ نہیں لے رہے تو میں یہی کر سکتا ہوں کہ اسے کارروائی سے حذف کر دوں۔

جناب غلام عباس۔جناب سپیکر ! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔؟

جناب سپیکر ، جی۔ جناب غلام عباس۔ (قطع کلامی)

Mr Inam Ullah Niazi please behave yourself. Mr Niazi please behave yourself.

جناب محمود اختر گھمن ، جناب سپیکر! یہ روایات کی بات کرتے ہیں۔ اب تابش الوری صاحب کہاں ہیں۔اب ان کی زبانیں بند ہو گئی ہیں۔

جناب سپیکر ، میں نے غلام عباس صاحب کو floor دیا ہے۔

جناب غلام عباس ، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے موجودہ طرز عمل پر جو کہ پنجاب اسمبلی میں اختیار کیا جا رہا ہے اظہار افسوس ہی کر سکتا ہوں کہ یہ اجلاس جس میں صرف ایم پی ایز اور لیڈر آف دی اپوزیشن کے اوپر 93 ہزار 6 سو روپیہ روزانہ خرچ ہوتا ہے اور اس میں سے منسٹر ، مشیر ، وزیر اعلیٰ ، پولیس ، انتظامیہ ، لیڈر آف دی ہاؤس کے اخراجات نکال دیے گئے ہیں مگر جناب والا! پوری قوم ہماری طرف دیکھ رہی ہے کہ جن مقاصد کے لیے انھوں نے ہمیں اس اسمبلی میں بھیجا ہے کیا وہ مقاصد یہ تھے کہ ہم اسمبلی میں بیٹھ کر یہ فیصلہ کریں کہ لوٹا کون ہے؟ جھوٹا کون ہے؟ فریبی کون ہے؟ مگر انھوں نے ہمیں یہاں پر اس لیے بھیجا ہے کہ ہم یہاں پر یہ فیصلہ کریں کہ ہم ہماری قوم کے کروڑوں بچوں ، جن کے پاؤں میں جوتے نہیں ہیں اور لاکھوں بچوں جن کے ہاتھوں میں کتابوں کی بجائے پالش کرنے والے برش ہیں اور بے روزگار نوجوان جن کی تعداد 2 کروڑ سے زیادہ ہے۔ ان کی بہتری کے لیے کیا اقدامات کر سکتے ہیں۔

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیے گئے)

معزز ممبران حزب اقتدار، (نعرہ ہائے تحسین)

جناب غلام عباس ، جناب والا! ہمیں اس حوالے سے بھیجا گیا ہے ۔ اگر آج یہی طرز عمل اختیار کیا گیا تو اس سے پارلیمنٹ کا وقار بھی مجروح ہو رہا ہے ۔

معزز ممبران حزب اختلاف ، (شور و غل)

جناب غلام عباس ، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے حزب اختلاف کے معزز ممبران سے اور حزب اقتدار کے معزز ممبران سے یہی گزارش کروں گا کہ خدا کے لیے "لوٹے" کا فیصلہ لیاقت باغ میں کر لیں، کہیں اور کر لیں اس اسمبلی میں جو کہ غریبوں کے سرمائے سے چل رہی ہے، یہاں قوانین بنائے جائیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! یہ کس نکتے پر بات کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر ، یہ سوال کوئی اور کرے کہ یہ کس بات پر بات کر رہے ہیں تو شاید سجتا ہو لیکن انعام اللہ نیازی، آپ بھی یہ سوال کرتے ہیں جنھوں نے کبھی نہیں سوچا کہ میری باری ہے، مجھے موقع دیا گیا ہے، نہیں دیا گیا، میں کس موضوع پر کیا بات کر رہا ہوں؟ آپ تشریف رکھیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب میں شکر گزار ہوں۔ ماشاء اللہ آپ مجھے اپنی آنکھوں میں رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر ، جی ہاں۔ میں آپ کو دل میں رکھتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آج اپنے پنجوں پر کھڑے ہو کر اپنے ہی پنجوں پر بیٹھے ہوئے انعام اللہ نیازی کے چند الفاظ پر اعتراض کر رہا ہوں۔ انھوں نے اپنی short statement کے درمیان لفظ ڈکٹیٹرشپ استعمال کیا۔ مجھے اس لفظ پر اعتراض ہے ۔ ڈکٹیٹرشپ اس وقت تھی جب ایوب خان کا مارشل لاء تھا اور ایوب خان کے مارشل لاء کی گود میں پلنے والے اس ملک کے حکمران ہوئے۔ جب 1977ء میں مارشل لاء لگا تو اس وقت ڈکٹیٹر شپ تھی لیکن جس دور کی بات انعام اللہ خان کر رہے ہیں اس وقت جمہوریت کے دور میں، جمہوریت کی آڑ میں فاشزم تھا اور فاشزم کو ڈکٹیٹر شپ کہنا میں سمجھتا ہوں کہ قانون، آئین اور ڈکٹیٹر شپ کی بھی توہین ہے۔

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیں۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ میاں محمد ثاقب خورشید صاحب۔

وزیر زراعت (جناب طارق بشیر چیمہ) ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، جی۔

وزیر زراعت ، جناب سپیکر! فاضل ممبر نے بہت اچھی بات کی ہے کہ مارشل لاء کی گود میں پلنے والے بعد میں اس ملک کے حکمران بنے۔ تھوڑی سی روشنی ذرا میاں نواز شریف کے کردار پر اور اس کی back ground پر اور اس کی سیاسی پرورش پر کرتے جاتے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں تھا۔ میرے خیال میں مارشل لاء کی صحیح پیداوار اگر کوئی اس ملک میں ہے تو وہ صرف اور صرف میاں نواز شریف ہے۔

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

جناب سپیکر ، وہ بھی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ یہ بھی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ میاں ثاقب خورشید۔

میاں معراجدین ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، جی میاں معراج دین۔

میاں معراج دین ، جناب والا! میں ان کی بات کو بڑھاتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ اگر میاں نواز شریف مارشل لاء کی پیداوار ہے تو بھٹو خود مارشل لاء کا ایڈمنسٹریٹر بنا تھا۔ وہ بھی مارشل لاء کی پیداوار تھا۔

جناب سپیکر ، وہ دونوں باتیں جب رد ہو گئیں تو یہ بات بھی رد ہے۔ چلیے ثاقب خورشید صاحب۔

جناب شوکت داؤد ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، جی ضرور جناب۔ محترم شوکت داؤد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوئے ہیں۔

جناب شوکت داؤد ، جناب سپیکر! میں صرف مختصر بات کروں گا۔ میں آپ کے توسط سے یہی عرض کرنا ضروری سمجھوں گا کہ یہی ہمارے وزیر قانون کی پچھلی اسمبلی میں ایک تحریک استحقاق صرف اس وجہ سے پیش ہوئی تھی کہ یہ تھانے میں گئے تھے اور وہاں ڈی ایس پی صاحب نے ان کی بات نہیں سنی تھی۔ ان کے بندے پکڑے ہوئے تھے اور ان کا استحقاق مجروح ہو گیا تھا اور ان کی تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد ہوئی تھی۔ جس ایوان کے تقدس کی باتیں کی جا رہی ہیں، جس ایوان نے اس صوبے کے قانون کو بنانا ہے، جس ایوان نے جیسا کہ غلام عباس صاحب نے کہا غریبوں کا تحفظ کرنا ہے،

جس ایوان نے بے روزگاروں کو روزگار دلانا ہے' جس ایوان نے مظلوموں کو انصاف مہیا کرنا ہے ' ان لوگوں کو جنھوں نے دوسروں کو انصاف مہیا کرنا ہے ' جب ان کے گھروں تک پولیس چلی جائے گی ' مجھے صرف ایک ہی جواب دے دیں ' جب ان کی عزت کو سرعام ایک کنسٹیبل نہیں' ایک ڈی ایس پی نہیں ' ایک ایس پی جو ہمارے استحقاق کے لحاظ سے ہمارے ماتحت ہونا چاہیے جب ان کے بیڈ رومز تک چلا جائے گا تو پھر کون آپ کے اختیارات کی بات کرے گا؟ کون یہ جانے گا کہ یہ ہمارے محافظ بیٹھے ہیں؟ کون یہ یقین کرے گا کہ یہ غریبوں کی عزتوں کا تحفظ کر سکتے ہیں جن کی اپنی عزت محفوظ نہیں؟

جناب سپیکر ، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر لمبا ہوتا جا رہا ہے اور یہ آپ کی کوئی تحریک استحقاق ہے؟

جناب شوکت داؤد، میں صرف انصاف کی کرسی پر بیٹھنے والے سے انصاف کی توقع رکھوں گا۔

جناب سپیکر ، بجا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب شوکت داؤد، میں اپنی بات کو مختصر کروں گا کہ خدا کے لیے یہ پنجاب کی تاریخ لکھی جا رہی ہے۔ جناب سپیکر! اس ایوان کے تقدس کی تاریخ لکھی جا رہی ہے۔ کوئی فیصلہ دینے سے پہلے خدا کے لیے آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے ایک مثال قائم کریں۔

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیں۔ جناب ثاقب خورشید صاحب۔

وہاڑی میں رکن اسمبلی کی رہائش گاہ پر پولیس کا محاصرہ

میاں محمد ثاقب خورشید ، جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 11 اکتوبر 1994ء کو جب میں اپنے کارکنوں کے ہمراہ پر امن احتجاجی جلوس نکالنے کی تیاری کر رہا تھا کہ پولیس نے میرے گھر واقع H-8 وہاڑی کو گھیرے میں لے لیا اور بغیر کسی وارنٹ کے میرے گھر میں داخل ہو گئی۔ مجھے میرے دیگر ساتھیوں چودھری محمد سرور جنرل سیکرٹری سٹی مسلم لیگ منیر خان ڈاھا صدر سٹی مسلم لیگ اور دیگر مسلم لیگی کارکنوں کو گرفتار کر کے ٹھینگی تھانہ کی حوالات میں بند کر دیا۔ اگلے روز 12 اکتوبر کو سٹی مجسٹریٹ وہاڑی نے میرے

گھر فون کیا کہ آپ میاں ثاقب خورشید کو تھانہ ٹھینگی سے آ کر لے جائیں چنانچہ میرا بھائی آصف خورشید میرا چچا اظہار الحق میرا کزن بشیر احمد جب تھانے میں پہنچے تو انہیں ایم پی او 16 کے تحت گرفتار کر کے کسی کمرے میں چھپا دیا جس کی اطلاع مجھے نہیں دی گئی مجھے صرف یہی کہا گیا کہ آپ کو چھوڑا جا رہا ہے آپ گھر جا سکتے ہیں گھر آ کر پتہ چلا کہ سٹی مجسٹریٹ اور دیگر پولیس اہل کاران تھانہ ٹھینگی نے دھوکہ دے کر میرے عزیزوں اور مسلم لیگی کارکنوں کو گرفتار کر لیا ہے یہ تمام کارروائی وزیر اعلیٰ پنجاب میاں منظور احمد وٹو کے حکم پر کی گئی اس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب والا! میرے گرفتار کرنے کے بعد ضلعی انتظامیہ نے اسی روز شام کو ایک ہینڈ آؤٹ جاری کیا جس میں مجھے اور ایم۔این۔اے تہمینہ دولتانہ کو رہا کرنے کی خبر تھی لیکن مجھے اگلے روز شام چار بجے رہا کیا گیا ۔ کیا یہ حبس بے جا نہیں؟ اس کے علاوہ میرے بھائی اور دوسرے کارکنوں پر دہشت گردی کا پرچہ تھانہ دھانیوال میں درج کیا گیا جس میں تمام پی پی سی کی دفعات کو استعمال کیا گیا۔ جناب عالی! کیا یہ انصاف ہے کہ اگر چوہے جلوس نکالیں تو ان پر دفعہ 144 کی خلاف ورزی نہ لگے۔ جناب والا! میرے والد محترم میاں خورشید انور جو اس معزز ایوان کے ڈپٹی اپوزیشن لیڈر رہے ہیں انہوں نے پچھلے بھٹو دور میں جو حق سچ اس ایوان میں بلند کیا کسی پولیس والے کو یہ جرأت نہیں ہوئی کہ وہ ہمارے گھر کا محاصرہ کرے آج جب ہم شرافت کی سیاست کا علم بلند کرنے کے لئے میدان سیاست میں آئے ہیں تو ہمارے ساتھ یہ ناانصافی کیوں ہے؟ جناب عالی! آخر میں میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے تھانہ ٹھینگی کی جس حوالات میں رکھا گیا اس میں اس حکومت کی طرف سے طاعون زدہ چوہے چھوڑے گئے تھے۔ جناب والا! میری آپ سے استدعا ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر ، سید ظفر علی شاہ صاحب، چودھری تنویر خان اور جناب محمد بشارت راجہ کی ایک مشترکہ تحریک استحقاق ہے۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر! جو جیل سے آئی ہے؟

جناب سپیکر ، نہیں۔ مقامی پولیس نے.....

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا! یہ جیل سے آئی ہو گی۔

جناب سپیکر: اچھا۔

سید ظفر علی شاہ: یہ پیش ہو چکی ہے۔ میں کل اس پر بات کروں گا یہ خود بولتی ہے چونکہ یہ میں نے جیل میں سے بھیجی تھی۔

جناب سپیکر: تحریک استحقاق نمبر 22۔ جناب عبد الرؤف مغل صاحب۔

گوجرانوالہ میں پولیس کارکن اسمبلی کے گھر کی بلا وارنٹ تلاشی اور بچوں کی گرفتاری

جناب عبد الرؤف مغل: جناب سپیکر! میں حال ہی وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے مسئلہ یہ ہے کہ 10 اکتوبر 1994ء کو شام 6 30 بجے پولیس کی بھاری نفری 6 گاڑیوں پر ڈی۔ ایس۔ پی انسپکٹر اور دیگر اہل کاروں کے ہمراہ آئے اور میرے گھر پر دھاوا بول دیا۔ مجھے گھر پر موجود نہ پا کر غنڈہ گردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے گھر کی تلاشی لی گئی میرے بچوں کو اور اہل خانہ کو خوف زدہ کیا گیا اور بعد میں میرے دو بچوں کو جو سکول میں زیر تعلیم ہیں ہمراہ لے گئے اور 12, 13 اکتوبر کی درمیانی رات تک تھانہ سٹیلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ میں لاک اپ کے اندر حبس بے جا میں رکھا اور اس کے بعد انہیں چھوڑا۔ اس واقعے سے نہ صرف میرا بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ کارروائی روک کر اس معاملے کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر: آپ اس پر کوئی short statement دینا چاہتے ہیں؟

جناب عبد الرؤف مغل: جی۔ جناب والا! میں گزارش کروں گا کہ یہ جو پولیس کے ذریعے شرفاء کے گھروں پر اس طرح دھاوا بولا جا رہا ہے۔ اس پر پاکستان کے عوام یہ سوچتے ہیں کہ یہ پاکستان ایک آزاد ملک ہے یا یہ پولیس سٹیٹ کا درجہ اختیار کر چکا ہے؟ جناب والا! حقیقت یہ ہے کہ الحمد للہ میرے گھر پر آج تک قانون کے منافی اجتماع قطعی طور پر نہیں ہوا۔ لیکن اس کے باوجود انہوں نے میرے گھر پر خوف و ہراس پھیلا کر لوگوں کو خوف زدہ کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک آزاد قوم کے افراد کے ساتھ صریحاً زیادتی ہے۔ میرا ایک بچہ دسویں جماعت کا طالب علم ہے اور دوسرا فرسٹ ائر میں جا رہا ہے۔

ان کو چار روز تک لاک اپ میں رکھا اور اس کے بعد میرے گھر پر میری عدم موجودگی میں ٹیلی فون کرتے رہے کہ میں ڈی۔سی آفس سے بول رہا ہوں میں ڈی۔سی صاحب کا پی۔اے بول رہا ہوں اورمغل صاحب کو کہیں کہ وہ ایک سادہ سی معذرت بھیج دیں۔ ہم بچوں کو گھر بھجوائے دیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس سے بھی زیادہ سنگین معاملہ ہے اس سے میرے اہل خانہ کو خوف زدہ اور بلیک میل کرنے کی کوشش کی گئی۔ جناب والا! یہ اغوا کی ایک قسم ہے چار روز ان بچوں کو اندر رکھنے کے متعلق نہ کوئی detention order تھا نہ انہوں نے ان پر کسی قسم کا کوئی مقدمہ بنایا اور چار روز ان کو وہاں detain کیے رکھا اس کے بعد انہوں نے میرے بھائی کے دفتر پر دھاوا بولا اور وہاں سے گیٹ کیپر اور میرے بھائی پر تشدد کر کے ان کو لے گئے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! گزارش یہ ہے کہ کیا آج کا دن تحریک استحقاق ڈے declare ہو گیا ہے؟ اس میں آدھا گھنٹہ یا گھنٹہ ہوتا ہے اگر کوئی وقت بھی نہیں دیا گیا یا پھر اسے declare فرمائیں کہ This is privileges day تو پھر جناب وقت ختم ہونے پر ہے۔

جناب سپیکر، آپ موقع دیجئے ان کی یہی خوشی ہے کوئی حرج نہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! ہاؤس کو بھی خوشی ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر، تقریباً ہاؤس کی خوشی ہے آپ فکر نہ کریں۔ آپ بھی خوش رہا کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! میں تو بہت خوش ہوں۔ میں تو ان کے پاگل پن پر خوش ہوں۔

جناب عبد الرؤف مغل ، جناب میں اپنی بات کو مختصر کرتا ہوں تاکہ دوسرے دوست بھی accommodate ہو سکیں۔ میں صرف یہ کہوں گا کہ میرے بچوں کا سیاست کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا۔ جو سکول میں جا رہے تھے۔ ان کو انہوں نے چار روز detain کیا اور ان کے پاس کوئی بھی detention آرڈر نہ میرے متعلق تھا اور نہ میرے بچوں کے متعلق۔ اس لیے یہ معاملہ اس بات کا متقاضی ہے کہ آپ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں۔

جناب سپیکر، جناب عبید اللہ شیخ ۔

لاہور میں رکن اسمبلی کی بلا وارنٹ گرفتاری

جناب عبید اللہ شیخ : جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 17 اکتوبر 1994ء کو سی۔آئی۔اے کار لفٹنگ سٹاف کی کافی تعداد نے میرے گھر کو محاصرے میں لے لیا جس کی قیادت ڈی۔ایس۔پی' سی۔آئی۔اے سٹاف مسٹر الطاف جگا کر رہے تھے انہوں نے میرے گھر کا گیٹ توڑنے کی کوشش کی اور پھر بغیر کسی سرچ وارنٹ کے میرے گھر کی چار دیواری پھلانگ کر اندر داخل ہو گئے اور چادر و چار دیواری کا تقدس پامال کرتے ہوئے ایک ایک کمرے کی تلاشی لینی شروع کر دی اور قیمتی سامان کی توڑ پھوڑ شروع کر دی۔ پھر مجھے بغیر وارنٹ کے گرفتار کر کے تھانہ مصری شاہ کی حوالات میں بند کر دیا اور دو دن بعد 19 اکتوبر کو مجھے ایس۔ایس۔پی کے دفتر لے جایا گیا پھر ڈی۔سی آفس لے جایا گیا وہاں سے میری ایک ماہ کی نظر بندی کے احکام وصول کر کے مجھے کوٹ لکھپت جیل کی ایک تنگ و تاریک کوٹھری میں بند کر دیا گیا بعد ازاں 80 کے قریب افراد اس کوٹھری میں بند کر دیئے گئے جہاں سانس لینا دوبھر ہو گیا۔ پھر مجھے جیل کے ہسپتال کے ایک ایسے سیل میں منتقل کر دیا گیا جہاں ذہنی اور ٹی۔بی کے مریض داخل تھے۔ میں نے جب احتجاج کیا تو جیل حکام نے کہا کہ ہمارے پاس تو یہی ڈرائنگ روم ہے اگر آپ کو پسند نہیں تو اس سے بھی خطرناک جگہ پر رکھا جائے گا۔ 23 دنوں تک مجھ سے کسی کو نہ تو ملنے دیا گیا اور نہ ہی میرا کوئی پیغام باہر جانے دیا گیا۔ جب اخبارات میں میری رہائی کا واویلا کیا گیا تو آج 29 اکتوبر کو مجھے رہا کرنے کے بعد کہا گیا کہ مبارک ہو' آپ کے لیے بی۔کلاس کی منظوری دے دی گئی ہے۔ بہرحال آپ رہا ہو کر گھر جا رہے ہیں۔ اس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب عبید اللہ شیخ ، جناب والا! میں شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہتا ہوں۔ ابھی ہمارے معزز دوست غلام عباس صاحب بڑی خوبصورت بات کر رہے تھے کہ ہمارے ملک کے بچے ہاتھوں میں برش پکڑ کر آج روزی کی تلاش میں نکل رہے ہیں۔ جناب والا! انہوں نے بڑی خوبصورت بات کی۔ اس سے پہلے یہی لوگ جو آج بر سر اقتدار ہیں بڑی خوبصورت باتیں کرتے رہے۔ روٹی کپڑا اور مکان کی باتیں کر کے ایوانوں کے اندر آتے رہے۔جناب والا! آج میں بھاری اکثریت سے منتخب ہو کر ایوان میں آیا ہوں۔

بڑی بات ہو رہی تھی کہ پورے پنجاب کی نظریں ایوان پر لگی ہوئی ہیں۔ جناب والا! جب پورے ایوان کے اپوزیشن کے لوگوں کو نظربند کر دیا جائے اور بلا جواز جیلوں میں بند کر کے انہیں رکھا جائے تو پھر کیا ڈکٹیٹر شپ کو بہتر کہیں گے یا جمہوریت کو کہ جیلوں سے جب انہیں رہا کیا جائے تو وہ سیدھے اسمبلیوں میں آئیں؟ تو جناب والا! میں آپ کے سامنے یہ بات رکھنا چاہتا ہوں کہ میرے گھر میں ایک چھوٹی سی فیملی ہے۔ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔میری اڑھائی سالہ بچی اور چار سالہ ایک اور بچی اور سات سالہ میرا بیٹا ہے۔ جب پوری پولیس میرے گھر کے اندر داخل ہو گئی تھی تو ان بچوں کا کیا ذہن ہو گا؟ ان بچوں کے ذہنوں پر کیا اثر پڑے گا اور اس جمہوریت کے بارے میں وہ کیا سوچیں گے۔ جب وہ عملی زندگی میں داخل ہوں گے؟ تو جناب والا! چند گزارشات آپ کے سامنے رکھنی تھیں۔ ہمارا جرم یہ ہے کہ جب روٹی کپڑا اور مکان کی طرف لگا کر برسر اقتدار آنے والوں نے لوگوں کے منہ سے ان کا نوالہ چھین لیا تو جب وہ لوگ تحریک نجات کے سلسلے میں میاں نواز شریف کی قیادت میں کراچی سے خیبر کی طرف رواں دواں تھے تو کراچی سے خیبر تک کسی نے ایک پتھر نہیں اٹھایا۔ کسی نے ایک شیشہ نہیں توڑا۔ لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کبھی یہ حکومت کہتی ہے کہ ہم نے فری ہینڈ دے دیا اور کبھی یہ لاٹھیاں مار مار کر اسمبلی کے ممبروں کے بازو توڑ دیتی ہے۔ جناب والا! ہمیں یہ بتایا جائے کہ یہ کون سی دفعہ 144 ہے جو کہ صرف اپوزیشن پر لاگو ہوتی ہے؟ آپ نے دیکھا کہ جب پہیہ جام ہڑتال تھی جب پورے ملک میں لوگ سراپا احتجاج تھے اس موقع پر اپوزیشن کے کسی ایم پی اے یا ایم این اے کو باہر نکلنے کی اجازت نہیں تھی اور پیپلز پارٹی کے لوگ اسلحہ لہراتے رہے، دندناتے پھرتے رہے اور پولیس کی نگرانی میں جلوس نکالتے رہے۔ لیکن ان کے خلاف کوئی ایک بھی کارروائی نہیں کی گئی۔ جناب والا! ہمیں اس ایوان کے اندر کہ جس کی طرف پورے پنجاب کی نظریں لگی ہوئی ہیں آج اس بات کو حقیقت میں تبدیل کیا جائے کہ آج کی جمہوریت بہتر ہے یا وہ ڈکٹیٹر شپ۔ میں طالب علمی کے زمانہ میں نظربند رہا۔ میں اس موقع پر بھی گرفتار ہوا لیکن اتنا ظلم اور تشدد کبھی نہیں کیا گیا۔ جتنا کہ اس دور میں کیا جا رہا ہے۔

جناب والا، آپ شاید مجھے پہچان نہیں رہے۔ میرا تعلق آپ کے اس حلقے سے ہے جہاں سے آپ نے اپنی سیاست کا آغاز کیا تھا۔ جب 77-1976ء میں اسی پارٹی کا دور تھا اس وقت آپ کو گرفتار کیا گیا۔ مجھے نہیں سمجھ آتی میں نے آپ سے بہت کچھ سیکھا تھا۔ میاں مطیع الرحمان کے ساتھ میں

آپ کو ملنے آیا کرتا تھا۔ اور وہاں آپ ہمیں سیاست کے بارے میں بتایا کرتے تھے۔ جناب والا! مجھے نہیں سمجھ آتی کہ جب آپ گرفتار تھے، جب آپ کے جذبات تھے، جب آپ ہمیں طالب علمی کے زمانے میں جو درس دیا کرتے تھے۔ پتا نہیں وہ صحیح تھا کہ جب اسی حکومت کے تحت اسی حکومت کی ٹکٹ پر منتخب ہو کر آج اس کرسی پر براجمان ہیں تو مجھے بتایا جائے۔ جناب والا! کہ حقیقت پر مبنی آج سیاست ہو رہی ہے، جمہوریت ہو رہی ہے یا جب ہمیں طالب علمی کے زمانہ میں درس دیا کرتے تھے وہ جمہوریت کے بارے میں صحیح بات تھی؟ اور میری درخواست ہے کہ اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! اس میں گزارش یہ ہے کہ یہ سابقہ دور کی بات کر رہے ہیں۔ جب میں ایم پی اے تھا تو مجھے ناجائز مقدمے میں پکڑ کر چودہ دن کے لیے حوالات میں قید تنہائی میں بند کر دیا اور صعوبتیں دیں۔ اس کے بعد جیل میں بند کیا اور پندرہ دن وہاں بھی بغیر چارپائی اور بستر کے اور مچھروں کے ہوتے ہوئے بغیر پنکھے کے انہوں نے مجھے وہاں رکھا۔ یہ کس کی بات کر رہے ہیں؟ یہ جلوس تو کلاشنکوف بردار اعلان کر کے نکالتے ہیں۔ شیخ رشید جس کو [****] کہتے ہیں لاہور میں آ کر کلاشنکوف سے مسلح جلوس نکالا۔ میاں صاحب نے کلاشنکوفوں کی سرکردگی میں خود جلوس نکالا۔ قائم مقام لیڈر آف اپوزیشن ایوان میں یہ کہتے ہیں ہم افسروں کی لاشیں گا دیں گے۔ افسروں کو لاشیں نہیں ملیں گی اور یہ باتیں کیسی کر رہے ہیں۔ یہ پاگل ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ راجہ سلطان عظمت حیات!

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب سپیکر! میری بات سنیں۔

جناب سپیکر، میں نے سب کی باتیں سنی ہیں۔ آپ کی بھی سنی ہے، ان کی بھی سنی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جو کہ انہوں نے کہا ہے وہ آپ نے سنا ہے؟

جناب سپیکر، انہوں نے کچھ نہیں کہا۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، انہوں نے شیخ رشید احمد کو [**] کہا ہے۔ یہ الفاظ حذف کرائے جائیں۔

*** (بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

جناب سپیکر ، میں نے سنا نہیں' اگر انہوں نے کوئی ایسے غلط الفاظ استعمال کیے ہیں تو کارروائی سے حذف کر دیے جائیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ راجہ سلطان عظمت حیات۔

چواسیدن شاہ میں رکن اسمبلی کی رہائش گاہ کی تلاشی

راجہ سلطان عظمت حیات ، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے گھر سلطان ہاؤس چواسیدن شاہ میں مورخہ 7 اور 8 اکتوبر 1994ء کی رات دو بجے ڈی۔ایس۔پی مرزا صاحب' مجسٹریٹ اور تھانہ چواسیدن شاہ کے ایس۔ایچ۔او اور اسلحہ سے لیس درجنوں سپاہی میرے گھر کی دو گھنٹے تک تلاشی لیتے رہے اور اس طرح سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

میں اس پر شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہتا ہوں۔ جناب والا! میرے گھر پر دو گھنٹے پولیس اور عملہ تلاشی لیتا رہا جبکہ میں گھر پر موجود نہیں تھا۔ وہ پولیس والے جو کہ میرے ہمسائے میں رہتے ہیں وہ بھی اس عمل سے شرمندہ تھے اور کہتے تھے کہ ہم مجبور ہیں۔ ہمیں آپ کے گھر کی تلاشی لینے کا حکم ہے۔ میں یہ ضرور کہوں گا کہ انہوں نے ہمسائیگی کا حق ادا کیا اور وہ یہ کہتے رہے کہ جناب ہم بھی آپ کی طرح مظلوم ہیں ' ہمیں اوپر سے حکم ملا ہے اسی لیے ہم آپ کے گھر میں داخل ہوئے ہیں ۔ جناب والا! پولیس جسے آپ نے گرفتاری کا حکم دیا وہ بھی حکومت کے اس عمل سے شرمندہ ہے۔ میں آپ کو سابقہ تاریخ کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ 1971ء کی تحریک میں جب آپ جیل میں تھے ۔ آپ کی مرحوم بیوی اور ان کے ساتھ دوسری عورتوں نے جب چواسیدن شاہ میں جلسہ کیا تو اس وقت پیپلز پارٹی والے اس جلسے کو منتشر کرنا چاہتے تھے ۔ پیپلز پارٹی ان عورتوں کی بےعزتی کرنا چاہتی تھی ۔ اس وقت ہم لوگوں نے ہی ان کو ایسا کرنے سے منع کیا ' روکا اور آج انہی لوگوں کے گھروں میں جو اس وقت آپ کی عزت ' چار دیواری اور پردے کا تحفظ کرتے تھے پولیس رات کے دو بجے دندناتی پھرتی ہے۔ یہ وہی راجہ روح محمد تھا ' یہ وہی راجہ حاکم تھا ' یہ وہی راجہ رب نواز تھا جنہوں نے اس وقت آپ کے اس جلسے کو کامیاب کرایا۔ جناب والا! میں گزارش کرتا ہوں کہ اگر اس طرح کے عمل اس ملک میں ہوتے رہے تو یہ اس ملک کے لیے بہتر نہیں ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ذمہ داری ان لیڈروں پر ہے ۔ ہم

تو آج بھی 1970ء کے پلیٹ فارم پر کھڑے ہیں ۔ اس وقت آپ نے کہا تھا کہ پاکستان اور ذوالفقار علی بھٹو اکٹھے نہیں چل سکتے ۔ ہم نے تو آپ کی وہ بات مان لی تھی۔ 1977ء سے لے کر 1982ء تک میری چھ سو کنال زمین کا جنگل کاٹ دیا گیا۔ میرے 200 آدمیوں کے خلاف مقدمات بنے ۔ جناب والا! جب تک ہمارے لیڈر اپنی جگہ پر قائم نہیں رہتے ' وفاداریوں پر قائم نہیں رہتے اس وقت تک یہ عمل جاری رہے گا ۔ لہذا میری آپ سے گزارش ہے کہ میری اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور اس پر انصاف کیا جائے ۔

جناب سپیکر ، شکریہ جی خواجہ محمد اسلام صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر ، وصی ظفر صاحب! آپ اس سٹیج سیکرٹری کا کردار ادا کر رہے ہیں جو جلسے میں مقرروں سے زیادہ لمبی تقریریں خود کرتا ہے ۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! یہ بار بار آپ کے خطاب کا ذکر کر رہے ہیں حالانکہ آپ نے تو یہ بھی فرمایا ہے کہ نواز شریف اور یہ ملک اکٹھا نہیں چل سکتے اس کے بارے میں تو یہ اظہار خیال نہیں کرتے اور پھر دوسری بات یہ ہے کہ استحقاق تو عزت دار آدمی کا ہوتا ہے یہ کیا کر رہے ہیں؟ ان کا کس بات کا استحقاق ہے؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیں۔ جی جناب خواجہ محمد اسلام ۔ میرے خیال میں تشریف نہیں رکھتے ۔ اچھی بات ہے۔ یہ تمام تحاریک استحقاقات اسی نوعیت کی ہیں جن پر جناب منظور احمد موہل نے ہاؤس میں وعدہ کیا ہے کہ وہ اس کا فیصلہ دیں گے میں ان کو بھی ان کے ساتھ شامل کرتا ہوں اور موہل صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ کل ہاؤس کا آخری دن ہے لہذا کل ان کے بارے میں مہربانی سے اپنا فیصلہ سنا دیں۔ خواجہ اسلام صاحب تشریف نہیں رکھتے لیکن ان کی تحریک کو بھی اس میں شامل سمجھا جائے اس پر بھی کل ان کے ساتھ فیصلہ ہو جائے گا۔ اب میں ہاؤس سے اجازت لینا چاہتا ہوں کہ اگر تحریک التوائے کار کو روک دیا جائے اور کچھ دیر امن عامہ پر بحث کر لی جائے تو بہتر ہو گا۔

چودھری پرویز الٰہی ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

گرفتار اراکین اسمبلی کی ایوان میں حاضری کے لیے اقدامات

جناب سپیکر : جی فرمائیے۔

چودھری پرویز الٰہی : جناب سپیکر! جب سے اجلاس شروع ہوا ہے بلکہ اس سے بھی پہلے جناب سے ہم نے کئی دفعہ گزارش کی ' لکھ کر بھی دیا۔ پھر ہمارے ساتھیوں نے بھی آپ سے بات کی۔ یہاں اس ہاؤس میں وزیراعلیٰ نے بھی بات کی کہ ہمارے وہ ممبران صوبائی اسمبلی جو کہ اس وقت گرفتار ہیں ان کو ہاؤس میں لایا جائے گا۔ اس کے بعد میری بھی ہوم سیکرٹری سے بات ہوئی لیکن نتیجہ ابھی تک کچھ نظر نہیں آتا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ ہم بھی عدالت کو لکھیں ' عدالت کو بھی لکھا گیا لیکن عدالت نے کہا کہ یہ مسئلہ ہمارے پاس نہیں اور آپ غلط فورم پر آئے ہیں۔ یہ معاملہ سپیکر' وزیر اعلیٰ' ہوم سیکرٹری اور ہوم منسٹر کا ہے۔ یہ چاہیں تو ان اسیران کو اجلاس میں لا سکتے ہیں۔ اس بارے میں ذرا فرمائیے۔

جناب سپیکر : میں جناب قائد حزب اختلاف کی اس گفتگو کے بعد ضروری سمجھتا ہوں کہ آج کی جو latest position ہے وہ بھی ہاؤس کے سامنے رکھوں جو یہ واضح کرے گی کہ جہاں تک سپیکر کا تعلق ہے ہماری طرف سے اس معاملے میں آخری حدوں تک جا کر کوشش کی گئی ہے ۔ میں نے کل بھی وضاحت کی تھی کہ قومی اسمبلی کا سپیکر اگر ضروری سمجھتا ہے کہ کسی رکن کی حاضری اجلاس میں ہونی چاہیے تو وہ صوبائی حکومتوں کو لکھ سکتا ہے ۔ میرے پاس اس کا اختیار نہیں تھا اس کے باوجود میں نے اپنے اختیار سے بھی آگے جا کر حکومت کو لکھا ہے اور اس سلسلے میں جو latest کارروائی اس وقت میرے پاس آئی ہے وہ میں ہاؤس کے سامنے رکھتا ہوں ۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر نے ہوم ڈیپارٹمنٹ کا ایڈووکیٹ جنرل کو لکھا ہوا خط پڑھا)

GOVERNMENT OF THE PUNJAB HOME DEPARTMENT

To

The Advocate General Punjab,

Lahore.

SUB: Attendance of MPAs involved in the abduction case of Ch Habibullah, former Secretary, Provincial Assembly of the Punjab.

The following MPAs are involved in the subject case pending before

the Additional District and Sessions Judge, Lahore, who have cancelled their bail before arrest and are at present in the lock up :-

1. Ch Muhammad Riaz

2. M. Imran Masud

3. Sh Ijaz Ahmad

4. Ch Akhtar Rasul

5. Raja Javed Ikhlas

The Provincial Assembly Secretariat has approached this department (i.e. the Home Department) conveying the desire of the Speaker, Provincial Assembly Punjab that the government may ensure attendance of the above mentioned MPAs in the current session of the Provincial Assembly. You are (i.e. The Advocate General) requested to move the concerned court accordingly seeking their attendance in the current session of the Punjab Assembly. The matter may be assigned TOP PRIORITY

یہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے مجھے نقل بھیجی گئی ہے کہ انہوں نے میرے کہنے پر ایڈووکیٹ جنرل کو یہ ہدایات دی ہیں کہ top-priority دیتے ہوئے کورٹ کو فوری طور پر move کیا جائے کہ ان لوگوں کی حاضری کو یقینی بنایا جائے۔ میں اپنے معزز اراکین سے ایک مرتبہ پھر یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ وہ میری پوزیشن کو سمجھیں۔ میرے پاس کوئی ایسا اختیار نہیں کہ جس کے تحت میں خود ان کو جا کر یہاں لا سکوں۔ مجھے حکومت ہی کے ذریعے سے چلنا پڑتا ہے۔ میں انگریزی میں اسے کہوں گا کہ:

I have no coercive power to guarantee their attendance

میرے پاس یہی right ہے کہ میں حکومت سے تقاضا کروں وہ تقاضا آپ کے سامنے ہے اس تقاضے کے مطابق انہوں نے اپنے ایڈوکیٹ جنرل سے کہا ہے کہ وہ متعلقہ کورٹ سے کہیں کہ اسے top-priority دے کر ان کی حاضری یقینی بنائی جائے۔ latest position یہ ہے۔

چودھری محمد اقبال ، جناب سپیکر! پوائنٹ آرڈر۔

جناب سپیکر ، جی فرمائیں۔

چودھری محمد اقبال ، جناب سپیکر! میرے خیال کے مطابق تھوڑا سا معاملہ confuse ہو رہا ہے۔ جناب والا! آپ تو ماشاء اللہ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں۔ یہاں کے ایم پی ایز پابند سلاسل ہیں۔ اپوزیشن کی درخواست صرف یہ ہے کہ ان کو یہاں پر اجلاس میں شرکت کے لیے بلایا جائے ۔ جناب والا! یہ کورٹ میں جانے والا معاملہ ہے ہی نہیں ۔ وزیر قانون تشریف فرما ہیں وہ بتا دیں کہ کس قانون کے تحت کورٹ کو ہم یہ اپیل کر سکتے ہیں ؛ کہ انہیں اجلاس میں شرکت کی اجازت دی جائے ۔ ایسا کوئی معاملہ ہی نہیں یہ تو صرف ہوم ڈیپارٹمنٹ نے اتنا کرنا ہے کہ جیسے کسی آدمی کو ہسپتال میں لایا جاتا ہے ، جیسے کسی آدمی کو کسی بہانے سے خصوصی جیل میں منتقل کیا جاتا ہے یہ اتنا سا معاملہ ہے ۔ چونکہ وہ ان کی custody میں ہیں اور وہ حکومت ہی کی custody میں یہاں آئیں گے اور اجلاس میں شرکت کے بعد جب اجلاس ختم ہو جائے گا تو پھر وہ اسی پوزیشن میں واپس چلے جائیں گے۔ کورٹ کا کام صرف ان کو بری کرنا ہے یا ان کے خلاف procede کرنا ہے ۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ معاملہ کس طرح کورٹ میں جانا ضروری ہے۔

سید تابش الوری ، جناب والا! آپ کے کہنے کے مطابق ہم نے تمام حجت کے لیے کورٹ سے بھی رجوع کیا ہے اور کورٹ نے یہ کہہ کر ہماری درخواست کو نظر انداز کر دیا کہ یہ معاملہ میرے پاس ہے نہ اس کا چالان میرے پاس ہے ہم نے تو صرف ان کی ضمانت کا مسئلہ طے کیا ہے ۔ یہ حکومت کا معاملہ ہے ہوم ڈیپارٹمنٹ کا معاملہ ہے لاء ڈیپارٹمنٹ کا معاملہ ہے کہ prisoner ان کی custody میں ہیں اور وہ خود ہی ان کو رہا کریں۔

جناب سپیکر ، لاء منسٹر صاحب! تشریف رکھتے ہیں میں ان سے پوچھ لیتا ہوں ۔

سید تابش الوری ، جناب والا! لاء منسٹر نے بھی کل یہ یقین دلایا تھا کہ ہوم ڈیپارٹمنٹ ensure کر رہا ہے اور اس کے مثبت نتائج نکلیں گے ۔ مثبت نتیجہ یہ ہے کہ انھوں نے ایڈووکیٹ جنرل کو خط لکھ دیا ہے جو بے معنی اور اس مسئلے کو ٹال مٹول کی نذر کرنے کے مترادف ہے ۔ ہمیں اعتراف ہے کہ آپ نے اپنے اثرات کو استعمال کیا ہے اور آپ نے حکومت سے کہا ہے کہ وہ ensure کرے لیکن حکومت اپنے اعلان کے باوجود یہاں ان کی حاضری کو یقینی نہیں بنا سکی ۔ وزیر اعلیٰ نے اعلان کیا اور

اس کے باوجود بھی عمل نہیں کیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ معاملہ اور یہ اختیار وزیر اعلیٰ سے بھی بالاتر کسی قوت کے پاس ہے ۔ کیونکہ وزیر اعلیٰ بھی اعلان کر رہے ہیں وزیر قانون بھی اعلان کر رہے ہیں سپیکر صاحب بھی اپنی خواہش کا اظہار کر رہے ہیں اگر اس کے باوجود بھی ان حضرات کو یہاں نہیں لایا جا سکتا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس سلسلے میں کوئی اور اتھارٹی حائل ہے اور اس اتھارٹی کے سامنے یہ پوری حکومت بے بس نظر آتی ہے ۔

جناب سپیکر : لاء منسٹر صاحب! کچھ کہنا پسند فرمائیں گے ؟

چودھری محمد اقبال : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی فرمائیے۔

چودھری محمد اقبال : جناب والا! گزارش یہ ہے کہ میں حیران ہوں کہ اس صوبے میں اتھارٹی کس کے پاس ہے؟ آپ پنجاب اسمبلی کے سپیکر ہیں آپ بھی کوشش کر رہے ہیں اور آپ نے گورنمنٹ کو بھی فرمایا ہے اور گورنمنٹ کے چیف ایگزیکٹو on the floor of the House کہہ گئے ہیں کہ ہم نے اس معاملے میں سپیکر کو فری ہینڈ دے دیا ہے ۔ ہم ان کو یہاں لانے کے لیے تیار ہیں ۔ وزیر قانون بھی ایسی بات کرتے ہیں یہاں پتہ چلے کہ اتھارٹی کس کے پاس ہے ؟

جناب عثمان ابراہیم : پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر : جناب عثمان ابراہیم صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

جناب عثمان ابراہیم : جناب والا! ہم اس وقت ہوم ڈیپارٹمنٹ کے لیٹر کے متعلق بحث کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر : جی۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم : جناب والا! اس وقت ہوم ڈیپارٹمنٹ کے انچارج رانا اکرام ربانی صاحب ہیں۔ رولز اور قانون کے مطابق اگر ہوم ڈیپارٹمنٹ کے متعلقہ کوئی بھی بات ہو تو یہ ان کا فرض ہے کہ وہ جواب دیں۔ جب سے یہ اجلاس شروع ہوا ہے جب سے ہم نے اپنے اسیر ممبران اسمبلی کے متعلق آواز اٹھائی ہے آج تک انھوں نے اس کے متعلق ایک لفظ بھی یہاں بیان نہیں کیا تو میری یہ گزارش ہے کہ لاء منسٹر کی بجائے ان کو کہا جائے کہ وہ جواب دیں۔ یہ مسئلہ وہ take up کریں۔

جناب سپیکر : بہر حال لاء منسٹر صاحب تو ہر بات کا جواب دینے کے مجاز ہوتے ہیں یہ آپس میں طے کر

لیں کہ جس دوست نے جواب دینا ہے وہ دے۔

جناب ایس اے حمید : پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر : جناب ایس اے حمید صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ایس اے حمید : جناب سپیکر! اس اجلاس کے شروع ہونے سے قبل بھی آپ سے بات کی تھی کہ یہ چار دن کا اجلاس ہے اور جتنے بھی اسیر ممبران اسمبلی ہیں ان کی حاضری یقینی بنائی جائے۔ آج تین دن تو ختم ہو گئے ہیں اب کل کا دن رہ گیا ہے اور 26 تاریخ سے لے کر 31 تاریخ تک پانچ روز گزر چکے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ بہت معمولی کام تھا۔ حکومت کی قطعاً نیت نہیں کہ ان کو اسمبلی میں لایا جائے ان کی بات سنی جائے۔ اس سے بڑا ظلم اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ ہم ان کی رہائی کی بھیک نہیں مانگ رہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ان کے اوپر جو مقدمات بنائے گئے ہیں وہ حکومت ختم کر دے۔ ہم نے تو صرف یہ کہا تھا اسمبلی میں ان کی حاضری یقینی بنائی جائے۔ ظاہر ہے کہ پولیس کی custody میں آتے اور اجلاس attend کر کے چلے جاتے۔ اگر حکومت یہ معمولی سی رعایت دینے کے لیے بھی تیار نہیں ہے تو یہ کس منہ سے دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اس ملک میں ہم اس صوبے میں قانون کی عمل داری لائیں گے یہ قانون کی عمل داری ہے۔

جناب سپیکر : جناب لاء منسٹر صاحب!

جناب بادشاہ میر خان آفریدی : پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر : جی باشی خان صاحب!

جناب بادشاہ میر خان آفریدی : جناب والا! جہاں تک حکومت کی بے بسی کا تعلق ہے میں اس سلسلے میں مزید اضافہ کرتا چلوں کہ آج صبح اس floor پر ہمارے ایک معزز وزیر نے ہمارے معزز صحافیوں کو یقین دلایا تھا کہ منصور بخاری جو مساوات کے پریس رپورٹر ہیں اور وہ اخبار انہی کی پارٹی سے تعلق رکھتا ہے۔ کل ان کے ساتھ جن دو ایس ایچ اوز نے بدتمیزی کی تھی ان کو فوراً معطل کیا جائے گا۔ لیکن مجھے ابھی اطلاع ملی ہے کہ ابھی تک وہ اسمبلی کے گیٹ پر کھڑے ہیں مونچھوں کو تاؤ دے رہے ہیں اور ہر آنے جانے والے صحافی کو آنکھیں نکال نکال کر دیکھ رہے ہیں کہ "بچو ملوں گا تینوں چھوڑنا نئیں"۔ جناب والا! ان کا یہ عالم ہے کہ وزیر floor پر کھڑے ہو کر وعدہ کر رہے ہیں کہ معطل ہو جائیں

گے اور وہ باہر کھڑے ہو کر تڑیاں دے رہے ہیں ۔ پوری پریس گیلری اس بات کی گواہ ہے ۔ جناب والا! یہ تو حکومت کا حال ہے۔

جناب سپیکر ، جناب سیکرٹری صاحب! میری ہدایات convey کی جائیں کہ جن دو پولیس افسروں کے بارے میں بات ہو رہی ہے انھیں یہاں premises سے remove کیا جائے ۔

سردار حسن اختر موکل ، جناب والا! ان کے بارے میں رولنگ دی جا چکی ہے کہ ان کو معطل کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر ، ٹھیک ہے ۔ ان کے بارے میں جو رولنگ دی گئی ہے مجھے اس کا پتہ نہیں ہے میں اس وقت موجود نہیں تھا۔ مجھے یہ کہا گیا ہے کہ وہ present ہیں میں ان کی present کو یہاں سے remove کر رہا ہوں ۔جو بھی فیصلہ ہے اس کے بعد ہو جائے گا ۔ جناب لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون ، جناب سپیکر! آپ کے سامنے بھی صورت حال واضح ہے کہ جو اراکین نظربند تھے وہ حکومتی مداخلت' ہدایات اور حکومت کے فیصلے کے ذریعے ایوان میں آ چکے ہیں اور جن کی ضمانتیں عدالت نے منسوخ کی ہیں ۔ عدالت کی اجازت کے بغیر --- (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر ، پلیز ان کی بات تو سنیے۔

وزیر قانون ، جناب والا! انھیں عدالت کی اجازت کے بغیر ایوان میں نہیں لایا جا سکتا ۔ یہ بتائیں کہ ان کو کس طرح لایا جا سکتا ہے؟ جناب والا! آپ کے لیٹر کی روشنی میں ہوم ڈیپارٹمنٹ نے ایڈووکیٹ جنرل کو لکھا ہے اور آج صبح میں نے خود آپ کے چیمبر میں آ کر بھی آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے خود بھی ایڈووکیٹ جنرل کو ہدایات دی ہیں ۔ ایڈووکیٹ جنرل ہمارے متعلقہ ہیں اور انھیں میں نے خود ہدایات دی ہیں کہ ان اسیر اراکین اسمبلی کو اسمبلی میں لانے کے لیے آج آپ عدالت سے رجوع کریں۔ میں ایوان سے فارغ ہونے کے بعد آج کی صورت حال سے آپ کو آگاہ کردوں گا اور حکومت اس کوشش میں ہے کہ عدالت کی اجازت سے ان اراکین اسمبلی کو ایوان میں لایا جائے ۔

جناب سپیکر ، ٹھیک ہے۔

چودھری پرویز الٰہی ، پوائنٹ آف آرڈر !

جناب سپیکر ، جناب قائد حزب اختلاف ۔

چودھری پرویز الٰہی ، جناب والا! میں ابھی آپ سے یہی گزارش کرنے والا تھا کہ وزیر موصوف یہی

بات تین دن سے دہرا رہے ہیں آپ ٹیپ چلا کر دیکھ لیں اس میں کوئی فرق نہیں۔ عدالت عدالت کا کہتے ہیں ۔ ہم عدالت میں بھی گئے ہیں عدالت کہتی ہے کہ ہمارے پاس چالان نہیں یہ کیس ہی نہیں ہے ہمارا یہ معاملہ ہی نہیں ہے آپ جائیں۔ یہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کا وزیر اعلیٰ کا اور سپیکر کا معاملہ ہے۔ اگر وہ چاہیں تو لا سکتے ہیں۔ اگر سپیکر سندھ اسمبلی ایک دہشت گردی میں ہائی جیکنگ میں اور قتل کے کیسوں میں ملوث مرتضیٰ بھٹو کو اجلاس اٹینڈ کروا سکتا ہے اور ایم کیو ایم کے ممبران کو اجلاس اٹینڈ کروا سکتا ہے تو کیا پنجاب کا ہمارا سپیکر محمد حنیف رامے ان کو اجلاس اٹینڈ نہیں کروا سکتا؟

جناب سپیکر ، میں جو بھی کر سکتا ہوں اپنے دائرہ اختیار میں رہ کر کر سکتا ہوں ۔ جو رولز ہیں میں ان سے آگے جا کر حکومت کو کہہ رہا ہوں ۔ میں یہی کر سکتا ہوں لیکن میرے پاس coercive power نہیں ہے ۔

چودھری پرویز الٰہی ، جناب والا! میں صرف ایک گزارش آپ سے کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب سپیکر ، جی۔

چودھری پرویز الٰہی ، جناب والا! یہ ہو نہیں سکتا کہ اگر آپ زور دیں -----

جناب سپیکر ، میں بہت زور دیتا ہوں۔

چودھری پرویز الٰہی ، اس طرح نہیں مجھے پتہ ہے۔

جناب سپیکر ، میری بات سنیں ۔ اگر آپ سنجیدہ ہیں تو آپ کے دو تین دوست جو legal minded ہیں رولز کو بہتر سمجھتے ہیں تابش صاحب ہیں ظفر صاحب ہیں چودھری اقبال صاحب ہیں ۔ لاء منسٹر صاحب بیٹھے ہیں ان کے ساتھ جا کر ابھی بات کریں ۔ کہ بھائی تم اس کے تحت کر سکتے ہو -----(قطع کلامیاں)

سید تابش الوری ، جناب والا! یہ تو آپ کا حسن ظن ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اس مسئلے پر گورنر اور وزیر اعلیٰ کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا ہے ۔ چونکہ گورنر اور وزیر اعلیٰ کے درمیان یہ مسئلہ طے نہیں ہو سکا۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس طرح گفتگو سے یہ معاملہ طے ہو جائے گا یہ نہیں ہو سکتا ۔ اس لیے کہ گورنر اور وزیر اعلیٰ کے درمیان اختیارات کا معاملہ ہے اور وہ نہیں چاہتے کہ ارکین اسمبلی کو یہاں لایا جائے۔ جناب والا! اگر یہ صورت حال رہی تو ہمارے لیے یہ ناممکن ہو گا کہ ہم اپنے دوستوں کے بغیر یہاں بیٹھ کر اجلاس جاری رکھ سکیں۔

چودھری پرویز الٰہی : جناب سپیکر! در اصل آپ کے سامنے جب یہ اجلاس شروع ہوا فلور آف دی ہاؤس پر جتنی بھی commutment اس وزیر اعلیٰ نے کی ہیں وہ آج تک پوری نہیں کیں اور ڈویلپمنٹ فنڈز سے لے کر اور اس دن جو کچھ انہوں نے یہاں کہا کہ میری طرف سے کوئی رکاوٹ نہیں۔ سپیکر صاحب! کہہ دیں تو یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر : میں نے تو اس سلسلے میں لکھا ہے۔

چودھری پرویز الٰہی : آپ نے ضرور لکھا ہو گا۔

جناب سپیکر : اس کے بغیر تو جواب نہیں آیا۔

چودھری پرویز الٰہی : اب کل کا دن رہ گیا ہے اس لیے یہ مسئلہ جان بوجھ کر delay کیا گیا ہے کیونکہ یہ ہمارے ممبران کو یہاں نہیں لانا چاہتے اور جس طرح سے آج ہمارے ممبران نے تحاریک استحقاق پڑھی ہیں ' پیش کی ہیں ' شارٹ سٹیٹمنٹس دی ہیں آپ نے دیکھا ہے کہ جس طرح پولیس نے تشدد کیا ہے اور یہ سارا تشدد وزیر اعلیٰ کے ایماء پر ہوا ہے ' اس کے کہنے پر ہوا ہے وہ خود ایس پی اور ڈی سی صاحبان کو فون کرتا رہا ہے۔

جناب سپیکر : کرتے رہے ہیں۔

چودھری پرویز الٰہی : جناب والا! اس کے خلاف ہم پر زور احتجاج کرتے ہیں اور یہاں پر دھرنا مار کر آپ کے رویے اور اس کے رویے کے خلاف احتجاج کرتے ہیں۔

(اس مرحلے پر اپوزیشن کے اراکین قائم مقام قائد حزب اختلاف کی قیادت میں سپیکر کی کرسی کے سامنے دھرنا مار کر بیٹھ گئے اور حکومت کے خلاف نعرے بازی شروع کر دی)

آوازیں : [*****]

MR SPEAKER: I expunge these remarks about the Chief Minister and adjourn the House till tomorrow at 9.00a.m.

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیئے گئے)

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارھواں اجلاس)

منگل یکم۔ نومبر 1994ء

(سہ شنبہ' 26۔ جمادی الاوّل 1415ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں صبح 9 بج کر 30 منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر میاں منظور احمد مؤہل کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری غلام رسول نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَهْلَ
الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا
مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ
كَثِيْرٍ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ
مُّبِيْنٌ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ
سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ
بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

سورۃ المائدہ آیات 15' 16'

اے کتاب والو! تمھارے پاس ہمارے رسول تشریف لے آئے ہیں۔ وہ تم پر کتاب کی بہت ساری وہ چیزیں کھولتے ہیں جو تم چھپاتے تھے اور بہت سی چیزوں سے وہ درگزر فرماتے ہیں۔ تمھارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور واضح کتاب آ گئی ہے جس سے اللہ ہر اس شخص کو جو اس کی رضا کا تابع ہوا۔ سلامتی کی راہ پر لاتا ہے اور اللہ تعالےٰ اپنے حکم سے انہیں اندھیروں سے روشنی میں نکالتا ہے اور ان کو سیدھی راہ چلاتا ہے۔

وما علینا الاالبلاغ ٥

پوائنٹ آف آرڈر

دو پولیس افسران کی معطلی کے بارے میں جناب سپیکر کی رولنگ کی عدم تعمیل

جناب ایس اے حمید : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایس اے حمید صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ [*******] آپ کے واضح احکامات کے باوجود ان دو ایس ایچ او کو جنہوں نے کل مساوات کے فوٹو گرافر کے ساتھ انتہائی زیادتی کی۔ اسے زد و کوب کیا اور اس کے بعد آپ نے یہاں پر واضح رولنگ دی کہ ان کے خلاف کاروائی کی جاتی ہے اور انہیں suspend کیا جاتا ہے۔ لیکن جب اجلاس ختم ہوا تو وہ دونوں ڈیوٹی پر تھے۔ آج بھی وہ دونوں ڈیوٹی پر ہیں۔ ان کے نام شعیب زمان ایس ایچ او قلعہ گوجر سنگھ اور فردوس خان ایس ایچ او سول لائنز ہیں۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اس ایوان کا ہی نہیں ہمارے اس پورے ہاؤس کا' آپ کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ' بیٹھیں۔ پوائنٹ آف آرڈر بڑا specific ہوتا ہے۔ میرے خیال میں یہ خبر جو آپ سنا رہے ہیں کہ وہ اپنی ڈیوٹی پر ہیں' یہ درست نہیں ہو گی کیونکہ میں نے جو آرڈر وزیر قانون صاحب کے پاس پڑھا ہے جو ابھی مجھے انھوں نے دکھایا تھا اور میں نے خود آتے ہی ان سے یہ دریافت کیا تھا کہ کل والی کارروائی کا کیا اثر ہوا ہے؟ تو انھوں نے مجھے انہی دونوں کے جن کے نام آپ نے لیے ہیں suspension order دکھایا ہے۔ تو وہ کل سے ہی suspend کر دیے گئے ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جی رانا اکرام ربانی صاحب' آپ کے پاس ہوم ڈیپارٹمنٹ ہے۔ آپ اس بارے میں کیا فرمائیں گے؟

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر ! میں اس وقت وضاحت نہیں' پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

*** (بحکم جناب ڈپٹی سپیکر کارروائی سے حذف کیا گیا)

رانا اکرام ربانی، ایس اے حمید صاحب ہمارے بڑے قابل احترام ساتھی ہیں۔ انھوں نے اپنا نقطہ نظر پیش کرتے وقت جن الفاظ کا انتخاب کیا ہے وہ جناب سپیکر! میرے ناقص علم اور معلومات کے مطابق دنیا کے ہر منتخب ایوان کی روایات، احترام اور مقام کے بالکل برعکس ہے اور اب جبکہ آپ کی اس وضاحت کے بعد یہ چیز واضح ہو چکی ہے کہ ان کے پاس جو information تھی وہ درست نہیں تھی۔ میں آپ کی وساطت سے ان سے یہ درخواست کروں گا، مطالبہ میں نہیں کہتا کہ وہ اپنے الفاظ واپس لیں۔ سپیکر کے بارے میں اس قسم کے الفاظ اور وہ بھی بلاوجہ ہر لحاظ سے اس ایوان کے احترام کو مجروح کرنے کے مترادف ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ تو میرے خیال میں ایس اے حمید صاحب اب اپنی فراخ دلی کا مظاہرہ کریں گے کیونکہ جو ان کو اعتراض تھا وہ میں نے بتا دیا ہے۔ وہ کل سے suspend ہو چکے ہیں۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! میں ذمہ داری کے ساتھ بات کر رہا ہوں کیونکہ ابھی راستے میں آتے ہوئے میری ایک بڑے معزز صحافی کے ساتھ بات ہوئی ہے۔ انھوں نے مجھے کہا ہے کہ ایک آدمی ابھی ڈیوٹی پر ہے۔ کسی کو suspend نہیں کیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں، یہ درست نہیں ایک منٹ بات سنیں۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! مجھے بات کرنے کا موقع دیں نا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کا سپیکر آپ کو بتا رہا ہے۔ They have been suspended اب اس کے بعد کیا بات رہ جاتی ہے؟

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! میں نے یہ بات اس لیے کہی تھی کہ آپ کے اس معزز عہدہ جلیلہ کے بعد اگر آپ ایک آرڈر کرتے ہیں، اس کے باوجود صحافی برادری خوش نہیں ہوتی، وہ مطمئن نہیں ہوتی اور یہ کہا جاتا ہے کہ ان کے درمیان صلح ہو گئی ہے۔ تو یہ بات بھی غلط ہے۔ کسی قسم کی صلح نہیں ہوئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں، قطعاً ایسی بات نہیں۔ دیکھیں، صحافی برادری بہت ٹھیک ہے لیکن کسی بھی معاشرے میں سارا طبقہ بہت ٹھیک نہیں، سو فیصدی ٹھیک نہیں۔ ہر جگہ پر کچھ نقائص موجود ہیں۔ ہم میں بھی ہیں۔ عوام میں بھی ہیں۔ ججوں میں بھی ہیں۔ پولیس میں بھی ہیں۔ صحافی بھائیوں میں

بھی ہیں۔ تو مقصد میرا کہنے کا یہ ہے کہ کل جو بات ہوئی تھی اس پر عمل ہو چکا ہے۔ میں آپ کو ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ عمل ہو چکا ہے۔ میں نے آرڈر خود دیکھا ہے۔ اگر وزیر قانون ہوتے تو وہ آرڈر کو پڑھ کر سنا دیتے۔ اب جب وہ آئیں گے تو میں ان سے کہوں گا کہ وہ یہاں ہاؤس میں وہ آرڈر پڑھ کر سنائیں۔ وہ suspend ہو گئے ہیں۔ باقی جو رانا اکرام ربانی والی بات ہے وہ میں کہہ رہا ہوں کہ پوائنٹ آف آرڈر تو صرف اتنا تھا لیکن آپ اس کو کس طرف لے گئے؟ سپیکر کو بھی، حکومت کو بھی، تمام کو آپ نے اس طرح کا بیان کیا ہے۔ تو میں وہ جو ایس اے حمید صاحب کے پہلے الفاظ ہیں ان کو میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

سید محمد خلیل الرحمن چشتی۔ جناب والا! حذف ہی نہ کریں بلکہ انھیں کہیں کہ یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

جناب ایس اے حمید، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ آپ کی بات تو ہو گئی۔ آپ نے پوائنٹ آف آرڈر کر دیا اور میں نے اس پر فیصلہ دے دیا۔

سردار حسن اختر موکل۔ جناب سپیکر! وہ الفاظ واپس لینا چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اچھا۔ ایس اے حمید صاحب۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! میں نے یہ بات وثوق کے ساتھ کہی تھی۔ اس لیے کہ ہمارے پاس ایک ہی ایوان ہے اور آپ ایک ہی اتھارٹی ہیں۔ آپ کا اور ہمارا سب کا استحقاق مجروح ہوا تھا۔ میں نے یہ بات کہی تھی۔ اس کے باوجود اگر کسی بات سے آپ کا دل دکھا ہے یا میرے کسی دوست کو تکلیف پہنچی ہے تو میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مہربانی۔ بہت شکریہ۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اقبال خاکوانی صاحب۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب سپیکر! آپ نے جو فیصلہ فرمایا، آپ اس وقت بھی جو یقین دہانی فرما رہے ہیں، ہم اسے تسلیم کرتے ہیں لیکن میں نے کل بھی اسی خدشے کے پیش نظر آپ کی

خدمت میں گزارش کی تھی کہ ان دو پولیس ملازمین کے نام بتائے جائیں تاکہ ہم خود انکوائری کر سکیں۔ جناب والا! آج میں پھر گزارش کروں گا کہ ان کے نام آپ ہاؤس میں بتا دیں پھر ہم آپ کو بتائیں گے کہ وہ suspend ہوئے ہیں یا نہیں ہوئے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، ایس اے حمید صاحب' یہ نام کیا تھے؟

جناب ایس اے حمید، شعیب زمان' ایس ایچ او' قلعہ گوجر سنگھ اور فردوس خان' ایس ایچ او' سول لائنز۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ دونوں قلعہ گوجر سنگھ اور سول لائنز کے ایس ایچ او ہیں۔ میں نے ان کے بارے میں ہی آرڈر میں پڑھا ہے کہ They have been suspended

جناب ایس اے حمید، اور یہ وہی ایس ایچ او۔ ہیں جنھوں نے ہمیں سول لائنز میں جانے سے روکا بھی تھا۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! ہماری اطلاع کے مطابق گزشتہ کل ایک دو پولیس افسران جو میرے دوست ہیں ان سے بات ہوئی تھی تو انھوں نے کہا تھا کہ ایس ایس پی صاحب نے کہا ہے کہ میں ایک منٹ کے لیے بھی ان کو معطل کرنے کی کارروائی نہیں کرنا چاہتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب آپ سنی سنائی باتیں کر رہے ہیں۔ میں آپ کو authenticated بات بتا رہا ہوں۔ میں نے آپ کو ہاؤس میں کہہ دیا ہے کہ میں نے آرڈر خود پڑھا ہے۔ They have been suspended اب یہ کہتے ہیں کہ باہر کھڑے ہیں۔ میں ابھی آدمی بھیج کر پتا کر لیتا ہوں۔

وزیر اطلاعات (مہر سعید احمد ظفر)، جناب سپیکر! اگر میرے معزز بھائی کی اطلاع ایسی ہے تو کیا ہم یہ سمجھ لیں کہ ان کی ساری ہی اطلاعیں جو ہیں وہ disinformation پر base کرتی ہیں کیونکہ ابھی ہمارے منسٹر انچارج ان آرڈر کی کاپی ہاؤس میں پڑھ رہے ہیں اور آپ کے نوٹس میں بھی لا رہے ہیں تو ایسی ہی disinformation پھیلانا کیا انھوں نے اپنا ایک بنیادی حق تصور کر لیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں' رانا صاحب پڑھ دیجیے۔ رانا اکرام ربانی صاحب۔

رانا اکرام ربانی، جناب سپیکر! میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ ایوان میں بات کرنے سے پیشتر میں اپنے طور پر confirm کر لوں کہ جو بات میں یہاں پر کہوں وہ حتی الامکان بالکل درست ہو۔ کل ظفر

علی شاہ صاحب نے یہ ایک بات ایوان میں کہی تھی اور یہ ایوان کی روایت کے مطابق تھی کہ جس وقت کوئی معزز رکن اٹھ کر کوئی بات کرے تو یہ سمجھا جاتا ہے اور سمجھا جانا چاہیے کہ وہ صحیح فرما رہے ہیں۔ لیکن یہ آج کی اس بات کے بعد میرے دو تین معزز دوستوں نے اٹھ کر بات کی ہے۔ میں نے اسی وقت ہوم ڈیپارٹمنٹ سے یہ کاپی منگوائی ہے۔ یہ suspension order میں آپ کو پڑھ کر سنا رہا ہوں جو کل 31 تاریخ کو جاری ہوا ہے۔

"Inspector Firdaus Khan SHO Cvil Lines and Inspector Muhammad Shoaib SHO Qila Gujjar Singh are placed under suspension with immediate effect from today the 31st October, 1994 and closed to the District Police Lines on the charge of misconduct as they showed misbehaviour with the correspondent of daily Musawat in the premises of the Provincial Assembly of the Punjab."

Sd/- Muhammad Habibur Rahman,

Senior Superintendent of Police,

Lahore.

اس فائل کا نمبر 4803/6.PA dated 31 October,1994 ہے ۔ میں ظفر علی شاہ صاحب سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ دوبارہ بات کرتے وقت اس قسم کے واقعات بھی اپنے ذہن میں رکھیں ۔ یہ ضروری نہیں ہوتا کہ ہمارے پاس جو اطلاع ہو ' جس کی بنیاد پر ہم یہاں بات کر رہے ہوں ' وہ اطلاع درست ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی خواجہ صاحب۔

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر ! ہمارے منسٹر صاحب نے جو آرڈر پڑھ کر سنایا ہے ' ٹھیک ہے وہ اپنی جگہ درست ہے۔ لیکن میں ان کی خدمت میں آپ کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ اگر کل اس کی

ایک کابی قائد حزب اختلاف کو دے دی جاتی تو یہ ابہام جو ہم نے پیش کیا ہے یا تھوڑی سی اس سلسلے میں جو بدمزگی ہوئی ہے وہ نہ ہوتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بیٹھیں۔

خواجہ ریاض محمود، دوسری بات ـــ

جناب ڈپٹی سپیکر، بس ایک ہی بات ہو سکتی ہے۔

خواجہ ریاض محمود، نہیں، وہ بھی اس کے ساتھ ہی ہے

جناب ڈپٹی سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر پر ایک ہی بات ہو سکتی ہے۔

رانا اکرام ربانی، جناب سپیکر! یہی میں عرض کر رہا تھا کہ غلط فہمی، افواہ، ابہام، اگر معزز اراکین اسمبلی نے ان کی بنیاد پر یہاں آ کر کوئی statement دینی ہوتی ہے اور اس کے بعد insist کرنا ہوتا ہے کہ یہ سمجھا جائے کہ یہ درست ہے۔ جناب سپیکر! میں نے ظفر علی شاہ صاحب کی خدمت میں عرض کی تھی کہ اس انداز پر بھی ذرا غور کریں اور ذہن میں رکھیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر، جی بالکل ٹھیک ہے۔

خواجہ ریاض محمود، دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج اس اجلاس میں کھل کر اس بات کا بیٹھ چلا ہے اور واضح طور پر اس بات کا انکشاف ہو گیا ہے کہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کے انچارج جناب اکرام ربانی صاحب ہیں آج سے تین دن پہلے تک ہماری اسمبلی کے جو پانچ ممبران ہیں ان کے متعلق یہاں پر ہر روز بڑی شدید قسم کی بحث ہوتی رہی ہے اور اس سے محکمہ ہوم کا directly concern ہے لیکن میں بڑے وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ ہمارے وہ پانچ رکن جو اس ہاؤس کے بڑے معزز رکن ہیں ان میں ایک چودھری اختر رسول صاحب ہیں جنہوں نے ہندوستان کی سر زمین پر پاکی کے میدان میں تین مرتبہ بھارت کو شکست فاش دی اور ہندوستان کا ریڈیو یہ کہہ رہا ہے کہ ان کو بغاوت کے الزام میں پاکستان والوں نے پکڑا ہوا ہے یہ ہمارے لئے کتنے شرم کی بات ہے لیکن ربانی صاحب نے اس سلسلے میں کوئی مداخلت نہیں کی اور اس بارے میں کوئی وضاحت پیش نہیں کی اس کے لئے مجھے بڑا افسوس ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ ـــــ جی عثمان ابراہیم صاحب۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب سپیکر ۔ کل کے ایجنڈے میں Call Attention Notice کا ایجنڈا شامل تھا اور وزیر قانون نے بتایا تھا کہ وزیر اعلیٰ ایک سرکاری کام کے لئے اسلام آباد گئے ہیں چنانچہ آپ نے یہ حکم دیا کہ یہ Call Attention Notice کل take up کیا جائے گا ۔ جناب سپیکر آپ آج کا ایجنڈا دیکھیں اس میں Call Attention Notice کا کوئی ذکر شامل نہیں ۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وزیر اعلیٰ اس ایوان میں داخل ہونے سے خوف زدہ ہیں وہ یہاں اس ایوان کو face نہیں کر سکتے اور وہ کل صرف Call Attention Notice سے بچنے کے لیے سرکاری کام ڈھونڈھ کر اسلام آباد چلے گئے تھے اور آج جناب سپیکر ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اس سرکاری کام کو extend کر دیا ہو اور ہو سکتا ہے کہ وہ اسلام آباد میں ہوں ۔ آپ کے حکم کے مطابق آج انہیں یہاں لاہور میں ہونا چاہیے تھا اور یہ Call Attention Notice ایجنڈے میں شامل ہونا چاہیے تھا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں ۔

میرے سامنے جو یکم نومبر کا ایجنڈا رکھا ہوا ہے اس میں تلاوت قرآن حکیم۔ نمبر 2 سوالات نمبر 3 نوٹس ہائے برائے طلبی توجہ ہے میرے سامنے تو یہ ایجنڈا ہے ۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب سپیکر ۔ ہمیں جو ایجنڈا تقسیم کیا گیا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے وہ کل کا ہو گا ۔

جناب عثمان ابراہیم، نہیں جی ۔ آج منگل ہے اور یکم نومبر ہے جناب سپیکر آپ آج کا ایجنڈا دیکھیں ۔ ہمیں جو یکم نومبر کا ایجنڈا provide کیا گیا ہے اس میں کوئی نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں ۔ میں نے پوچھا ہے کیونکہ یہ پرائیویٹ ممبرز ڈے تھا اس کا ایجنڈا پہلے سے بن گیا تھا وہ آپ کی سیٹ پر آج deliver ہوا ہو گا لیکن یہ کل میں نے آج کے لئے defer کیا تھا وہ ایجنڈا چونکہ پہلے سے بنا ہوا ہے اس میں یہ نہیں آ سکا لیکن میرے سامنے جو کاغذ رکھا ہوا ہے وہ آپ دیکھ سکتے ہیں اس میں یہ لکھا ہوا ہے ۔

جناب عثمان ابراہیم، ٹھیک ہے جی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس لیے ایسی کوئی بات نہیں۔

جناب عثمان ابراہیم، اس کو پھر آپ amend کر دیں جی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ۔ اب ہم وقفۂ سوالات پر آجائیں یا ظفر علی شاہ آپ کچھ کہنا پسند فرمائیں گے

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ایجنڈا اپنی جگہ پر ۔ یہ ہمیں بھی ملا ہے اور یہ معزز اراکین جذب اختلاف کو بھی ملا ہے جناب سپیکر اگر عثمان ابراہیم صاحب گپ شپ سے فارغ ہوں تو میں ان کی خدمت میں کچھ عرض کروں ۔

جناب والا ! اس کے ساتھ جو Rules of Procedure میں provisions دی گئی ہیں غالباً میرے دوست اس کا مطالعہ نہیں کرتے ایجنڈے کے بزنس میں رکھے جانے کے باوجود جو provision دی گئی ہے کہ The Speaker may change the day or the time or both for asking a question . جناب والا میں آپ کی وساطت سے اپنے دوستوں کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایجنڈے پر ہے اور ہماری اطلاع کے مطابق وزیر اعلیٰ صاحب Call Attention Notice کا جواب دینے کے لیے تشریف بھی لائیں گے لیکن اس کے باوجود وزیر اعلیٰ کے یہاں آنے کے باوجود ان کی یہ آمادگی ظاہر کرنے کے باوجود کہ وہ اس کے لیے تیار ہیں آپ کے پاس پھر بھی اختیار ہے کہ time or day یا دونوں کو اپنی صوابدید پر change کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ ۔ جی سید ظفر علی شاہ صاحب ۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر ! میں آپ کا مشکور ہوں یہاں پر کل سے بات ہو رہی ہے اور ہمارا یہ اجلاس بھی اسی سلسلے میں تھا کہ state اور پنجاب حکومت کی دہشت گردی یہاں discuss کی جائے اس سے پہلے بھی دو تین دفعہ آپ کے نوٹس میں لایا جا چکا ہے آج پھر میں جناب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں گو اس سے پہلی بہت ساری Privilege Motions ہیں جن میں Leader of Opposition اور دیگر اراکین کی یہ تحریکیں تھیں کہ ان کے گھروں میں پولیس والے کس طرح ایک بے شرمی اور شرم ناک طریقے سے داخل ہوئے اور انہوں نے تشدد کیا اس پر ابھی آپ کی رولنگ آنی ہے اور پتہ نہیں کہ کیا آنی ہے یہ مجھے نہیں پتہ ۔

جناب سپیکر! یہ اسمبلی جو ہمارا اور آپ کا گھر ہے ہمارے گھر پر آپ کیا رولنگ دیں گے وہاں پولیس نے کیا تشدد کیا وہ تو ہم اس وقت دیکھ لیں گے لیکن اب اس moment پر جس وقت میں آپ سے بات کر رہا ہوں آپ کی back side کی لابی میں پولیس کی ایک ایسی خاصی تعداد با وردی کھڑی ہے اب مجھے نہیں پتہ ۔ میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ corridors میں کس سلسلے

میں ڈیوٹی ادا کر رہے ہیں یہ ایک اچھی خاصی تعداد ہے ۔ اس سلسلے میں میں آپ کی توجہ آپ کی اس چیئر کی رولنگ جو 2 جولائی 1987ء کو یہاں پر دی گئی تھی اس کی طرف بھی مبذول کراؤں گا اور میں یہ پوچھنے کا حق رکھتا ہوں کہ آپ اپنے اہل کاروں کو کہیں یا پھر مجھے اجازت دیں میں ان کی خدمت میں عرض کر کے آپ کی خدمت میں عرض کر دوں اور ان سے پوچھوں کہ وہ کس سلسلے میں آئے ہوئے ہیں یعنی پنجاب حکومت اس حد تک آ گئی ہے کہ اب انہوں نے چولہوں کو بھی ہلانے کا ٹھیکہ لے لیا ہے اس پر میری الگ تحریک التوائے کار آ رہی ہے اور وہ پنجاب حکومت کی اس وجہ سے آ رہی ہے کہ اس نے دو تین چار detenues کو جو قومی اسمبلی کے رکن ہیں ان کو وہاں پر نہ بھیج کر قومی اسمبلی کے اندر پورے ملک کی سیاسی فضا کو خراب کیا ہے اور حزب اختلاف اور حزب اقتدار کی public relationing کی طرف ایک معمولی کچھوے کی طرح جو پیش رفت ہو رہی تھی اس کو بھی ہماری پنجاب گورنمنٹ نے سبوتاژ کیا ہے وہ بات میں اس وقت کروں گا ۔ لیکن جناب سپیکر اس وقت جو فوری مسئلہ ہے وہ میں عرض کرتا ہوں آپ نے پرسوں صحافی کے بارے میں جو رولنگ دی اس کے لئے بھی آپ کے مشکور ہیں اور اس پر عملدرآمد کس طریقے سے ہوا کس طریقے سے نہیں ہوا اکرام ربانی صاحب فرما رہے تھے میں بالکل اپنی بات کو دہراتا ہوں کہ کوئی رکن اس طرف سے یا اس طرف سے بول رہا ہو میں سوچ بھی نہیں سکتا کہ وہ غلط کہہ رہا ہو لیکن جب ہم حکومت کے اس وزیر کے بیان کے بارے میں یہ کہتے ہیں بعض اوقات slip of tongue ہو جاتی ہے کہ ہمارے ممبران کہہ دیتے ہیں کہ جھوٹ بول رہا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ غلط کہہ رہے ہیں ہم یہ کہتے ہیں کہ ان کو غلط information feed کی گئی ہے وہ اپنی information لیتے وقت کم از کم اس information کی تصدیق کر لیا کریں کہ وہ ان کو صحیح طریقے سے ملی ہے یا ان کے اہلکاروں نے غلط طور پر ان کو بتائی ہے ۔

جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ آپ نے سیکرٹری صاحب کو بھیجا تھا اور میں سپیکر صاحب کی 2 جولائی 1987ء کی رولنگ کی تقویت پر دوبارہ آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں یہ آپ کی مباحثات کے صفحہ نمبر 1708ء پر ہے یہ 2 جولائی 1987ء کی ہے کہ اسمبلی بلڈنگ میں باوردی پولیس ملازمین کے داخلہ کے بارے میں مؤخر تحریک استحقاق پر جناب سپیکر کی رولنگ ہے ۔ میں جناب کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا اگر جناب کہیں تو میں پڑھ بھی دیتا ہوں ۔ اس میں باوردی پولیس اور

دوسرے اہلکاروں کے بارے میں categorically کہا ہے کہ ان کو باہر نکالا جائے ۔ یہ جناب کی فوری توجہ کا مسئلہ تھا اور اسی کے لئے میں پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھا تھا۔ جناب کے سیکرٹری صاحب گئے ہیں اور انہوں نے آ کر آپ کو کیا بتایا ہے یہ مجھے پتہ نہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے اگر کوئی باوردی پولیس افسر اسمبلی بلڈنگ میں ہے اس کو فوراً نکالا جاتا ہے ۔ میں اپنے سیکرٹریٹ کو کہتا ہوں کہ باوردی پولیس افسر اسمبلی کی حدود میں یہاں اندر نہیں آ سکتا۔

سید ظفر علی شاہ، جناب کی بڑی مہربانی ۔ اب جناب نے اس کا follow up بھی رکھنا ہے ۔

وزیر پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ (رانا آفتاب احمد خان)، (پوائنٹ آف آرڈر) ۔ جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وقفہ سوالات ہمارے صوبے کے ممبران اور عوام کے نقطۂ نگاہ سے نہایت اہم hour ہوتا ہے اب اس کا کافی وقت ضائع ہو چکا ہے کیا اس کو question hour کا حصہ سمجھا جائے گا یا اسے وقت دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ٹھیک ہے اب میں دس بجکر دس منٹ پر وقفہ سوالات شروع کرتا ہوں ۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے اب ہم آگے چلیں ۔ مجھے کوئی ایسی بات تو نظر نہیں آتی ۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! میں اسی حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کس بارے میں؟

جناب ارشد عمران سلہری، جس بارے میں ظفر علی شاہ صاحب نے بات کی ہے

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں ۔ بس اب بات ختم ہوئی ۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! یہاں تک ہے ــــــــ

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں ۔ میں اب آگے چلتا ہوں ۔ ــــــ جی راجہ جاوید اخلاص صاحب ۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! وہ تو وائرلیس سیٹ لے کر اسمبلی کے اندر گھوم رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بھئی ۔ میں آپ کو اجازت نہیں دے رہا ۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا!

جناب ڈپٹی سپیکر، بار بار repeat کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی بات ایک ہی ہوتی ہے انہوں نے بڑے اچھے طریقے سے یہاں اپنا نقطہ نظر پیش کیا ہے۔ میں نے اس کو تسلیم کیا ہے اب آپ اور کیا چاہتے ہیں؟

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر۔ راجہ جاوید اخلاص۔

سید تابش الوری۔ سوال نمبر 92 ان کے ایماء پر

ہومیوپیتھک ڈاکٹروں کی تعیناتی

*92۔ راجہ جاوید اخلاص، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے۔۔۔۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت ایک مرحلہ وار پروگرام کے تحت صوبہ کے ہر تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں ہومیوپیتھک ڈاکٹر تعینات کر رہی ہے۔

(ب) اس وقت صوبہ میں ایسے ہسپتالوں کے نام کیا ہیں جہاں ہومیوپیتھک ڈاکٹر تعینات ہیں۔ نیز ایسے ہسپتالوں کے نام کیا ہیں۔ جہاں ابھی تک ہومیوپیتھک ڈاکٹر تعینات نہیں کیے گئے تفصیل الگ الگ بیان کی جائے؟

جناب سپیکر، رانا اکرام ربانی صاحب! میرے خیال میں اس جواب کو پڑھا ہوا تصور کرلیا جائے۔

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)،

(الف) جی ہاں حکومت مرحلہ وار پروگرام کے تحت ہر تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں ہومیوپیتھک ڈاکٹر تعینات کر رہی ہے۔

(ب) اس وقت صوبہ میں کل 56 تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہیں۔ تفصیل لف ہے۔ ان میں سے صرف تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال روجہان، ڈیرہ غازی خان ڈویژن میں ہومیوپیتھک ڈاکٹر تعینات نہ ہے۔

1۔ لاہور ڈویژن لاہور

1۔ تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال ننکانہ صاحب

-2 تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال دیپال پور

-3 تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال چونیاں

2- فیصل آباد ڈویژن

-1 تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال چنیوٹ

-2 تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال سمندری

-3 تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال کمالیہ

-4 تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال جڑانوالہ

-5 تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال شور کوٹ

-6 تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال گوجرہ

3- ڈی جی خان ڈویژن

-1 تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال کروڑ

-2 تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال علی پور

-3 تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال چوبارہ

-4 تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال کوٹ ادو

-5 تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال روجھان

-6 تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال جام پور

-7 تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال تونسہ شریف

4- ملتان ڈویژن

-1 تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال چیچہ وطنی

-2 تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال شجاع آباد

-3 تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال بورے والا

-4 تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال کبیر والا

-5 تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال میاں چنوں

-6 تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال میلسی

7- تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال جہانیاں

5- گوجرانوالہ ڈویژن

1- تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال وزیر آباد

2- تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال کاموکی

3- تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال نوشہرہ ورکاں

4- تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال پھالیہ

5- تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال کھاریاں

6- تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال پسرور

7- تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال شکر گڑھ

8- تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال ڈسکہ

6- سرگودھا ڈویژن

1- تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال بھلوال

2- تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال شاہ پور

3- تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال نور پور تھل

4- تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال عیسیٰ خیل

5- تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال کلور کوٹ

6- تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال منکیرہ

7- راولپنڈی ڈویژن

1- تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال گوجرخان

2- تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال فتح جنگ

3- تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال پنڈی گھیب

4- تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال کہوٹہ

5- تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال جنڈ

6- تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال پنڈ دادن خان

7- تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال تلہ گنگ

8- تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال سوہاوہ

9- تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال مری

8- بہاولپور ڈویژن

1- تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال احمد پور شرقیہ

2- تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال فورٹ عباس

3- تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال خان پور

4- تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال صادق آباد

5- تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال ہارون آباد

6- تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال حاصل پور

7- تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال لیاقت پور

8- تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال مخن آباد

9- تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال چشتیاں

10- تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال یزمان

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال نہیں --- اگلا سوال جناب سید تابش الوری صاحب کا ہے۔

سید تابش الوری: سوال نمبر 469

انسداد رشوت ستانی کے تحت اقدامات

*469 **سید تابش الوری:** کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ---

(الف) جولائی 1993ء سے اب تک صوبہ میں ان کی وزارت کے ماتحت محکموں میں رشوت و بدعنوانی کی کتنی شکایات موصول ہوئیں۔ ان کی الگ الگ نوعیت کیا تھیں اور ان میں الگ الگ کتنی رقم کا معاملہ تھا۔

(ب) ان شکایات پر الگ الگ کیا کارروائی ہوئی کس کس شکایت کو محکمانہ کارروائی کے لیے رکھا گیا اور کس کس شکایات پر انسداد رشوت ستانی کے تحت کس کس تاریخ کو مقدمہ درج کیا گیا۔

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)،

(الف) و (ب) اس دورانیہ میں محکمہ صحت کے ماتحت محکموں میں رشوت و بدعنوانی کے تحت 46 شکایات موصول ہوئیں۔ ان میں 41 شکایات پر محکمانہ کارروائی جاری ہے۔ جبکہ 5 شکایات کے نتیجہ میں انسداد رشوت ستانی کے مقدمات درج ہو چکے ہیں اور کارروائی جاری ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سید تابش الوری، ضمنی سوال ہے۔ کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ بد عنوانیوں کی شکایات میں الگ الگ کتنی رقم کے خورد برد کا معاملہ ہے۔یعنی جو شکایات ہوئیں، جو رشوت لی گئی اور جو خورد برد ہوئی کہ جس پر انکوائری ہو رہی ہے۔

رانا محمد اقبال خاں، جناب والا! میرے پاس انہوں نے جو سوالات و جوابات کی کاپی بھیجی ہے اس کے ساتھ صفحہ پانچ موجود ہی نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آئندہ احتیاط کی جائے۔ رانا صاحب! جو میرے پاس کاپی آئی ہے۔ اس میں صفحہ موجود تھا لیکن اس پہ کوئی لفظ نہیں لکھا ہوا تھا۔ سیکریٹریٹ اس سلسلہ میں آئندہ احتیاط کرے۔ جی رانا صاحب!

وزیرصحت، جناب والا، ضمنی سوال کے جواب سے پیشتر میں اپنے بھائی سید تابش الوری کی توجہ سوال کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ اس میں انہوں نے پوچھا تھا کہ "الگ الگ نوعیت اور کیا تھیں اور ان میں الگ الگ کتنی رقم کا معاملہ تھا۔" اب اگر یہ الگ کسی کیس کے بارے میں پوچھیں تو اس کی تفصیل میں بتا سکوں گا۔ یہ سوال تھا ہی نہیں کہ کل کتنی رقم جمع ہوئی۔ مختلف کیسز تھے۔ ہر کیس کے بارے میں انہوں نے پوچھا تھا کہ شکایت کیا تھی اور اس میں کتنی رقم کا معاملہ تھا۔ وہ سارا break up میرے پاس موجود ہے۔ وہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ اب یہ ان کا اپنا سوال ہے کہ الگ الگ نوعیت کیا ہے۔ اب یہ کیس کر دیں refer تو اس کا جواب میں ان کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تابش صاحب، ایوان کی میز پر فائل رکھی ہوئی ہے۔ آپ اس سے consult کر لیں۔

سید تابش الوری، کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ ان شکایات کے سلسلہ میں محکمانہ کارروائی ہو رہی

ہے ۔ کیا اس میں متعلقہ ملازمین کی معطلی بھی شامل ہے اور کتنے لوگوں کو معطل کیا گیا ہے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی رانا صاحب !

وزیر صحت ، جناب والا ' مختلف کیسز میں مختلف ایکشن لیے جاتے ہیں۔ کسی کیس میں اسی جگہ پہ کہ جہاں اس کا ٹوٹ کیا جانا بیان کیا جاتا ہے وہاں سے اس کو ہٹا دیا جاتا ہے اور بعض کیسز میں معطل کر دیا جاتا ہے ۔ میں پھر یہ دوبارہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ مخصوص کیس جو ان کے ذہن میں ہے اس کے بارے میں پوچھیں ۔ اس کی میں تفصیل ان کی خدمت میں عرض کر دیتا ہوں۔ کیونکہ یہ پورے پنجاب کے ہر ڈویژن کی تفصیل ہے ۔ آپ یہ ملاحظہ فرمائیں ۔ اس کی اتنی تفصیل ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جو ایوان میں تفصیل رکھی گئی ہے ۔ کیا یہ اس میں شامل ہے ؟ یہ ایک نئی چیز انہوں نے پوچھی ہے ۔

وزیر صحت ، جی ہاں !

جناب ڈپٹی سپیکر ، اس کا مطلب ہے کہ یہ بھی ایک lengthy process ہے ۔

وزیر صحت ، میں یہ چاہتا ہوں کہ یا تو اس کے بارے میں نوٹس دیں یا کسی specific case کے بارے میں مجھ سے سوال کریں تاکہ میں کوشش کروں کہ اس کا جواب میں ان کو دے سکوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے ۔

سید تابش الوری، جناب والا ' میں چاہوں گا کہ محترم اکرام ربانی صاحب کا مائیک درست نہیں ہے ۔ ان کی آواز پوری طور پر میں سن نہیں سکا۔ اسے درست کرایا جائے ۔ میں نے صرف یہ پوچھا تھا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ چھیالیس شکایات موصول ہوئیں اور ان میں سے اکیالیس شکایات پر محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے ۔ میں نے صرف یہ پوچھا ہے کہ ان اکیالیس شکایات پر جو محکمانہ کارروائی ہو رہی تھی ان میں سے کیا کسی کو معطل کیا گیا ہے ۔ میں نے یہ تو نہیں کہا کہ سب کا بتائیں ۔ وہ یہ تو بتائیں کہ کیا محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ پوچھ رہے ہیں کہ ان محکمانہ کارروائی میں کسی کو معطل کیا گیا ہے ؟

وزیر صحت، جناب سپیکر ' میں اس سلسلہ میں تفصیل لے کر جواب دے سکتا ہوں۔ اس وقت میرے پاس تفصیل نہیں ۔ میں کوئی غلط بیانی یا اندازے سے کوئی بات نہیں کہنا چاہتا۔

میاں فضل حق، جناب والا! رانا صاحب کو چٹیں بھیجی جا رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مجھے معلوم نہیں۔ میرا تو آپ کی طرف خیال ہے۔

وزیر اطلاعات، مجھے میاں صاحب کی یہ بات سمجھ نہیں آئی' یہ ہمارا حق ہے۔

میاں فضل حق، وزیر صاحب نے فرمایا کہ جو چٹ آئی ہے یہ ہمارا حق ہے۔ اس پہ آپ اپنی رولنگ دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے نقطۂ نظر میں یہ حق نہیں بلکہ یہ ایک رعایت ضرور ہے۔

حافظ محمد اقبال خاں خاکوانی، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر' جناب سپیکر! یہاں وزیر ثقافت اور اطلاعات جناب سعید ظفر صاحب تشریف فرما ہیں اور ماشاء اللہ اپنے رتبے کے لحاظ سے جس طرح سے گفتگو فرماتے ہیں وہ بھی ہاؤس کا حصہ ہے۔ لیکن میں ان کی توجہ آپ کی وساطت سے اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ایک ایسی ہستی کہ جس کی وفات پر کل اس پورے ایوان میں فاتحہ خوانی کی گئی۔ وہ ملک کے نامور صحافی' استاد اور دانشور تھے۔ ابھی ان کی میت امریکہ سے پاکستان لائی جا رہی ہے اور غالباً محو پرواز ہے۔ الحمرا آرٹ کونسل میں سالانہ ایک گریجویٹ ایوارڈ کی تقریب منعقد ہوتی ہے۔ جس کی compaering وہ مرحوم موصوف کیا کرتے تھے۔ اور وزارت ثقافت کی بے حسی کا یہ عالم ہے کہ وہاں رنگا رنگ تقریب اسی طرح جاری ہے اور حکومت کی سرپرستی میں جاری ہے۔ یہ ان کی بے حسی کا عالم ہے۔ اور یہ وہ درد مند دل رکھنے والے لوگ ہیں۔ کہ جس انسان کے لیے یہاں فاتحہ خوانی کی گئی کم از کم ایک ہفتے تک کے لیے یا چار دن کے لیے اس تقریب کو ملتوی کر دیا جاتا تو کم از کم وہ پوری برادری بھی اور ہم لوگ بھی سمجھتے کہ کل جس آدمی کے لیے فاتحہ خوانی کی گئی تھی ان کی وفات پر ان کو بھی ملال ہے۔

وزیر اطلاعات، جناب والا' میں نکتہ ذاتی وضاحت پہ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ ایک تو مجھے اپنے دوست کی بات کی سمجھ نہیں آئی کہ وہ کس حیثیت سے اس بات کو اسمبلی فورم پہ کر رہے تھے۔ لیکن چلیے ان کا شوق پورا ہو گیا۔ تو اس بارے میں میں یہ عرض کروں گا کہ وہ جو گریجویٹ ایوارڈ کی تقریب تھی وہ مرحوم دلدار پرویز بھٹی کے نام سے منسوب تھی اور وہ شام ان کی یاد میں تھی۔ اور ایوارڈ کے علاوہ وہاں کوئی رنگا رنگ پروگرام نہیں تھا۔ بلکہ دلدار پرویز بھٹی صاحب کو خراج عقیدت پیش کرنے

کے لیے وہاں پہ فاتحہ خوانی کی گئی اور ان کی یاد میں ان سے منسلک جو غزلیں ہیں یا کوئی ایک آدھ سلسلہ ہوا ہے وہ ان کی یاد میں ہوا ہے ۔ یہ نہیں کہ وہاں کوئی رنگا رنگ محفلیں تھیں یا کوئی ایسا سلسلہ تھا ۔ بلکہ ان کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے اس تقریب کو ان کے نام پہ رکھ دیا گیا۔ اور یہ صرف گیدڑی سپلے کر رہے ہیں حالانکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے ۔ اور ہم نے انہی کی یاد میں اس شام کو تبدیل کیا۔ اور محکمہ ثقافت ایسی اہم صورت حال سے بخوبی آگاہ ہے ۔ اور میں اپنے دوست کو اپنی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ پہلے حقائق کو جانیے اور بعد میں پھر بات کیجیے ۔ شکریہ !

جناب ڈپٹی سپیکر ، میرے خیال میں اقبال صاحب ' یہ مسئلہ ختم ہو گیا ہے ۔ (قطع کلامیاں) خاکوانی صاحب ' میری بات سنیں ۔ میں نے آپ کی بات سنی

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، انہوں نے میری حیثیت کی بات کی ہے ۔ میں ہاؤس کے اندر بھی اور ہاؤس کے باہر بھی ان کو جا سکتا ہوں کہ ان کی کیا حیثیت ہے اور میری حیثیت کیا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، خاکوانی صاحب ' ذرا صبر کریں ۔ ذرا ٹھنڈے دل سے بات کریں۔ ' آپ میری بات بھی سنیں۔ (قطع کلامیاں) خاکوانی صاحب بیٹھیں ۔ I call the House to order.

وزیر اطلاعات، جناب والا ' ڈوگر صاحب نے انہیں hit کیا اور آج بھی ہمیں ان کی حیثیت کا پتہ ہے۔ لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ایسا دھمکی آمیز رویہ کسی معزز رکن کو زیب نہیں دیتا ۔ لیکن اگر ان کے ذہن میں کوئی ایسی بات ہو تو ایوان کے اندر اور ایوان کے باہر ان کا مقابلہ کرنے کے لیے ہر وقت تیار ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ بردباری کا مظاہرہ کریں ۔ خاکوانی صاحب آپ تشریف رکھیں ۔ نیازی صاحب آپ بھی بیٹھیں ۔ (قطع کلامیاں)

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی رانا صاحب ۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب سپیکر ! میں وزیر موصوف سے پوچھتا ہوں کہ کیا غزلیں کسی غم زدہ محفل میں گائی جاتی ہیں ؟ کیا یہ وہاں قرآن خوانی نہیں کروا سکتے تھے ؟ کیا یہ وہاں فاتحہ خوانی نہیں کروا سکتے تھے ؟ یہ بڑے وزیر ثقافت بنے بیٹھے ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، خاکوانی صاحب آپ بیٹھیں ۔ میں نے رانا اکرام ربانی صاحب کو فلور دیا ہے ۔

(قطع کلامیاں)

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، جناب سپیکر ! آج مجھے معلوم ہوا کہ ان کی فوتید گیوں پر غزلیں کاٹی جاتی ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، خاکوانی صاحب براہ مہربانی آپ تشریف رکھیں ۔ آپ ذرا ٹھنڈے ہوں ۔ جی رانا صاحب ۔

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)، جناب سپیکر ! میں ایک نہایت ہی اہم نکتہ آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں جناب والا ! ہر اجلاس کے دوران ہر روز دن میں کئی مرتبہ معزز اراکین ' ادھر سے بھی اور ادھر سے بھی ایک جملہ استعمال کرتے ہیں کہ میرا یا ہمارا استحقاق مجروح ہو گیا ۔ میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ استحقاق کی وضاحت اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے جاری کی جائے ۔ آیا استحقاق کیا ہے ؟ مجھے یہ خدشہ ہے کہ یہاں روز استحقاق مجروح ہونے کی وجہ سے میری یا میرے محکمے کی کارکردگی کے بارے میں کوئی غلط رائے قائم نہ کر لی جائے ۔

چودھری محمود اختر گھمن، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی گھمن صاحب فرمائیے ۔

چودھری محمود اختر گھمن، جناب سپیکر ! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ خاکوانی صاحب نے آپ کے سامنے اس ایوان میں ہمارے فاضل ساتھی کو نہایت دھمکی کے انداز میں جو باتیں کہی ہیں کیا رولز آف پروسیجر اس کی اجازت دیتے ہیں ؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، رولز اس کی اجازت نہیں دیتے ۔ ہاؤس میں بڑی شائستگی کی ضرورت ہے ' الفاظ کا بھی نہایت اچھے انداز میں استعمال ہونا چاہیے ۔ دونوں طرف کے فاضل اراکین ایک دوسرے کے بھائی ہیں ۔ یہاں وہ جمہوریت کی خاطر ' عوام کی خدمت کے لیے تشریف لاتے ہیں یا ایک دوسرے کو دھمکیاں دینے کے لیے آتے ہیں ۔ لہذا میں خاکوانی صاحب سے یہ گذارش کروں کہ وہ اپنی بلند ظرفی کا ثبوت دیتے ہوئے ان دھمکی آمیز الفاظ کو واپس لے لیں تو میرے خیال میں یہ ہماری تاریخ میں ایک اچھا اضافہ ہو گا ۔۔۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب آپ کے سامنے وزیر موصوف نے پہلے جو الفاظ استعمال کیے ہیں ان کے بارے میں آپ یہ رولنگ دیں کہ آیا وہ الفاظ قابل اعتراض نہیں ہیں؟ غیر پارلیمانی نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، خاکوانی صاحب وہ کون سے الفاظ تھے؟

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب انھوں نے کہا ہے کہ " آپ اسمبلی میں کس حیثیت سے بات کر رہے ہیں " جناب اسمبلی کے معزز رکن کو یہ بات کہی جا رہی ہے۔ یہ افسوس کا مقام ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں انہیں بھی کہتا ہوں کہ وہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

رانا محمد اقبال خان، جناب سپیکر ! اگر کوئی نیا رکن یہ بات کہتا تو افسوس نہ ہوتا لیکن یہ معزز رکن تو عرصہ دراز سے اسمبلی کے ممبر چلے آ رہے ہیں ان کو اسمبلی کے آداب سیکھنے چاہییں۔

وزیر اطلاعات، جناب سپیکر ! میں نکتہ ذاتی وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیں۔

وزیر اطلاعات، جناب سپیکر ! میں نے جب حیثیت کا لفظ استعمال کیا تھا تو میرا کہنے کا مقصد یہ تھا کہ آیا وہ کسی پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں؟ کسی تحریک استحقاق پر بول رہے ہیں، کسی تحریک التوائے کار پر بول رہے ہیں یعنی کس پوائنٹ پر بول رہے ہیں۔ یعنی میں نے اس لیے یہ کہا کیونکہ انھوں نے abruptly ایک بات شروع کر دی جو کہ اسمبلی کے ایجنڈا میں بھی شامل نہیں، جو کہ پوائنٹ آف آرڈر بھی نہیں بنتا۔ میرا مقصد قطعی طور پر ان کی ذاتی حیثیت کو خدانخواستہ چیلنج کرنا نہیں تھا۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اپنے کسی فاضل بھائی کو اس طریقے سے جیسا کہ انھوں نے مطلب لیا ہے اور غلط مطلب لیا ہے مخاطب نہیں کرنا چاہیے۔ اور میرا بھی قطعی طور پر ایسا کوئی مقصد نہیں۔ میں نے تو ان کی حیثیت کو اس لحاظ سے کہا تھا کہ یہ کس حیثیت سے بول رہے ہیں؟ آیا وہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں، آیا وہ تحریک استحقاق move کر رہے ہیں، آیا انھوں نے تحریک التوائے کار move کی ہے یا وہ نکتہ ذاتی وضاحت پر بات کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی شکریہ۔

رانا محمد اقبال خان، جناب سپیکر !۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب آپ کیوں کھڑے ہوتے ہیں؟ براہ کرم اپنی سیٹ پر تشریف

رکھیں۔ دیکھیں میری خاکوانی صاحب اور مہر سعید ظفر صاحب سے بات چل رہی ہے ۔ لہذا آپ ان کو بات کرنے دیں ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ خاکوانی صاحب میرے خیال میں آپ سے بھی اگر کوئی شدت جذبات میں ایسی بات ہو گئی ہے تو اس ہاؤس کی خاطر ' اس مقدس ایوان کی خاطر اسے واپس لے لیں کیونکہ شدت جذبات میں انسان سے ایسا ہو جاتا ہے ۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، جناب سپیکر ! پورا ہاؤس گواہ ہے کہ میں نے کبھی شائستگی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا جب تک مجبور نہ کر دیا جائے ۔ اور آپ کی تو میں ویسے ہی اپنے دل کی گہرائیوں سے عزت کرتا ہوں ۔ آپ کی میں دو لحاظ سے عزت کرتا ہوں ایک تو آپ ایسی کرسی پر براجمان ہیں جو تقاضا کرتی ہے کہ آپ کی عزت کی جائے اور دوسرا یہ کہ عمر کے لحاظ سے آپ میرے بزرگ ہیں ۔ یہ میرا حق ہے کہ جب لوگ باہر سڑکوں پر محفلوں میں ' گھروں میں کوئی بات کریں تو ہم اس بارے میں یہاں ہاؤس میں آ کر مطلع کریں ۔ اس حیثیت سے میں نے وہ بات کی ہے ۔ اب آج پہلی مرتبہ پورا سال گزرنے کے بعد میں نے یہ فقرہ سنا کہ کس حیثیت سے بات کر رہے ہیں ۔ آج تک میں جو سنتا آیا ہوں وہ یہ کہ کون سے نکتہ پر بات کر رہے ہیں' یہ کون سے رولز پر بات کر رہے ہیں لیکن انہوں نے جو لفظ استعمال کیا ہے الحمدللہ میں نے انہیں اپنی حیثیت بتا دی اس لیے اب وہ اپنی اس بات سے مکر گئے ہیں ۔ اور انہوں نے اپنا وہ موقف تبدیل کیا کہ جناب میرا مقصد یہ تھا اگر واقعی آپ کا مقصد وہ تھا تو پھر میں بھی اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ ۔ بڑی مہربانی ۔ ہم وقفۂ سوالات میں تھے ۔ اگلا سوال 490 راجہ جاوید اخلاص کا ہے۔

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی) ، جناب سپیکر ' یہ سوال محکمے کی طرف سے دے دیا گیا تھا لیکن کچھ ایسی چیزیں میرے علم میں آئیں ہیں۔میں چاہتا ہوں کہ ان چیزوں پر مزید تفصیل محکمے سے لے لوں ۔ میری درخواست ہے کہ اسے defer کر دیا جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ٹھیک ہے ۔ مہربانی اس سوال کو defer کیا جاتا ہے یہ اگلے اجلاس میں آئے گا۔ اگلا سوال جناب ایس اے حمید صاحب کا ہے۔

ماڈل ہسپتالوں کا قیام

*555 ایس اے حمید ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔۔

(الف) صوبے میں جاپان کی مدد سے کتنے ماڈل ہسپتال قائم کرنے کا منصوبہ تھا اور کس کس مقام پر یہ ہسپتال قائم کیے جانے تھے۔

(ب) گوجرانوالہ میں ماڈل ہسپتال قائم کرنے کا جو منصوبہ تھا اس کی پیش رفت کیا ہے۔

(ج) کیا حکومت اس منصوبہ کو مکمل کرنے کا کوئی پروگرام رکھتی ہے۔

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)۔

(الف) صوبے میں جاپان کی مدد سے ماڈل ہسپتال قائم کرنے کا کوئی منصوبہ نہ تھا' نہ ہے۔

(ب) سکیم تکمیل کے آخری مراحل میں ہے موصول ہوتے ہی اسے منظوری کے لیے محکمہ منصوبہ بندی کو ارسال کر دیا جائے گا۔

(ج) جی ہاں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ،پوائنٹ آف آرڈر ! جناب والا ' میں دیر سے پہنچا ہوں مجھے ابھی پتہ چلا ہے ۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر ،انعام اللہ نیازی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ذرا توجہ سے بات سنیے۔ جی

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب والا ' میں دیر سے پہنچا ہوں مجھے ابھی پتہ چلا ہے کہ جناب سپیکر منظور موہل صاحب نے باوردی پولیس والوں کی اسمبلی میں entry بند کر دی ہے ۔ میں اس پر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے بڑا جرات مندانہ قدم اٹھایا۔ اور کافی دیرینہ مطالبہ پورا کیا۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں وہ مرحلہ گزر گیا ہے۔ اب ایک گھنٹے کے بعد اگر کوئی اور معزز رکن آئے تو ۔۔۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب والا ! میں تو آپ کی تعریف کر رہا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں تعریف کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اگر تعریف ہو تو میں وقت دے دوں ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب والا ' میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آپ کی left side پر پیچھے کرسیوں پر سادے کپڑوں میں تین ڈی ایس پی صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں ۔ کیا ان کو یہاں بیٹھنے

کی اجازت ہے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں مجھے تو کچھ نظر نہیں آ رہا۔میں ان سے پوچھ کر بتا سکتا ہوں ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی جناب والا ! آپ ذرا تھوڑا سا ادھر منہ کر کے دیکھ لیں آپ کو تین آدمی نظر آئیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں پوچھ کر بتا سکتا ہوں ۔

سردار حسن اختر موکل، پوائنٹ آف آرڈر ! جناب والا ' ہمارے علم میں آیا ہے کہ ان کو ایڈیشنل۔۔۔؟ سارجنٹ ایٹ آرمز مقرر کیا گیا ہے ۔ مجھے تو ویسے بھی ان سے ہمدردی ہے کہ یہ گورنر گیلری میں بیٹھتے ہیں وہاں نہیں بیٹھنے دیا جاتا تو وہ یہاں آ کر بیٹھ گئے ہیں تو یہاں پر اعتراض ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ایک منٹ جی

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا ' سیکرٹری صاحب جو جناب کو بتا رہے ہیں وہ ہمیں بھی بتایا جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، انعام اللہ نیازی صاحب نے جو پوائنٹ اٹھایا ہے میں نے سیکرٹریٹ سے رابطہ کیا ہے تو مجھے معلوم ہوا ہے۔ اب چونکہ آپ کے سامنے بھی ساری صورت حال ہے اور پچھلے اجلاس میں بھی تھی ۔ اس لیے اس اجلاس میں ہمارے قابل احترام سپیکر محمد حنیف رامے صاحب نے بارہ آدمیوں کو بغیر وردی کے سارجنٹ ایٹ آرمز کی مدد کے لیے اسمبلی میں بلایا ہوا ہے ۔ یہ ان میں سے ہیں ۔۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر ، ایک منٹ میری بات تو سن لیجے ۔ فضل حق صاحب میری بات تو سنیں ۔ تو مقصد یہ ہے کہ اگر وہ وہاں بیٹھے ہیں تو کوئی ایسی بات نہیں۔ سپیکر کو اختیار ہے کہ سارجنٹ ایٹ آرمز کے لیے کوئی آدمی باہر سے depute کر سکتے ہیں ۔ میں بھی آپ کو بتاتا ہوں کہ ہمارے رولز میں نہیں لیکن precedent ہیں۔

سید ظفر علی شاہ ، پوائنٹ آف آرڈر ! جناب سپیکر '۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، تو میرے خیال میں آپ اس بات کو رامے صاحب کے آنے تک ملتوی کیجیے ۔۔۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر ۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں آپ کو کہتا ہوں کہ انھوں نے ٹھیک کیا ہے ۔ میری رولنگ آنے کے بعد

آپ اس پر جرح نہیں کر سکتے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا، میں جرح نہیں کرتا ----

جناب ڈپٹی سپیکر، ظفر علی شاہ صاحب میں آپ کا بڑا احترام کرتا ہوں کہ آپ within the frame work رولز کے مطابق بات کرتے ہیں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا، میں اسی لیے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے رولنگ دے دی ہے کہ سپیکر صاحب نے آدمی depute کیے ہیں وہ ان کی jurisdiction ہے وہ مخصوص حالات میں کر سکتے ہیں۔ اس لیے میری رولنگ آ چکی ہے۔

سید ظفر علی شاہ، اور ساتھ ہی آپ نے مجھے اجازت دی ہے کہ جب سپیکر رامے صاحب آ جائیں تو I can move

جناب ڈپٹی سپیکر ہاں۔ کہ انھوں نے کن حالات میں کیا ہے۔

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب ڈپٹی سپیکر، خواجہ صاحب ایک منٹ

چودھری پرویز الٰہی، پوائنٹ آف آرڈر! جناب والا، میں آپ سے گزارش کرنا چاہوں گا کہ جناب حنیف رامے صاحب کو کون سے ایسے خطرات پیدا ہو گئے ہیں یا ایسے کون سے خطرناک decision کرنے والے ہیں کہ ان کو اپنی حفاظت کی ضرورت پڑ گئی ہے۔ کون سے ایسے حالات پیدا ہو چکے ہیں کہ انھیں ہر وقت پولیس ساتھ چاہیے۔ وزیر اعلیٰ صاحب کو تو اپنی عادات کی وجہ سے پولیس کی ضرورت پڑتی ہے لیکن حنیف رامے صاحب کو کس لیے ضرورت پڑ گئی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ میں بتا دیتا ہوں۔ چودھری پرویز الٰہی صاحب نے یہاں کہا ہے کہ کون سی ضرورت پڑی۔ آپ خود ہی خیال کریں کہ آپ نے کل جو مظاہرہ یہاں کیا ہے یہاں سارے دوست احباب دھرنا مار کر بیٹھ گئے ----

چودھری پرویز الٰہی، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے ایک بات کی ہے۔ کوئی ایسی بات نہیں۔ اب میں ظفر علی شاہ صاحب کی توجہ ----

چودھری پرویز الٰہی ، جناب والا ' میں صرف ایک منٹ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کل یہاں پر ہمارا پر امن protest سپیکر کے رویے کے خلاف تھا اور وزیر اعلیٰ کی جتنی commitments تھیں اور ان سے انھوں نے جو انحراف کیا ان کے خلاف تھا ۔ یہ ہمارا peaceful protest تھا یہاں پر بیٹھنے سے آپ کا کون سا امن و امان کا مسئلہ پیدا ہو گیا تھا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ظفر علی شاہ صاحب نے جو پوائنٹ اٹھایا تھا ----

چودھری پرویز الٰہی ، اور پھر اجلاس کے پہلے دن سپیکر صاحب نے خود کہا تھا کہ یہاں پر کوئی پولیس اور سپیشل برانچ کا آدمی نہیں آئے گا اور نہ ہی ہے اور سپیکر صاحب کے اس بیان کی تردید آئی جی نے خود اخبار نویسوں سے بات کرتے ہوئے کی تھی کہ ہم سپیکر کے کہنے پر یہاں پولیس لے کر آئے ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں وہ میں نے بھی وضاحت کر دی ہے اب میں ظفر علی شاہ صاحب کی توجہ دلاؤں گا ۔

Rule 185.

(4) The Speaker or, before his election, the outgoing Speaker or, in his absence, the Secretary may appoint a Sergeant- at-Arms and such other officers as he may consider necessary to assist the Sergeant-at-Arms in carrying out the orders of the Speaker.

(5) If a member who has been ordered by the Speaker to withdraw from the Assembly refuses to do so, the Sergeant-at- Arms shall himself or with the assistance of such other officers as are appointed under sub rule (4) carry out such orders as he may receive from the Speaker.

مسئلہ یہ ہے کہ جب ایسی صورت حال پیدا ہو جائے مثلاً میں اگر کہوں کہ انعام اللہ نیازی صاحب ہاؤس کو ــــــ میں مثال دے رہا ہوں ----

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی) ، جناب والا ' آپ میرا نام لے کر مثال دے دیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگر رانا اکرام ربانی صاحب ایسی صورت حال پیدا کر رہے ہیں کہ ہاؤس کو چلنے نہیں دیتے یا سپیکر کے حکم پر وہ کسی بات کو تسلیم نہیں کر رہے تو وہ آرڈر دیں گے کہ آپ ہاؤس سے باہر چلے جائیں ۔ اگر وہ کہے کہ میں نہیں جاتا میں تو کھڑا ہوں تو سپیکر کے پاس carry out کرنے کے لیے ----

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب والا ' ایسے کام تو ہم بھٹو دور میں دیکھ چکے ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میری بات تو سنیں ۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اگر ایک دو یا چار ممبر کام نہ کرنے دیں تو اس کے لیے سپیکر ایسے آفیسرز کو کہہ سکتے ہیں ۔ جی ظفر علی شاہ صاحب

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا ' اسی رول کے بارے میں بات کرتا ہوں ۔ جناب والا ' جہاں تک آپ نے یہ کہا کہ سارجنٹ ایٹ آرمز یہ کر سکتا ہے ۔ ہمیں اس سے کوئی اعتراض نہیں۔ ہمیں پتہ ہے کہ جس وقت rowdyism ہو جائے تو سپیکر کو اختیار ہے کہ اگر کوئی ممبر ہاؤس سے باہر نہ جانا چاہے تو سارجنٹ ایٹ آرمز ان کو بازو سے پکڑ کر یا ویسے اٹھا کر باہر لے جائے ہمیں اس سے کوئی اختلاف نہیں ۔ جناب والا ' نے رول 4 کا جو حوالہ quote کیا ہے----

> The Speaker or, before his election, the outgoing Speaker or, inhis absence. the Secretary may appoint a Sergeant- at- Arms and such other officers------
>
> ------officers', not from outside, not from than a Naulakha, not from the CIA Staff. it is "officers from amongst the Assembly Staff-------"

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ کہاں ہے آپ یہ بتائیں کہ "from the Assembly Secretariat" کہاں ہے یہ نہیں ہے۔

سید ظفر علی شاہ ،جناب والا ' یہی تو میں عرض کر رہا ہوں یہ بالکل----

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں نہیں یہ تو interpretation of law ہے ۔

سید ظفر علی شاہ ، اپنے آفیسرز کو ---

جناب ڈپٹی سپیکر ، میری بات سنیں - یہ interpretation of law کا تعلق ہے - یہ تو کورٹ کر سکتا ہے ہم اس کی interpretation نہیں کر سکتے - آپ اس پوائنٹ کو کورٹ میں agitate کر سکتے ہیں کہ آیا آفیسرز سے مراد اسمبلی کے آفیسرز ہیں یا Other than Assembly

سید ظفر علی شاہ ، یا محکمہ بلدیات کھاریاں کے ہیں -

جناب ڈپٹی سپیکر ، مطلب کوئی بھی ہے

سید ظفر علی شاہ - جناب سپیکر کیا ہے -

جناب ڈپٹی سپیکر- یہ ایک دوسرے کا version ہے - اب ہم آگے چلتے ہیں -

خواجہ ریاض محمود - جناب سپیکر - پوائنٹ آف آرڈر -

خواجہ ریاض محمود ، پوائنٹ آف آرڈر -جناب والا میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ اسمبلی کے حالات اس قدر خراب ہیں کہ جناب سپیکر نے پولیس کی مدد سے اس اجلاس کو جاری رکھا ہوا ہے ---

جناب ڈپٹی سپیکر ، ایسے حالات بھی آپ خود پیدا کرتے ہیں - ہاؤس کے حالات خراب نہیں ہیں آپ ایسی صورت حال پیدا کرتے ہیں---

خواجہ ریاض محمود، جناب والا میں تو نہیں کرتا میں نے تو کل آپ کی شان میں شعر پڑھے تھے اور میری ساری پارٹی میرے خلاف ہو گئی -

جناب ڈپٹی سپیکر ، اس میں ہم سب آتے ہیں میں بھی اسی ہاؤس کا حصہ ہوں میں اس سے باہر نہیں ہوں ---

خواجہ ریاض محمود ، مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر حالات اور خراب ہوئے اور پولیس کے افسران ناکام ہوئے تو یہاں پر کہیں فوج نہ بلانی پڑ جائے -

وزیر اوقاف ،جناب سپیکر خواجہ صاحب یا دوسرے دوست جو کچھ کہہ رہے ہیں ---

جناب ڈپٹی سپیکر ، کیا آپ نے پنجابی میں بات کرنے کی اجازت طلب کی ہے؟

وزیر اوقاف ،جناب نے کیا ہویا اے رولنگ دتی ہوئی اے ..... جناب نے کہا ہوا ہے یہ رولنگ دی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ،ٹھیک ہے ٹھیک ہے آپ کو اجازت ہے ۔

وزیر اوقاف ،جناب والا میرے دوست بالکل صحیح بات کر رہے ہیں کہ کہیں بھی پولیس کی ضرورت نہیں ۔ کیونکہ انہوں نے اجلاس اس لیے بلایا تھا کہ پنجاب میں امن عامہ ٹھیک نہیں لیکن انہوں نے اس دوران یہ دیکھ لیا ہے اور پنجاب کو ثابت بھی کر کے دکھا دیا ہے کہ پنجاب کی انتظامیہ بالکل صحیح ہے اس لیے اس پر ہمیں بحث کرنے کی ضرورت نہیں اس لیے جو یہ کہہ رہے ہیں ان کی بات مان لی جائے ۔

چودھری شوکت داؤد، پوائنٹ آف آرڈر۔جناب والا! [**********]

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں میں اسے کاروائی سے حذف کرتا ہوں

سید تابش الوری، جناب والا نظم وضبط کی برقراری کے لیے رول ۱۸۵(۲) کا حوالہ دیا گیا ہے .....

جناب ڈپٹی سپیکر، تابش صاحب وہ مرحلہ تو اب گزر گیا ' وہ تو بات ختم ہو گئی آپ ایک اچھے پارلیمنٹرین ہیں اس لیے میں آپ کو غلط روایت قائم نہیں کرنے دوں گا۔پھر کسی وقت بات کریں گے ۔ آپ تشریف رکھیں ۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر ،جناب والا آپ نے تھوڑی دیر پہلے رولنگ دی تھی کہ پولیس کو اسمبلی کی حدود سے باہر نکال دیا گیا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ،وردی والے لوگ جو ہیں---

ملک محمد عباس خان کھوکھر ، جناب والا اس وقت ڈی ایس پی صاحبان وزٹر گیلری میں موجود تھے آپ کی رولنگ کا انہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ یہاں سے اٹھ کر آپ کے پیچھے چلے گئے ہیں۔ آپ کو کونسا خطرہ در پیش تھا کہ یہ آپ کے پاس آ کر بیٹھ گئے ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر وردی پہنی ہوئی ہے آپ مجھے یہ بتائیں ؟

*****(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر کارروائی سے حذف کر دیا گیا)

ملک محمد عباس خان کھوکھر ، یہاں بھی وردی کے بغیر بیٹھے تھے اب آپ کے پیچھے جا کر بیٹھ گئے ہیں کیا انہوں نے آپ کی رولنگ کا یہی احترام کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، کام کی بات کریں اب ہاؤس کو چلنے دیں یہ کوئی کام کی بات نہیں کہ پولیس والے آ گئے ہیں۔ آپ کا وقفہ سوالات ہے نہایت اہم ہے آپ ہی کا وقت ضائع ہو رہا ہے۔ خاکوانی صاحب

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ،جناب سپیکر آپ نے رول ۱۸۵(۲) کے تحت سفید کپڑوں میں جو پولیس یہاں منگوائی ہے صحیح ہے۔ لیکن میں جو دیکھ رہا ہوں کہ ماشاء اللہ نورانی چہروں والے داڑھیوں والے دو ڈی ایس پی صاحبان یہاں تشریف فرما ہیں۔ میں صرف ایک تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو داڑھیوں والے ہیں یہ تو پکڑیں گے مونچھوں والوں کو ، مونچھوں والے ہم داڑھی والوں کے پکڑیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، خاکوانی صاحب یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں آپ اس کا ایک ایسا گھر نہ بنا دیں جو مضحکہ خیز ہو۔ ہر وقت ہی مزاحیہ مسئلہ درپیش ہوتا ہے ان باتوں کو چھوڑیں ہم کام کریں۔جناب ایس اے حمید

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ صوبے میں ماڈل ہسپتال قائم کرنے کی سکیم کب شروع کی گئی؟

وزیر صحت ، جناب والا! یہ ایک بڑے عرصے سے ڈیمانڈ تھی کہ ہر ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر ٹیچنگ ہسپتال یا اس کے لیول کا کوئی ہسپتال قائم کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں انہوں نے پوچھا ہے کہ کب شروع کی تھی؟

سردار حسن اختر موکل ،پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! وزیر اوقاف چیمہ صاحب جس طرح سے ٹانگیں رکھ کر ہاؤس میں بیٹھے ہوئے ہیں کیا وہ اس طرح سے بیٹھ سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، سردار صاحب آپ تو خود ڈپٹی سپیکر رہے ہیں کیا آپ کو ایسا پوائنٹ آف آرڈر اٹھانا چاہیے؟

سردار حسن اختر موکل ،جناب والا! ایوان میں اس طرح سے لیٹنا ایوان کے تقدس کے مطابق ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں میں اسے رول آؤٹ کرتا ہوں ۔ آپ تشریف رکھیں ۔رانا صاحب

وزیر صحت ، جناب والا! ہر ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر ماڈل ہسپتال قائم کرنے کی سکیم بنائی گئی ہے اس میں ڈیرہ غازی خان ' سرگودہا اور گوجرانوالہ بھی شامل ہے

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں وہ پوچھ رہے ہیں کہ سکیم کب شروع ہوئی ؟

وزیر صحت ، جناب والا! میں اس وقت صحیح تاریخ تو نہیں بتا سکتا کیونکہ میرے پاس جو summary ہے اس میں صرف یہی لکھا گیا ہے کہ تین ہسپتالوں کو up grade کرکے ماڈل ہسپتال بنانے کی تجویز تھی ڈی جی خان اور سرگودہا میں یہ تجویز منظور ہو چکی ہے لیکن گوجرانوالہ میں یہ concept شاید clear نہیں تھا اور یہ خیال کیا جاتا تھا کہ یہاں پر شاید ایک بالکل نیا ہسپتال بنانا پڑے گا .....

جناب ڈپٹی سپیکر ، ویسے آپ بھی گوجرانوالہ میں یہ ہسپتال شروع کرنا چاہتے ہیں ؟

وزیر صحت ، جی ہاں یہ تجویز زیر غور ہے ۔

جناب ایس اے حمید ، جناب والا! یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ آٹھ ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز پر ماڈل ہسپتال بنانے کی سکیم شروع کی گئی تھی میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس سکیم میں سے کوئی ماڈل ہسپتال اب تک تکمیل کے مراحل میں ہے ؟

وزیر صحت ، جناب والا! میں نے عرض کی تھی کہ تین ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال اور ٹیچنگ ہسپتال کے درمیان tear لانے کے لیے جن ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز پر ٹیچنگ ہسپتال نہیں ان کو up grade کرنے کا فیصلہ کیا تھا ۔ سرگودہا میں یہ نئی سہولیات باہم پہنچا دی گئی ہیں ڈی جی خان اور گوجرانوالہ کی سکیموں کے لیے PCI میں پہلے ایک اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال بنا تھا اور وہ اس طرح بن گیا تھا کہ یہاں پر شاید کوئی نیا ہسپتال بنتا ہے اور وہ اربوں روپے کا منصوبہ بن گیا تھا اب PCI revised بن گیا ہے جونہی یہ ہمارے محکمے کو موصول ہو جائے گا اس کو بہت جلد up grade کر دیا جائے گا ۔

جناب ایس اے حمید ، جناب والا! میرا اس پر تیسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ ماڈل ہسپتالوں کی سکیم تمام ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز پر drop ہو چکی ہے ؟ کیونکہ انہوں نے صرف تین ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز کی

بات کی ہے۔

وزیر صحت ، جناب والا! میں نے جیسا کہ عرض کیا ہے کہ پانچ ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز پر پہلے ہی ٹیچنگ ہسپتال موجود ہیں۔ جہاں یہ موجود نہیں وہاں انہیں ہم اپ گریڈ کر رہے ہیں۔

جناب ایس اے حمید ،جناب والا! گوجرانوالہ ڈویژنل ہسپتال کے لیے انہوں نے کہا ہے کہ سکیم شروع کرنے والے ہیں یہ کب تک مکمل کریں گے کیا اس سال پیش رفت ہو گی؟

وزیر صحت ، جناب والا! تمام دوست اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ بعض اوقات فنی وجوہات پیدا ہو جاتی ہیں اس لیے میں کوئی حتمی تاریخ بتانے کی پوزیشن میں نہیں کیونکہ پہلے جو سکیم وہاں سے بن کر آئی تھی وہ کروڑوں روپے کی تھی اور اس غلط فہمی کی وجہ سے تھی کہ شاید ایک نیا ہسپتال بنانے کی تجویز ہے اب اس سلسلے میں ان کو دوبارہ کہا گیا ہے نیا پی سی ون بھی بن جائے گا میں ان کو یہ یقین دلا سکتا ہوں کہ بہت جلد پی اینڈ ڈی سے منظوری کے بعد اور فنڈز ملنے کے بعد اس کو جلد از جلد شروع کر دیا جائے گا۔

جناب ایس اے حمید،جناب والا! آخری سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

جناب ایس اے حمید، انہوں نے کہا کہ ماڈل ہسپتال کی سکیم گوجرانوالہ کے لیے ڈراپ کر چکے ہیں۔ اور اس کی ڈویلپمنٹ کے لیے پروگرام سکیم دے رہے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس سال کے بجٹ میں اس سکیم کے حوالہ سے کوئی رقم allocate کی گی ہے؟

وزیرصحت،(رانا اکرام ربانی) جناب والا! پہلے تو میں اپنی بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ شاید کسی وجہ سے میری یہ بات صحیح نہیں سمجھی گئی یا میرے کہنے میں غلطی ہوئی۔ میں نے یہ عرض نہیں کیا کہ ہم نے یہ ماڈل ہسپتال کی سکیم ڈراپ کردی ہے۔ میں نے یہ عرض کیا ہے کہ سکیم یہ تھی کہ ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز ہیں وہاں کے ہسپتال کو ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر لیول سے تھوڑا سا ڈویژنل ہیڈ کوارٹر کی ضرورت کے مطابق اپ گریڈ کر دیا جائے۔ وہ سکیم اپنی جگہ پر موجود ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ان کا سوال ہے کہ اس بجٹ میں اس کے لیے کوئی رقم رکھی گئی ہے؟

وزیر صحت، وہ PCI ملنے کے بعد پھر پی اینڈ ڈی کے پاس جائے گی۔ یہ میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ

سارے مراحل طے کرنے کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ اگلے سال کے ADP میں اس کو ضرور شامل کر لیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ PCI وغیرہ process میں ہے اور پھر اس کے بعد sanction اوپر سے ہو جائے گی پھر بجٹ میں آئے گی۔ اس بجٹ میں نہیں کیونکہ process میں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی مغل صاحب۔

جناب عبدالرؤف مغل، گوجرانوالہ ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے جو چھ اضلاع پر مشتمل ہے اور کروڑ سے زیادہ یعنی پنجاب کے تمام ڈویژنوں میں سے سب سے زیادہ آبادی رکھنے والا یہ ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے۔ کیا اسی وجہ سے اس کو نظر انداز نہیں کیا جارہا۔ کہ گوجرانوالہ سے تمام منتخب ممبران اپوزیشن سے تعلق رکھتے ہیں؟

وزیر صحت، جناب والا! میں اس سوال کے سیاسی پہلو میں جانے بغیر کہ وہاں سے کتنے اراکین نواز لیگ کے ہیں، کتنے مسلم لیگ کے ہیں اور کتنے پیپلز پارٹی کے ہیں۔ ہر ضلع میں جو آبادی ہے وہ پنجاب کے عوام ہیں اور میں پنجاب کے وزیر صحت کی حیثیت سے اپنی حکومت کے ایماء پر ان کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ کسی discrimination کے بغیر ہم ہر علاقے کو اس کی ضروریات کے مطابق ترقیاتی منصوبہ جات مہیا کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ جی اگلا سوال ملک مختار احمد اعوان۔

بلڈ بینک خوردبرد کرنے والوں کے خلاف کارروائی

*589 ملک مختار احمد اعوان، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ادارہ انتقال خون لارنس روڈ لاہور کی ایک برانچ جنرل ہسپتال لاہور میں کام کر رہی ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس میں متعین ڈاکٹروں کے نام کیا ہیں اور وہ کب سے وہاں متعین ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ خون لینے کے لیے بلڈ بینک حکومت کی طرف سے مہیا کیے جاتے ہیں اگر جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ برانچ کو مورخہ 20 نومبر 1993ء اور 6 دسمبر 1993ء کے درمیانی عرصہ میں کتنے بیگ مہیا کیے گئے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ خون دینے والے ڈونرز کی تعداد مہیا کردہ بیگز کی تعداد سے بہت کم ہوتی ہے اور باقی ماندہ بیگ خوردبرد کر لیے گئے ہیں۔

(د) اگر جزو (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو باقی ماندہ بیگز خوردبرد کرنے کا ذمہ دار کون ہے اور اس کے خلاف حکومت کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں۔

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)۔

(الف) یہ درست ہے کہ ادارہ انتقال خون پنجاب لاہور کی ایک برانچ جنرل ہسپتال لاہور میں کام کر رہی ہے۔ اس میں متعین ڈاکٹروں کے نام مندرجہ ذیل ہیں:۔

	نام۔	تاریخ تعیناتی
1۔	ڈاکٹر محمد نادر خان	01-12-1992
2۔	ڈاکٹر عرفان احمد	27-11-1991
3۔	ڈاکٹر ذوالفقار حسین	31-08-1992

(ب) یہ درست ہے کہ بلڈ بیگ حکومت کی طرف سے مہیا کیے جاتے ہیں۔ اور مورخہ 30 نومبر 1993ء تا 6 دسمبر 1993ء تک مندرجہ ذیل تعداد میں بیگ لاہور جنرل ہسپتال کی برانچ کو مہیا کیے گئے۔

Quantity	Date of issue
500 Nos	02-11-1993

(ج) یہ غلط ہے۔ حقیقتاً ڈونرز کی تعداد مہیا کردہ بیگ کی تعداد سے زیادہ ہوتی ہے۔ جزو ج کی روشنی میں جزو (د) کا کوئی جواب نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ضمنی سوال۔

ملک مختار احمد اعوان: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جزو (ج) میں جس کے متعلق میں نے 30 نومبر تا 6 دسمبر 1993ء اعداد و شمار مانگے تھے 30 نومبر 1993ء سے 6 دسمبر 1993ء۔ جبکہ جناب منسٹر صاحب نے جو جواب دیا ہے اس میں 2 نومبر 1993ء کا ذکر ہے جس میں Quantity بتائی گئی ہے 500 بیگ۔ کیا 2 نومبر 30 نومبر کے بعد آتا ہے؟

وزیر صحت، جناب والا! میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ تھوڑی سی وضاحت جواب میں نہیں تھی کہ اس عرصہ کے دوران بیگ مہیا نہیں کیے گئے تھے۔ کیونکہ اس سے immediately کچھ دیر پہلے کا تھا۔ شاید سوال بھجوانے والے نے بھی اس کو تھوڑا سے کچ رکھا تھا۔ میں یہ تسلیم کرتا ہوں۔ اس عرصہ کے دوران اسی تاریخ کو جو بیگ مہیا کیے گئے ہیں وہ ہی استعمال ہو رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال ملک مختار احمد اعوان۔

بلڈ ڈونرز کو پرائیویٹ لیبارٹریوں میں بھجوانے والوں کے خلاف کارروائی

*590 ملک مختار احمد اعوان، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔

(الف) آیا یہ درست ہے کہ ادارہ انتقال خون لارنس روڈ لاہور کی ایک برانچ جنرل ہسپتال لاہور میں کام کر رہی ہے۔

(ب) آیا یہ درست ہے کہ مذکورہ برانچ میں خون کا عطیہ دینے والوں کو مجبور کر کے پرائیویٹ لیبارٹریوں میں بھجوایا جاتا ہے۔ تاکہ وہ قیمتاً بلڈ کا ایچ بی ایس اے جی' ٹیسٹ کرائیں۔ جبکہ مذکورہ برانچ میں بھی اس ٹیسٹ کا انتظام موجود ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈونرز کو محض اس لیے پرائیویٹ لیبارٹریوں میں بھجوایا جاتا ہے۔ تاکہ بعد میں ان سے اپنا حصہ رسدی وصول کر لیا جائے۔ اگر ایسا ہے تو اس کا ذمہ دار کون ہے اور اس کے خلاف حکومت کیا اور کب تک کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)۔

(الف) یہ درست ہے کہ ادارہ انتقال خون پنجاب کی ایک برانچ جنرل ہسپتال لاہور میں کام کر رہی ہے۔

(ب) یہ غلط ہے۔ ادارہ انتقال خون جنرل ہسپتال لاہور میں عطیہ خون وصول کرنے اور اس سے متعلق دیگر ٹیسٹ کرنے کا مکمل انتظام موجود ہے۔

(ج) یہ غلط ہے حکومتی پالیسی کے مطابق مستحق اور نادار مریض کو خون کا عطیہ دینے والے سے کوئی ٹیسٹ فیس نہیں وصول کی جاتی۔ البتہ پرائیویٹ مریضوں سے مقررہ فیس گورنمنٹ کے منظور شدہ ریٹ کے مطابق کراس میچ کے لیے وصول کرنے کے بعد گورنمنٹ خزانہ میں جمع کرا دی جاتی ہے اور اس کے لیے باقاعدہ رسید بابت ٹیسٹ جاری کی جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ضمنی سوال جناب سجاد حیدر کرمانی صاحب۔

سید سجاد حیدر کرمانی، جناب والا! سب سے پہلے تو میری یہ گزارش ہو گی کہ یہ روایت رہی ہے اور وقت بچتا ہے۔ اگر اس کو پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے تو ہمیں موقع مل سکتا ہے۔ ہم ضمنی سوالات کر سکتے ہیں۔ اس کو پڑھنے سے تو یہ تاثر دیا جاتا ہے جیسے ہم ممبران ان پڑھ ہیں اور پڑھنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ اس پر آپ فیصلہ فرما دیجئے۔ اور دوسرا یہ ہے کہ مجھے یہ جواب نہ دیا جائے کہ یہ related question نہیں ہے۔ یہ Blood Donor کے متعلق ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں محترم وزیر صحت سے کہ Professional Blood Donor کی کیا حوصلہ افزائی کی جاتی ہے یا حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔ اور اگر حوصلہ شکنی کی جاتی ہے تو کیا اقدام کیے جاتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی رانا صاحب۔

وزیر صحت، جناب والا! میں محترم سجاد شاہ صاحب کا مشکور ہوں۔ ان کے سوال کا جو پہلا حصہ ہے وہ آپ سے متعلق ہے۔ دوسرا حصہ مجھ سے متعلق ہے۔ میں اس سوال کے لیے ان کا مشکور ہوں کہ انہوں نے ایک بہت اہم مسئلے کی طرف اس ایوان کی توجہ دلائی ہے۔ یہ ایک ناخوش گوار حقیقت ہے کہ ہمارے ملک میں جو جذبہ انسانی ہمدردی کے تحت ہونا چاہئے وہ ابھی نہیں۔ اس کی وجہ سے مریض ضرورت کے وقت مجبور ہو جاتے ہیں کہ وہ جس سے بھی اور جس طرح بھی Blood ملے وہ لے لیتے ہیں۔ اس میں یقیناً شاہ صاحب کی بات درست ہے کہ ایسے لوگ ہیروئن addict اور کئی قسم کی برائیوں میں ملوث ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ایسے کیسز ہوتے ہیں کہ بلڈ ملنے سے مریض تندرست ہونے کی بجائے خراب ہوتے ہیں۔ ڈبلیو۔ ایچ۔ او کی طرف سے یہ ایک سروے ہمارے علم میں لایا گیا ہے۔ میں شاہ صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ محکمہ اس پر پہلے ہی کام کر رہا ہے اور ہو سکتا ہے کہ ہم اگلے سیشن میں Blood Transmission Laboratories کو monitor کرنے کے لیے اور سارے سسٹم کو monitor کرنے کے لیے ایک باقاعدہ Legislation کی proposal اس ایوان میں پیش کریں گے۔ میں شاہ صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس کی طرف توجہ دلائی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی حسام الدین صاحب۔ سلیمزئی۔

جناب حسام الدین قریشی، جناب والا جو لوگ باہر سے Blood لے کر آتے ہیں اور مریض کو جو

بلڈ لگتا ہے کیا ایسا کوئی انتظام ہوسکتا ہے کہ بلڈ مریض کو لگانے سے پہلے ٹیسٹ ہوجائے؟

وزیر صحت، جناب والا میں نے جواب میں یہ جو فیس کا ذکر کیا ہے وہ اسی ضمن میں ہوتی ہے کہ corss check ہو جاتا ہے لیکن اس کے باوجود میں نے یہ عرض کیا ہے کہ ہم نے اس احساس کے پیش نظر کہ ہمارا جو یہ پورا سسٹم ہے یہ faulty ہے اس کو prove کرنے کے لیے ہم باقاعدہ ایک قانون سازی کے عمل سے گزر رہے ہیں۔ اور اس قانون کو بہت جلد اس ایوان میں منظور کے لیے پیش کردیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سجاد حیدر کرمانی صاحب کا ضمنی سوال کا جو پہلا حصہ تھا۔ وہ چونکہ سپیکر کے متعلق تھا کہ اس کو treated as read کر لیا جائے۔ تو روایت یہ رہی ہے کہ اگر تو وہ lengthy ہے تو اس کو ہم اسی طرح تصور کر لیتے ہیں کہ پڑھا گیا تصور کیا جائے گا۔ اگر وہ پانچ چھ یا دس سطروں یا آدھے صفحے کا ہے تو اس کے پڑھنے سے ہاؤس میں بیٹھے کئی ممبروں نے اس کو گھر میں پڑھا نہیں ہوتا۔ اور میرا نقطۂ نظر اس میں یہ ہے کہ اکثریت گھر نہیں پڑھتی۔ اس لیے یہاں آدھا صفحہ پڑھ لیا جائے تو بہتر بات ہے۔

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ربانی صاحب کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ میو ہسپتال میرے حلقے میں شامل ہے۔ میں نے وہاں پر اکثر بلڈ بینک کے باہر منشیات کے عادی لوگوں کو خون دیتے ہوئے دیکھا ہے۔ نشہ باز لوگوں کا خون یقینی طور پر صحت مند نہیں کہا جا سکتا۔ میں ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ ایسے لوگوں سے خون لے کر دوسرے مریضوں کو دینا کیا طبی لحاظ سے کوئی اچھی بات ہے اور حکومت ان کو روکنے کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی رانا صاحب۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا تھا' خواجہ صاحب میرے بڑے بھائی ہیں۔ میں گستاخی تو نہیں کرتا۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو گھر پہ بھی نہیں پڑھتے' یہاں پر بھی نہیں پڑھتے۔ خواجہ صاحب بھی غالباً انہی میں شامل ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے خواجہ صاحب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ محترم سجاد شاہ صاحب نے جب یہ سوال کیا تھا میں نے اس کا اعتراف کرتے ہوئے کہ ہاں' ہمارے معاشرے میں ابھی جذبہ اس حد تک نہیں پہنچا جس میں کہ ہمیں پیشہ ور خون دینے والوں کی ضرورت ہی نہ پڑے۔ اور گورنمنٹ کے بلڈ بنکوں یا دوسری NGOs' جو کام کر رہی ہیں ان میں اتنا

بلڈ موجود ہو۔ میں آپ کی وساطت سے خواجہ صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس پورے سلسلے کو نہ صرف discourage کرنے کے لیے' بلکہ altogather eradicate کرنے کے لیے ہم ایک باقاعدہ قانون سازی کی تجویز اس ایوان میں منظوری کے لیے پیش کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! ضمنی سوال۔

حاجی احسان الدین قریشی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر کو اہمیت دیتے ہیں۔ جی۔

حاجی احسان الدین قریشی، وصی ظفر صاحب ہمیشہ تنگ کرتے ہیں اور کسی آدمی کو بولنے کا یہ موقعہ دینا ہی نہیں چاہتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کا تو پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

حاجی احسان الدین قریشی، جی ہاں۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! پوزیشن یہ ہے کہ وزیر موصوف صحت کے وزیر ہیں۔ لیکن یہ جو گفتگو کر رہے ہیں ہمارے اکثر دوستوں کو ان کی آواز کی سمجھ نہیں آ رہی۔ یہ تو صحت کے وزیر ہیں۔ کم از کم اپنی آواز کو اس انداز میں استعمال کریں کہ ہم سب دوستوں کو ان کی آواز کا پتہ چلے۔ اپنی صحت کی طرف توجہ دیں۔ اس سے زیادہ ہم کیا کہہ سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جب وہ لیڈر آف دی اپوزیشن تھے اس وقت تو ان کی آواز یہاں گونجتی تھی۔ سارا ہاؤس سنتا تھا۔ اب آپ کو کیوں نہیں سنائی دے رہی؟ جی' ضمنی سوال۔

چودھری محمد وصی ظفر، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ فاضل وزیر بتائیں گے کہ نشے کی عادت لوگوں کو کس دور میں کب سے کب تک پڑی؟

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ اگلا سوال

حافظ آباد کے ہسپتال کا درجہ بڑھانا

*638 سید محمد عارف حسین بخاری، کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حافظ آباد کو ضلع کا درجہ دیئے جانے کے باوجود وہاں کے مقامی ہسپتال کو ابھی تک ڈی ایچ کیو ہسپتال کا درجہ نہیں دیا گیا۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حافظ آباد کے ہسپتال کو ضلعی ہسپتال کا درجہ کب تک دیا جائے گا؟

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)۔

(الف) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ب) تحصیل ہسپتال حافظ آباد کو ضلعی ہسپتال کا درجہ دینے کے لئے ناظم اعلیٰ صحت پنجاب کو سکیم تیار کرنے کی ہدایت دے دی گئی ہے سکیم کی تیاری کے بعد محکمہ منصوبہ بندی اور ترقیات کو بھجوا دی جائے گی اور مجاز اتھارٹی کی منظوری کے بعد فنڈز ملنے پر امید ہے کہ سال 1994-95ء میں کام شروع ہو جائے گا اس کام کی تکمیل مناسب فنڈز کی دستیابی کی صورت میں سال 1995-96ء تک ہونے کی توقع ہے

سید محمد عارف حسین بخاری، ضمنی سوال۔ یہ سکیم کب تک P&D کو بھجوا دی جائے گی؟

وزیر صحت: جناب سپیکر! میں نے یہ کہا ہے کہ کوشش یہ کی جائے گی کہ نہ صرف سکیم تیار ہونے کے بعد بلکہ P&D کی منظوری کے بعد بھی کوشش کی جائے گی کہ اسی سال اس پہ کچھ نہ کچھ پیش رفت ہو سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یعنی ان کا مقصد ہے کہ جلدی ذرا ہو جائے۔ ٹھیک' شکریہ۔ جلدی ہو جائے گا۔ جی' عثمان ابراہیم صاحب۔

جناب عثمان ابراہیم: میرا خیال تھا کہ آج وزیر موصوف تیاری کر کے آئے ہوں گے۔ اور ابھی انھوں نے کہا ہے' آپ نے جو فرمایا تھا کہ بہت سے ممبران گھر سے پڑھ کر نہیں آتے۔ اور اس میں انھوں نے مزید اضافہ کیا تھا کہ یہاں بیٹھ کر بھی نہیں پڑھتے۔ میرا اپنا خیال تھا کہ شاید یہ پڑھ کر آتے ہوں گے اور محسوس ہوتا ہے کہ شاید یہ بھی گھر سے پڑھ کر نہیں آتے اور نہ یہاں اپنے جوابات پڑھتے ہیں۔ جناب سپیکر! اس سے آگے ایک ــــ

چودھری محمد وصی ظفر: پوائنٹ آف آرڈر

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر، [**********]

بیرسٹر عثمان ابراہیم، [**********]

جناب ڈپٹی سپیکر، میں وصی ظفر صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کو اور اس پر عثمان ابراہیم صاحب کے جواب کو، دونوں کو حذف کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ خواہ مخواہ criticise کیا گیا ہے۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! ابھی میرے فاضل دوست نے پوچھا تھا کہ P&D کو کب تک یہ سکیم تیار ہو کر پہنچ جائے گی۔ اور وزیر موصوف نے کہا ہے کہ انھیں علم نہیں، کوشش کی جائے گی کہ جلدی پہنچا دی جائے۔ لیکن انھی سوالوں میں ایک سوال نمبر 927 ہے۔ جس کے جواب میں انھوں نے فرمایا ہے اور اسی ہسپتال کے متعلق ہے، " امید ہے کہ اگلے تین ماہ میں سکیم تیار ہو کر محکمہ پلاننگ کو بھیج دی جائے گی۔" جناب سپیکر! ایک سوال میں وہ کچھ جواب دے رہے ہیں اور دوسرے سوال میں جو جواب دے رہے ہیں اس کا انھیں علم بھی نہیں کہ کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، دیکھیے ناں۔ آپ بھی وزیر رہے ہیں۔ بالکل definite date تو وزیر نہیں دے سکتا۔

جناب عثمان ابراہیم، دیتے ہیں جناب۔ ضمنی سوالوں کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ اگر definite جواب نہ ہو تو ضمنی سوالوں میں مزید پوچھ لیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مجھے بھی پتہ ہے۔ ممبران اپنے حلقے کے بارے میں ضمنی سوالات کے ذریعے پوچھتے ہیں۔

جناب عثمان ابراہیم، میرا دوسرا ضمنی سوال ہے کہ انھوں نے جواب دیا ہے کہ امید ہے اس سال 1994-95ء میں کام شروع ہو جائے گا۔ جناب سپیکر! اگر سکیم تین ماہ تک محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کو بھجوائی جائے گی، اور وہ بھی انہیں امید ہے، اور وہاں بھی ظاہر ہے کہ دو چار پانچ چھ ماہ لگیں گے تو اس لحاظ سے کس طرح اسی مالی سال میں اس ہسپتال پر کام شروع ہو جائے گا؟

وزیر صحت، جناب سپیکر! میں نے یہ اسی لیے عرض کیا تھا کہ definite date میں نہیں دے سکتا۔ کیونکہ اس میں کافی technicalities involve ہوتی ہیں۔ اس وقت اللہ کے فضل و کرم سے نومبر

(*****حکم جناب ڈپٹی سپیکر کارروائی سے حذف کر دیا گیا)

شروع ہو چکا ہے اور مالی سال میں چھ سات ماہ تقریباً اور رہتے ہیں۔ اسی لیے میں نے اس سارے Process کو ذہن میں رکھتے ہوئے یہ عرض کیا تھا کہ PCI&+II ہونے کے بعد ' P&D کی منظوری کے بعد اور اس کے بعد فنانس ڈیپارٹمنٹ سے فنڈز ملنے کے بعد ہماری یہ کوشش ہوگی کہ ہم اس پر اسی سال کچھ نہ کچھ کام شروع کر دیں۔ یہ سارا عرصہ ذہن میں رکھ کر میں نے یہ بات کہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک۔ جناب ایس اے حمید صاحب۔

گوجرانوالہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں بستروں اور عملہ کی تعداد

*699- جناب ایس اے حمید، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ------

(الف) گوجرانوالہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتال میں بستروں کی گنجائش اور عملہ کی تعداد کیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ہسپتال میں ڈاکٹرز اور نرسوں کی کمی ہے اگر ہاں تو آیا حکومت اس کمی کو پورہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے نیز آیا امراض قلب کے شعبے میں ڈاکٹرز کی تعداد پوری ہے اگر نہیں تو اسکی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)،

(الف) گوجرانوالہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں بستروں کی تعداد 412 اور عملہ کی تعداد 408 ہے۔

(ب) (1) مذکورہ ہسپتال میں ڈاکٹروں اور نرسوں کی تعداد میں کوئی کمی نہیں ہے۔

(2) شعبہ امراض قلب ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال گوجرانوالہ میں منظور شدہ تعداد کے مطابق ڈاکٹر تعینات ہیں اور اس شعبہ میں عملہ کی کوئی کمی نہیں ہے۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے پوچھنا چاہوں گا کہ رانا صاحب نے یہ کہا ہے کہ وہاں پر عملہ کی تعداد میں' ڈاکٹروں اور نرسوں کی تعداد میں کوئی کمی نہیں ہے۔ یہ بتا سکیں گے کہ گوجرانوالہ ڈسٹرکٹ ہسپتال میں کتنے ڈاکٹرز' ایم اوز ہیں۔

وزیر صحت، جناب والا! جو ہماری recommended strength ہوتی ہے یہ بعض ہسپتالوں میں erratic postitigs ہونے کی وجہ سے recommended strength سے زیادہ ڈاکٹر appoint ہو جاتے ہیں۔ میں اپنی recommended strength کی بات کر رہا ہوں۔ ایک ایم ایس' ایک اے ایم

ایس' ایک ڈی ایم ایس' نو سپیشلسٹس اور چودہ ایم اوز' چار ڈپٹی ایم اوز' لیکن یہاں پہ زیادہ کام کر رہے ہیں۔ اور 40 نرسیں' دو ڈینٹل سرجن' 20 پیرا میڈیکز' اور جو دوسرا سٹاف ہے جس میں کلیریکل اور نان کلیریکل عملہ شامل ہے' اس میں 46 ہوتے ہیں۔ یہ ہماری recommended strength ہے۔ لیکن گوجرانوالہ ہسپتال میں erratic posting کی وجہ سے وہاں پہ اس recommended strength سے زیادہ ڈاکٹر کام کر رہے ہیں۔

جناب ایس اے حمید: ضمنی سوال۔ جناب سپیکر! گوجرانوالہ ڈسٹرکٹ ہسپتال میں بیس شعبے ہیں اور تقریباً بیس ڈاکٹر ہیں۔ دوسرے معنوں میں وہ پورے طور پر ہسپتال کو چلا نہیں پا رہے۔ اور ساتھ ہی وزیرموصوف نے نرسوں کی تعداد کے بارے میں بات کی ہے' میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب ڈاکٹر پورے نہیں ہیں تو وہاں پر نرسوں کی بھی کمی ہے۔ اور بار بار کہنے کے باوجود آج تک اضافہ نہیں کیا گیا۔ کیا یہ درست ہے کہ وہاں پر جو ڈاکٹر ٹریننگ پر موجود تھے' ان کو بھی لاہور واپس بلا لیا گیا۔ اس میں مزید کمی پیدا کی گئی ہے؟ وہاں پہلے ہی کمی تھی' جو وہاں پر probation پر ڈاکٹر تھے' ان کو بھی لاہور بلا لیا گیا ہے۔

وزیر صحت: جناب والا۔ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ ہمارے پاس جو yard -stick ہے وہ ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال کے بارے میں میں نے عرض کی تھی کہ ان کا سوال یہ تھا کہ وہاں پر کمی ہے۔ ہماری recommended srength سے اب بھی وہاں پر کمی ہے۔ اور جہاں تک نرسز کا تعلق ہے جناب سپیکر مجھے ان کی بات اتفاق ہے کہ ہمارے نہ صرف صوبہ بلکہ پاکستان میں نرسز کی تعداد اتنی نہیں جتنی بین الاقوامی معیار کے مطابق bed strength پر ہونی چاہیے۔ لیکن ہم کوشش کر رہے ہیں اس پر ہم نے اپنے طور پر فنانس ڈیپارٹمنٹ والوں کو move کیا ہوا ہے کہ ہمیں فنڈ مہیا کیا جائے تاکہ ہم دو ہزار نرسز آئندہ آنے والے وقت کے لیے trained کر سکیں۔ اگر دو ہزار کے لیے اکٹھے فنڈ available نہیں تو پانچ پانچ سو کر کے ہمیں چار دفعہ کے لئے اجازت دے دی جائے۔ اور یہاں پر میں یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعظم پاکستان اس معاملے میں خصوصی دلچسپی لے رہے ہیں اور انہوں نے ہمیں یہ کہا ہے کہ ہم انہیں سکیم بنا کر دیں اور اگر ممکن ہو تو موجودہ Institution میں ہی ہم Double Classes شروع کرنے کے بعد نرسوں کی زیادہ سے زیادہ تعداد ہسپتالوں میں لگائی جائے۔ تاکہ وہ bed کے ratio کے حساب سے پورا کیا جا سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : وقفۂ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر صحت : جناب والا۔ میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

پرائمری ہیلتھ سنٹر کا قیام

*704- ملک غلام شبیر جوئیہ: کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ------

(الف) صوبہ میں ایسے پولیس اسٹیشن کہاں کہاں واقع ہیں جہاں دو پرائمری ہیلتھ سنٹر بنے ہوئے ہیں۔ اگر دو پرائمری ہیلتھ سنٹر ایک پولیس اسٹیشن میں بنے ہوئے ہیں تو اس کی کل کتنی آبادی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پپلاں پولیس اسٹیشن کی آبادی تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار نفوس پر مشتمل ہے جس میں ہر نولی ٹاؤن نے محکمہ صحت کو بطور عطیہ 30 کنال اراضی پرائمری ہیلتھ سنٹر کے لئے دی ہوئی ہے۔ جس کی قیمت پندرہ لاکھ روپے بنتی ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس جگہ پرائمری ہیلتھ سنٹر بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی):

(الف) محکمہ صحت پولیس اسٹیشنوں کے مطابق پرائمری ہیلتھ سنٹر قائم نہیں کرتا موجودہ پالیسی کے مطابق ہر دیہی ترقیاتی مرکز میں ایک سنٹر قائم کیا جاتا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ پپلاں پولیس اسٹیشن کی آبادی ایک لاکھ سے زائد ہے اور اس میں 30 کنال زمین ہر نولی ٹاؤن میں محکمہ صحت کے نام الاٹ ہو چکی ہے۔ یہ زمین اس وقت کے وزیر اعلیٰ پنجاب کے دیہی مرکز صحت ہر نولی ٹاؤن میں بنانے کے حکم کے تحت سا 1989ء کے آخر میں لی گئی تھی۔ تاہم اسی دیہی مرکز صحت کی سکیم کو جنوری 1990ء میں محکمہ منصوبہ بندی نے یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ چونکہ اس علاقہ میں پہلے ہی کافی طبی سہولتیں موجود ہیں۔ لہذا محکمہ صحت وزیر اعلیٰ کی خدمت میں ان کے فیصلہ / حکم پر نظر ثانی کے لیے سمری بھیجے۔ چنانچہ 31 جنوری 1990ء کو وزیر اعلیٰ کو سمری بھجوائی گئی۔ وزیر اعلیٰ نے محکمہ صحت اور

منصوبہ بندی کے محکمہ جات کی سفارش سے اتفاق کرتے ہوئے ہرنولی ٹاؤن میں دیہی مرکز صحت بنانے کا فیصلہ جون 1990ء میں واپس لے لیا ان حالات کے پیش نظر چونکہ محکمہ صحت مذکورہ زمین پر اوپر دی گئی وجوہات کی بناء پر دیہی مرکز صحت تعمیر کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا اس لیے کہ ہرنولی ٹاؤن مرکز پیلاں میں واقع ہے جس کا دیہی مرکز صحت حافظ والا میں کام کر رہا ہے۔ جو ہرنولی ٹاؤن سے 10 کلو میٹر پر واقع ہے محکمہ صحت کی موجودہ پالیسی کے مطابق کسی مرکز میں دو دیہی مرکز صحت منظور نہیں کئے جا سکتے۔

(ج) یہاں یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ ایک بنیادی مرکز صحت ہرنولی ٹاؤن سے 4 کلو میٹر کے فاصلے پر موضع سندھانوالہ میں کام کر رہا ہے۔ ان حالات کے پیش نظر محکمہ صحت ہرنولی ٹاؤن کی ۳۰ کنال زمین واپس دینے کو تیار ہے۔ اس لئے ناظم صحت سرگودھا کو ہدایات کی جارہی ہیں کہ وہ اس زمین کو واپس کردے۔ متذکرہ بالا سمری کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے

ملازمین کے تبادلے

*709- جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔۔

(الف) ضلع خانیوال میں 10 اکتوبر تا 30 دسمبر 1993ء کے دوران کتنے ملازمین کے تبادلے کن وجوہات کی بناء پر کئے گئے ان میں سے کتنے تبادلے انتظامی وجوہات کی بناء پر کئے گئے تبدیل کیے جانے والے ملازمین کے نام اور عہدہ جات کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) انتظامی معاملات میں مداخلت کی بناء جن افراد کے تبادلہ جات کیے گئے۔ آیا حکومت کی طرف سے اس سلسلے میں کسی افسر نے انکوائری کی اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)۔

(الف) ضلع خانیوال میں 10 اکتوبر 1993ء تا 30 دسمبر 1993ء کے دوران 26 ملازمین کے تبادلے معزز اراکین اسمبلی کی سفارشات کو مد نظر رکھتے ہوئے کیے گئے ہیں۔ تبدیل کئے جانے والے ملازمین کے نام اور عہدہ جات کی تفصیل لف ہے۔

1- صوبے خان ڈسپنسر بنیادی مرکز صحت THQ کبیر والا عزیز میاں صدر پیپلز پارٹی کوراہی بلوچ خانیوال سٹی۔

2-	محمد افضل ڈسپنسر	THQ ہسپتال	BHU کوراہی کیر والا	" بلوچ
3-	صدر حسین ڈسپنسر	BHU باقر پور	22/8-R, BHU	پیر شجاعت حسین قریشی ایم-پی-اے-
4-	عبدالغفور ڈسپنسر	100/15L, BHU	121/15L, BHU	"
5-	محمد صدیق خان ڈسپنسر	121/15L, BHU	100/15L, BHU	پیر عارف زمان قریشی ایم-پی-اے-
6-	محمد حنیف سی-ڈی-سی	یو-سی نمبر 73	یو-سی-نمبر 67	"
7-	بشیر احمد سی-ڈی-سی	یو-سی-نمبر 67	یو-سی-نمبر 73	"
8-	سہیل مرتضیٰ ڈسپنسر	BHU	BHU غوث پور	پیر محمد اسلم بودلہ جنگل ڈیرے والا جنوبی
9-	حافظ محمد اصغر	44/15L, BHU	BHU جنگل ڈیرے والا	"
10-	محمد حسین نائب قاصد	100/15L, BHU	74/15L, BHU	"
11-	محمد سعید نائب قاصد	74/15L, BHU	100/15L, BHU	"
12-	محمد مشتاق ڈسپنسر	THQ ہسپتال	BHU ٹھل نجیب کیر والا	پیر حسین جہانیاں گردیزی
13-	محمد ظفر ڈسپنسر	BHU ٹھل نجیب	THQ ہسپتال کیر والا	"
14-	محمد افضل ڈسپنسر	سول ہسپتال جہانیاں	127/10-R, BHU	خالد اندھاوا ایم-پی-اے
15-	محمد شکیل ڈسپنسر	127/10-R, BHU	سول ہسپتال جہانیاں	"
16-	بشیراں بی بی دائی	سول ہسپتال جہانیاں	BHU میاں پور	"
17-	رضیہ بی بی دائی	BHU میاں پور	106/10-R, BHU	"
18-	منظور فاطمہ دائی	106/10-R, BHU	139/10-R, BHU	"
19-	اصغری بی بی دائی	139/10-R, BHU	سول ہسپتال جہانیاں	"
20-	نسیم بی بی دائی	سول ہسپتال جہانیاں	139/10-R, BHU	"
21-	ظفر احمد چوکیدار	55/10-R, BHU	BHU باقو پور	محمد اقبال ہراج ایم پی اے
22-	محمد لطیف	BHU باقو پور	55/10-R, BHU	"

23- ذوالفقار علی سی-ڈی-سی	یونین کونسل 47	یونین کونسل 34	سردار اللہ یار ہراج ایم-پی-اے-
24- نواز اظہر سی-ڈی-سی	یونین کونسل 34	یونین کونسل 47	"
25- اسرار الحق ڈسپنسر	79/10-R, BHU	CRHC کچا کھوہ	"
26- حافظ سجاد حسین ڈسپنسر	CRHC کچا کھوہ	79/10-R, BHU	"

(ب) اس سلسلہ میں کسی افسر نے حکومت کی طرف سے کوئی انکوائری نہیں کی کیونکہ ایسی کوئی شکایت نہ تھی۔

ہسپتالوں کو جنریٹروں کی فراہمی

*882- چودھری احمد یار گوندل: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ-----

صوبے میں ایسے کل کتنے ہسپتال ہیں جن کو ڈسٹرکٹ اور تحصیل لیول ہسپتال کا درجہ دیا گیا ہے اور ان میں سے کتنے ہسپتالوں میں ایمرجنسی کے لئے جنریٹر دیئے گئے ہیں اور جن ہسپتالوں کو نہیں دیئے گئے کیا ان کو دینے کا پروگرام ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی):

نام ڈویژن	ہسپتال جن کو ڈسٹرکٹ ہسپتال کا درجہ دیا گیا ہے	ہسپتال جن کو تحصیل ہسپتال کا درجہ دیا گیا ہے	کل تعداد ہسپتال	ہسپتال جن میں جنریٹر موجود نہیں ہے۔
راولپنڈی	3	9	12	----
ڈیرہ غازی خان	3	8	11	----
ملتان	6	11	17	----
فیصل آباد	3	6	7	2
گوجرانوالہ	4	8	12	----
لاہور	3	3	6	----
سرگودھا	4	7	11	----
بہاولپور	2	11	13	----

تحصیل ہسپتال کمالیہ اور گوجرہ میں ابھی جنریٹر موجود نہیں فنڈز مہیا ہونے پر لگا دیے جائیں گے

تحصیل ہسپتال نور پور تھل ۔ نوشہرہ۔ کلور کوٹ اور منکیرہ میں جنریٹر موجود نہیں فنڈز ملنے پر لگا دیے جائیں گے ۔

زاہدہ نذیر ایل ایچ وی کا تبادلہ

*892- حاجی احمد خان ہرل، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ زاہدہ نذیر ایل ایچ وی۔ بی ایچ یو چک نمبر ۱۰ این لائن تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں تعینات ہے ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اہل علاقہ نے متذکرہ لیڈی ہیلتھ وزیٹر کے خلاف رشوت خوری اور بددیانتی کے بارے میں ڈی ایچ ایس سرگودھا کو درخواست دی اور تحقیقات درست ثابت ہونے کی بناء پر اسے مورخہ 15 نومبر 1993ء کو مراسلہ نمبر 15793 کے تحت تبدیل کر دیا گیا تھا

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا ایل ایچ وی کے تبادلہ کے حکم کو دوبارہ 11 دسمبر 1993ء کو کینسل کردیا گیا لیکن پھر علاقہ کے عوام کی شکایت پر مورخہ 26 نومبر 1993ء کو تبادلہ کیا گیا لیکن مذکورہ ایل ایچ وی نے مورخہ 2 جنوری 1994ء کو مراسلہ نمبر 96-138 ۔وی ایچ ایل کے تحت تبادلہ کینسل کروا لیا جس کی وجہ سے علاقہ کے عوام میں زبردست غصہ پایا جاتا ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ایل ایچ وی کو مستقل طور پر تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)،

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ انکوائری آفیسر نے تمام سٹاف کو بنیادی طبی مرکز چک نمبر 10 ایم ایل سے تبدیل کرنے کی سفارش کی تھی لیکن انہوں نے اپنی رپورٹ میں ایل ایچ وی مذکورہ کو قصور وار نہ ٹھہرایا تھا۔ تاہم مذکورہ ایل ایچ وی کو وہاں سے تبدیل کر دیا گیا۔

(ج) مذکورہ ایل ایچ وی کی بے گناہی کی درخواست پر تبادلہ کے احکامات منسوخ کیے گئے تھے کیونکہ

انکوائری آفیسر نے مذکورہ ایل ایچ وی کو قصور وار نہ ٹھہرایا تھا۔

(د) فی الحال ایسی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔ کیونکہ انکوائری آفیسر نے مذکورہ ایل۔ایچ۔وی کو قصوروار نہ ٹھہرایا تھا۔

صوبہ میں ہیروئن کے عادی افراد کی تعداد

*898- میاں شیخ محمد چوہان، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ---------

(الف) یکم جنوری 1993ء سے یکم جنوری 1994ء تک صوبہ میں ہیروئن کے عادی افراد کی تعداد کتنی ہے۔

(ب) ان کے علاج کے لئے کیا اقدامات کیے گئے ہیں۔

وزیر صحت(رانا اکرام ربانی)،

(الف) یکم جنوری 1993ء سے یکم جنوری 1994ء تک صوبہ پنجاب سے موصول ہونے والی رپورٹ کے مطابق ہیروئن کے عادی افراد کی تعداد جن کا ہسپتالوں میں داخل کر کے علاج کیا گیا (چار ہزار آٹھ سو چھیاسی) 4886 ہے

(ب) پنجاب کے درجہ ذیل ہسپتالوں میں ہیروئن کے عادی مریضوں کے لئے سنٹر کھولے گئے ہیں۔

1۔ میو ہسپتال لاہور۔ 2۔ سروسز ہسپتال لاہور۔ 3۔ سرگنگا رام ہسپتال لاہور۔ 4۔ گورنمنٹ مینٹل ہسپتال لاہور۔ 5۔ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال فیصل آباد۔ 6۔ نشتر ہسپتال ملتان۔ 7- بی۔ وی۔ ہسپتال بہاولپور۔ 8۔ راولپنڈی جنرل ہسپتال راولپنڈی۔ 9۔ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال سیالکوٹ۔ 10۔ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال رحیم یار خان۔

ان سنٹروں میں ہیروئن کے مریضوں کو علاج کی تمام سہولتیں فراہم کر رہے ہیں۔ 2۔ حکومت پنجاب، محکمہ صحت نے منصوبہ بنایا ہے کہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال اور تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال میں بالترتیب دس(10) اور پانچ (5) بستروں کے سنٹر کھولے جائیں گے۔ جو کہ مستند ڈاکٹر (Psychiatrict) کی زیر نگرانی کام کریں گے۔

ڈاکٹروں کو وظائف کی عطائیگی

*899- میاں شیخ محمد چوہان، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ--------

صوبہ میں گذشتہ پانچ سال کے دوران کتنے ڈاکٹروں کو پوسٹ گریجوایٹ تعلیم کے لیے

وظائف دیے گئے ہیں۔ نیز ان کے نام اور تعلیمی معیار بھی بتایا جائے؟

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)،

صوبہ میں گذشتہ پانچ سال کے دوران کم و بیش (77) ڈاکٹروں کے بیرون ملک تعلیم کے لیے وظائف دیے گئے ہیں۔ان کے نام اور تعلیمی معیار فہرست میں ملاحظہ ہو(تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں)۔

سول ہسپتال حافظ آباد میں بستروں کی تعداد

*927۔ چودھری نذر عباس بھٹی، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔

(الف) سول ہسپتال حافظ آباد میں مریضوں کے لئے بستروں کی کل تعداد کیا ہے اور آیا یہ تعداد مریضوں کی تعداد کے حساب سے کافی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ہسپتال میں مریضوں کے لئے بستروں کی تعداد بہت کم ہے جس کی وجہ سے مریضوں کو مشکلات کا سامنا ہے اگر ہاں تو آیا حکومت مذکورہ ہسپتال میں بستروں کی تعداد میں اضافہ کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)،

(الف) سول ہسپتال حافظ آباد میں اس وقت کل چالیس بستر ہیں جو کہ مریضوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے لیے ناکافی ہیں۔

(ب) جی ہاں۔ مریضوں کی تعداد کے حساب سے بستروں کی تعداد کم ہے محکمہ صحت پنجاب نے 12 ستمبر 1993ء کو ڈائریکٹر جنرل ہیلتھ پنجاب کو ہدایت دی تھی کہ اس ہسپتال کا درجہ بڑھانے اور بستروں کی تعداد کم از کم 125 تک بڑھانے کی ایک سکیم تیار کی جائے۔ ابھی تک یہ سکیم تیار نہیں ہو سکی۔ موصول ہونے کے بعد محکمہ پلاننگ کو بھیجی جائے گی اور اس منظوری اور فنڈز کے مہیا ہو جانے پر کام شروع کردیا جائے گا۔ سکیم کی تیاری کے لئے ڈائریکٹر جنرل کو متواتر یاددہانی کرائی جارہی ہے۔ اور امید ہے کہ اگلے تین ماہ میں سکیم تیار ہو کر محکمہ پلاننگ کو بھیج دی جائے گی۔

سول ہسپتال حافظ آباد میں ادویات کی فراہمی

*928۔چودھری نذر عباس بھٹی، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ------

سول ہسپتال حافظ آباد میں ہر سال کتنی رقم کی ادویات مہیا کی جاتی ہیں اور آیا یہ ادویات مریضوں کی ضروریات کے مطابق ہیں؟

وزیر صحت(رانا اکرام ربانی)،

سول ہسپتال حافظ آباد کے لیے میسر وسائل سے ادویات کی خرید کے لیے سالانہ 386250 روپے مختص کیے گئے ہیں۔تاہم یہ رقم ہسپتال کی موجودہ ضروریات کے لیے ناکافی ہے کیونکہ سول ہسپتال حافظ آباد میں سالانہ تقریباً پچاس ہزار مریضوں کا علاج کیا جاتا ہے

سرکاری رہائش گاہ میں نرسریوں سے حاصل ہونے والی آمدن کی تفصیلات

*965۔رانا محمد فاروق سعید خان، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر فیصل آباد کی پرانی سرکاری رہائش گاہ واقع سول لائن میں ایک درجن سے زائد پودوں کی نرسریاں قائم ہیں جن سے فی نرسری پانچ ہزار روپے سے آٹھ ہزار روپے ماہانہ کرایہ وصول کیا جاتا ہے۔

(ب) اگر جز(الف) کاجواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس امر کی تحقیقات کرنے اور نرسریوں سے جو آمدن / کرایہ وصول ہوتا ہے وہ سرکاری خزانہ میں جمع کروانےکو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)،

(الف) یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر فیصل آباد کی پرانی سرکاری رہائش گاہ واقع سول لائن کے گرد سڑک کے کنارے چند نرسریاں قائم تھیں۔ اور چار دیواری نہ ہونے کی وجہ سے ان نرسری والوں نے سڑک کے کنارے سے اندر تک کوٹھی کی زمین تک کو بھی تجاوز کیا ہوا تھا۔ ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر فیصل آباد کی رپورٹ کے مطابق ڈی ایچ او فیصل آباد کی پرانی رہائش گاہ پرگذشتہ ۲۷ سال سے ۲۷ غیر قانونی قابضین نے نرسریاں قائم کر رکھی تھیں اور ساتھ ہی کچے و پکے مکانات بنا رکھے تھے۔ اس کےعلاوہ سرکاری ملازمین کے لیے ایک کمرہ پرمشتمل

سات کوارٹرز تھے جن پر بھی ان لوگوں نے ناجائز قبضہ کر رکھا تھا۔ ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر کی رہائش گاہ اور ایک کمرہ کے سات کوارٹرز کو خطرناک اور رہائش کے لئے غیر مناسب قرار دے دیا گیا تھا مورخہ 15-12-93 کو ان قابضین کو نوٹس دیا گیا تھا کہ وہ اس جگہ کو خالی کردیں اور اس کے بعد مورخہ 26-1-94 اور 9-3-94 کو اس سلسلے میں ان کو یاددہانی بھی کرائی گئی تھی۔ آخر کار ان تجاوزات کو سات دن کے اندر اندر ہٹانے کے لیے مورخہ 29-5-94 کو نوٹس دیا گیا اس ضمن میں مورخہ 21-3-94 اور 25-5-94 کو ڈپٹی کمشنر فیصل آباد کو بھی ان تجاوزات کو ہٹانے کےلئے استدعا کی گئی۔ جنہوں نے اسسٹنٹ کمشنر صاحب کو ضروری کارروائی کا حکم صادر کیا۔ آخر کار ان غیر قانونی تجاوزات کو گرانے کے لیے 9-6-94 کا دن مقرر کیا گیا اس سلسلہ میں ناظم بلدیہ فیصل آباد، ایف ڈی اے واپڈا اور محکمہ بلڈنگ کی مجاز اتھارٹیز کو بھی درخواست کی گئی تھی کہ وہ ان تجاوزات کو ختم کرنے میں مدد دیں۔ سٹی مجسٹریٹ، تحصیلدار اور پولیس کی موجودگی میں ان تجاوزات کو ختم کرنے کی کارروائی کی نگہداشت کے لیے مندرجہ ذیل کمیٹی تشکیل دی گئی۔

۱ ADHO فیصل آباد (ڈویژن) (۲) ADHO فیصل آباد (۳) SDO بلڈنگ فیصل آباد۔

ان غیر قانونی قابضین سے کہا گیا کہ وہ اپنی ذاتی اشیاء اٹھا کر لے جائیں اور کمیٹی کو ہدایت کی گئی کہ وہ اس بات کا خیال رکھیں کہ قابضین کو سرکاری چیز اپنے ہمراہ نہ لے جائیں۔ نرسری اور کنٹین کے مالکان اپنا اپنا ساز و سامان خود ہی اٹھا کر لے گئے بوسیدہ اور رہائش کے لئے خطرناک کوارٹرز مسمار کر دیے گئے گورنمنٹ کوارٹرز کا ملبہ ایک کمیٹی نے جو کہ نیلام کے لئے قائم کی گئی تھی اکٹھا کیا یہ تمام کارروائی شام پانچ بجے تک مکمل ہو گئی محکمہ بلڈنگ نے اس جگہ کا قبضہ لے لیا ہے اور چار دیواری تعمیر کرنے کی غرض سے زمین کی کھدائی شروع کر دی ہے اسے ڈی ایچ او فیصل آباد کو ہدایت کی گئی ہے کہ درختوں کی کٹائی کی نگرانی کریں اور تمام درختوں کی ایک لسٹ بنائیں تاکہ ان کو نیلام کیا جاسکے۔ اس طرح مقامیانتظامیہ کی مدد سے غیر قانونی تجاوزات کو ختم کردیا گیا ہے۔

(ب) جزو (الف) میں اس امر کی وضاحت کی دی گئی ہے۔

ایمبولینس کے لیے ڈرائیور کی فراہمی

*1092۔ حاجی محمد افضل چن، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ملکوال رورل ہیلتھ سنٹر کے لئے حکومت نے دو سال قبل ایک ایمبولینس مہیا کی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ حکومت نے آج تک اس ایمبولینس کے لئے کوئی ڈرائیور مہیا نہیں کیا جس کی وجہ سے ایمبولینس سے عوام کو کوئی سہولت میسر نہیں ہو رہی ہے بلکہ الٹا حکومت کا نقصان ہو رہا ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو آج تک ڈرائیور مہیا نہ کرنے کی وجہ کیا ہے اور حکومت کب تک ڈرائیور مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)،

(الف) یہ درست ہے

(ب) یہ درست نہیں ہے

(ج) صورت حال یہ ہے کہ ایمبولینس مہیا کرتے وقت ساتھ ڈرائیور کی پوسٹ مہیا نہ کی جا سکی کہ اس کے لیے الگ محکمہ خزانہ کی منظوری درکار تھی۔ تاہم عوام کو سہولت بہم پہنچانے کی خاطر ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر گجرات نے لوکل ایڈجسٹمنٹ کے ذریعے ریاض نامی ڈرائیور کی خدمات یکم مئی ۱۹۹۴ء کو فراہم کر دیں۔ دوسری طرف اسامی کی تخلیق کے لیے کیس بنا کر بھیجا۔ محکمہ خزانہ کی منظوری سے ۹۴-۱۹۹۳ء ایس این ای کے ذریعے رورل ہیلتھ سنٹر ملک وال ضلع گجرات میں ایمبولینس ڈرائیور کی اسامی کی تخلیق بھی ہو چکی ہے اور مقامی آبادی کا یہ مسئلہ حل ہو چکا ہے۔

نئے ایکسرے پلانٹ کی فراہمی

*1093۔ حاجی محمد افضل چن، کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائے گے کہ۔۔۔۔۔۔۔۔

(الف) ملکوال رورل ہیلتھ سنٹر کو ایکسرے پلانٹ کب مہیا کیا گیا تھا۔ اس ایکسرے پلانٹ نے کب تک کام کیا اور وہ کب سے ناکارہ پڑا ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ ہیلتھ سنٹر کو ناکارہ ایکسرے پلانٹ دیا گیا تھا اگر ہاں تو کیا

حکومت مذکورہ ہیلتھ سنٹر کو نیا ایکسرے پلانٹ دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو وجہ؟

وزیر صحت(رانا اکرام ربانی)۔

(الف) ملکوال رورل ہیلتھ سنٹر کو میڈیکل سٹور ڈپو لاہور کے ووچر نمبر 122/11/92 کے تحت مورخہ 28-11-92 کو ایکسرے پلانٹ مہیا کیا گیا تھا اس پلانٹ کی تنصیب 19-2-93 کو ہوئی میڈیکل آفیسر رورل ہیلتھ سنٹر ملکوال کی رپورٹ کے مطابق 12/10/93 کو خرابی واقع ہوئی۔

(ب) یہ درست نہیں رورل ہیلتھ سنٹر ملکوال کے ایکسرے پلانٹ میں ہونے والی خرابی سے متعلقہ فرم میسرز اکبر بردارز لاہور کو مطلع کیا گیا جس نے یہ پلانٹ فراہم کیا تھا مذکورہ فرم نے اپنے انجینئرز بھیجے اور پلانٹ کی خرابی 30-4-94 کو دور کر دی گئی اب پلانٹ تسلی بخش طور پر کام کر رہا ہے۔

الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں امراض قلب کے یونٹ سے استفادہ

*1099۔ راجہ ریاض احمد، کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ---------

(الف) کیا یہ درست ہے کہ الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں امراض قلب کے لیے ایک یونٹ درآمد کیا گیا تھا اور اس کو نصب بھی کر دیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ یونٹ سے استفادہ نہیں کیا جا رہا۔

(ج) اگر جزائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس سے استفادہ نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صحت(راجا اکرام ربانی)۔

(الف) کاروینری کیئر یونٹ کے آلات کوڈ نمبر ایم کے تحت حکومت جاپان نے عطیہ برائے امپرومنٹ بسلسلہ میڈیکل آلات برائے پنجاب میڈیکل کالج فیز II۔ دیے تھے جو 15 مارچ 1993ء کو پراجیکٹ ڈائریکٹر پنجاب میڈیکل کالج کے پاس موصول ہوئے۔ان کی تنصیب 19 مئی 1993ء تک مکمل ہو گئی۔

(ب) یہ درست ہے دراصل یونٹ کو چلانے کے لئے تقریباً 53 ملازمین پر مشتمل ٹیکنیکل اور پیرا میڈیکل سٹاف کی ضرورت ہے۔اتنی زیادہ تعداد کو لوکل ایڈجسٹمنٹ کے ذریعے پورا کرنا ممکن

نہیں۔ حکومتی پالیسی کے تحت بھرتی پر پابندی کے باعث عملہ بھرتی بھی نہ کیا جا سکا۔ بھرتی پر سے پابندی اٹھنے کے بعد پالیسی کی روشنی میں بھرتی کا عمل مکمل ہوتے ہی استفادہ ہو سکے گا۔ تاہم یہ بتانا مناسب ہے کہ اس ہسپتال میں شعبہ طب کے تین یونٹ (میڈیکل وارڈ) جاری ہیں۔ جن میں ہر وارڈ میں ایک ایک چھوٹا کارونیری کیئر یونٹ بھرپور طریقہ سے امراض قلب کے مریضوں کی دیکھ بھال جاری رکھے ہوئے ہے۔ اس طرح امراض قلب کے مریضوں کو کوئی دقت پیش نہیں آتی۔

نیوروسرجن کی اسامی کی منتقلی

*1107۔ میاں امتیاز احمد، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ---------

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رحیم یار خان ہیڈ کوارٹر ہسپال میں نیورو سرجن کی اسامی منظور ہوئی تھی۔ اور اس اسامی پر ڈاکٹر الطاف حسین کی تعیناتی ہوئی تھی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ بعد ازاں سیاسی بنیادوں پر ڈاکٹر الطاف حسین کا ٹرانسفر کروایا گیا اور اس کے ساتھ ہی اس اسامی کو جنرل ہسپتال لاہور میں منتقل کر دیا گیا ہے اگر ہاں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)۔

(الف) یہ درست ہے کہ رحیم یار خان ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں نیوروسرجن کی اسامی منظور ہوئی تھی اور اس اسامی پر ڈاکٹر الطاف حسین کی تعیناتی ہوئی تھی۔

(ب) نیورو سرجن ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر رحیم یار خان کی اسامی نیورو سرجری کے مریضوں کی تعداد میں اضافہ کے پیش نظر پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد پرنسپل کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج / پروفیسر نیورو سرجری کی سفارش پر لاہور جنرل ہسپتال میں منتقل کر دی گئی تھی۔ کیونکہ اس وقت رحیم یار خان ہسپتال میں طبی آلات و دیگر ضروری سامان دستیاب نہ تھا۔ یہ اسامی سیاسی بنیادوں پر رحیم یار خان سے لاہور منتقل نہ کی گئی تھی تاہم اب علاقہ کے لوگوں کے مطالبہ کے پیش نظر اور آلات فراہم ہو جانے پر محکمہ خزانہ کی وساطت سے دوبارہ رحیم یار خان منتقل کروانے کا تحرک کر دیا گیا ہے۔

بنیادی ہیلتھ سنٹر غوث پور کی تعمیر

*1190۔ سردار محمد نواز خان، کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ------

(الف) بنیادی ہیلتھ سنٹر غوث پور تحصیل خانپور کی تعمیر کے لیے فنڈز کس سال کے بجٹ میں منظور ہوئے اور اس کی تعمیر کے لئے کتنے فنڈز مہیا کئے گئے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ بی ایچ سی مختصر عرصہ میں تعمیر ہونے کے باوجود گرنے کے قریب ہے اگر ہاں تو کیا محکمہ نے ناقص تعمیر کے سلسلے میں کوئی انکوائری کمیٹی تشکیل دی ہے۔

(ج) کیا مذکورہ بی ایچ سی کو حکومت نے خطرناک قرار دیا ہے اگر نہیں تو مالی اور جانی نقصان کی صورت میں کس پر ذمہ داری عائد ہو گی؟

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)۔

(الف) بنیادی مرکز صحت غوث پور ضلع رحیم یار خان کی تعمیر کے لیے مالی سال ۸۸-۱۹۸۷ء میں مبلغ ۱۲ لاکھ ۳۷ ہزار روپے منظور ہوئے۔

(ب) درست نہ ہے ناقص تعمیر کی کوئی شکایت محکمہ صحت کے ریکارڈ پر موجود نہ ہے۔

(ج) ایکسیئن خان پور کے سرٹیفکیٹ کے مطابق متعلقہ بنیادی مرکز صحت کی عمارت خطرناک نہیں ہے (سرٹیفکیٹ ساتھ منسلک ہے۔)

CERTIFICATE.

Certified that the General Condition of Basic Health Unit at Ghouspur is satisfactory and is not in dangerous position at present.

sd/

Countersigned. Sub-Divisional Officer,

Provincial Buildings Sub Division

khanpur.

رورل ہیلتھ سنٹر ظاہر پیر کی توسیع

*1191۔ سردار محمد نواز خان، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ.....

(الف) رورل ہیلتھ سنٹر ظاہر پیر تحصیل خانپور کے توسیع بلاک کے لیے کتنے فنڈز مہیا کیے گئے تھے اور ناقص تعمیر کے سلسلے میں آیا کوئی انکوائری کمیٹی تشکیل دی گئی ہے

(ب) کیا حکومت مذکورہ آر ایچ سی کی مرمت کے لئے فنڈز مہیا کر رہی ہے؟

وزیر صحت(رانا اکرام ربانی)۔

(الف) دیہی مرکز صحت ظاہر پیر ضلع رحیم یار خان کے توسیع بلاک کے لیے مالی سال 88-1987ء میں بیس لاکھ تیئیس ہزار روپے منظور ہوئے۔ناقص تعمیر کی کوئی شکایت محکمہ صحت کے ریکارڈ پر موجود نہ ہے۔

(ب) ہر سال حکومت کی طرف سے مرمت کے لئے فنڈز مہیا کئے جاتے ہیں۔ جو کہ محکمہ بلڈنگ کے ذریعہ خرچ کیے جاتے ہیں۔ جو ان کو ضرورت کے مطابق خرچ کرتی ہے۔

حلقہ پی پی 152 میں ڈاکٹرز کی تعداد

*1214۔ سردار حسن اختر موکل، کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ....

(الف) حلقہ پی پی۔ 152 ضلع قصور میں کتنے بنیادی مراکز صحت ہیں اور ان میں سے کتنے مراکز میں ڈاکٹرز تعینات ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ حلقہ میں واقع مراکز صحت میں دو مراکز کے علاوہ کسی بھی مرکز میں تعینات ڈاکٹر وہاں حاضر نہیں رہتا اور مہینے میں کسی ایک دن جا کر پورے مہینے کی حاضریاں لگا آتا ہے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب درست ہے تو ایسے ڈاکٹرز کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے؟

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)۔

(الف) حلقہ پی پی۔ 152 میں گیارہ بنیادی مراکز صحت ہیں جبکہ تین (3) بنیادی مراکز صحت میں ڈاکٹر تعینات ہیں اور آٹھ(8) بنیادی مراکز صحت میں ڈاکٹرز تعینات نہ ہیں۔ ان کی تفصیلات ایوان کی میز پر رکھی دی گئی ہے۔

(ب) جن مراکز صحت میں ڈاکٹرز حاضر نہ ہوں۔ان کے متعلق شکایت محکمہ کے علم میں آنے یالائے جانے پر تادیبی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ۔ پرچم (ب)۔

(ج) ایضاً۔

حلقہ پی پی - 152 کے مراکز صحت کو ادویات کی فراہمی

*1215 ۔ سردار حسن اختر موکل، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -------

حلقہ پی پی-۱۵۲ میں مراکز صحت اور دیہی مرکز صحت کو مالی سال ۹۴-۱۹۹۳ء میں کتنی مالیت کی ادویات فراہم کی گئی ہیں؟

وزیر صحت(رانا اکرام ربانی)،

1- حلقہ پی پی 152 ضلع قصور میں دو دیہی مراکز صحت ہیں جن کو فی مرکز صحت مبلغ -/10500000 روپے کے حساب سے مبلغ -/210000 روپے کی ادویات برائے سال 1993-94 ء فراہم کی گئی ہیں۔

2- حلقہ پی پی 152 ضلع قصور میں گیارہ بنیادی مراکز صحت ہیں جن کی بحساب -/42000 روپے فی بنیادی مرکز صحت مبلغ -/462000 روپے کی ادویات برائے سال ۹۴-۱۹۹۳ء فراہم کی گئی ہیں۔

3- مذکورہ بالا حلقہ میں ایک گورنمنٹ رورل ڈسپنسری ہے جس کو مبلغ -/22000 روپے کی ادویات برائے سال 1993-94 ء فراہم کی گئی ہیں۔ اس طرح سے حلقہ پی پی۔ 152 قصور کے کل دیہی مراکز صحت بنیادی مراکز صحت اورگورنمنٹ رورل ڈسپنسری کو مبلغ -/694000 روپے کی ادویات برائے سال 1993-94 ء فراہم کی گئی ہیں۔

اے ڈی پی - 1994-95 ء کی تیاری سے متعلق تجاویز کی طلبی

*1238۔چودھری محمد اسلم، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ---------

آیا 1994-95 ء کے اے ڈی پی کی تیاری کے وقت ایم پی اے حضرات ڈاکٹروں کی تنظیموں اور صحت کی مختلف اداروں سے کوئی تجاویز یا رائے طلب کی گئی تھی اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کی تفصیل سے آگاہ کیا جائے اگر ایسی کوئی تجاویز طلب نہیں کی گئی تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)۔

1994-95ء کے اے ڈی پی کی تیاری طے شدہ طریقہ کار کے مطابق کی گئی ۔ اس طے شدہ طریقے کے مطابق محکمہ صحت نے اپنے ذیلی اداروں سے اے ڈی پی میں شامل کرنے کے لیے تجاویز طلب کیں۔ ذیلی اداروں سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنی تجاویز کو مرتب کرتے وقت ان مسائل کو جو کہ ایم پی اے حضرات اور صحت سے متعلق دیگر غیر سرکاری ادارے انہیں مختلف اوقات میں پیش کرتے ہیں، مد نظر رکھتے ہیں۔ جہاں یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ اے ڈی پی کا تقریباً 70 فی صد (ستر فیصد) پچھلے سال / سالوں سے جاری منصوبوں کے لیے مختص ہو جاتا ہے بقیہ ماندہ 30 فی صد (تیس فیصد) کی حد میں رہتے ہوئے متذکرہ بالا تجاویز کو اے ڈی پی میں شامل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اے ڈی پی 1994-95ء کو بناتے وقت اسی طریقہ کار پر عمل کیا گیا۔

حاملہ عورتوں کو چینی اور دال کی فراہمی

*1257۔ پیر شجاعت حسنین قریشی، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔

(الف) اس وقت ضلع خانیوال میں کتنے ایسے بنیادی مراکز صحت ہیں جن میں حکومت کی جانب سے حاملہ عورتوں کو چینی اور دال مہیا کی جاتی ہے ان مراکز کے نام تحصیل وار فراہم کیے جائیں۔

(ب) 1993ء سے آج تک تحصیل میاں چنوں میں ایسے کتنے بنیادی مراکز صحت ہیں جن میں حاملہ عورتوں کو چینی اور دال فراہم کی گئی ان کے نام اور پتہ جات کی تفصیل فراہم کی جائے

(ج) جن حاملہ عورتوں کو چینی اور دال فراہم کی جاتی ہے ان کی تشخیص کا طریقہ کار کیا ہے اور یہ کون کرتا ہے؟

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)۔

(الف) اس وقت ضلع خانیوال میں کل ۲۲ ایسے بنیادی مراکز صحت ہیں جن کو ورلڈ فوڈ پروگرام کے تحت چینی اور دالیں فراہم کی جاتی ہیں ۔(جن کی تفصیل لف ہے)

(ب) تحصیل میاں چنوں میں کل تین بنیادی مراکز صحت ایسے ہیں جن میں ورلڈ فوڈ پروگرام کے تحت چھوٹے بچوں اور حاملہ عورتوں کو چینی اور دالیں مہیا کی جاتی ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

1 ۔ بنیادی مرکز صحت 15/115 ۔ایل (2) بنیادی مرکز صحت 8/1 ۔آر۔

(3) بنیادی مرکز صحت 15/88 ۔ایل

(ج) ورلڈ فوڈ پروگرام اور گورنمنٹ کی طرف سے جتنا راشن موصول ہوتا ہے وہ مقررہ نصاب کے مطابق مستحق ماؤں اور بچوں میں ان مراکز صحت پر تقسیم کیا جاتا ہے۔ یہ تقسیم بنیادی مرکز صحت پر تربیت یافتہ لیڈی ہیلتھ وزیٹر تقسیم کرتی ہیں۔ جن پر مقامی میڈیکل آفیسر، اسسٹنٹ ڈی ایچ او اور ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر نگرانی کرتے ہیں

ضلع خانیوال کے جن مراکز میں راشن تقسیم ہوتا ہے۔اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

تحصیل خانیوال

1۔ بنیادی مرکز صحت چک نمبر 10/157۔آر (2) بنیادی مرکز صحت چک نمبر 10/36۔آر

3۔ " " " " 10/79۔آر (4) رورل ہیلتھ کمپلیکس کچا کھوہ

تحصیل کبیر والہ

1۔ ایم سی ایچ سینٹر کبیر والہ 2۔ ایم سی ایچ سینٹر عبدالحکیم

3۔ ایم سی ایچ سینٹر سرائے سدھو 4۔ بنیادی مرکز صحت، گگو

5۔ بنیادی مرکز صحت جودھپور 6۔ " " " نورنگ شاہ

7۔ " " " لگرھٹہ 8۔ " " " ابراہیم پور

9۔ " " " مان کوٹ 10۔ " " " کوٹ بہادر

11۔ " " " ٹھل نجیب 12۔ " " " بھیروال

13۔ " " " ۱۲/اے ایچ 14۔ " " " مولا پور

15۔ " " " ماڑی سہو

تحصیل میاں چنوں

1۔ بنیادی مرکز صحت چک نمبر 15/115۔ایل 2۔ بنیادی مرکز صحت چک نمبر 1/ایٹ آر

3۔ بنیادی مرکز صحت چک نمبر 15/88۔ایل

ہسپتالوں کی منتقلی

*1294۔چودھری عبدالحمید، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ـــــ

(الف) آیا یہ درست ہے کہ حکومت اٹلی کی گرانٹ اورتعاون سے سابقہ دور حکومت میں ڈویژنل سطح پر سرگودھا میں ایک ماڈل ہسپتال بنانے کا منصوبہ بنایا گیا تھا جس کی باقاعدہ منظوری بھی

دے دی گئی تھی۔

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ اب متذکرہ ہسپتال کو سرگودھا سے میانوالی۔ بھکر میں منتقل کرنے کے احکام جاری کر دیے گئے ہیں۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس غیر متوقع تبدیلی کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت(رانا اکرام ربانی)،

(الف) درست نہ ہے ۔ صورت حال کچھ یوں ہے کہ کچھ عرصہ پہلے محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات نے محکمہ صحت کو مطلع کیا کہ حکومت اٹلی سرگودھا میں ایک بڑے ہسپتال کی تعمیر میں مدد کے لیے تیار ہے اس اطلاع کے بعد محکمہ صحت نے ایک منصوبہ پر ابتدائی سطح کا کام کیا تاہم حکومت اٹلی کی طرف سے آج تک اس کی امداد کے لیے وعدے کی باقاعدہ اور سرکاری یقین دہانی نہ ہوسکی۔ اس وجہ سے مذکورہ منصوبے پر کوئی تفصیلی کام نہیں ہو سکا اور نہ ہی اس منصوبے کی کسی قسم کی منظوری دی گئی

(ب) درست نہ ہے کچھ عرصہ پہلے محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات نے مشورہ دیا کہ اب اس ہسپتال کی منصوبہ بندی بجائے سر گودھا کے میانوالی میں کی جائے تاہم محکمہ صحت پنجاب نے یہ بھی مشورہ دیا ہے کہ اگر حکومت اٹلی سے امداد۔ گرانٹ میسر ہو تو اس بڑے ہسپتال کو سرگودھا ہی میں بنایا جائے۔ اس سلسلے میں محکمہ صحت کے اس مشورہ پر مبنی ایک نوٹ چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات کے پاس بھیج دیا گیا۔ اس لیے یہ کہنا مناسب نہ ہو گا کہ متذکرہ ہسپتال کے منصوبے کو سر گودھا سے میانوالی منتقل کرنے کے احکام جاری کر دیے گئے ہیں

(ج) اس جز کا جواب جزو(ب) کے جواب میں موجود ہے تاہم یہاں پر یہ بتانا ضروری ہے کہ سرکاری بین الاقوامی امداد کے موجودہ طریقوں اور اصولوں کے مطابق تاحال حکومت اٹلی سے اس منصوبے کی امداد کی کسی قسم کی تصدیق موصول نہیں ہوئی اس جیسی تصدیق کی غیر موجودگی میں ایسے منصوبوں پر تفصیلی کام کرنا وقت اور سرمایہ ضائع کرنے کے مترادف ہے۔

پرنسپل کی تعیناتی

*1343 ۔خواجہ محمد اسلام، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -------

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد میں گزشتہ آٹھ ماہ سے پرنسپل کی اسامی خالی پڑی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ کالج میں پرنسپل کی تعیناتی کب تک کر دی جائے گی؟

وزیر صحت(رانا اکرام ربانی)۔

(الف) درست ہے

(ب) پرنسپل پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد کی تعیناتی مورخہ 18۔ جولائی 1994ء کو کر دی گئی ہے۔ لیکن مذکورہ پروفیسر طارق اقبال بھٹہ نے لاہور ہائی کورٹ میں رٹ دائر کر کے حکم امتناعی حاصل کر لیا ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ضلع حافظ آباد کے ہسپتالوں کے لیے مختص کردہ بجٹ

604۔ چودھری نذر عباس بھٹی، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ.....

(الف) دسمبر 1993ء کے بعد حافظ آباد ضلع میں آر ایچ سی، بی ایچ یو ایم سی ایچ سنٹر لی بی کلینک تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کے لیے کتنا بجٹ مختص کیا گیا

(ب) دسمبر 1993ء تا 30 مئی 1994ء تک ادویات پر کتنا خرچ کیا گیا۔ اس کی تفصیل علیحدہ علیحدہ بیان کی جائے؟

وزیر صحت(رانا اکرام ربانی)۔

(الف) تفصیل بجٹ ادویات ضلع حافظ آباد برائے مالی سال 94-1993ء

	کل بجٹ	اشیاء و خدمات	بجٹ برائے ادویات	لوکل پرچیز ایم ایس ڈی
آر ایچ سی بی ایچ یو کل بجٹ	3650910 روپے	489340 روپے	1468030 روپے	
گورنمنٹ لی بی کلینک کا کل بجٹ	204350 روپے	24250 روپے	72740 روپے	
ایم سی ایچ سنٹرز کا کل بجٹ	61900 روپے	36000 روپے	----	
میزان	3917160 روپے	543590 روپے	1540770 روپے	

(ب) دسمبر 1993ء تا 30 مئی 1994ء تک ادویات پر جو روپے خرچ کیے گئے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

	لوکل پرچیز ادویات	ایم ایس ڈی ادویات
آر ایچ سی بی ایچ یو	1065626.40 روپے	800744 روپے
گورنمنٹ ٹی بی کلینک	37285 روپے	23608 روپے
ایم سی ایچ سنٹرز	29571 50 روپے	-------
میزان	113248290 روپے	824352 روپے

(الف) تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال حافظ آباد کا کل بجٹ 3700800 روپے

(ب) اشیاء خدمات	لوکل پرچیز برائے ادویات	ایم ایس ڈی برائے ادویات
1222890 روپے	59000 روپے	435310 روپے

حافظ آباد کے ہیلتھ سنٹرز میں ڈاکٹرز کی تعیناتی

605۔ چودھری نذر عباس بھٹی، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔۔۔۔

(الف) حافظ آباد ضلع میں آر ایچ سی اور بی ایچ یو میں کتنا کتنا عملہ تعینات ہے۔

(ب) جن سنٹرز میں ڈاکٹر تعینات نہیں ہیں حکومت ان میں کب تک ڈاکٹر تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت(رانا اکرام ربانی)۔

(الف) ضلع حافظ آباد میں رورل مرکز صحت اور بنیادی مرکز صحت (بی ایچ یو) میں تعینات عملہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) حکومت نے نئے ڈاکٹروں کی تعیناتی کے لئے ریکوزیشن پنجاب پبلک سروس کمشن کو بھجوا دی ہے اس کے ساتھ ہی حکومت کا ارادہ پنجاب پبلک سروس کمشن سے ڈاکٹروں کی دستیابی تک (ایڈہاک) پر ڈاکٹرز تعینات کرنے کا بھی ہے۔ جو کہ بہت جلد تعینات کر دیئے جائیں گے۔

ڈاکٹر شفقت الرحمان کی بیوہ کو واجبات کی ادائیگی

610۔ راجہ جاوید اخلاص، کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔۔۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈاکٹر شفقت الرحمان سابق ڈی ایم ایس سروسز ہسپتال لاہور کو سروسز سلیکشن بورڈ(ایس جی اے اینڈ آئی)نے اپنے لیٹر نمبر ایس او' او اینڈ ایم۔III(MISC) (76/13-8) پارٹ X مورخہ 22۔اکتوبر 1977ء کے تحت سعودی عربیہ حکومت میں مستعار الخدمتی کے لیے تجویز کیا تھا اور ڈاکٹر موصوف سعودی عربیہ میں ڈیپوٹیشن کے عرصہ کے دوران 4۔اکتوبر 1982ء کو ایک حادثہ میں ہلاک ہو گیا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ڈاکٹر شفقت الرحمان مذکورہ کی بیوہ نے فیملی پینشن اور دیگر واجبات کی ادائیگی کے لیے متعدد بار محکمہ ہذا کے افسران کو درخواستیں دیں مگر ابھی تک ان کو واجبات کی ادائیگی نہیں کی گئی

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ڈاکٹر شفقت الرحمان کو فیملی پینشن اور دیگر واجبات ادا کرنے اور کوتاہی و تاخیر کے ذمہ دار اہلکاران و افسران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں

وزیر صحت(رانا اکرام ربانی)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) محکمہ ہذا نے مرحوم ڈاکٹر شفقت الرحمان کی پینشن' جی پی فنڈ اور دیگر مراعات کی منظوری دے دی ہے۔مرحوم کی بیوہ کو مطلع کردیا گیا ہے کہ وہ متعلقہ اکاونٹ آفس سے رابطہ کر کے اپنے کاغذات برائے پینشن دیگر مراعات پیش کر دیں۔

(ج) اگرچہ محکمہ صحت میں ڈاکٹر شفقت الرحمان مرحوم کی بیوہ کے نام پنشن کی منظوری دے دی ہے تاہم اس تاخیر کے ذمہ دارانہ افراد جو کہ محکمہ صحت میں متعلقہ سیکشن میں تعینات رہے ہیں۔ان کا عرصہ تعیناتی پیش نظر ذمہ داری کا تعین کر کے تادیبی کارروائی کی جائے گی۔

NO.SOII/S-105/A.

GOVERNMENT OF THE PUNJAB

HEALTH DEPARTMENT

DATED LAHORE THE 20TH SEPTEMBER,1994.

TO,

Mrs.Naz Shafqat,

28/B-2, Gulberg-III,

LAHORE.

SUBJECT: PERMISSION TO DRAW DUES PAYABLE TO YOUR HUSBAND

Kindly refer to the subject cited above.

You are allowed to draw the pension, G.P Fund and other benefits payable to your husband(Late). you are, therefore, requested toapproach the A G.Office alongwith requsite papers.

SD/

SECTION OFFCIER(B-I)

FOR SECRETARY HEALTH.

زیر التواء توجہ دلاؤ نوٹس کو پھر ملتوی کرنا

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی وزیر قانون صاحب ! توجہ دلاؤ نوٹس کے بارے میں کیا صورت حال ہے ؟

وزیر قانون، جناب سپیکر ۔ وزیر اعلیٰ صاحب ابھی تک تو تشریف نہیں لائے۔ میں تھوڑی دیر تک پتا کر کے آپ کو پتہ دیتا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو اس کا پھر کیا کرنا ہے ؟ یہ آج پر رکھا ہوا تھا۔

وزیر قانون، جناب سپیکر ۔ پھر آپ اسے pending کردیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کب کے لیے ؟

وزیر قانون، جناب والا فی الحال pending کردیں ۔ اگر محترم قائد ایوان تشریف لے آتے ہیں تو آج take up کرلیں گے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ان کی آمد تک pending کرلیں؟

وزیر قانون، جی ہاں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، وزیر قانون فرماتے ہیں کہ اس وقت وزیر اعلیٰ صاحب یہاں ہاؤس میں تشریف نہیں لائے اور نہ ہی اپنے چیمبر میں آئے ہیں تو ان کے کہنے پر ہم اسے آج کے لئے ہی pending

رکھتے ہیں ۔ جس لمحے وہ آئیں گے اس وقت اسے take up کر لیں گے ۔

جناب عثمان ابراہیم ، جناب سپیکر ۔ ایک سکیم کے تحت اس Call Attention Notice کو ایجنڈے میں شامل نہیں کیا گیا ۔اور میں نے صبح بھی کہا تھا وزیر اعلیٰ Call Attention Notice کا جواب دینے کے لئے ہاؤس کا سامنا کرنے سے گھبراتے ہیں اور وہ نہیں آئیں گے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں ۔ یہ بات نہیں۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب والا ۔ میں دوبارہ دہرا رہا ہوں کہ وہ اجلاس میں نہیں آئیں گے ۔

چودھری پرویز الٰہی ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی چودھری پرویز الٰہی صاحب !

چودھری پرویز الٰہی ، جناب سپیکر ! آپ کی وساطت سے وزیر صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے جو ہاؤس کے اندر مناظرے کے بارے میں commitment کی تھی تو اب چار دن رہ گئے ہیں ۔ تو کیا انہوں نے انتظامات کر لیے ہیں ؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، وزیر قانون صاحب ۔ کوئی آج اخبار میں وزیراعلیٰ کی بھی خبر تو پڑھی تھی اگر آپ کو زیادہ پتہ ہو تو اس بارے میں بتا دیں۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر ۔میں نے تو دو روز پیشتر بھی یہ عرض کیا تھا کہ محترم قائم مقام قائد حزب اختلاف کی خواہش پوری کی جائے گی اور یہ چیلنج جو قائد ایوان نے دیا تھا اگر اسی وقت قائم مقام قائد حزب اختلاف یہاں پر بات کرنا چاہتے تو قائدایوان اس وقت بھی تیار تھے ۔ اس وقت پہلے خود انہوں نے ان کی موجودگی میں اس چیلنج کو قبول کرنے سے انکار کیا ۔ بعد میں انہوں نے حامی بھری ۔ تو جناب سپیکر ان کی خواہش پوری کی جائے گی ۔یہ مناظرہ ہوگا اور جو وقت دیا گیا ہے اسی کے اندر ہوگا ۔اور ان شاء اللہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ضرور کیا جائے گا۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر! آپ بھی یہیں موجود تھے ۔ آپ کے سامنے میں نے وہیں اسی دن اسی موقع پر یہی کہا تھا کہ اگر آپ یہ چاہتے ہیں تو اسی اجلاس کو آپ ایک ہفتے کے لیے بڑھا دیں تاکہ پتا چل جائے کہ اصل لوٹا کون ہے ۔اور اس کے بعد میں نے ایک اور offer دی تھی کہ لیاقت باغ سٹیڈیم میں رکھ لیں ۔ ان کو ان شاء اللہ پبلک اس وقت تک کچھ نہیں کہے گی ۔ نہ گھبرائیں ۔ آج ان کی

طرف سے ایک Press Statement آئی ہے اور بڑی عجیب قسم کی 'Press Statement' آئی ہے ۔ بات میرے ساتھ ہو رہی تھی ۔ طے ان کا میرے ساتھ ہوا اور اچانک انہوں نے جو نیا رخ موڑا ہے کہ وہ میاں نواز شریف صاحب سے مذاکرہ کرنا چاہیں گے ۔ پہلے مجھ سے تو کرلیں ' جس کے ساتھ انہوں نے ہاؤس میں commitment کی ہے ۔ مجھ سے پہلے فیصلہ کرلیں ۔ وہ تو بعد کی بات ہے ۔ اور دور کی بات ہے ۔ یا شاید پیپلز پارٹی نے کوئی اپنا بینڈ change کر لیا ہے ۔ انہوں نے محترمہ کی بجائے شاید ان کو کچھ کرنا شروع کیا ہے ' یہ ایک علیحدہ issue ہے ۔ یہ پیپلز پارٹی جانے اور ان کی الائنس پارٹی جانے ۔ لیکن آپ بھی یہاں موجود تھے ' میرے ساتھ یہی بات ہوئی تھی کہ وہ جو بھی مذاکرہ ہے وہ میرے ساتھ کریں گے ۔ اور میں اس کے لیے تیار ہوں ۔ ہر وقت تیار ہوں ۔ ان شاء اللہ ہر جگہ تیار ہوں ۔جب چاہیں مذاکرہ کریں ۔ میں نے ان کو بھاگنے نہیں دینا۔یہ وزیر صاحب بڑی کوشش کریں گے ۔ اور ان کا میڈیا کوشش کرے گا اور اس کا رخ موڑے گا کہ میاں نواز شریف صاحب کے ساتھ مذاکرہ کریں گے ۔ ان کے ساتھ کیوں کریں گے ۔بات تو میرے ساتھ ہوئی ہے ۔ اور اب چار دن رہ گئے ہیں ۔ مجھے بتائیں کہ اس کے لیے کیا انتظامات ہوئے ہیں ؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک اور بات clear کردیں کہ کہ آپ خود کرنا چاہتے ہیں میاں نواز شریف کے ساتھ نہیں یعنی یہ بات clear ہوگئی ۔ دوسری بات یہ clear کریں کہ ان کی طرف سے آیا ہے کہ ٹی وی پر مناظرہ ہوگا ۔ تو ٹی وی پر آپ مناظرہ کرنے کے لئے تیار ہیں ؟

چودھری پرویز الٰہی: جناب والا ! میں نے یہ کہا تھا کہ " live " ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاں " live " ۔

چودھری پرویز الٰہی: جناب والا ! میں نے کہا تھا کہ live telecast کو سٹیڈیم میں کرلیں ۔ ہم ان کو سٹیڈیم میں بٹھائیں گے اور ان کو خطرہ نہیں ہوگا ۔ ویسے تو سٹیڈیم میں جانے سے گھبراتے ہیں لیکن ان کو خطرہ نہیں ہوگا ۔ جب فیصلہ ہو جائے گا تو پھر ان کو ہم ان شاء اللہ پچھلے دروازے سے باہر بھجوا دیں گے ۔ اور اس سے پہلے ان کو کچھ نہیں ہوگا ۔ وہاں live telecast ہو ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاں live telecast ۔ شکریہ ! جی وزیر قانون صاحب ۔

وزیر قانون: جناب سپیکر ! سٹیڈیم کے حوالے سے یا میدانوں کے حوالے سے بات کرنے والی نہیں۔

یہ elected گورنمنٹ ہے ۔ اور محترم قائد ایوان بھی عوام کے ووٹوں سے منتخب ہو کر میدانوں میں بازاروں میں ' دیہاتوں اور شہروں سے اکثریتی ووٹ لینے کے بعد یہ PDF کی حکومت قائم ہوئی ہے ۔ میدانوں میں بھی عوام کی اکثریت ہمارے ساتھ ہے ۔ اور اس سلسلے میں اپوزیشن کی غلط فہمی نکل چکی ہے حلقے بھی اور آئندہ بھی نکل جائے گی ۔ رہ گئی بات ایوان کے اندر کی ' تو یہاں منتخب نمائندے بات کرتے ہیں اور دلائل کے ساتھ اپنا مؤقف منوانے کی کوشش کرتے ہیں ۔ وزیراعلیٰ کی موجودگی میں اس وقت آپ کے سامنے ساری اپوزیشن بھاگ گئی ۔ انہوں نے قائدایوان کی طرف سے کی گئی بات کے مقابلے میں اس وقت ان کے پاس کوئی دلیل نہیں تھی کہ بات کرتے۔ اب اگر ٹی وی کی بھی بات صحیح ہے تو ٹی وی پر live ہو ۔ وہ آئے گا اور عوام تک پہنچے گا ۔ اس لئے میں بار بار یہ عرض کررہا ہوں کہ محترم قائم مقام قائد حزب اختلاف کی خواہش ہم ضرور پوری کریں گے ۔ اور وہی صورت حال ان شاء اللہ پیدا ہو گی جو اس روز ایوان کے اندر صورت حال پیدا ہوئی تھی ۔ ان شاء اللہ ٹی وی پر live telecast کے ذریعے بھی وہی صورتحال عوام کے سامنے آئے گی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ ۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر ! سب سے پہلے تو میں آپ کی وساطت سے وزیر صاحب کو یہ کہوں گا کہ خدا کے فضل و کرم سے ہم بھاگنے والے نہیں۔ اور نہ ہی آج تک بھاگے ہیں اور میدان کے اندر رہیں گے ۔ ہر حال میں اندر رہیں گے ۔ یہ عوام سے کیوں گھبراتے ہیں ۔ کہتے ہیں کہ عوام نے ہمیں بہت ووٹ دیے تھے ۔ یہ پنجاب واحد کے وزیر اعلیٰ ہیں جن کو اپنے حلقے کے عوام نے دھتکار دیا ۔ وہاں سے منتخب نہیں ہوئے۔ اور دوسری بات میں یہاں عرض کردوں کہ یہ پیپلز پارٹی کو علیحدہ رکھ کر مجھ سے بات کریں ۔ اس لیے بعد میں الاؤنس ہوا ہے ۔جب ان کا الیکشن تھا تو الیکشن میں ان کی جو سیٹیں آئی ہیں وہ اٹھارہ سیٹیں آئی ہیں ۔ اور صرف 10 فیصد ووٹ انہیں ملے ہیں ۔ اور 90 فیصد پنجاب کے عوام نے ان کو رد کیا ہے ۔ لیکن اس کے باوجود اس ٹولے نے کوئی لالچ یا کوئی بدلے کی سیاست کی وجہ سے جو قبضہ کیاہے وہ ایک علیحدہ Issue ہے۔ اس دن بھی یہی بات ہوئی تھی کہ ایک ہفتہ extend کردیں اور بے شک ایک ہفتہ تک discussion کریں ۔ اور جناب والا ! اگر یہ اتنے عوامی بنتے ہیں ۔ یہ کہتے ہیں کہ عوام کے اندر ان کا بڑا اثر و رسوخ ہے اور کوئی تقریب یہ بغیر پولیس کے نہیں کر سکتے۔ اب تو ہاؤس کے اندر بھی یہ بغیر پولیس کے نہیں آسکتے۔ اگر عوام ان کے اتنے قریب ہے تو

میں تو اسی لیے کہہ رہا ہوں کہ قذافی سٹیڈیم میں کرلیں ' لیاقت باغ میں کرلیں' موچی دروازے میں کر لیں۔ یہ وہاں آجائیں۔ گھبراتے کیوں ہیں؟

وزیر قانون ، جناب سپیکر ! گھبرانے والی کیا بات ہے؟

سید ظفر علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے؟

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر ! آپ کی اجازت سے عرض کروں گا کہ محترم لاءمنسٹر صاحب نے کہا ہے کہ یہ اللہ کے فضل و کرم سے پی ڈی ایف کی حکومت ہے ۔ چونکہ جناب میں تھوڑا سا کمزور ہوں مجھے پی ڈی ایف کا پتہ نہیں۔ یہ جناب پی ڈی ایف سے کیا سمجھا جائے کہ Permanent Democratic Fraud یا something else (قہقہے) جناب والا ! اس کی pronunciation ذرا فرما دیں۔

MR DEPUTYSPEAKER. This is no point of order.

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف کا احترام کرتا ہوں۔ افسوس اس بات کا ہے کہ یہ ہر معاملے کو ذاتی level پر لیتے ہیں ' ذاتیات اور شخصیات کے حوالے سے criticise کرتے ہیں۔ قائد ایوان کے حوالے سے انھوں نے بات کی ہے کہ وہ اپنے ضلع میں ' اپنے علاقے میں دونوں سیٹوں پر الیکشن نہیں جیتے۔ تو محترم قائم مقام قائد حزب اختلاف اپنے ہی ضلع میں ایک نشست سے الیکشن ہارے۔ اور ان کے دوسرے بھائی جن کا میں بہت زیادہ احترام کرتا ہوں' آج وہ سینٹ کے ہمارے ملک کے ایک اعلیٰ ایوان ' سپریم ایوان کے ممبر ہیں ' وہ دو نشستوں پر اپنے ہی ضلع سے الیکشن ہارے۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب سپیکر ! عوامی مقبولیت کا یہ عالم ہے اور عوامی مقبولیت کے اس عالم میں ان کے ضلع میں بھی یہی صورت حال ہے۔ لیکن ضابطے کے دائرے میں رہ کر ' قانون کے دائرے میں رہ کر ' اخلاقیات کو سامنے رکھ کر مناسب فورم پر جو چیلنج دیا گیا ہے 'ہماری طرف سے یہ چیلنج دیا گیا ہے ' یہ چیلنج انھوں نے قبول کیا ہے۔ تو میں نے عرض کیا کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی اسی عرصے میں ہو جائے گا۔

چودھری پرویز الہیٰ، جناب والا! On a point of personal explanation :-

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ٹھیک ہے personal explanation -

چودھری پرویز الہیٰ، جناب سپیکر ! انھوں نے میرے حلقے کی بات کی ہے ۔ تو میں ان سے یہ

گزارش کر دوں۔ یوں تو یہ بہت سیاسی پتے ہیں۔ جو میری اور یجنل اور آبائی سیٹ ہے وہاں سے میں الیکشن جیت کر اس سیٹ پر آیا ہوں۔ اس میں جو کچھ ہوا میرے اور شجاعت صاحب کے بھی اخبارات میں بیان آتے رہے ہیں۔ اب بھی میں کہہ رہا ہوں۔ میں ڈرتا نہیں ہوں ۔ on the floor of the House میں کہہ رہا ہوں۔ میں صرف ایک Institution کی بات نہیں کر رہا۔ ایک جرنیل کی وجہ سے اس لیے کہہ رہا ہوں اور اس کے بارے میں اخبارات میں بھی ہم نے دیا اور وجہ کیا ہوئی؟ جناب! کبھی ایسا ہوا ہے کہ قومی اسمبلی کی سیٹ اگر کہیں ہاری جائے اور اس پارٹی کی حکومت قومی سطح پر رزلٹ آنے کے بعد یہ آجائے کہ حکومت ان کی نہیں بن رہی لیکن اس کے نیچے دونوں سیٹوں پر میاں عمران مسعود اور میں کامیاب ہو گئے۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ چودھری شجاعت میرے بڑے بھائی قومی اسمبلی سے ہار جائیں اور نیچے میں بھی کامیاب ہو جاؤں ۔ دونوں سیٹوں کے اوپر جبکہ اوپر والی سیٹ ہم lose کر چکے ہوں ۔ میں بھی جیت جاؤں اور دوسری سیٹ پر میاں عمران صاحب بھی جیت جائیں۔ دونوں سیٹیں ہم جیت جائیں۔ تو وہاں اس کا یہ ایک علیحدہ issue ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، ایک منٹ ' مجھے بات کرنے دیں۔ دیکھیں ' آپ نے اس وقت صوبائی اسمبلی کے اس ایوان کی صورت حال ایسی بنا دی ہوئی ہے جیسے گھر میں عورتیں ایک دوسرے کو طعنے دیتی ہیں۔ آپ کم از کم اس ہاؤس کے تقدس کا خیال کریں۔ کوئی ایسی بات کریں۔ یہ تو بالکل آپ ایسے level پر آگئے ہیں کہ ایک دوسرے کے ذاتی کاروبار اور اس کے الیکشن کے مسئلے جو ہیں اس بارے میں آپ بات کر رہے ہیں۔

چودھری اعجاز احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کا بھی یہی مسئلہ ہو گا؟ میں نے کوئی ایسا پوائنٹ آف آرڈر نہیں دیکھا جو reasonable ہو ماسوائے آج جو ظفر علی شاہ صاحب نے ایک کیا تھا۔ اس کے بعد beating about the bush ہمارا دن یہی بات ہوتی رہتی ہے۔ بات کوئی اور کرنی ہوتی ہے پوائنٹ آف آرڈر اور بات کوئی اور کر دی جاتی ہے۔ میں اس کو discourage کرتا ہوں۔ برائے مہربانی آئندہ آپ اس ہاؤس کا خیال کریں۔ جی فرمائیے۔

چودھری اعجاز احمد، [**********]

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ This is no point of order. I expunge it. Have a seat please.Have a seat please. اب میں نے اتنی تقریر کی ہے کہ آپ پر کوئی اثر نہیں ہوا ہے۔

چودھری اعجاز احمد، لاء منسٹر صاحب صرف 600 ووٹ سے جیتے ہیں۔

مسئلہ استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر، او کیا باتیں کرتے ہو؟ کوئی چار سے بھی جیت جاتا ہے۔ کوئی پانچ سے بھی جیت جاتا ہے۔ 500، 600، وہ elect ہو گیا۔ یہ باتیں اس ہاؤس میں کرنے کی ہیں؟ جی اب ہم Privilege motion لیتے ہیں۔

سید ظفر علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی سید ظفر علی شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ رول 68 کی طرف دلاؤں گا اور 68 کے حوالے سے پھر 65 جس کی رو سے میں نے ایک adjournment motion move کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہ، وہ تو اب آگے آئے گی۔ جب وہ آئے گی۔ اب تو ہم Privilege Motion پر ہیں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب! میں عرض کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہ، نہ۔

سید ظفر علی شاہ، جناب! رول 68 کو صرف دیکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہ۔ adjournment motion کی اگر بات ہے تو پھر جب ہم وہاں پہنچیں گے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب! میں عرض کر دوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہ۔ دیکھیں نا اگر تحریک استحقاق کا کوئی مسئلہ ہے تو پھر آپ لے لیں۔

*****(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر کارروائی سے حذف کر دیا گیا)

سید ظفر علی شاہ، اچھا' میں کچھ نہیں کرتا۔ صرف رول 68 کو آپ ہی پڑھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہ' نہ۔ میں پھر پڑھ لوں گا۔ ٹھیک ہے مہربانی۔ شکریہ

سید ظفر علی شاہ، تو پھر Privilege Motion کے بعد اس کو لے لیں کیونکہ important adjourment motion ہے میں اس لیے جناب کو عرض کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں privilege motion پہلے لے لوں۔ اب بتائیں جی کل ہم کہاں تھے؟

آوازیں، تحریک استحقاق نمبر 6 ڈاکٹر شیلا بی چارلس۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تحریک استحقاق نمبر 6 ڈاکٹر شیلا بی چارلس۔ جی وزیر قانون صاحب۔

تحریک نجات کے دوران حزب اختلاف کے اراکین کے خلاف انتقامی کارروائی

(----------جاری)

وزیر قانون، جناب سپیکر! کل کوئی تقریباً گیارہ تحاریک استحقاق پیش کی گئی تھیں اور ان کا ابھی مجھے جواب دینا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں' کل میرا خیال ہے کہ فاضل اراکین نے ایک ہی nature کی جو گیارہ تحاریک استحقاق تھیں وہ پڑھ دی تھیں اور short statement دے دی تھی لیکن وزیر قانون جب بیان دینے لگے تھے تو اس وقت فیصلہ ہوا کہ یہ بھی اکٹھا ہی ان سب کا جواب دے دیں گے۔ تو اب انھوں نے جواب دینا ہے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! یہ فیصلہ نہیں ہوا تھا۔ وزیر قانون بیٹھے رہے تھے۔ انھوں نے کوئی جواب نہیں دیا چنانچہ سپیکر صاحب نے ان تمام تحریکوں کو اس وجہ سے موخر کر دیا' فیصلے ان کے reserve رکھ لیے کہ موہل صاحب نے اس سے پہلے اسی قسم کی دو تحریکوں پر اپنا فیصلہ محفوظ رکھا ہے۔ ان کے admission کا بھی انہی کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب یہ اگر گورنمنٹ کی طرف سے جواب دے دیں۔

سید تابش الوری، انھوں نے اپنا right استعمال ہی نہیں کیا اور یہ judgement انھوں نے reserve کر دی اور یہ کہا کہ ایسا نہ ہو کہ ہمارا فیصلہ مختلف ہو جائے۔ اس لیے اسی کے ساتھ موہل صاحب

کا بھی فیصلہ کریں گے۔ تو یہ فیصلے کے لیے reserve ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ مجھے پتہ ہے۔ لیکن اگر وہ گورنمنٹ کا نقطۂ نظر بیان کر دیں۔

سید تابش الوری، جناب! جب وہ وقت گزر گیا۔ انھوں نے استعمال نہیں کیا۔ وہ اٹھے نہیں۔ انھوں نے right مانگا نہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی میں پوچھتا ہوں کہ انھوں نے وہ right استعمال کیا ہے یا نہیں کیا؟ میں اس وقت نہیں تھا۔

سید تابش الوری، جناب! اگر آپ اس وقت نہیں تھے تو آپ سیکرٹری صاحب سے پوچھیں۔ اس پر ایک رولنگ ہو گئی ہے اور اب اس رولنگ کے بعد ان کو کوئی حق نہیں ہے اور یہ آپ سے بہتر کوئی نہیں جانتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں حق نہیں دے رہا۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ بھئی! کیا صورت حال تھی؟ آپ نے اپنا وہ right ختم کر دیا تھا؟ کیا صورت حال تھی؟ تو وزیر قانون صاحب ان کا یہ مقصد ہے کہ جب یہ تحاریک پیش ہوئیں تو آپ نے oppose نہیں کیا۔ آپ نے اپنا right ضائع کر دیا۔ اب چونکہ آپ نے کل اس پر اپنا right استعمال نہیں کیا۔ آج آپ اس کو کیسے کریں گے؟ کیونکہ اب تو فیصلہ ہونا ہے۔ یہی نکتہ ہے؟

سید تابش الوری، جی، یہی ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! قائم مقام قائد حزب اختلاف نے اپنی تحریک پر short statement ختم کی میں اس وقت کھڑا ہوا میں نے اس کا جواب دینا چاہا آپ نے مجھے اجازت دی لیکن اس وقت کچھ اراکین اپوزیشن نے یہ کہا کہ ان کی تحاریک استحقاقات اس سے ملتی جلتی ہیں اس لیے انہیں بھی اپنی اپنی تحاریک پیش کر لینے دی جائیں تاکہ ایک نوعیت کی جو تحاریک ہیں یہ تسلسل کے ساتھ ایوان کے سامنے آجائیں اس بات کو ہم نے قبول کیا تھا کہ وہ اپنی تحاریک ایک تسلسل کے ساتھ پیش کر لیں اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ جو میں نے جواب دینا چاہا تھا اور آپ نے مجھے جواب دینے کی اجازت دی تھی میں نے اس right کو forego کر دیا ہے۔ جناب سپیکر۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ یہ اپنی تحاریک پیش کر لیں اس کے بعد گورنمنٹ کی طرف سے تمام تحاریک پر ایک ہی وقت میں موقف سامنے

آ جائے گا اور اس کے بعد آپ اپنا فیصلہ کر لیں گے اور چیئر سے بھی یہی فیصلہ ہوا کہ تمام تحاریک کا فیصلہ جناب ڈپٹی سپیکر صاحب ایک ہی وقت میں کریں گے اب جب جناب نے فیصلہ کرنا ہے اگر ان تحاریک پر آپ کے سامنے گورنمنٹ کا کوئی موقف نہیں اور اس وقت دو تحاریک پہلے پیش ہوئی تھیں ان گیارہ تحاریک کے حوالے سے گورنمنٹ کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا اور جواب کے بغیر جناب سپیکر فیصلہ کیسے مناسب ہو گا اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرا یہ حق محفوظ ہے کہ آپ ان تحاریک پر فیصلہ کرنے سے قبل گورنمنٹ کا موقف سن لیں ------

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ موقف بیان کریں۔

وزیر قانون ، شکریہ جناب سپیکر۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں ان کو گورنمنٹ کا موقف بیان کرنے کی اجازت دیتا ہوں ۔

سید تابش الوری ، جناب والا ! میں نے پوائنٹ آف آرڈر پیش کیا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے آپ کے اس پوائنٹ آف آرڈر پر تو فیصلہ کر دیا ہے اس کے علاوہ اور کوئی پوائنٹ آف آرڈر ہے تو آپ کریں ۔

سید تابش الوری ، جناب والا ! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ رولنگ کے بعد --------

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں ۔ میں نے پہلے آپ کی بات سنی تھی -------

سید تابش الوری، یہ تو جناب رامے نے رولنگ دی ہے ۔ دیکھیں رولنگ کے بعد آپ اسے re-open نہیں کر سکتے ۔ اگر آپ کریں گے تو آپ کی یہ ساری کاروائی پارلیمانی روایات کے خلاف ہو گی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، وزیر قانون صاحب ۔ آپ اپنا موقف بیان کریں ۔ (قطع کلامیاں)

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر ، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اچھا چلو سید ظفر علی شاہ صاحب ۔ اگر تو یہ میری رولنگ کے متعلق ہے تو میں اسے dis-allow کروں گا ۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر ! آپ نے رولنگ دے دی اور آپ نے معزز وزیر قانون کو اجازت دے دی ہے آپ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ ان کا موقف سننے کے بعد ان تمام حضرات نے جنہوں نے

تحاریک استحقاقات پیش کی ہیں ان کو دوبارہ آپ کو سننا پڑے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ٹھیک ہے ۔ ظفر علی شاہ صاحب کی یہ بات ٹھیک ہے اگر کسی کو بات تسلیم نہ ہو تو اپنا موقف دوبارہ بیان کر سکتے ہیں ۔ جی وزیر قانون صاحب ۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر ! میں آپ سے گزارش کروں گا ۔ میں جناب رامے صاحب کی رولنگ کا ذکر کر رہا ہوں آپ اسے بھی منگوا لیجیے اور اسے پڑھیے انہوں نے رولنگ دے کر dispose of کر دیا ہے اب آپ اس کو re-open کر رہے ہیں اور اس طرح سے ــــــــــ

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی ایس ۔ اے حمید صاحب ۔

جناب ایس ۔ اے حمید ، جناب سپیکر ! آپ سے زیادہ رولز کو کوئی نہیں سمجھتا ۔ مجھے یہ جا دیں کہ جب سپیکر کی کرسی پر بیٹھ کر سپیکر یہ بات کہے کہ کل منظور مولی صاحب ڈپٹی سپیکر اس کے بارے میں اعلان کریں گے اپنا فیصلہ announce کریں گے اور اس کے اوپر وزیر قانون کسی قسم کا کوئی اعتراض نہ کریں تو پھر اس کے بعد آپ ان کو فلور دے سکتے ہیں ۔

ناب ڈپٹی سپیکر ، دیکھیں ۔ بات تو وہی ہو گئی میں نے آپ کی بات سنی ان کی بات سنی اور سننے کے بعد میں نے اپنی رولنگ دی ہے ٹھیک ہے آپ کو وہ راس نہیں آتی لیکن میں نے اپنی ایمان داری سے رولنگ دی ہے ۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ایس اے حمید ، نہیں یہ قانون کے خلاف بات ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں ۔ بات تو یہی ہے کہ میں رولنگ دے چکا ہوں ۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا ! نہ تو کسی قاعدے قانون میں ایسی بات ہے کہ right ختم ہو جائے گا نہ تو جناب لکھا ہوا ہے کہ forthwith قرار دیا جائے گا نہ تو جناب کوئی ایسی روایات ہی ہیں جس قسم کا یہ ذکر کر رہے ہیں اور یہ نئی روایات ڈالنا چاہتے ہیں جب تک فیصلہ نہ ہو اس میں لکھا ہوا ہے کہ shall give the reply ۔ منسٹر نے تو لازمی جواب دینا ہے ۔ جواب کے بغیر تو جناب کا فیصلہ یک طرفہ ہو جائے گا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں ۔ وہی میں نے فیصلہ کیا ہے ۔

چودھری محمد وصی ظفر ، کسی بھی عدالت میں ایک طرف کی بات سن کر فیصلہ نہیں کیا جاتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ۔ مہربانی ۔ ——— جی وزیر قانون ۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر ! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے ان تحاریک پر بات کرنے کا موقع دیا ہے اور مجھے گورنمنٹ کا مؤقف پیش کرنے کی اجازت دی۔ جناب سپیکر یہ تمام تحاریک تقریباً ایک ہی نوعیت کی ہیں اور یہ ساری تحاریک نام نہاد تحریک نجات کے حوالے سے ہیں اور اپوزیشن نے 11 ۔ اکتوبر کی Call کے ذریعے جناب سپیکر عوام کی منتخب کردہ آئینی قانونی اور جمہوری حکومت کو dis-stabilise کرنے کے لیے غیر آئینی اور غیر قانونی ہتھکنڈے استعمال کرنے کا فیصلہ کیا اور اپوزیشن قیادت کی طرف سے ایسے اعلانات اور ایسے بیانات اخباروں میں آئے اشتہارات آئے ۔ statements آئین جس کے تحت انہوں نے قانون کو ہاتھ میں لینے کا فیصلہ کیا انتظام اور حکومتی نظم و نسق درہم برہم کرنے کا فیصلہ کیا اور جناب سپیکر انہوں نے اس آئینی حکومت کو dis-stabilise کرنے کے لیے ہر غیر قانونی ہتھکنڈا استعمال کرنے کا فیصلہ کیا اور حکومت نے اور انتظامیہ نے اس نام نہاد تحریک کے حوالے سے ملک کی اندر محاذ آرائی کے فضا ختم کرنے کے لیے جو اقدامات کیے ———

جناب ایس ۔ ایے حمید ، جناب سپیکر ! یہ بار بار نام نہاد کا لفظ استعمال کر رہے ہیں ———

جناب ڈپٹی سپیکر ، میرا مطلب یہ ہے کہ آپ کی طرف سے یہ ایک جائز تحریک تھی مگر وہ اپنے نقطہ نظر سے کہتے ہیں کہ یہ ٹھیک نہیں تھی

چودھری پرویز الہیٰ ، جناب سپیکر! اس نام نہاد لفظ کو آپ expunge فرمائیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ ذرا ———

سید تابش الوری ، جناب سپیکر ! یہ نام نہاد کا لفظ انہوں نے بار بار استعمال کیا ہے' آپ اسے expunge فرمائیں

جناب ڈپٹی سپیکر ، وزیر قانون صاحب! آپ بھی ذرا ان کے جذبات کی قدر کریں ۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر ! حکومت نے امن عامہ بحال رکھنے کے لیے اور صورت حال قابو میں رکھنے کے لیے اور عوام کو خون خرابہ سے بچانے کے لیے ایسے اقدامات کیے ہیں جن پر انہیں اعتراض اور اختلاف ہے اور وہ تمام تر اقدامات قانونی تھے۔ آئین کے دائرے میں تھے ۔ اس لیے حکومت اور

انتظامیہ کی طرف سے وہ اقدامات کیے گئے جن کے حوالے سے انہوں نے یہ تحاریک پیش کی ہیں۔ اب چونکہ وہ اقدامات جائز تھے اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کی تحاریک استحقاقات قابل پذیرائی نہیں اور اس کے لیے میں آپ کے سامنے مثالیں بھی پیش کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اخبارات میں اشتہارات دیے کہ کوئی پہیہ نہیں چلے گا۔ کوئی دفتر نہیں کھلے گا۔ کوئی بازار نہیں کھلے گا۔ یہ عوام کا حق ہے کہ وہ اپنا کاروبار زندگی جاری رکھیں۔ دفتروں میں سرکاری ملازمین کا آنا اور عوام کا اپنے معاملات حل کرنے کے لیے آنے کا قانونی اور آئینی حق ہے۔ بازار کھول کر تجارت کرنا اور عوام کا وہاں آ کر اپنی سہولتوں کے لیے بازاروں میں پہنچنا عوام کا حق ہے اور انہیں اس حق سے روکنے کے لیے جو بھی سازش کی جائے گی ایسے شرپسندوں کے خلاف حکومت کی کاروائی آئینی' قانونی اور انتظامی ذمہ داری ہے۔ اس لیے ان اقدامات کے خلاف تحاریک استحقاقات کا کوئی جواب نہیں اور میں یہ آپ کے لیے اور ریکارڈ کے لیے پیش کرتا ہوں اور اس کے بعد ایک دوسرا اشتہار اخبار "جنگ" میں مورخہ 5 اکتوبر کو شائع ہوا۔ اس میں یہ کہتے ہیں کہ دکانیں دفاتر کارخانے اور دوسرے ادارے بند رکھیں سڑکوں پر کوئی موٹر سائیکل' کار' رکشہ' ویگن نہ لائیں تو اس قسم کی دھمکیاں دینا اور یہ اظہار کرنا کہ ہاتھوں میں ڈنڈے لے لیں گے نے لیں اور جو کوئی ہمارے راستے میں آئے گا انتظامی کام کرنے کی کوشش کرے گا اس کی ٹانگیں توڑ دی جائیں گی اس کے بازو توڑ دیے جائیں گے۔ جناب سپیکر یہ پانچ اکتوبر کا روزنامہ "خبریں" ہے ایک ہاتھ میں ڈنڈا رکھیں دوسرے کو مکا بنا لیں اور ٹانگیں توڑ دیں جناب سپیکر! یہ اپوزیشن قیادت ہے اور ان کی یہ قیادت جناب سپیکر عوام سے محبت کا ثبوت ہے ----

کہ ٹانگیں توڑنے کی Statement قیادت دیتی ہے۔ اور اس صورت حال کو کنٹرول کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اس کنٹرول کے خلاف اور ان اقدامات کے خلاف کوئی تحریک استحقاق قابل پذیرائی نہیں اور نہ ہی رول 55 کے تحت آتی ہے۔ جناب سپیکر' ان کی اہلیت یہ ہے کہ یہ کہتے ہیں "ہم اپنے سامنے کوڑے لگوائیں گے" (شیم شیم) جناب سپیکر' یہ حالت ہے ان کی ذہانت کی۔ جناب سپیکر' ایک دوسری خبر کا تراشا "اسلام آباد جائیں گے' حکم رانوں کو کان سے پکڑ کر نکال دیں گے" جناب سپیکر' یہ ان کے ظرف کی حالت ہے۔ (شیم شیم) جناب سپیکر' اسی دوران انتظامیہ نے محاذ آرائی کی فضا کو کنٹرول کرنے کے لیے جب مختلف اقدامات کیے تو پٹرول بم پکڑے گئے۔ جناب سپیکر' کلاشنکوفیں اور اسلحہ پکڑا گیا۔ یہ کلاشنکوفیں اور یہ پٹرول بم کا استعمال کرنا اور وہ بھی کس کے خلاف' اپنے ہی ملک

کے خلاف ۔ اپنی ہی انتظامیہ کے خلاف ' جناب سپیکر ' یہ کوئی جمہوری حق نہیں اور اس کے بعد اسلحہ ' غلیلیں ' آتش گیر مادہ یہ پکڑا بھی گیا اور انہوں نے فیصلہ کیا پچاس پچاس کارکن دس دس کار کن کی ٹیمیں نکلیں اور سڑک پر جو گاڑی آئے اس کے شیشے توڑ دیں ' اس پر پتھر پھینکیں ' اس کے پہیوں کے اوپر فائرنگ کریں۔ اور جناب سپیکر ' یہ اقدامات عوام کو اپنے معمولات زندگی جاری رکھنے کے خلاف ایسی سازشیں ہیں ۔ در اصل گیارہ اکتوبر کی وہ تحریک جس کو وہ نجات کا نام دیتے ہیں ' یہ جمہوریت کے خلاف ایک سازش تھی ۔ اور حکومت نے فیصلہ دیا کہ جمہوریت کے خلاف کوئی سازش کامیاب نہیں ہونے دی جائے گی ۔ کوئی تحریک کامیاب نہیں ہونے دی جائے گی ۔ جناب سپیکر ' بات ہوئی کل اہلیت کی ' کون قابل ہے ' کون لائے تھے ' خراج تحسین پیش کرتا ہوں ان کی اہلیت کو ' ان کی قابلیت کو کہ گیارہ ستمبر یوم وفات قائد وہ ہستی جس نے ہمیں یہ ملک لے کر دیا جس کی صلاحیتوں کے بدلے جس کی کاوشوں اور فیصلوں کے بدلے ' جس کی تحریک کے بدلے ' جس کی ہمت اور حوصلے کے بدلے آج ہماری یہ عزت ہے ۔ ہم اس ایوان میں بیٹھے ہیں ۔ اس قائد کا یوم وفات ہمارے لیے مرنے اور افسوس کا دن ہے ۔ دکھ اور رنج و الم کا دن ہے ۔ ان کی قیادت ' ان کی اہلیت اور ان کی قابلیت یہ کہتے ہیں کہ یہ یوم نجات ہے ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، پوائنٹ آف آرڈر ' جناب سپیکر ! [**********]

MR DEPUTY SPEAKER: I rule it out.

وزیر قانون، [**********] (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز ۔

چودھری صداقت علی ، [*********] قطع کلامیاں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ الفاظ جو جناب انعام اللہ نیازی سے لے کر اب تک استعمال کیے گئے ہیں وہ سب میں ایوان کی کارروائی سے حذف کرتا ہوں ۔

وزیر قانون، جناب سپیکر ! میری ایک گزارش ہے کہ آپ جو کارروائی حذف کرتے ہیں وہ ایوان کے ریکارڈ سے تو حذف ہو جاتی ہے لیکن اخبارات میں آ جاتی ہے ۔ آپ پریس کو یہ بھی ہدایات جاری

*****(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر کارروائی سے حذف کر دیا گیا)

کریں کہ وہ ہمارے لیے قابل احترام ہیں لیکن جو کارروائی حذف ہوتی ہے وہ اخبارات میں نہیں آنی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں پریس والوں کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ جو کارروائی حذف ہو جائے اور جب وہ ایوان کی کارروائی کا حصہ ہی نہیں ہوتی تو اس کو اخبارات میں بھی زینت کے طور پر شائع نہ کیا جائے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اگر ان کے جذبات مجروح ہوئے ہیں تو میں کوشش کروں گا کہ میری اپنی طرف سے جو ریمارکس ہوں ان سے ان کے جذبات مجروح نہ ہوں۔ میں ان کے جذبات مجروح نہیں کرنا چاہتا۔ یہ جو باتیں میں نے کی ہیں یہ انہی کی سٹیٹمنٹ تھی جو میں نے آپ کے سامنے quote کی ہیں ۔ یہاں صورت حال یہ ہے کہ انہوں نے خود تسلیم کیا کہ یہ حکومت منصفانہ انتخابات کے نتیجہ میں قائم ہوئی ہے اور پھر انہوں نے قومی اسمبلی میں بھی یہ تقریر کی کہ کوئی لانگ مارچ یا ٹرین مارچ نہیں ہو گا۔ ہم عوام کو سڑکوں پر نہیں لائیں گے ۔ لیکن اپنی ہی تقاریر کے خلاف جب انہوں نے فیصلہ کیا اور یہ کہا کہ ہاتھوں میں ڈنڈے اور مکے لے کر اور بغلوں میں ریوالور اور اسلحہ لے کر آتش گیر مادہ اور پٹرول بم لے کر نکل پڑیں اور ہر طرف امن عامہ کی صورت حال کو خراب کر دیں ، دکانیں بند کروا دیں۔ ہسپتالوں کو بھی بند رکھیں ۔ جناب سپیکر ! کس لیے ؟ اس لیے کہ ان کے علاج کے لیے انہیں تو سہولتیں میسر ہیں ۔ لیکن یہ نہیں چاہتے تھے کہ غریب عوام ہسپتالوں تک پہنچ سکیں ۔ انہیں رکشا نہ ملے ، انہیں ویگن نہ ملے ، انہیں وقت نہ ملے ، وہ ہسپتال میں نہ جائیں ۔ اس لیے کہ ہسپتال نہیں پہنچیں گے ، بیمار نہیں پہنچے گا ، زخمی نہیں پہنچے گا تو مرے گا۔ غریب مرے گا ۔ ان بڑوں کا تو کچھ نہیں جائے گا۔ حکومت نے فیصلہ کیا کہ نہیں ہسپتال بھی کھلیں گے ، پہیہ بھی چلے گا ، ویگن بھی چلے گی ، رکشا بھی چلے گا ۔ اس مقصد کے لیے امن عامہ کو کنٹرول رکھنے کے لیے حکومت نے جو اقدامات کیے وہ Privilege Act اور Rules کے خلاف نہیں تھے ۔ اس لیے یہ تحاریک استحقاق قابل پذیرائی نہیں ۔ جناب سپیکر! میں آپ کے سامنے ایک اور بات رکھتا ہوں کہ اس تحریک کے بدلے 3 جانیں مختلف مقامات اور 8 جانیں مختلف مقامات پر ضائع ہوئیں ۔ اس تحریک کے بدلے یہ لاشیں حاصل کرنا چاہتے تھے ۔انہیں کندھوں پر اٹھائیں اور بازاروں میں ایسا ماحول پیدا کریں کہ حکومت اس سے exploit ہو اور یہ جمہوریت ختم ہو ۔

جناب عثمان ابراہیم ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ عثمان ابراہیم پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ۔

جناب عثمان ابراہیم ۔ جناب سپیکر ! وزیر قانون صاحب گزشتہ 15 منٹ سے تحریک نجات کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں جبکہ اس وقت زیر موضوع ہماری تحریک استحقاق ہے ۔ یہ کل گیارہ تحاریک استحقاقات ہیں ۔دو کا پہلے یہ جواب دے چکے ہیں ۔ ان کا انہوں نے specific جواب دیا تھا ۔ آج جو انہوں نے دلائل دیئے ہیں ان میں سے ایک بھی دلیل اس وقت انہوں نے نہیں دی جب وہ ہماری پہلی دو تحاریک پر جواب دے رہے تھے ۔ اب یہ جو گیارہ تحاریک ہائے استحقاقات identical آئی ہیں ان کے جواب میں یہ دوسرے دلائل دے رہے ہیں ۔ تو میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کیا وہ پہلے والے دلائل غلط تھے یا جو اب دے رہے ہیں وہ غلط ہیں ؟ انہوں نے specifically indirectly یہ تسلیم کیا ہے کہ ہماری تحاریک ہائے استحقاقات صحیح تھیں ' درست تھیں اور انہوں نے اپنی حکومت کو برقرار رکھنے کے لیے پولیس کو تشدد کرنے کی غیر قانونی کھلی چھٹی دی ہے اور ہمارے آئینی حق کو روکنے کے لیے انہوں نے یہ پولیس تشدد کیا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ جی' شکریہ۔ تشریف رکھیں ۔ وزیر قانون صاحب! آپ ذرا اس کو relevant لے لیں اور جلدی کریں کیونکہ ہم نے اس پر فیصلہ بھی کرنا ہے ۔

چودھری پرویز الٰہی ۔ جناب والا ! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ چونکہ میری تحریک استحقاق تھی اور دوسرے ساتھیوں کی بھی تحاریک ہائے استحقاقات تھیں لہذا وزیر قانون کے بعد ہمیں بھی وقت دیا جائے تاکہ ہم اس پر بات کر سکیں ۔ انہوں نے کئی ایک ایسی باتیں کہی ہیں جن کا وجود ہی نہیں۔ اور ان تحاریک ہائے استحقاقات کے حوالے سے وہ relevant بھی نہیں ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ میرے خیال میں آپ کو اظہار خیال کی اجازت دے دی جائے گی ۔

سید ظفر علی شاہ ۔ جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ جی فرمائیں ۔

سید ظفر علی شاہ ۔ جناب والا ! لیڈر آف اپوزیشن کو تو آپ نے فرما دیا ہے کہ بولنے کی اجازت دے دی جائے گی ۔ جنہوں نے تحریک استحقاق پیش کی ہو ان کا تو ویسے بھی حق ہوتا ہے کہ اس پر بات

کریں ۔ میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ چونکہ وزیر قانون صاحب تحاریک کی مخالفت میں بول رہے ہیں اور انہوں نے اس پر اپنا ایک تفصیلی مؤقف بیان کیا ہے ۔ یہ ان کا حق ہے ۔ اسی طرح میں بھی اپنا حق محفوظ رکھتا ہوں کہ میں اپنی اس تحریک کے حق میں اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کیونکہ تحریک ہماری طرف سے پیش ہوئی ہے اور بہت سی ایسی باتیں ہیں جن کا جواب دینا ضروری ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ٹھیک ہے ۔ جی وزیر قانون !

وزیر قانون، جناب سپیکر ! انہیں تو کچھ بھی relevant نہیں لگتا ۔ جب تک یہ حکومت میں نہیں آتے تو ان کے لیے حکومت کا یا عام زندگی کا کوئی عمل relevant نہیں۔ relevant تو وہ بات ہے جو انہیں اقتدار میں لے کر آئے ۔ لیکن میں نے پہلی دو تحاریک میں جو دلائل دیے تھے وہ بھی میرے موقف کا حصہ ہیں اور آج جو بیان کر رہا ہوں یہ بعد میں آنے والی تحاریک کے حوالے سے میرے جواب کا حصہ ہیں ۔ یہ کہتے ہیں کہ حکومت یہ اقدامات نہ کرتی اس لیے کہ ان کی قیادت کہتی ہے کہ اگر کارکن رہا نہ ہوئے تو ہم جیلیں توڑ دیں گے ۔ یہ روزنامہ "جنگ" ہے ۔ یہ آپ کے ریکارڈ کے لیے ہے اس کو ملاحظہ فرمائیں ۔

(اس مرحلہ پر وزیر قانون نے روزنامہ "جنگ" کا تراشہ لہرایا)

جناب سپیکر ! یہ جیلیں توڑنے کی بات کریں ، سازش کریں اور جو شرپسند جمع ہو کر جیلیں توڑنے کی بات کریں ان کے خلاف حکومت کارروائی نہ کرے تو پھر حکومت عوام کے لیے امن و عامہ کا پرامن ماحول کیسے فراہم کرے گی ؟ حکومت نے جو اقدامات کیے وہ عوام کے تحفظ کے لیے ، ان کے کاروبار زندگی کے تحفظ کے لیے اور ان کے معمولات زندگی جاری رکھنے کے لیے کیے ہیں ۔ اس لیے یہ ان اقدامات کے بارے میں بے شک اپنی جگہ پر تنقید کرتے رہیں لیکن ان کا اقدامات کا استحقاق مجروح ہونے کے حوالے سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کے بعد میں عرض کر رہا تھا کہ یہ ملک میں خون خرابہ پیدا کرنا چاہتے تھے ۔ ابھی دو روز پیشتر اس ایوان میں آپ نے تقریر سنی ۔ محترم ، میرے لیے قابل احترام قائد حزب اختلاف اس ایوان میں بیٹھ کر کہتے ہیں ، اس ایوان میں on the floor of the House انہوں نے یہ بات کی کہ اب سرکاری تنخواہیں لینے والوں کی لاشیں اٹھیں گی ۔ یہ کون ہیں ؟ اگر کسی نے سرکاری وردی پہنی ہو یا کوئی سرکاری تنخواہ لیتا ہو تو کیا وہ سب پاکستانی نہیں ہیں ؟

سید ظفر علی شاہ ، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سید ظفر علی شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ۔

سید ظفر علی شاہ ۔ جناب سپیکر! محترم وزیر قانون صاحب جو تحاریک ہائے استحقاقات پیش ہوئی ہیں ان پر اپنے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں ۔ انہیں ان کو مدنظر رکھنا چاہیے ۔ اور میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تمام تحاریک استحقاقات جو پیش ہوئی ہیں وہ 7,8,9,10 اور 11 اکتوبر کے درمیان کے واقعات کے بارے میں ہیں ۔ اگر یہ ان واقعات کے بارے میں بات کرنا چاہیں تو کریں لیکن وہ واقعات جو ان تحاریک ہائے استحقاقات سے متعلق نہیں ان پر یہ بات نہ کریں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ ۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر ! میں شاہ صاحب کی بات تسلیم کرتا ہوں اور اس حوالے سے بالکل تسلیم کرتا ہوں ۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر! میں آپ سے مؤدبانہ گزارش کروں گا کہ جب ہم تحاریک استحقاق پڑھ رہے تھے تو وزیر صاحب کا وجود تو یہاں موجود تھا لیکن ذہن کہیں اور تھا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اب تک جتنی تقریر کی ہے اس میں ایک پوائنٹ ایسا نہیں دیا ۔ کیونکہ جتنی تحاریک ہائے استحقاقات ہیں اور جتنی پولیس نے ہمارے ایم پی ایز کے گھروں میں جا کر کارروائی کی ہے وہ 11 اکتوبر سے پہلے کی ہے ۔ اور یہ ساری تبلیغ 11 والے دن کی کر رہے ہیں ۔ جبکہ اس کا کوئی تعلق ہی نہیں۔ میں ان کی باتوں کا بعد میں جواب دوں گا لیکن کم از کم جو ہاؤس میں کارروائی ہو رہی ہو اس کو یہ دھیان سے تو سن لیا کریں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی وزیر قانون صاحب !

وزیر قانون ، جناب سپیکر! اس یاددہانی کا بھی شکریہ ۔ اس لیے کہ جس آئینے کی بات کی جا رہی ہے اور 11 سے پہلے کی بات کی جا رہی ہے یہ میں نے 5,6 اکتوبر اور 11 اکتوبر اس کے بعد آتی ہے ' اس کے حوالے سے قیادت کے جو بیانات ہیں یہ میں نے شاہ صاحب کے مؤقف کے مطابق آئینہ ہی دکھانے کے لیے پیش کیے ہیں ۔ اور یہاں پر جو تقاریر ہوئیں یہ ان کے ذہنوں کی عکاسی کرتی ہیں کہ 11 اکتوبر کے لیے ان کی منصوبہ بندی کیا تھی ۔ یہ کس حوالے سے ملک کے اندر ' صوبے کے اندر

بالخصوص صوبہ پنجاب کے اندر یہ کس طریقے سے خون خرابہ چاہتے تھے ۔ یہ کس طریقے سے محاذ آرائی اور ہنگامہ آرائی چاہتے تھے ۔ ------

میاں عبدالستار : پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ میاں عبدالستار صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ۔

میاں عبدالستار ۔ جناب سپیکر ! میں تو یہ سمجھتا تھا کہ فاضل وزیر قانون آپ کی بات کو مان لیں گے اور جو آپ نے فیصلہ دیا ہے اس پر پابندی کریں گے۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ کسی بھی ایک تحریک استحقاق کا یہ to the point جواب نہیں دے رہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ پوائنٹ آف آرڈر تو پہلے ہو چکا ہے اور میں نے ان سے کہہ دیا ہے کہ relevant رہیں ۔

میاں عبدالستار : تو پھر آپ ان سے اپنے حکم پر عمل درآمد کیوں نہیں کرواتے؟ اگر یہ صرف اونچی آواز میں بات کرنا چاہتے ہیں تو ان سے زیادہ ہم اونچی آواز میں بات کر سکتے ہیں ۔ لیکن یہ کوئی طریقہ نہیں کہ سپیکر کی رولنگ کو over rule کر دیا جائے ۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ ان سے کہا جائے کہ تحریک استحقاق کے حوالے سے جو باتیں ہیں وہی کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میاں عبدالستار صاحب چودھری پرویز الٰہی صاحب ، ظفر علی شاہ صاحب نے یہی پوائنٹ اٹھایا ہے اور اس پر بات ہو گئی ہے ۔

چودھری پرویز الٰہی : جناب سپیکر! اگر وزیر موصوف کو تحریک نجات کے بارے میں بحث کرنے کا اتنا ہی شوق ہے تو پھر کل کا ایک دن اور بڑھا دیا جائے اور اس پر بحث رکھ لی جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی شکریہ ۔ جی وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون : جناب سپیکر ! پھر ذکر آ جاتا ہے تحریک نجات کا ۔ مجھے مشورہ دیا جاتا ہے ۔ میں تو ان کا مشورہ قبول کرنے کو تیار ہوں لیکن 11 اکتوبر گزر گئی اور انہوں نے کیا حاصل کیا؟ اسمبلی میں اخلاقی اقدار کا حال آپ نے دیکھ لیا ۔ اخبارات میں کارٹون شائع ہو رہے ہیں۔ لڑائیاں ہو رہی ہیں اور جو زبان یہاں پر استعمال کی جاتی ہے اس کے حوالے سے ہر طبقہ فکر ہمیں criticise کر رہا ہے۔ اس تحریک کے نتیجے میں اس ایوان نے یہ حاصل کیا ہے کہ اخلاق سے نجات حاصل کر لی ہے۔

چودھری پرویز الٰہی ، جناب سپیکر ! میں آپ سے پر زور protest کروں گا کہ یہ بالکل relevant نہیں ہیں ان کو چاہیے کہ relevant رہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے آپ کی بات جائز ہے ۔ (قطع کلامیاں)

چودھری پرویز الٰہی، ان کے پاس کے بارے میں کوئی رپورٹ ہی نہیں۔ ان کا ہوم ورک ہی نہیں۔ ان کے پاس کسی کے بارے میں کوئی رپورٹ نہیں۔ یہ جنرل اور اووٹ چانگ لگا رہے ہیں ۔ ان کے پاس کوئی specific جواب نہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، پوائنٹ آف آرڈر ! جناب سپیکر ! جو بات ان کو اچھی نہ لگے وہ irrelevant ہو جائے گی ۔ قوم نے تو اس تحریک کے دوران ہی ان سے نجات حاصل کر لی ہے اور انھوں نے دیکھ لیا ہے ۔اب یہ کہہ رہے ہیں یہ irrelevant ہے کیونکہ ان کے خلاف جاتا ہے ۔ حقائق تلخ ہیں یہ تو ان کو برداشت کرنے پڑیں گے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ہاں ٹھیک ہے ۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا ۔ لاء منسٹر صاحب! آپ ذرا کچھ فرمائیں گے۔

وزیر قانون، جناب والا ! ان کی خواہش کے مطابق میں آواز بھی آہستہ کر لیتا ہوں ۔ یہ چاہتے ہیں کہ سارے تلخ حقائق سامنے نہ لائے جائیں تو میں تھوڑے حقائق سامنے لاتا ہوں ۔ جتنی صورت حال پیدا ہوئی وہ اس تحریک کے حوالے سے پیدا ہوئی ۔ اگر یہ خون خرابے کی کال نہ دیتے' محاذ آرائی پیدا کرنے کی statements نہ دیتے ' ڈنڈے مکوں لاٹھیوں اور گولیوں کے ذریعے خون خرابہ پیدا کرنے کی بات نہ کرتے تو نہ کسی کو گرفتار کیا جاتا ' نہ کسی کو گرفتار کرنے کا حکم دیا جاتا اور نہ ہی [****] کے خلاف کوئی کارروائی ہوتی ۔ لیکن جب ایسے اقدامات سر عام کیے جائیں ۔

جناب شاہد ریاض ستی ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! آپ کی بار بار تنبیہ کے باوجود ہمارے وزیر موصوف ہماری relevant تحاریک استحقاق کی طرف نہیں آ رہے اور اس طرح لگ رہا ہے کہ وہ جلسہ عام سے خطاب کر رہے ہیں ۔ اگر انھوں نے کوئی مناظرہ کرنا ہے' کوئی جلسہ عام کرنا ہے تو ہاؤس سے باہر کر لیں ۔ آپ براہ مہربانی ان سے کہیں کہ یہاں پر ہماری تحاریک استحقاق پر relevant رہیں ۔

****(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کیا گیا)

وزیر قانون، جناب سپیکر ! بات relevant ہونی چاہیے لیکن میں آپ کے سامنے پورے زور کے ساتھ اپنا یہ مؤقف رکھتا ہوں کہ [****] کے خلاف جو کارروائی کی گئی وہ اس تحریک نجات کے حوالے سے تھی ۔ یہ relevant بات ہے -----

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے تمام معزز ممبران نے کھڑے ہو کر احتجاج کیا)

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر ! point of objection یہ ممبران اسمبلی کو اور سیاستدانوں کو [***] کہہ رہے ہیں انھیں شرم آنی چاہیے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر آرڈر پلیز!

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر ! آپ کی وساطت سے پوائنٹ آف آرڈر پر ہم سب احتجاج کر رہے ہیں کہ لاء منسٹر کو آپ سمجھائیں کہ معزز اراکین اسمبلی اور سیاستدانوں کو [*****] نہیں کہا جاتا ۔ ورنہ ہم بھی ایسے الفاظ استعمال کر سکتے ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، مہربانی تشریف رکھیں ۔ فاروق صاحب میرے خیال میں آپ نے ان کو نہیں کہا۔ ذرا یہ وضاحت کر دیں ۔

وزیر قانون ، جناب والا ! میں نے معزز اراکین اسمبلی کو بالکل [*****] نہیں کہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، واقعی انھوں نے آپ کو [*****] نہیں کہا۔

سید تابش الوری ، ان کو کہیں کہ وہ اپنے الفاظ واپس لیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ بیٹھیں مجھے قائد حزب اختلاف کی بات تو سننے دیں ۔

سردار حسن اختر موکل ۔ جناب سپیکر ! میں عرض کرتا ہوں ۔ یہ فرما رہے ہیں کہ ہمارے قائد نے لاٹھیوں، گھونسوں اور مکوں کی دھمکی دی ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب شرفا کی پگڑیاں اچھالی جائیں ' جب چار دیواری کا تقدس پامال کیا جائے ۔جب غنڈہ گردی کو ہوا دی جائے تو پھر کس زبان سے بات کی جاتی ہے ۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ 11 اکتوبر کے روز دفعہ 144 کی خلاف ورزی کس نے کی؟ آپ بھی جانتے ہیں۔ یہ بھی جانتے ہیں ۔ یہ کہاں کا قانون ہے کہ یہ 144 کا نفاذ کریں اور ان کی ہی پارٹی

****(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کیا گیا)

اس کی خلاف ورزی کرنے اور اس کا ثبوت ان کے ایک معزز رکن کی ٹانگ پر پڑنے والی ابھی ہی گولی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب آپ نے تقریر شروع کر دی ہے۔ آپ بیٹھیں

سردار حسن اختر موکل، ان لوگوں کی روحیں چیخ چیخ کر ان سے پوچھ رہی ہیں کہ 144 کی خلاف ورزی کس نے کی تھی؟ یہ ہم سے بات کرتے ہیں۔ ان کو کس نے اختیار دیا کہ یہ معزز اراکین اسمبلی کے گھروں میں پولیس کو داخل کریں؟ ان کو یہ اختیارات کس نے دیے تھے کہ آج بھی معزز اراکین اسمبلی کو جیلوں کی سلاخوں کے پیچھے بند رکھیں؟ کیا اس صوبے کی حکومت جائز حکومت کہلانے کی حق دار ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد اقبال، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! بڑے ادب کے ساتھ آپ سے استدعا ہے کہ بدقسمتی سے صوبے کے لاء منسٹر صاحب اس وقت اتنی responsible position میں ہیں کہ وہ قائد ایوان کے بعد اس وقت قائد ایوان ہیں۔ کیا ان کو یہ زیبا دیتی ہے جو وہ معزز ممبران اسمبلی کے متعلق استعمال کر رہے ہیں جناب والا! تنبیہ فرمائی جائے کہ اس قسم کی زبان استعمال نہ کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کا احتجاج درست ہے۔ لاء منسٹر صاحب ذرا وضاحت کر دیجیے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں وضاحت کرتا ہوں۔ میں اراکین اسمبلی کو [****] کہوں؟ نہ میری زبان کو یہ زیب دیتا ہے اور نہ ہی میرا اتنا ظرف ہے کہ میں انھیں [****] کہوں۔ میں نے اراکین اسمبلی کے بارے میں [****] نہیں کہا۔ جن عناصر کے خلاف اس تحریک کے دوران کارروائی کی گئی ہے میں نے ان کے حوالے سے بات کی ہے۔

وزیر قانون، یہ اراکین [****] نہیں۔

صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم، پوائنٹ آف آرڈر!

وزیر قانون، میں دوبارہ درستگی کرتا ہوں کہ یہ اراکین [****] نہیں ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز۔ انھوں نے categorically کہہ دیا ہے کہ آپ میں سے کوئی بھی [****] نہیں۔

****(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کیا گیا)

ایک معزز رکن ،ممبران کے خلاف کارروائی کی گئی ہے۔

سید ظفر علی شاہ ، کارروائی تو ہمارے خلاف بھی ہوئی ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جن ممبران کے خلاف بھی کوئی کارروائی ہوئی ہے وہ بھی [****] نہیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی' آپ تشریف رکھیں۔ دیکھیں ناں' اب یہ کیا ہو رہا ہے ؟

حاجی احسان الدین قریشی ، یہ لوٹے آ رہے ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اگر کوئی ایک شخص برا کام کرتا ہے تو دوسرے کو نہیں کرنا چاہیے ۔ اب آپ لاء منسٹر صاحب کو بات تو کرنے دیں ۔

وزیر قانون ، جناب والا ! فاضل اراکین اپوزیشن ------

جناب امان اللہ خان بابر ،(کاغذ لہراتے ہوئے) وزیر قانون کو یہ کلاشن کوف والا جلوس نظر نہیں آ رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی لاء منسٹر صاحب !

صاحبزادہ محمد فضل کریم ، جناب والا ! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں ۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا ' میری آپ سے درخواست ہے کہ 2 بجے تک اجلاس کی صدارت نہ چھوڑیں

صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم ، میں اس سلسلے میں عرض کروں ان اللہ یامر کم بالعدل والاحسان۔ یہاں پر نہ عدل ہے نہ احسان ہے اور نہ ہی قانون ہے ۔ ہم وزیر موصوف کی قدر کرتے ہیں۔ انھوں نے ارشاد فرمایا کہ یہاں پر جتنے بھی حضرات بیٹھے ہیں یہ [****] ہیں۔ آپ ٹیپ چلوا کر دیکھ لیں کہ انھوں نے یہ فرمایا ہے یا نہیں ۔ انھوں نے [****] کا لفظ ارشاد فرمایا ہے ۔ آپ سے میری انتہائی ادب سے گزارش ہے کہ جس کرسی پر براجمان ہیں انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ آپ اس پر کوئی واضح رولنگ دیں وگرنہ ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ خدا نخواستہ' خدا نخواستہ یہ chair جو انصاف کرتی ہے وہ بھی آج طرف داری کرنے پر مجبور ہو چکی ہے ۔ لایکلف اللہ نفساً الا وسعہا میں صرف یہ آپ سے گزارش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ،وزیر موصوف نے categorically کہہ دیا ہے کہ میں نے ....(قطع کلامیاں)۔ آرڈر پلیز' آرڈر پلیز ۔ I call the House to order. جناب فضل کریم صاحب نے جو بات کی ہے ' میں اس

****(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کیا گیا)

پر یہی کہوں گا کہ وزیر موصوف نے واضح طور پر بیان دیا ہے کہ میں نے کسی فاضل رکن اسمبلی کو [****] نہیں کہا ہے بلکہ میں نے کہا ہے کہ ایسے لوگ یعنی فاضل اراکین نہیں بلکہ باقی لوگ جنہوں نے کوئی قانون شکنی کی ---

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب والا! کاروائی تو ہمارے خلاف ہوئی ہے .....

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں کارروائی کی بات نہیں اور جب سپیکر بول رہا ہوں تو اس کی بات کو سنا جائے یہ آپ کیسے کارروائی کر رہے ہیں؟ سپیکر کو بھی آپ بولنے نہیں دیتے۔ ارشد عمران سلہری صاحب آپ بھی بیٹھ جائیں۔ یہ کیا طریقہ ہے؟ جب سپیکر بات کر رہا ہوتا ہے تو آپ اٹھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں ۔ اس سے کیا ظاہر ہوتا ہے جب سپیکر بول رہا ہو کم از کم اس کو بات تو ختم کرنے دیں ۔ میں بات یہ کر رہا ہوں کہ وزیر موصوف نے یہ کہہ دیا ہے کہ میں نے قطعاً یہ الفاظ نہیں کہے اور میں اس [****] کے لفظ کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اب اس بات کو ختم کریں ۔

چودھری پرویز الٰہی ، جناب والا! میری آپ سے یہ گزارش ہو گی کہ جتنا وقت وزیر موصوف کو دیا گیا ہے مجھے بھی اتنا وقت دیا جائے اور جنہوں نے تحریک استحقاق پیش کی ہے انہیں بھی تھوڑا تھوڑا وقت دیا جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چلیں جب تک آپ یہاں بیٹھنا چاہیں گے میں آپ کو وقت دوں گا۔ وزیر قانون۔

وزیر قانون، جناب والا! گیارہ تحاریک استحقاق اور گیارہ شارٹ سٹیٹمنٹ اور بائیس .....

چودھری محمد اسلم ،پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا میں نہایت ادب سے آپ کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر کوئی صاحب رکن اسمبلی ہوتے ہوئے واقعی [***] نہیں تو میں اس سلسلے میں آپ کی رولنگ چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میرے خیال میں کوئی شخص جب تک اس مقدس ایوان کا رکن ہے اگر اس سے کوئی جرم سرزد ہوتا ہے میں اس کے حق میں نہیں ہوں کہ اسے [****] کہا جائے ۔ سید تابش الوری!

سید تابش الوری ،جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ قاعدہ نمبر 177 کی طرف مبذول کرواتا ہوں جس میں کہا گیا ہے کہ اگر کوئی رکن بار بار غیر متعلقہ گفتگو کرے یا اپنے دلائل کی یا مباحثے میں پیش کیے گئے دیگر اراکین کے دلائل کی پریشان کن تکرار کرے تو سپیکر رکن مذکور کو اس کے طرز عمل

****(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کیا گیا)

کو متوجہ کرنے کے بعد اسے تقریر بند کرنے کی ہدایت کر سکتا ہے۔ جناب والا! وزیر قانون تقریباً آدھے گھنٹے سے غیر متعلقہ گفتگو کر رہے ہیں اور آپ نے تین دفعہ انہیں روکا ہے کہ آپ متعلقہ بات کریں۔ اس کے باوجود وہ relevant نہیں ہوتے ہیں۔ تحاریک استحقاق کا موضوع اور ہے اس میں اراکین اسمبلی نے یہ کہا ہے کہ ہمارے گھروں پر raid کر کے ہمارے آئینی استحقاق کو مجروح کیا گیا اور یہ بھی کہا گیا کہ ہمارے بچوں تک کو گرفتار کر کے لے گئے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہمارے گھر کے اندر پولیس گھس آئی اور ان میں سے کسی ایک بات کا جواب نہیں دیا اس لیے وہ relevant نہیں۔ وزیر قانون نے کہا ہے کہ قائدین نے یہ کہا' یہ بتائیں کہ کسی ایک رکن اسمبلی نے بھی یہ بیان دیا کہ جاؤ اور آگ لگا دو' کسی ایک رکن اسمبلی نے جس نے یہ تحریک پیش کی ہے یہ بیان دیا ہے کہ دکانیں بند کروا کر آگ لگا دی جائے یا لاشیں اٹھوا دی جائیں۔ یہ غیر متعلقہ گفتگو کر رہے ہیں۔ ان کو امن عامہ کی صورت حال کے جواب میں تقریر کرنی چاہیے۔ تحریک استحقاق کے جواب میں بات کریں۔ آپ انہیں حکم دیں کہ وہ غیر متعلقہ گفتگو مت کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں اب کارروائی کو آپ آگے چلنے دیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر میں نے اس Statement کو آپ کے پاس ریکارڈ کے طور پر بھیجا ہے۔ آپ ذرا پڑھ کر سنا دیں کہ کیا یہ کسی رکن اسمبلی کی Statement ہے یا کسی عام شخص کی ہے کہ ایک ہاتھ میں ڈنڈا لے لیں اور دوسرے ہاتھ میں مکا لے لیں اور ٹانگیں توڑ دیں۔ آپ کے پاس میں نے اخبار کا تراشہ بھیجا ہے وہ محترم قابل احترام جناب قائد حزب اختلاف قومی اسمبلی سابق وزیر اعظم پاکستان محترم میاں نواز شریف کی یہ Statement ہے جو آپ کے پاس ریکارڈ کے طور پر موجود ہے ...

سید تابش الوری، آپ یہ بتائیں کہ پنجاب اسمبلی کے کس رکن کا بیان ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا اکرام ربانی صاحب۔ ایسی بات کریں جس سے ایوان کی کارروائی آگے کی طرف بڑھے۔

وزیر صحت، جناب والا! محترم قائد حزب اختلاف نے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ وزیر قانون کے بعد انہیں بھی اسی طرح بات کرنے کا موقع دیا جائے۔ میں بھی آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تین دن تحاریک استحقاق کے نام پر یا تحریک نجات کے عنوان سے یا امن وامان کے نام پر

پوری پوری غزلیں سنی ہیں۔ اب حکومت کا نقطہ نظر واضح کرنے کے لیے مجھے بھی چند اشعار wind up کے طور پیش کرنے کا موقع ملنا چاہیے؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، اصل میں ہوم ڈیپارٹمنٹ بھی آپ کے پاس ہے اور حقیقت میں تو آپ کو ہی جواب دینا چاہیے کیونکہ سارا مسئلہ تو امن عامہ کا ہے ۔ تحریک استحقاق میں بھی لاء اینڈ آرڈر آجاتا ہے ۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی؛

جناب بادشاہ میر خان آفریدی ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! میں آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ اس معزز ایوان میں جب بھی ہمارے فاضل رکن انعام اللہ خان نیازی ہاتھ میں لوٹا اٹھاتے ہیں تو ایوان میں کہرام مچ جاتا ہے لیکن ہمارے معزز وزیر جناب شاہ نواز چیمہ صاحب اس وقت ہاتھ میں چھ چھ لوٹے اٹھائے ہوئے ہیں کیا لوٹے اٹھانے کا حق صرف پیپلز پارٹی والوں کو ہی ہے؟ (قہقہے)....

جناب ڈپٹی سپیکر ، دیکھیں اب پریس والے اس بات کو لکھیں گے۔ دنیا صبح اخبارات میں پڑھے گی آپ کیا کر رہے ہیں؛ یہ بچگانہ حرکات ہیں ایوان کے تقدس کا ہم سب کو خیال کرنا چاہیے ۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! میں نے تو کوئی لوٹا نہیں اٹھایا ہوا بلکہ میں تو لوٹوں پر لعنت بھیجتا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، پرویز الٰہی صاحب یہ آپ پر بھی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ یہ آپ کی ٹیم اگر اس طرح سے کرے گی اور بازار سے پلاسٹک کے چھوٹے چھوٹے لوٹے خرید کر یہاں لائے گی اور ان کو ایوان میں پھینکے گی اور اس طرح کی حرکتیں کرے گی تو یہ اچھی بات نہیں ہوگی ۔ واقعی یہ بڑی عجیب صورت حال ہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے ۔ اگر آپ یہاں ہاؤس میں یہ صورت حال پیدا کر رہے ہیں تو یہ اچھی روایت قائم نہیں ہوگی۔

سردار حسن اختر موکل ، جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ شاہ نواز چیمہ صاحب کو میں نے ایک دن پہلے بھی عرض کیا تھا کہ ہر حرکت قابل معافی ہے ۔ لوٹا' پلیٹ ' جھولی ' اٹھانا ان کے پاس جو محکمہ ہے اس کا تعلق ہمیشہ ان چیزوں سے رہا ہے کہ ہاتھ میں لوٹا ہو یا تھالی ہو یا جھولی ہو یا گھر ہو ان کے یہ سارے کام ہیں ان پر ہمیں افسوس نہیں .....

وزیر اوقاف ، جناب سپیکر! یہ بڑی اچھی بات ہے جو سردار صاحب نے کی ہے ۔ میں نے اس ایوان

میں آج جو اپنا کردار ادا کیا ہے وہ میرا فرض تھا اور میرے ایمان کا حصہ تھا۔ کیونکہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اور اخبارات میں پڑھا تھا کہ سردار حسن اختر موکل صاحب کئی کئی جگہ پر پھر کر اپنے مقام پر واپس آئے ہیں۔ لہٰذا اصل لوٹا میں نے ان سے لے کر ان کو ہی پیش کر دیا ہے۔ اور یہ ایوان شاہد رہے گا کہ لوٹا کون ہے؟ میں نے تو صرف اپنا فرض ادا کیا ہے۔

سردار حسن اختر موکل، ذاتی نکتہ وضاحت پر بات کرنا چاہوں گا۔ اس دن بھی آپ نے میری بات کو کارروائی سے حذف کروا دیا تھا حالانکہ ان الفاظ میں کوئی لفظ غیر پارلیمانی نہیں تھا۔ میں پھر یہ عرض کروں گا کہ یہ جو بات کہتے ہیں میں عرض کروں گا کہ حسن اختر ہر اس آدمی کو، ہر اس جماعت کو condemn کرے گا جو جمہوری روایات کے خلاف قدم اٹھائے گی۔ اگر میں ادھر گیا تھا تو میں فلور آف دی ہاؤس یہ بات کہتا ہوں کہ میں منظور وٹو کے ساتھ شامل ہوا تھا صرف ایک بات پر کہ انہوں نے یہ کہا تھا کہ وہ یہ اسمبلی بچائیں گے۔ جب وہاں پر انہوں نے یہ تقریریں کیں اور ہر روز یہ تقریریں ہوتی تھیں کہ اگر ہائی کورٹ نے اسمبلی بحال بھی کی تو ہم اس کو توڑ دیں گے۔ یہ وہاں پر توہین عدالت کے بھی مرتکب ہوتے تھے اور جمہوریت کی دھجیاں بھی اڑاتے تھے۔ میں نے ان سے یہ کہا تھا کہ آپ اپوزیشن میں بیٹھ جائیں۔ میں آپ کے ساتھ بیٹھوں گا۔ لیکن جب یہ نہیں مانے تو میں نے وہ بات کی۔ میں اس وقت Special Assistant تھا۔ میں وہ جھنڈے والی کار ان کے منہ پر مار کر واپس چلا گیا تھا (نعرہ ہائے تحسین)----میں ان کی کسی غیر جمہوری روایت کے ساتھ چلنے کے لیے تیار نہیں تھا۔ میں یہاں پر یہ عرض کردوں کہ آج پھر میں وہی بات کہتا ہوں کہ انہوں نے بات کی ہے کہ یہ وزیر اوقاف ہیں۔ میں کہوں گا اور میں آپ سے گزارش کروں گا۔ آپ جانتے ہیں کہ پارلیمانی الفاظ کیا ہوتے ہیں اور غیر پارلیمانی الفاظ کیا ہوتے ہیں۔ میں پھر وہی کہوں گا کہ:

نہ گھوڑا نہ ٹٹو نام نسوار خان
نہ نماز نہ روزہ اور وزیر اوقاف خان

(نعرہ ہائے تحسین)

ان کو کسی بات کا پتہ نہیں اور یہ بات کرتے ہیں ایمان کی۔ ان کا ایمان کہاں سے آیا۔ یہ تو جانتے نہیں کہ ایمان کے رکن کیا ہوتے ہیں۔ یہ ایمان کیا جانیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری خادم حسین نہیں بولے۔ مخدوم الطاف صاحب! آپ بولنا چاہتے ہیں۔ جی

تو مخدوم الطاف احمد صاحب۔

وزیر زراعت (مخدوم الطاف احمد)، جناب والا! آپ خود اندازہ فرمالیں کہ پچھلے کتنے منٹ بے کار کی باتوں میں گزر چکے ہیں۔ معمولی سے ایک ایک لفظ پہ تکرار ہو رہی ہے ۔ یہ اجلاس میرے سامنے بیٹھے ہوئے بھائیوں نے بلایا تھا۔ ان کا دیا ہوا ایجنڈا صوبے میں لاء اینڈ آرڈر کی حالت اور مہنگائی کے بارے میں تھا۔ جو باتیں انہوں نے کی ہیں' جو تحاریک انہوں نے پیش کی ہیں ۔ ان کا بھی حوالہ وہیں جاکے ملتا ہے۔ میں ان سے بھی اور باقی سارے بھائیوں سے بھی پوچھنا چاہتا ہوں۔ کہ آخر اس قوم نے ہمارا کیا قصور کیا ہے؟ ہم کیوں اس قوم کو سزا دینا چاہتے ہیں' ہم نے کیوں غیر سنجیدہ رویہ اپنا رکھا ہے؟ یہ جہاں ہماری ڈیوٹی بنتی ہے۔ (قطع کلامیاں-----)

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز---- جی۔

وزیر زراعت ، میں کہتا ہوں کہ یہ بے کار کی باتیں یہاں چلتی رہیں گی۔ آج آخری دن ہے۔ اجلاس ختم ہو جائے گا۔ میرے بھائی پرویز الٰہی صاحب نے دو مرتبہ کھڑے ہوکر آپ سے ٹائم بھی مانگا ہے۔ بلکہ یوں بھی انہوں نے آپ سے درخواست کی ہے کہ کل کا دن بھی اس پر بڑھا دیا جائے۔ تو میں ان کو ہاؤس کے floor پر کھڑے ہو کر پیش کش کرنا چاہتا ہوں۔ میں تو قومی سطح پر ان کو پیش کش کرنا چاہتا ہوں۔ اگر وہ انہیں قبول نہیں ہے تو کم از کم صوبائی سطح پر میری پیش کش قبول کر لیں۔ یہ ہمارے ساتھ کل بیٹھ جائیں جو بھی مسئلہ ہے میز پہ بیٹھ کے مذاکرات کرکے ہم سے طے کر لیں۔

------(نعرہ ہائے تحسین)-------

جناب ڈپٹی سپیکر، مخدوم صاحب کی بات جائز ہے۔

سید تابش الوری، ہم سے زیادہ کون سنجیدگی اور شائستگی کا علم بردار ہو سکتا ہے ۔ لیکن جب ان کے وزیر اوقاف خود ہاتھوں میں چار چار لوٹے لے کر یہاں ایوان میں پھر رہے ہوں۔ آپ اس کو سنجیدہ حرکت کہیں گے۔ آپ اپنے کابینہ کے ارکان کو تو سمجھانے کے لیے تیار نہیں اور سارے ایوان کو درس دے رہے ہیں ' نصیحت دے رہے ہیں ۔

وزیر اطلاعات' ثقافت و سیاحت، جناب والا! میں اپنے بڑے بھائی محترم تابش الوری صاحب سے یہ سوال اور مؤدبانہ عرض کرتا ہوں کہ آخر یہ لوٹے جو ہیں کون لاتے ہیں اور وہ لوٹے کون ہیں جن کی

جیبیں اب بھی لوٹوں سے بھری ہوئی ہیں۔ واقعتاً تابش الوری صاحب نے کل یہ فرمایا تھا کہ جناب حلف پہ اگر کوئی رکن اسمبلی ' اسمبلی میں کوئی بات کر دے تو اس تحریک کو بغیر اس کے میرٹ میں جائے اس کو ہمیں سلیکٹ کمیٹی کی مجلس قائمہ کے سپرد کر دینا چاہئے۔ آج میں ان کو یہ عرض کرتا ہوں کہ آج وہ حلف پہ یہ بات کہیں کہ لوٹے کون لائے ہیں؟ لوٹے کون ہیں؟ اور اگر وہ چیمہ صاحب لائے ہیں تو ہم ذمہ داری قبول کرتے ہیں۔ لیکن اگر چیمہ صاحب نہیں لائے حزب اختلاف کے لوگ لائے ہیں۔ کیونکہ ان کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ لوٹے رہیں تو ان کو ہم نے ان کے لوٹے واپس لوٹا دیے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں اس سلسلے کو بند کیا جائے۔

سید تابش الوری، جناب والا! اگر وہ لوٹے لوٹا دیئے جائیں تو سارا جھگڑا ہی ختم ہو جائے۔(قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری خادم حسین صاحب اگر کوئی نئی بات ہے تو وہ کریں۔

چودھری خادم حسین، نئی بات ہے۔

وزیر اطلاعات ثقافت و سیاحت، جناب والا! یہ اصل مسلم لیگ میں آجائیں تو جھگڑا ہی ختم ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، قائد حزب اختلاف!

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! میں اپنے ساتھیوں سے گزارش کروں گا کہ براہ مہربانی ذرا خاموشی سے کارروائی آگے کی طرف بڑھائیں۔ آپ کو کیا ضرورت ہے یہ پلاسٹک کے لوٹے لانے کی جبکہ یہاں اسمبلی میں اصل لوٹے موجود ہیں تو پھر یہ کیوں لاتے ہیں۔ کیا فائدہ ہے ان کو یہاں لانے کا؟

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر، جی چودھری خادم حسین صاحب!

چودھری خادم حسین، جناب والا۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں' خان زادہ صاحب تشریف رکھیں' ٹھیک ہے آپ عمر رسیدہ ہیں لیکن آپ کو بھی سپیکر کی بات ماننی پڑے گی۔ آپ ہاؤس کے فاضل رکن ہیں۔ لیکن یہ بات نہیں کہ میں آپ کو ہر وقت ٹائم دوں۔ میں نے چودھری خادم حسین صاحب کو کہا ہے۔ آپ بیٹھ جائیے۔

آپ تشریف تو رکھ لیں۔ جی۔

چودھری خادم حسین، جناب والا! میں خان زادہ صاحب کا دل سے احترام کرتا ہوں۔ یہ بھرانے پارلیمنٹیرین ہیں لیکن آج وہ اس سنگت میں ہیں۔ جب کسی سنگت یا مجلس میں یا سوسائٹی میں کوئی آدمی جاتا ہے تو اس پر اس کا اثر ہوجاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو لوٹے کی بات ہورہی ہے۔ میرے بھائی موکل صاحب میرے دوست ہیں۔ ابھی ابھی ان سے باہر بھی بات ہوئی تھی۔ یہ ہمارے پاس ایک دفعہ نہیں۔ ہم تو وہ آدمی ہیں کہ جنہوں نے ایک اصول کی خاطر ایجی ٹیشن چلائی۔ جس طرح چودھری پرویز الٰہی صاحب نے بھی چلائی تھی۔ لیکن اتفاق سے وہ کامیاب نہ ہوسکے۔ اور ہم نے ایک جمہوری حق کو استعمال کرتے ہوئے عدم اعتماد کیا۔ میں جانتا ہوں کہ لوٹے کون ہیں۔ گھبرائیں نہیں۔ یہ لوگ ان میں سے ہمارے پاس تقریباً 180 کے قریب پہنچ گئے۔ چودھری صاحب کامیاب نہ ہوسکے اور ہم کامیاب ہوگئے۔ جب نیشنل اسمبلی بحال ہوئی تھی۔ تو لوٹے کہاں تھے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب! بیٹھ جائیں۔ یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ میں نے آپ سے پہلے پوچھا تھا کہ یہ کوئی نئی بات ہے۔ آپ نے پھر وہی کہانی شروع کردی۔ have a seate pleas چودھری صاحب! اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں۔ انہوں نے بھی ایسا رنگ پیدا کیا اور آپ نے بھی اسی لوٹے کو شروع کردیا۔ آپ بیٹھ جائیں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ (قطع کلامیاں) اچھا بھئی! بات یہ ہے۔ اب میں سنجیدہ بات کرتا ہوں۔ آپ بیٹھ جائیے۔ please have a seat آپ بیٹھ جائیے۔ ایسا ہے تو پھر میں اس ہاؤس کو ختم کردوں گا۔ اگر آپ نے یہی رویہ جاری رکھنا ہے آپ بیٹھ جائیے۔ میں نے ان کو بٹھا دیا ہے۔

سردار حسن اختر موکل، چودھری خادم حسین نے میرا نام لیا ہے۔ میرا حق بنتا ہے کہ میں بھی بات کروں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ بیٹھ جائیے۔ آپ مجھے dictate نہیں کرسکتے۔ Have your seat please. یہ کیا بات ہے؟ میں سمجھ رہا ہوں کہ ہاؤس سنجیدہ نہیں ہے۔ یہ ہاؤس کارروائی چلانا نہیں چاہتا۔ میں وزراء کرام کی خدمت میں بھی عرض کروں گا۔ کہ براہ مہربانی آپ ہر بات پر پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے نہ ہوا کریں۔

پوائنٹ آف آرڈر کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ اس کو کس طرح استعمال کرنا ہے، کس چیز کو کرنا ہے۔ مجھے یہ بھی شرم آتی ہے کہ وزیر کھڑا ہے میں اس کو ڈانٹ دوں کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ براہ مہربانی ان باتوں کو آپ اپنے زیر نظر رکھیں۔ آپ نے ہاؤس کو اس طرح بنا دیا ہے کہ اس کا میرے خیال میں تقدس ہی ختم ہو کر رہ گیا ہے۔ کیا اس طرح سے ہاؤس چلتے ہیں؟ لہٰذا میں اس کا serious نوٹس لیتا ہوں۔ دونوں طرف سے کارروائی کو اچھے طریقے سے نہیں چلایا جا رہا۔ میں بالکل اس کتاب (قواعد انضباط کار) کے اندر چلوں گا۔ یہ جو کتاب ہے، ہمارے لیے مقدس رولز ہیں۔

سید تابش الوری، ہم یہی چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں اس سے باہر کسی کو نہیں چلنے دوں گا۔ چاہے وزیر ہوں، چاہے قائد ایوان ہو، چاہے قائد حزب اقتدار ہو۔ ہم نے اس کے اندر چلنا ہے۔ جی، بریگیڈیئر صاحب! پوائنٹ آف آرڈر ہے؟ آپ کس پوائنٹ پر بولنا چاہتے ہیں؟

جناب سیف اللہ چیمہ، آپ مجھے بولنے تو دیں!

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں، آپ پہلے یہ بتائیں کہ پوائنٹ آف آرڈر ہے یا کون سا پوائنٹ ہے؟ طریقہ یہ ہوتا ہے کہ آپ نے سب سے پہلے یہ پوائنٹ کرنا ہے کہ میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں، پوائنٹ آف ایکسپلینیشن پہ ہوں، پرولج پوائنٹ پہ ہوں۔

جناب سیف اللہ چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر پہ ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سیف اللہ چیمہ، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ہاؤس کی دونوں سائیڈوں سے یہ درخواست کرنا چاہوں گا کہ محترم دوستو! زمانہ آپ پہ ہنس رہا ہے۔ پوری قوم آپ پہ کف افسوس مل رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ بیٹھ جائیے۔ میں اس (قواعد انضباط کار) کے باہر نہیں چلنے دوں گا، چاہے کوئی بھی شخص ہوں۔ میں ڈپٹی سپیکر شپ سے resign کر دوں گا۔ لیکن میں جب اس سیٹ پر ہوں گا میں آپ کو اس کتاب کے اندر چلاؤں گا۔ جی، خان زادہ تاج محمد صاحب! آپ کس بات پہ بولنا چاہتے ہیں؟ آپ مجھے بتائیں۔ پہلے آپ مجھے بتائیں، کیونکہ آپ کا طریقہ یہی رہا ہے کہ آپ

تقریر شروع کر دیتے ہیں اور یہ نہیں بتاتے کہ آپ کس پوائنٹ پہ ہیں۔ بتائیے۔

جناب تاج محمد خانزادہ، پہلے آپ ذرا ٹھنڈا پانی پی لیں تو میں بولوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' میں آپ کو اس طرح سے اجازت نہیں دیتا۔

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کا تو پوائنٹ آف آرڈر کبھی بھی نہیں بنا۔ اب کیسے بنے گا؟ ــــ میں اجازت نہیں دیتا۔ مجھے سب ممبران کا پتا ہے کہ کون کیا کہنا چاہتا ہے۔ مجھے آپ کی اہلیت قابلیت سب کا پتا ہے کہ کون شخص کیا کہہ سکتا ہے۔ اس کو کیا پتا ہے' کیا نہیں ہے۔ جی۔

میاں اظہر حسن ڈار، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! کوئی ایسی شے جو کہ اس مقدس ایوان میں شر پیدا کرے' کوئی آدمی یہاں لا سکتا ہے؟ ایسی شے جس سے جذبات کو ابھارا جائے' یہاں مقدس ایوان میں لائی جا سکتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں This is no point of order. آپ جہاں کی باتیں آ کر سپیکر سے نہیں پوچھ سکتے۔ (مداخلت) اب ہمیں کارروائی کو آگے چلانا ہے یا نہیں چلانا۔ اب میں وزیر قانون کو floor دیتا ہوں۔ آپ براہ مہربانی relevant ہو کر اپنی بات کو تھوڑے سے تھوڑے وقت میں' اس relevance میں جو ان کی تحریک استحقاق ہے' ان کو Touch کرتے ہوئے اس مسئلے کو ختم کیجیے۔

وزیر قانون، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے جتنے واقعات پیش کیے اور جو آئینہ دکھایا وہ ان تحاریک استحقاق کے ضمن کے حوالے سے تھا۔ میں نے ان واقعات کے حوالے سے یہ بات ثابت کی ہے کہ اس تحریک کے ذریعے آئینی' قانونی اور جمہوری حکومت کو غیر مستحکم کرنے کی کوشش کی گئی۔ امن عامہ کو شدید خطرہ لاحق کر دیا گیا۔ جن عناصر نے قانون ہاتھ میں لے کر کاروبار زندگی معطل کرنے کی کوشش کی اور ملک میں خون خرابہ پیدا کرنے کی کوشش کی ان کے خلاف حکومت نے کارروائی کی اور ایسے حالات پیدا کرنے والے عناصر جہاں کہیں بھی جمع تھے یا جہاں کہیں بھی انھوں نے سازش کے ذریعے مل بیٹھ کر یہ اسلحہ' پٹرول بم' اور غلیلیں اور ڈنڈے وغیرہ اس قسم کی چیزیں ہتھیار وغیرہ لے کر ہنگامہ آرائی پیدا کرنے کی نیت سے جمع ہوئے' وہاں پر انتظامیہ نے اقدامات کر کے اس سلسلے کو روکنے کے لیے کوششیں کیں۔ اور یہ حکومت کی آئینی اور قانونی ذمہ داری تھی کہ وہ عوام کو تحفظ فراہم

کرے۔ عوام کے حقوق اور جان و مال کا تحفظ کرے۔ عوام کے حالات زندگی' کاروبار زندگی اور معمولات زندگی کو جاری رکھنے کے لیے ہر طریقے سے انھیں تحفظ فراہم کرے۔ اس لیے جہاں کہیں انتظامیہ نے مداخلت کرتے ہوئے پولیس کے ذریعے یا قانون نافذ کرنے والے دوسرے اداروں کے ذریعے جہاں کہیں کارروائی کی اس کو محض واقعات کے ناجائز رخ کے حوالے سے انھوں نے اپنی تحاریک استحقاق کا متن بنایا ہے۔ حکومت اور انتظامیہ نے جو کارروائی کی' وہ عوام کو تحفظ دینے کی غرض سے تھی۔ آئین اور قانون کے ضابطہ کار کے اندر رہتے ہوئے حسب ضابطہ کارروائی کی۔ جناب سپیکر! یہ تحاریک رول 55 کے زمرے میں نہیں آتیں۔ انتظامیہ نے قطعی طور پر کسی رکن اسمبلی کا استحقاق مجروح کرنے کے لیے کوئی کارروائی نہیں کی اور نہ ہی کسی رکن اسمبلی کے استحقاق کو مجروح کرنے کے لیے حکومت کی طرف سے' انتظامیہ کی طرف سے یا چیف منسٹر کی طرف سے کوئی ہدایات جاری کی گئیں۔ محض تمام تر اقدامات صوبے کے اندر حالات کنٹرول رکھنے کے لیے تھے۔ جمہوریت کے لیے جو خطرہ پیدا کیا گیا تھا' خانہ جنگی کی فضاء پیدا کرنے کے لیے' سول نافرمانی کی فضاء پیدا کرنے کے لیے جو اپوزیشن نے اقدامات کیے تھے انھیں کنٹرول کرنے کے لیے کارروائی کی گئی تھی۔ اس سلسلے میں کوئی شرپسند اگر کسی رکن اسمبلی کے گھر یا کسی دوسری جگہ کا سہارا لے تو پھر بھی حکومت کے لیے یہ ذمہ داری ہے کہ ان [****] کو گرفتار کرنے کے لیے وہ جہاں کہیں بھی جمع ہوں قانون کے دائرے میں رہ کر' آئین کے دائرے میں رہ کر حکومت انتظامی کارروائی کرے۔ البتہ یہ تمام تحاریک رول 55 کے زمرے میں نہیں آتیں۔ حقائق جو بیان کیے گئے ہیں' یہ بھی رول 55 کے تابع نہیں۔ اگر کسی کے کوئی قانونی حق کو کہیں پر نقصان کا انھیں احتمال ہے تو پھر عدالتوں کے دروازے کھلے ہیں' آئین تحفظ دیتا ہے' آئین اور قانون کے تحت یہ عدالتوں سے رجوع کر سکتے ہیں۔ البتہ ان کا استحقاق مجروح نہیں ہوا۔ لہٰذا یہ تحاریک استحقاق نہیں بنتیں۔ یہ قابل پذیرائی نہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری پرویز الٰہی صاحب!

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر! میں نہایت افسوس کے ساتھ یہ گزارش کروں گا کہ وزیر موصوف نے جتنی باتیں کی ہیں اتنی لمبی تقریر کی ہے اس کا جتنا ہماری طرف سے' ہمارے ممبران کی طرف سے۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔

***(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا)

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر ! میں نے کوئی ایسا رول نہیں پڑھا کہ پروٹوکول موشن پر ڈبیٹ ہو گی یا جواب کا جواب ہو گا۔ اگر کوئی ایسا رول ہے تو مہربانی سے مجھے بتا دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' میں نے انھیں اجازت دی ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب نے ابھی فرمایا ہے کہ میں رولز کے مطابق چلوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سپیکر کی جو اتھارٹی ہوتی ہے' اس کی رولنگ فائنل ہوتی ہے۔ اگر ایسے حالات پیدا ہو جائیں' کوئی provision وہاں نہ ہو تو سپیکر کو فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔ میں نے فیصلہ کر دیا ہے۔ ان کو میں نے قائم دیا ہے۔

چودھری پرویز الٰہی ، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ وزیر موصوف کی ساری کی ساری تقریر کا تعلق انہی سے ہے۔ ہماری جتنی تحاریک استحقاق ہیں ان سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ ان کا سارا بیان 11 تاریخ کے بارے میں ہے ۔ لیکن یہ سارے واقعات میری ذاتی تحریک استحقاق کو چھوڑ کر باقی جو ممبران ہیں وہ بھی اس پر تھوڑا تھوڑا آپ کی اجازت سے گزارش کریں گے ۔ ان کے گھروں میں جو پولیس تشدد ہوا ہے اور جس طرح ان کے بیڈ رومز کے اندر تک پولیس گئی ہے یہ سارے واقعات 11 تاریخ کے پہلے کے ہیں۔ کوئی 9 تاریخ کے ہیں' کوئی 8 تاریخ کے ہیں' کوئی 10 تاریخ کے ہیں ۔ تقریباً آدھی اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور پولیس نے وہاں پر جا کر زیادتیاں کی ہیں۔ ہمارے ممبران نے کل تفصیل کے ساتھ جو واقعات بیان کیے ہیں ۔ میرے اپنے گھر کے اندر جناب والا سو کے قریب Tear Shells پھینکے گئے ۔ اور پھر گھر کے اندر کون سی دفعہ 144 تھی ۔ گھر کے اندر فائرنگ کی گئی ۔ ہمارا ہی آدمی گھر کے اندر شہید ہوا ۔ اور پرچہ بھی ہمارے ہی ساتھیوں کے اوپر ہوا ۔ اگر اپوزیشن کے لیڈر کا یہ حال ہے اور ہماری اسمبلی کی جو پوری largest majority party ہے اس کا یہ حال ہے کہ ان کے گھروں پر جس طرح پولیس نے تشدد کیا ہے وہ وزیر موصوف نے اس کا ذکر تک نہیں کیا' رپورٹ تک نہیں منگوائی۔ جناب والا! ان کا فرض تھا کہ کم از کم رپورٹ تو پورے اضلاع سے منگوا لیتے ۔ پولیس کو defend کرنا تو انہیں خوب آتا ہے ۔ رپورٹ تک نہیں منگوائی گئی ۔ ان کو واقعات کا علم ہی نہیں۔ انہوں نے اس پر غور کرنا بھی مناسب نہیں سمجھا۔ میں آپ سے گزارش

کروں گا کہ تحریک نجات خدا کے فضل و کرم سے پرامن تحریک تھی۔ کوئی شیشہ نہیں ٹوٹا۔ کوئی ٹریفک لائٹ نہیں ٹوٹی اور یہ جس سول وار کی بات کررہے ہیں اس کے لیے کوشش ان کی طرف سے ہوئی ہے۔ یہ کیوں نہیں سمجھتے کہ عوام ان کا ساتھ چھوڑ چکے ہیں۔ میاں نواز شریف کی کال پر خیبر سے لے کر کراچی تک پورا پاکستان ساتھ تھا۔ حتیٰ کہ وزیراعلیٰ کا پورا اوکاڑہ بند تھا۔ حویلی لکھا پورا بند تھا۔ اور وزیر موصوف کے پورے حلقے میں دکانیں بند تھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری پرویز الہیٰ صاحب ! آپ وہی بات جو وزیر قانون کو کہہ رہے تھے کہ وہ اس کی بجائے اور باتوں میں شروع ہو جاتے ہیں۔ آپ بھی اسی طرح کر رہے ہیں۔

چودھری پرویز الہیٰ، جناب والا! جب انہوں نے اپنا پورا موقف پیش کردیا تو پھر آپ نے انہیں منع کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ آپ تو کم از کم اسی دائرے کے اندر رہیں کہ جس کی آپ نشان دہی کر رہے تھے۔

چودھری پرویز الہیٰ، جناب والا! میری صرف یہی گزارش تھی اور میں مختصرعرض کروں گا کہ ہماری تحریک پرامن تھی لیکن یہ کہاں کا اصول ہے کہ دفعہ 144 جس کا بار بار ذکر ہو رہا ہے اور وزیر قانون صاحب قانون کی حکم رانی کی بات کرتے ہیں۔ یہ ہیں وہ اخبارات۔11 تاریخ والے دن پیپلز پارٹی کا جلوس جس کو عزیزالرحمان چن صاحب کلاشنکوفیں لے کر لیڈ کررہے ہیں تو یہ ہے ان کی فوٹوگراف۔ یہ ہیں مسجد شہدا پر بیٹھے ہوئے پیپلز پارٹی کے اراکین جنہوں نے ہاتھوں میں کلاشنکوفیں پکڑی ہوئی ہیں۔(اس مرحلہ پرجناب ڈپٹی سپیکر صاحب کو فوٹو گراف پیش کیےگئے) جناب والا! یہ کونسی دفعہ 144 کی حفاظت کرنے کے لیے باہر نکلے تھے؟ ہمیں افسوس ہے کہ ان کے ایم این اے گھرکی صاحب زخمی ہوئے۔ وہ اسلحہ لے کر جلوس میں کس لیے چل رہے تھے؟ ہمیں دکھ ہے کہ ان کی ٹانگ کاٹ دی گئی۔ ہمیں یہ بھی دکھ ہے کہ یہ کیوں لوگ لے کر آئے تھے۔اس میں آٹھ نو بے گناہ مارے گئے ہیں۔تو کیا یہ دفعہ 144 کی حفاظت کےلیے آئے تھے؟ اور تمام اضلاع میں انہوں نے یعنی پیپلز پارٹی نے پولیس کے escort پر جلوس نکالے ہیں اور وہ کس لیے نکالے تھے؟ اس لیے کہ سول وار ہو۔ لیکن ہمارے قائد کا حکم تھا کہ کوئی گولی نہیں چلنی چاہیے۔ کسی جگہ کوئی تشدد نہیں ہونا چاہیے۔ ان کو سختی سے منع کیا گیا تھا۔ کہیں نہ جایا جائے۔ لیکن یہ سب کچھ ان کی طرف سے ہوا۔

چودھری محمد وصی ظفر ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، وصی ظفر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! موصوف مقرر آپ کی تنبیہ کے باوجود irrelevant ہو رہے ہیں۔ اس کا نوٹس لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے۔ جی چودھری صاحب ! آپ کی جو تحریک ہے اس پر بولیں۔

چودھری پرویز الہیٰ ، جناب والا! وزیر موصوف خود کہہ رہے ہیں کہ غلیل کے ساتھ غلیل ان کو کلاشنکوف نظر آتی ہے۔ وہ بھی نہیں۔ کچھ بھی نہیں ہوا۔ کسی جگہ ٹریفک لائٹ نہیں ٹوٹی اور یہ دفعہ 144 کی خلاف ورزیاں خود کراتے رہے ہیں۔ بغیر سواریوں کے اور بغیر سیٹوں کے بسیں چلاتے رہے ہیں۔ انہوں نے اس دن خود کوشش کی ہے کہ خون خرابہ ہو۔ ہمارے قائد کا حکم تھا کہ یہ بھی ہمارے پاکستانی بھائی ہیں کسی کو کوئی نقصان نہیں ہونا چاہیے۔ ہمارے آٹھ آدمی شہید ہوئے۔ یہ سارا تشدد سوچی سمجھی سازش کے تحت اور وزیر اعلیٰ کے حکم کے تحت ہوا۔ میری آپ سے یہ گزارش ہوگی کہ اتنی تعداد میں پارلیمانی تاریخ میں اس طرح نہیں ہوا کہ جتنا تشدد پارلیمینٹ کے اراکین کے ساتھ کیا گیا ہو، جتنے پرچے ان کے خلاف بنائے گئے ہوں اور جس طرح پولیس نے ان کے گھروں کے اندر گھس کر جہاں خواتین تھیں وہاں پہنچ کر زیادتی کی گئی۔ جناب والا! یہ ظلم میں شریک ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ انصاف کرتے ہوئے ہماری تمام تحاریک کو کمیٹی کے سپرد کریں اور accept کریں۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میرے پاس جو آپ کی تحاریک استحقاق آئی تھیں وہ اسی طرح کی 14 تھیں۔ کسی صاحب کی 2 تھیں۔ جس طرح عثمان ابراہیم صاحب کی میرے خیال میں 2 تھیں۔ تو آپ سب فاضل اراکین نے اپنی تحاریک پڑھ دی تھیں۔ شارٹ سٹیٹمینٹ دے دی تھی۔ اگر اب ہم یہاں سارے ہی یا 13,14 یا 11 فاضل اراکین کو بولنے کا موقع دیں تو پھر سارا وقت ہی ختم ہو جائے گا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ان میں سے 3 آدمی یعنی چودھری پرویز الہیٰ صاحب نے بول لیا ہے تو 3 اور آدمی جن کو چودھری صاحب کہیں وہ اپنا موقف ان تحاریک استحقاق پر بیان کر دیں۔ چودھری صاحب آپ بتا دیں۔

چودھری پرویز الہیٰ جناب والا! اگر ہمیں 4 کی اجازت دے دیں تو مہربانی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چلو 4 کی اجازت دیتے ہیں۔ ظفر علی شاہ صاحب! آپ کی موشن نہیں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! میں اپنے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی چودھری صاحب! نام بتائیں۔

چودھری پرویز الہیٰ، جناب والا! میں لکھ کر دے دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں لکھ کر دے دیں۔ تو میں پہلے کس سے شروع کروں؟

چودھری پرویز الہیٰ، سید ظفر علی شاہ صاحب سے شروع کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ ظفر علی شاہ صاحب کی تو اس پر موشن نہیں۔ (قطع کلامیاں) میرے پاس نہیں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! میں ابھی بنا دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چلیں۔ عثمان ابراہیم صاحب سے شروع کرتے ہیں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! آپ ریکارڈ تو دیکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کی pending پڑی ہوئی ہے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! میں یہی عرض کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کی علیحدہ آئے گی اور ان کے بعد آئے گی۔ جی، وزیر قانون صاحب! کچھ فرمانا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون، جناب والا۔ آپ کی اجازت سے عرض کرتا ہوں کہ جواب الجواب کے لئے کوئی روایات رولز میں موجود نہیں ہیں لیکن اگر آپ کا حکم ہے تو وہ ضرور بات کریں۔ قائم مقام قائد حزب اختلاف نے میرے جواب کے بعد تمام تحاریک کے حوالے سے بات کی ہے اور دوبارہ اپنی وضاحت کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چلو۔ ہم دو دو، تین تین منٹ دے دیتے ہیں۔

وزیر قانون، جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ قائد کی بات کے بعد ان کا مزید اپنی طرف سے وضاحت کرنا کوئی ضروری تو نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا فرق پڑتا ہے؟

وزیر قانون، جناب والا! جس طرح آپ کا فیصلہ۔

چودھری محمد وصی ظفر ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! یہ تحاریک استحقاق ہیں۔ مسئلہ لفظ استحقاق کا ہے۔ یعنی استحقاق کی کسی کو کوئی سہولت حاصل ہے تو وہ معزز لوگوں کی ہوتی ہے۔ شرپسندوں کی نہیں ہوتی ۔ اس پر جناب اپنی رولنگ فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی عثمان ابراہیم صاحب!

جناب عثمان ابراہیم ، جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ۔ ابھی لاء منسٹر ہماری تحاریک استحقاق کا جواب دے رہے تھے اور جیسا کہ ہم نے ان کی تقریر کے دوران بھی point out کیا تھا کہ انہوں نے سب کچھ کہا ہے لیکن تحاریک استحقاق کے متعلق کچھ نہیں کہا۔ میری دو تحاریک تھیں پہلی تحریک کے جواب میں انہوں نے فرمایا تھا کہ پولیس میرے گھر کے اندر داخل ہی نہیں ہوئی۔ آپ کو یاد ہو گا کہ میں نے اس وقت بھی کہا تھا کہ میں on oath کہہ رہا ہوں کہ پولیس میرے گھر کے اندر داخل ہوئی تھی اور وہ جو کچھ فرما رہے ہیں ' جو لکھی ہوئی رپورٹ ان کے پاس آئی ہے وہ اس کو دھرا رہے ہیں۔ میں نے اس وقت بھی کہا تھا کہ ایک معزز رکن کی بات پر آپ کو یقین کرنا چاہیے اور بقول ان کے پولیس کی بات پر یقین نہیں کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر! انھوں نے اپنی تقریر میں یہ خود تسلیم کیا ہے کہ لوگوں کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے پولیس نے حسب ضابطہ کارروائی کی تھی۔ انھوں نے in directly خود تسلیم کیا ہے کہ پولیس گھروں میں داخل ہوئی تھی لیکن یہ حسب ضابطہ کارروائی تھی حالانکہ آئین اس مسئلہ میں بہت واضح ہے۔ آئین جو ہے وہ کسی بھی ضابطے کی کارروائی کے اوپر حاوی ہوتا ہے اور آئین کے آرٹیکل 14 کے تحت ہاؤس کی جو privacy ہے ' اس کو بالکل کسی بھی صورت میں violate نہیں کیا جا سکتا۔ چاہے وہ ایک عام شہری کا گھر ہو ' چاہے وہ ایک رکن اسمبلی کا گھر ہو۔ تو یہ جو حسب ضابطہ کارروائی تھی یہ آئین کو over-ride نہیں کر سکتی۔ یہ صرف ایک پیش بندی کے طور پر کسی بھی رکن اسمبلی کے گھر داخل نہیں ہو سکتے۔ آئین کی دفعہ اس میں بڑی واضح ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میری جو دوسری تحریک استحقاق ہے وہ بالکل مختلف نوعیت کی ہے۔ اس میں پولیس میرے دفتر کے اندر داخل ہوتی ہے اور وہاں سے پچاس کے قریب کرسیاں اٹھا کر لے جاتی ہے اور تاریں کاٹ کر ایک ٹیلیفون سیٹ بھی اٹھا کر لے جاتی ہے اور جاتے ہوئے بعد میں میرے دفتر کو تالا لگا کر جاتی ہے۔ خود پولیس چوری کی مرتکب ہے۔ میں اس سلسلے میں پھر آئین کا ذکر کروں گا کہ آئین کا جو آرٹیکل 25 ہر شخص کو یہ حق دیتا ہے کہ اس کی پراپرٹی جو ہے وہ اس کی پراپرٹی ہے اور حکومت کسی بھی شخص کو اس کی پراپرٹی سے بالکل محروم نہیں کر سکتی۔

جناب سپیکر! پولیس نے میری جو کرسیاں چرائی ہیں۔ اگر لاء منسٹر صاحب کے پاس اس کا جواب بھی یہی ہو گا کہ پولیس میرے دفتر میں داخل نہیں ہوئی اور انھوں نے کرسیاں نہیں چرائیں تو اس کا جواب وہ خود دیں گے۔ بہرحال انھوں نے نہیں دیا تو اس سے یہ ثابت ہوا بقول ان کے کہ پولس نے میرے دفتر سے 50 کے قریب کرسیاں بھی چرائی ہیں اور اس کے بعد انھوں نے میرے دفتر سے ٹیلیفون سیٹ بھی چرایا ہے۔

جناب سپیکر! یہ خود دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم جمہوریت پر عمل کرتے ہیں لیکن یہ اس صوبے کو سولہویں صدی میں لے جانا چاہتے ہیں۔ جب سولہویں صدی کے راجے، مہاراجے اپنے اقتدار کو دوام دینے کے لیے پولیس کو ذاتی ملازم کے طور پر بھرتی کیا کرتے تھے۔ لیکن سولہویں صدی میں کوئی شخصی آزادی نہیں تھی۔ کوئی شہری آزادی نہیں تھی۔ کوئی قانون نہیں تھا۔ کوئی عدالتیں نہیں تھیں۔ لیکن یہ بیسویں صدی ہے۔ اس بیسویں صدی میں بھی انھوں نے پنجاب کی پولیس کو ریاستی پولیس میں تبدیل کر دیا ہے۔ شہری اور شخصی آزادیوں کو سلب کر دیا ہے۔ اس بیسویں صدی میں انھوں نے آئین اور قانون کی دھجیاں بکھیر دی ہیں اور اس بیسویں صدی میں عدالتوں نے عوام کے لیے اپنے انصاف کے دروازے بند کر دیے ہیں۔ پوری دنیا میں دوسرے ملک اکیسویں صدی میں داخل ہو چکے ہیں لیکن پنجاب کی حکومت ہمیں واپس سولہویں صدی میں لے جانا چاہتی ہے۔

جناب سپیکر! یہ جو ابھی انھوں نے کہا کہ [****]، تو [****] وہ ہوتا ہے جو قانون کی خلاف ورزی کرے اور 11۔ اکتوبر کو ہمارے قائد حزب اختلاف نے خود آپ کے سامنے یہ تصاویر آپ کو بھیجی ہیں کہ [****] وہ لوگ تھے جو 11۔ اکتوبر کو کلاشنکوف لے کر باہر نکلے۔ جنھوں نے دفعہ

***(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا)

144 کی خلاف ورزی کی اور گوجرانوالہ میں ' پورے پنجاب میں ہمارے لوگ پرامن تھے۔ میرے دوسرے رکن اسمبلی رؤف مغل ' ان کے گھر سے ان کے دو کمسن بچوں کو اٹھایا جاتا ہے۔ کیا یہ شرپسندی پولیس نے کی تھی یا ان لوگوں نے کی تھی جن کے بچے پولیس نے اغواء کیے؟ گوجرانوالہ میں اس دن پرامن شہری تھے' نہتے شہری تھے لیکن شرپسند وہ لوگ تھے جنھوں نے ان کو خون میں نہلایا۔ دو شریف شہری ایک محمد وارث اور دوسرا حاجی منظور ' ایک پولیس شیل لگنے سے شہید ہوا اور دوسرے کو پولیس نے اوپر سے چھت سے پھینکا اور بعد میں اسے اٹھا کر کے وہ پھینکتے رہے۔ یہاں تک کہ اس کا بھیجہ باہر آ گیا۔

جناب سپیکر ! یہ کل بھی ہم نے آپ کو فوٹو گراف بھیجی تھیں اور آج بھی آپ کی جو memory ہے اس کو fresh کرنے کے لیے بھیجتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تو وہی باتیں ہیں جو کہ ہم پہلے سن چکے ہیں اور یہ فوٹو بھی دیکھے ہیں۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ان واقعات کی روشنی میں انھوں نے ہماری تحاریک استحقاق کے جواب میں کوئی آئین کا حوالہ نہیں دیا۔ کسی قانون کا حوالہ نہیں دیا۔ انھوں نے تحریک نجات کا حوالہ دیا ہے جو 11۔ اکتوبر کو شروع ہوئی تھی۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آئین کی رو سے ' قانون کی رو سے ' ہماری جو تحاریک استحقاق ہیں وہ منظور ہونی چاہئیں اور انھیں استحقاق کمیٹی کے سپرد ہونا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ ریاض ستی صاحب!

جناب شاہد ریاض ستی، میرا نام شاہد ریاض ستی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہد ریاض ستی صاحب۔

جناب شاہد ریاض ستی، آج اخبار والوں نے بھی رپورٹنگ ٹھیک نہیں کی۔ انھوں نے بھی میرا نام پورا نہیں لکھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، لیکن میرے پاس تو لکھا ہی یہ ہے میں کیا کروں۔

جناب شاہد ریاض ستی، جناب سپیکر ! آپ کی وساطت سے میں اخبار والوں سے کہوں گا کہ وہ بھی درست کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے خود پڑھا ہے۔ آپ کا صرف ستی صاحب لکھا جاتا رہا ہے۔

جناب شاہد ریاض ستی: جی پورا نام شاہد ریاض ستی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی شاہد ریاض ستی صاحب!

جناب شاہد ریاض ستی: جناب سپیکر! شکریہ۔ جناب والا ہمارے وزیر موصوف جو کہ اکثر یہاں ممبران کے privileges کے بارے میں جواب دیتے ہیں۔ میں معذرت سے کہوں گا کہ وہ غلط بیانی سے کام لیتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس طرح اپنی شخصیت بھی خراب کر رہے ہیں اور اس ایوان کے تقدس کو بھی پامال کر رہے ہیں اور گورنمنٹ کے جو کارندے بیٹھے ہیں ان کے لیے بھی یہ غلط پیٹرن سیٹ کر رہے ہیں۔ آج انھوں نے جو بھی بات کی ممبران کی طرف سے جو تحاریک استحقاق پیش ہوئی تھیں اس میں انہوں نے relevant بات نہیں کی بلکہ ان کا تمام خطاب یوں لگ رہا تھا کہ جیسے یہ کسی جلسہ عام سے خطاب کر رہے ہیں یا اپنی وزارت کے نمبر بنا رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ نمبر اللہ کے آگے بنائیں۔ آپ کی جواب دہی اللہ کے آگے ہے۔ چیف منسٹر یا کسی اور کے پاس آپ کی جواب دہی نہیں۔ اگر آپ حق پر ہوں گے، حق کی بات کریں گے تو اللہ بھی آپ کے لیے راہیں کھولے گا۔ میری استدعا ہے کہ یہ اپنے رویے میں تبدیلی لائیں۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ عرض کروں گا، میں نے پہلے بھی کہا تھا جب میں نے short statement دی تھی کہ میں انتہائی قانون کی پاس داری کرنے والا آدمی ہوں میں نے یہ صاف طور پر کہا تھا اور یہ میں نے تحریر بھی کیا ہے کہ میرے گھر کو پولیس نے علی الصبح گھیرے میں لیا۔ گھر کے اندر میں موجود تھا۔ مجسٹریٹ نے آ کر میرا مین گیٹ ٹانگیں مار کر توڑا اندر داخل ہوا اور پولیس لے کر میرے بیڈ روم تک پہنچ گیا ٹیرس پر بھی پولیس چڑھا دی۔ میری پچھلی سائیڈ کی طرف پلاٹ خالی ہے اس طرف سے بھی پولیس گھر کے اندر داخل ہو گئی۔ تو خدارا! آج آپ کی حکومت ہے تو کل ہم لوگ بھی حکومت میں آ سکتے ہیں۔ کسی کی بھی حکومت آ سکتی ہے۔ یہ غلط پیٹرن آپ نہ سیٹ کریں اور اس ملک کو آپ Police State مت بنائیں۔ اگر آپ جمہوریت کے دعوے دار ہیں تو آپ جمہوری اقدام اٹھائیں اور جمہوری روایات کی پاس داری کریں۔ اس طرح آپ ایوان کے ممبر کے گھر اگر پولیس بھیجیں گے تو کل آپ کے گھر میں بھی پولیس آ سکتی ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کو سیاست سے بالاتر ہو کر ایک بات بتاؤں۔ ہمارے قائد نے ہمیں

اس تحریک کے دوران کہا کہ آپ نے اپنے کارکنوں کو یہ تلقین کرنی ہے کہ وہ پرامن رہیں۔ ملکی املاک، پرائیویٹ پراپرٹی کو آپ نے نقصان نہیں پہنچانا ہے۔ خدا شاہد ہے۔ میں نے اللہ کے آگے جواب دینا ہے۔ میں نے اپنے حلقہ نیابت میں لوگوں سے بات کی ہے تو میں نے یہی کہا ہے کہ آپ نے پرامن احتجاج کرنا ہے اور جمہوریت میں پرامن احتجاج کرنا سب کا حق ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! آپ یہ دیکھیں کہ ٹرین مارچ ہوئی۔ کراچی سے لے کر پشاور تک لاکھوں لوگ جمع ہوئے لیکن اس ملک کے ایک بلب کا بھی نقصان نہیں ہوا اور اگر 11۔ تاریخ کو یہ انتشار نہ پھیلاتے اور یہ خود ہتھیار لے کر پولیس کے ساتھ مسلح ہو کر لوگوں کے گھروں میں داخل نہ ہوتے تو ایسا نہ ہوتا۔ میں اپنے مسلم لیگی بھائیوں کے صبر کو مرحبا کہتا ہوں، انھوں نے ثابت کیا ہے کہ وہ محب وطن ہیں اور انھوں نے ان کے انتشار کو برداشت کیا ہے۔ ان کی پولیس نے جس طرح ہمارے ساتھ رویہ رکھا ہے اگر ان کی طرف سے جوابی کارروائی ہوتی تو ملک میں بہت بڑا انتشار برپا ہوتا۔

جناب سپیکر! میں اس کے ساتھ ہی آپ سے امید رکھتا ہوں کہ جو کچھ میں نے اس ہاؤس میں دیکھا ہے کہ آپ انصاف پسند ہیں۔ امید ہے کہ آپ ہمارے اس استحقاق کے ساتھ بھی انصاف برتیں گے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انعام اللہ خان نیازی صاحب۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! اگر اجازت ہو تو میں عرض کردوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں آپ کو بعد میں سنوں گا۔ میں پہلے ان کو سن لوں جن کی پہلے discuss ہو چکی ہیں ان کو سن لوں۔ آپ کو ان کے بعد سنوں گا۔ ------ جی انعام اللہ نیازی صاحب۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! میری گزارش ہے کہ آج میرا گلا خراب ہے آپ ارشد عمران سلہری کو سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ارشد عمران سلہری صاحب۔

جناب ارشد عمران سلہری، شکریہ جناب سپیکر۔ ----جناب والا!۔ ہمارے اراکین اسمبلی نے فرمایا ہے کہ پولیس نے ان کے گھروں کے اندر چھاپے مارے، ان کو پریشان کیا اسی حوالے سے میری بھی ایک تحریک ہے جس پر 29۔ اکتوبر سے آپ فیصلہ pending کرتے آرہے ہیں۔ جناب والا! میں

عرض کرتا ہوں کہ وزیر قانون بڑی تفصیل کے ساتھ اور اپوزیشن کے انداز میں اس کو defend کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ جناب سپیکر! آپ تو ہاؤس کو قاعدے اور قانون کے تحت چلاتے ہیں چاہیے تو یہ تھا کہ ہر فاضل رکن کی تحریک کو individually deal کیا جاتا۔

جناب والا! میرے گھر کے اندر علامہ اقبال ٹاؤن مسلم ٹاؤن وحدت کالونی کی پولیس کے کوئی ساٹھ کے قریب افراد داخل ہوئے اور بدتمیزی کی جبکہ جناب وزیر موصوف یہاں یہ فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ اقدامات اپوزیشن کی تحریک نجات کے حوالے سے کیے تھے شرپسندوں کو گرفتار کرنے اور ان کو جیلوں کے اندر بھرنے کے لیے یہ اقدامات کیے تھے۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہمارے بھائی جناب شیخ عبیداللہ صاحب نے کہاں جرم کیا تھا اس کو کس لیے پکڑا گیا جناب سپیکر! گیارہ تاریخ کو جس طرح سے قانون کا اور دفعہ 144 کا مذاق حکومت نے خود پولیس کی سرپرستی میں مال روڈ کے اوپر اڑایا اور جیسا کہ میرے بھائی نے اس کا حوالہ دیا ہے کہ پیپلز پارٹی کے رہنماؤں اور جیالوں جن کے ہاتھوں میں کلاشنکوف تھیں انہوں نے پورے شہر کے اندر دہشت گردی پھیلائی جناب سپیکر! اس دن بھی میں نے عرض کیا تھا کہ آپ نے اور حکومت نے ان کے خلاف کیا اقدامات کیے ہیں' کیا ان کے خلاف کہیں کوئی پرچہ درج ہوا ہے؟ میرے قائد نے ابھی وفاقی پارلیمانی سیکرٹری کا ابھی ذکر کیا ہے کہ ہمیں افسوس ہے کہ اس کی ٹانگ کاٹی گئی جناب سپیکر! یہ واقعہ میرے اپنے حلقے کے اندر ہوا اور یہ واقعہ اس وقت ہوا جب وہ پیپلز پارٹی کے جیالوں کو اس گاڑی میں بٹھائے ہوئے تھا کہ جس گاڑی میں بہت اسلحہ تھا اور اسلحہ وہ تھا جو شکار کے لیے استعمال ہوتا ہے اس اسلحے کا کارتوس ان کو لگا جس کی وجہ سے ان کو صحت یابی نہیں ہو سکی جناب سپیکر! میں وزیر قانون سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ قانون کی دھجیاں کس نے بکھیری ہیں؟ اس دن دفعہ 144 کی خلاف ورزی کا لائسنس حکومت نے اپنے جیالوں کو دیا تھا اور پھر ہماری پولیس کے سربراہ جن کی موجودگی میں ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف کے گھر کا گھیراؤ صبح سے لے کر شام تک رہا۔ جناب سپیکر! یہ حق کس نے ان کو دیا تھا کہ یہ کسی شہری کے حقوق کو پابند سلاسل کر دیں ان کے پورے خاندان کو گھر کے اندر بند کر دیں۔ جناب سپیکر! کیا وہاں پر تخریب کاری ہو رہی تھی؟ میرے حلقے کے سترہ افراد کو کوٹ لکھپت جیل کے اندر بند کیا گیا ان میں دو علماء ہیں جو مسجد کے اندر امامت کراتے ہیں میرے حلقے کے اندر ایک ننھا سا بچہ ہے جس کی عمر پانچ سال ہے جناب

سپیکر! یہ بات غور کرنے والی ہے اس کا نام دروازے کے اوپر لکھا ہوا تھا اس کے detention order بھیج دیے جناب سپیکر! اس تحریک کے حوالے سے میں یہ عرض کروں گا کہ گیارہ تاریخ کو حکومت نے ٹریفک کے سرکل کو ڈرائیوروں کو سو روپیہ فی گھنٹہ دے کر چلانے کی کوشش کی تھی۔ یہ پیسہ جام ہڑتال کو ناکام کرنے کے لیے کیا تھا اور ٹریفک کا پہیہ چلانے کے لیے کیا تھا اس سے عوام کا لاکھوں روپیہ آپ نے اس پر خرچ کیا۔ جناب سپیکر! ہمارا وہ ساتھی جو صرف پانچ سال کا تھا جس کا دروازے کے اوپر نام لکھا ہوا تھا آپ کی پیپلز پارٹی کے جیالوں نے پورے لاہور کے اندر ہر حلقے میں اس دن ناؤٹ کا کردار ادا کیا ہے اور ہمارے وہ کارکن ساتھی جو کبھی سڑکوں پر نہیں آئے تھے ان کو آپ نے جیلوں کے اندر بند کیا۔ جناب والا! ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا ہماری یہ گزارش ہے کہ ہمارے جن دوستوں کو جیلوں کے اندر بند کیا گیا جس کے لیے آپ کو پنجاب کا قانون بھی اجازت نہیں دیتا تھا۔ ہمارا تین تاریخ کو سابقہ اجلاس ختم ہوتا ہے اور 29 تاریخ کو ہمارا دوسرا اجلاس call کر لیا جاتا ہے اس کے اندر آپ نے ہمارے بارہ افراد کو غیر قانونی طور پر detain کیا۔ جناب والا! جناب وزیر قانون یہاں اس بات کی دہائی دے رہے تھے کہ ہم انصاف کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر میری آپ سے استدعا ہے کہ میری تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ ------ اب سید ظفر علی شاہ صاحب اپنی تحریک استحقاق نمبر 19 پہلے پڑھیں اور پھر اس پر اپنی short statement دیں کیونکہ یہ پہلے ایوان میں پڑھی نہیں گئی تھی۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میری ایک تحریک استحقاق نمبر 19 بھی اسی سلسلے میں ہے۔ یہ identical ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کے بعد اس کو لیں گے۔

اراکین اسمبلی کی غیر قانونی گرفتاری

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق میں نے عین ان لمحات میں اور عین اس وقت لکھی تھی جب میں جیل کی دیواروں کے اندر تھا اور میرے ساتھ دو دیگر معزز اراکین اسمبلی چودھری تنویر خان صاحب اور راجہ بشارت بھی موجود تھے وہاں سے میں نے بذریعہ سپرنٹنڈنٹ جیل سیکرٹریٹ کو روانہ کر دی تھی۔ عین انہی لمحات میں جن لمحات میں میرا جسم اور ذہن پولیس کے تشدد کو اور پولیس کی مشینری کو face کر رہا تھا۔

جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہم تین ممبران صوبائی اسمبلی ہمراہ جناب اعجاز الحق ممبر قومی اسمبلی 11۔ اکتوبر 94 کو صبح چار بجے چودھری تنویر خان ایم۔ پی۔ اے کے ایک عزیز کے مکان میں سو رہے تھے۔ مقامی پولیس نے تمام اخلاقی و قانونی ضابطوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے گھر پر چھاپہ مارا۔ اہل خانہ کو ہراساں کیا اور ہمیں گرفتار کر لیا گرفتاری کے وقت پولیس کے پاس ہماری گرفتاری یا نظر بندی کے کوئی احکامات نہ تھے بلکہ ہمارے سامنے پولیس والے متعلقہ تھانے والوں کو کہہ رہے تھے کہ متعلقہ تھانوں میں جو خالی فارم پڑے ہیں ان پر ان کے نام درج کر کے فوری لائے جائیں جو کہ تقریباً دو گھنٹے ہمیں محبوس رکھنے کے بعد موصول ہوئے گرفتاری کے بعد ہمیں اڈیالہ جیل لایا گیا جہاں ایک کمرے میں بند کر کے نظر بندی کے احکامات پر دستخط لیے گئے۔ جیل میں ہمیں بی کلاس یا کوئی اور مناسب درجہ جو بطور ممبر صوبائی اسمبلی ہمارا استحقاق ہے، نہیں دیا گیا بلکہ ہمیں کم عمر بچوں کی وارڈ منڈا خانہ میں رکھا گیا جیل حکام کی جانب سے خوراک کے بشمول اخبارات وغیرہ یا اور کوئی سہولت نہ دی گئی نظر بندی کے بے بنیاد احکامات جو ہمیں دیے گئے ان میں درج ہے کہ مقامی پولیس کی رپورٹ پر ہمیں نظر بند کیا گیا جو کہ سفید جھوٹ ہے۔ مقامی پولیس کے پاس ہمارے خلاف کوئی شکایت رپورٹ نہ ہے یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اس سے قبل بھی مقامی پولیس نے انتظامیہ کی ہدایت پر ہمارے گھروں پر چھاپے مارے اور ہمارے اہل خانہ کو ہراساں کیا۔ راولپنڈی کی انتظامیہ کے ان غیر قانونی اور غیر اخلاقی ہتھکنڈوں سے نہ صرف ہمارا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ تحریک کو منظور کرتے ہوئے استحقاق کمیٹی کے سپرد فرمایا جائے۔

جناب سپیکر! جناب نے ملاحظہ فرمایا کہ پہلے بھی حزب اختلاف کی طرف سے معزز اراکین اسمبلی نے اپنے اپنے ضلعوں، اپنے اپنے علاقوں اور اپنے اپنے گھروں پر جو ان کے خلاف واقعات سرزد ہوئے ہیں اور جن کی حیثیت specific ہے انہوں نے وہ بیان کیے ہیں اس سے پہلے کہ میں اپنی short statement بھی دوں اور وزیر قانون صاحب نے اپنا stereo type بیان ابھی آپ کے سامنے اور اس معزز ایوان کے سامنے دیا ہے اور مجھے بڑے افسوس سے یہ کہنا پڑے گا کہ کسی ایک بھی privilege motion کے کسی ایک specific واقعے کے بارے میں انہوں نے کوئی ہاں یا نہ

میں جواب نہیں دیا ماسوائے اس جنرل تقریر کے جس میں انہوں نے دو تین پوائنٹس اٹھائے ہیں اور ان کا سارا stress یہ تھا کہ ہم نے آئینی اور قانونی طور پر اس کال کو' اس ہڑتال کو جو حزب اختلاف نے اور حزب اختلاف کے لیڈر نے دی تھی' اس کو روکنے کے لیے ہم نے بہت کچھ کیا۔ جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اگر انہیں نہیں پتہ۔ تو ہڑتال پوری دنیا میں اور بالخصوص بالعموم برصغیر اور بالخصوص پاکستان میں یہ سیاست کا ایک حصہ ہے۔ اگر ہڑتال کرنا جرم ہے' اگر پبلک کے larger interest میں پبلک اور ملک کے larger interest میں کوئی پارٹی ہڑتال کی کال دیتی ہے تو یہ کوئی جرم نہیں اور اگر یہ جرم ہے تو ان کی وفاقی حکومت والی Political Party اور آج کے وزیر اعلیٰ 1993ء میں یہ جرم کر چکے ہیں۔ اور انہوں نے بھی یہ اعلان کر دیا تھا۔ لہٰذا یہ کوئی جرم نہیں کہ جس کا وہ سہارا لے رہے تھے کہ ہم نے ہڑتال کی کال کیوں دی۔ جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے یہ کہا ہے کہ ہم نے اس لیے نظر بندی کے آرڈر دیے تھے کہ گیارہ اکتوبر سے پہلے یہ حزب اختلاف کے لیڈر کے بیان کا حوالہ دے رہے تھے۔ جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے ان کی اطلاع کے لیے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی سیاسی تاریخ میں اس سیاسی اصطلاح کے جو موجد اور مورخ ہیں' اگر انہیں نہیں پتہ تو میں ابھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ بھی ایک سیاسی اصطلاح ہے۔ اور پھر ان کا حوالہ کسی ایک رکن کی آزادی سے ان کا کیا تعلق ہے؟ جناب سپیکر! وزیر قانون سے میں پھر پوچھنا چاہوں گا اور وفاقی حکومت سے بھی یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آپ نے ان تمام ہتھکنڈوں کے باوجود' ریکارڈ کی درستگی کے لیے یہ بھی عرض کر دوں کہ اس سے پہلے سرکار کے حکم پر اس ملک میں پہیہ جام ہڑتالیں ہو چکی ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ کشمیر کے issue پر تھیں۔ لیکن وہ بھی ملک کے وسیع تر مفاد میں تھی۔ اسی طرح آج بھی یہ ملک اور قوم کا وسیع تر مفاد تھا۔ جس کے لیے ملک کی سب سے بڑی حزب اختلاف کی پارٹی نے جو ایوان کے اندر بھی بڑی ہے اور ایوان کے باہر بھی۔ پاکستان کے ووٹوں کی تعداد اس کے ساتھ زیادہ ہے۔ انہوں نے وسیع تر مفاد میں یہ بات کی تھی۔ اب میں ان سے صرف یہ پوچھوں گا کہ ان تمام شرمناک کارروائیاں کرنے کے باوجود گیارہ اکتوبر سے پہلے سات اکتوبر کے دن بھی انہوں نے چھاپے مارے۔ اس کے باوجود میں ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا گیارہ اکتوبر کی اس پہیہ جام ہڑتال کو انہوں نے ناکام بنا دیا۔ ان کے کہنے سے یا ہمارے کہنے سے ------ ہم تو کہیں گے کہ کامیاب ہوئی۔ وہ یہ کہیں گے کہ ناکام ہوئی۔ آج کے

مورخ کی لکھی ہوئی تاریخ دو سال کے بعد پڑھ لیں' اپنی حکومت کے جانے کے بعد پڑھ لیں اور آج کے اخبارات بھی پڑھ لیں کہ گیارہ اکتوبر کی پہیہ جام ہڑتال کامیاب ہوئی تھی ۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ حزب اختلاف نے تشدد کی زبان استعمال کی ' ڈنڈوں اور کلاشنکوفوں کی زبان استعمال کی۔ کس معزز رکن کے گھر سے کلاشنکوف برآمد ہوئی ہے ۔ ماسوائے میرے حلقے کے اس معزز قومی اسمبلی شیخ رشید احمد سے جس کے گھر سے اس کی گرفتاری کے بعد ایک false recovery ڈال کر محض اس کی گرفتاری کو terrorist court کی jurisdiction میں لانے کے لیے ایک false recovery ڈال کر کیس بنایا ہے ۔ جناب سپیکر! جب یہ تشدد کی بات کرتے ہیں تو مجھے بہت افسوس ہوتا ہے ۔ کیا [**********] جناب سپیکر! ان کو اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھنا چاہیے ۔

جناب سپیکر! میں نے آپ کا وقت لیا ہے ۔ اب آخر میں' میں صرف رولز کی بات کروں گا ۔ اپنی تحریک استحقاق کے حق میں جناب کی توجہ رولز 55 کی طرف دلانا چاہوں گا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر قانون پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں ۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! فاضل رکن گورنر کے conduct کو یہاں زیر بحث نہیں لا سکتے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ بات درست ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، لہٰذا ان کے یہ الفاظ حذف کروائے جائیں۔

سید ظفر علی شاہ ، یہ ایک نئی بحث چھیڑنا چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پہلے میں آپ سے ہی پوچھنا چاہتا ہوں کیونکہ آپ بھی رولز کے ماہر ہیں کہ گورنر کے conduct کو اسمبلی میں زیر بحث نہیں لایا جا سکتا ۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا! اگر میں گورنر کے conduct کو زیر بحث لانا چاہتا تو میں تحریک استحقاق لاتا۔ میں جانتا ہوں کہ صوبے کی مشینری کا executive head ایک گورنر ہی ہے ۔ میں نے ان کے conduct کو زیر بحث لانے کے لیے کوئی تحریک پیش نہیں کی ۔ میں ایک حوالہ دے رہا ہوں اسی طرح سے جس طرح سے انہوں نے ٹانگیں توڑنے کا حوالہ دیا ہے ۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! تحریک استحقاق بھی رول 55 کے تحت ہی ہوتی ہے ۔ اس کا متن بھی اسی

***(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا)

کے تابع اور اسی سے متعلق ہوتا ہے ۔ اس کے لیے دلائل بھی اسی سے متعلقہ ہوتے ہیں۔ یہ دلائل اپنی تحریک استحقاق کے حوالے سے دے رہے ہیں۔ اور دلائل میں یہ گورنر کے conduct کا ذکر کر رہے ہیں ۔ جبکہ رولز 55 میں جناب سپیکر! آپ رول 55 کے پانچویں جزو کو دیکھیں کہ مسئلہ استحقاق میں گورنر کے ذاتی طرز عمل پر اعتراض نہیں کیا جائے گا۔ تو یہ کیوں اعتراض کر رہے ہیں؟ لہٰذا یہ رولز کے مطابق اپنے دلائل نہیں دے رہے ۔ انہیں relevant رہنا چاہیے اور گورنر کے conduct کو زیر بحث نہیں لانا چاہیے۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر! میں نے سن لیا ۔ میں رول 55 کی طرف ہی آ رہا ہوں ۔ وہاں بھی پہنچ جاؤں گا جس کا انہوں نے اشارہ کیا ہے ۔ اب رول 55 کے اجزاء کیا ہیں ۔ تحریک استحقاق کس بات پر پیش کی جاتی ہے ' admit کی جاتی ہے اور اس کی admissibility کیا ہے ۔ اس کا ingredient ہی یہی ہے۔

The right to raise a question of privilege shall be governed by the following conditions, namely:-

(i) the question shall relate to a privilege granted by the Constitution, any law or rules made under any law;

پہلا اس کا جزو ہی یہی ہے ۔ اب جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ پریولیجز ایکٹ کی طرف دلاؤں گا اور آئین کے آرٹیکل 13' 14 کی طرف بھی دلاؤں گا۔ جس میں وہ privilage مجھے دیا گیا ہے ۔ نہ صرف مجھے بلکہ عام شہری کو بھی granted ہے ۔ مجھے بطور ممبر پریولیجز ایکٹ میں granted ہے اور آئین کے آرٹیکل 14 کے لحاظ سے بھی مجھے granted ہے ۔ اب میں پہلے اس بات کی طرف آتا ہوں جو کچھ انہوں نے کہا ہے ۔ اس سے پہلے کہ میں آئین اور پریولیجز ایکٹ کی طرف آؤں نمبر 2 یہ ہے کہ not more than one question ہر ممبر نے اپنا ایک ایک question raise کیا ہے اپنے اپنے specific incident کے بارے میں جو جو واقعہ ان کے ساتھ ہوا ہے ۔ اس لیے یہ بھی اس کے زمرے میں ہے ۔ تیسری بات یہ ہے کہ،

the question shall relate to a specific matter of recent occurrence

اس میں specific matter ہے ' recent occurrence ہے ۔ جو سٹیٹ کی دہشت گردی ہے اور اسی پر ہم نے اجلاس requisition کیا ہے۔ اگر ہم یہاں discuss نہیں کریں گے ' یہاں اپنا پریویلج موشن raise نہیں کریں گے تو کیا ہم موچی دروازے میں کریں گے ؟ موچی دروازے میں ہم اور زبان استعمال کریں گے ۔ وہ اور سیاسی زبان ہو گی ۔ اس کا سامنا بھی انہیں کرنا پڑے گا۔ اور اس کے وقت کا تعین ہم نے کیا ہوا ہے ۔

جناب والا ! چوتھا جزو یہ ہے کہ the matter shall be such as requires the intervention of the Assembly اگر اسمبلی ان معاملات میں مداخلت نہیں کر سکتی ۔ یہ تمام ممبران قومی و صوبائی اسمبلی میں صوبے کی صورت حال پر dead lock پیدا ہوا ہوا ہے ۔ اکتوبر کی اس تحریک نجات کے دوران پنجاب کی مشینری کی طرف سے بے جا اور غیر قانونی ہتھکنڈوں کی وجہ سے' صوبائی حکومت کی ہٹ دھرمی اور ضد کی وجہ سے آج نیشنل اسمبلی میں سپیکر کو خفت اٹھانی پڑی ہے ۔ نہ صرف سپیکر کو خفت اٹھانی پڑی ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ ملک جو کہ فیڈرل Republic ہے اس فیڈریشن کو نقصان پہنچانے کی صوبائی حکومت ایک ناکام کوشش کر رہی ہے ۔

جناب سپیکر ! آخری جزو یہ ہے The question shall not reflect on the personal conduct of the Governor۔ یہ میں نہیں کرنا چاہتا تھا۔ کیا میں وزیر موصوف سے یہ پوچھ سکتا ہوں۔ یا وہ سٹیٹمنٹ دے دیں کہ گورنر الطاف حسین نے جو میرے حلقے کے ایم این اے شیخ رشید احمد صاحب کی شان میں بدمعاش کا لفظ استعمال کیا ہے کیا انہوں نے ذاتی طور پر چودھری الطاف حسین کی حیثیت سے کیا ہے یا گورنر کی حیثیت سے کیا ہے ۔ یہ سٹیٹمنٹ دے دیں تاکہ میں اس کی روشنی میں بات کر سکوں ۔ اگر انہوں نے ذاتی حیثیت میں کیا ہے تو میں اس پہ بحث نہیں کروں گا اور اگر انہوں نے گورنر کی حیثیت میں دیا ہے تو I have the right to discuss the conduct of the Governor.

جس میں انہوں نے مجھے یا میرے کسی رکن کو بدمعاش کہا ہو تو مجھے حق پہنچتا ہے کہ بڑے سے بڑے عہدے دار کو میں بھی یہ پوچھوں کہ اگر میں بدمعاش ہوں تو میں تو disqualify ہو جاتا ہوں ۔ اگر کہنے والے کے بارے میں میں ثابت کر دوں کہ disqualification کے تحت اس کا Conduct بذات خود یہ بتا رہا ہے کہ غیر اخلاقی اور غیر قانونی ہے ۔ تو He is disqualified to become a

Governor of the Province of Punjab. اس کا مجھے جواب دے دیں ۔ لہٰذا جناب سپیکر! میری یہ استدعا ہے اور چونکہ آخر میں میں یہ عرض کرنی چاہتا تھا اس میں قانون بھی related ہے ۔ اس لیے ہماری ان تحاریک استحقاق کو admit کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب یہ جو باتیں ہیں یعنی پولیس نے جو کارروائی کی ' زیادتی کی یا جس طرح کی بھی صورت حال ہوئی ہے ۔ اس بارے میں پہلے آپ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے قاعدہ 55 جز (i) کو پڑھیں۔

55. (i) the question shall relate to a privilege granted by the Constitution, ...

جس طرح آپ کو قانون کے تحت یہ حق حاصل ہے ' آپ کو یہ استحقاق دیا گیا ہے کہ آپ جیل میں جائیں معائنہ کریں ۔ اس سلسلے میں آپ کی جیل والی تحریک میں نے منظور بھی کی ہے اسی طرح اگر ملک میں رائج قانون کی کوئی فاضل رکن قومی اسمبلی ' سینٹ یا صوبائی اسمبلی خلاف ورزی کرتا ہے تو اس بارے میں آپ کو کیسے coverage دی گئی ہے؟ اس پوائنٹ پر آپ آئین کے دائرہ میں رہ کر مجھے بتائیں ۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر جناب کی توجہ Constitution of Pakistan, Part-II کے آرٹیکل 14 کی طرف مبذول کراؤں گا جس میں Fundamental Rights and Principles of Policy protected ہیں۔

14. (1) The dignity of man and.....

یعنی whereas as Member of the Assembly کو آپ چھوڑ دیں۔ ہر قومی' صوبائی اسمبلی کا ممبر' ہونے سے پہلے He is a man, he is a human being

The dignity of man and, subject to law, the privacy of home, shall be inviolable.

, 14(2) No person shall be subjected to torture for the purpose of extracting evidence.

جناب سپیکر ! یہ آرٹیکل 14(1) آپ نے سن لیا کہ آئین dignity of man اور privacy of home کو کس قدر تقدس دیتا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! اس صورت حال میں ہر شخص خواہ وہ ایم این اے ' ایم پی اے نہ بھی ہو تو اسے یہ حق میسر ہے ۔ یہ تو ہے Court of law ۔ اب آپ اس میں یہ distinction پیدا کریں کہ Court of law کی بجائے اسمبلی میں ------

سید ظفر علی شاہ، جناب والا ! میں ادھر بھی آ جاتا ہوں ۔ پہلے میں ان سے principles تو تسلیم کروا لوں۔ میں ان کو بتادوں کہ انسان کی بڑی عزت ہوتی ہے' شہری کی بڑی عزت ہے ' سیاسی ورکر کا بڑا مقام ہوتا ہے اور پھر منتخب آدمی جو کہ law maker ہوتا ہے' جناب سپیکر! میرا ایمان ہے کہ law maker cannot be law breaker لیکن انہوں نے ہمیں مفرور ' غنڈہ اور شرپسند تک کہا ہے ۔ یہ قابل شرم بات ہے کہ ایک اتنے بڑے تقدس والے ادارے میں منتخب لوگوں پر ایسے الزامات لگائے جائیں ۔ جناب سپیکر! صرف ایک سیاسی ورکر کا بھی بڑا مقام ہوتا ہے جبکہ ہم تو منتخب ہو کر آئے ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شاہ صاحب! ذرا مختصر کریں ۔

سید ظفر علی شاہ، جناب! مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ وقت کم ہے لیکن ہمارا وقت حزب اقتدار کے بنچز نے ضائع کیا ہے اسی لیے ہم نے استدعا کی تھی کہ وقت بڑھایا جائے ہم نے شروع میں کہا تھا کہ ہمیں آٹھ دن دیئے جائیں ۔ ابھی امن و عامہ پر ہمارے صرف دو آدمی بات کر سکے ہیں۔ تحریک استحقاق پر وزیر قانون نے آج ایک لمبی تقریر کی ہے ۔ جناب آپ ہمیں چھوڑ دیں کم از کم وزیر موصوف قائد حزب اختلاف کے گھر کے واقعے کے بارے میں تو کوئی specific بیان دے دیتے کہ انہوں یہ غلط کہا ہے ۔ جناب والا! قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کا بڑا تقدس ہوتا ہے ۔ اگر میں قائد ایوان ہوتا یا وزیر قانون ہوتا تو میں اپنی حکومت کو consult کیے بغیر یہ بات کہہ دیتا کہ قائد حزب اختلاف نے جو بات کی ہے اس کو آنکھیں بند کر کے تسلیم کر لیا جائے اور اس کا تدارک کیا جائے لیکن یہاں پر مخالفت برائے مخالف اور ضد برائے ضد کے اصول پر عمل ہو رہا ہے ۔ ہم اسی لیے کہتے ہیں کہ man کی ' human being کی ' سیاسی ورکر کی بھی ایک عزت ہوتی ہے ۔ جناب والا! ہم کیوں چیختے ہیں ؟ اگر مجھے علم ہوتا کہ صوبائی اسمبلی کا ممبر ہونے کے باوجود میرے گھر پر چھاپہ مارنے کے لیے پولیس کی 35 گاڑیاں اور ایک ہزار نفری آئے گی تو میں ممبر نہ ہوتا ۔ بلکہ ممبر ہونے سے بہتر تھا کہ میں pick pocketting ' چوری چکاری اور ڈکیتی کرتا ۔ جناب سپیکر ! جب صبح اٹھ کر محلے

والوں، محلے کی عورتوں، بچوں اور میرے اپنے بچوں نے یہ سب کچھ دیکھا یا سنا تو میری کیا پوزیشن ہو گی؟ کیونکہ وہ تو صرف یہ جانتے ہیں کہ پولیس غنڈوں اور بدمعاشوں کو پکڑا کرتی ہے۔ چنانچہ محلے والوں، محلے کی عورتوں جو کہ ان پڑھ ہوتی ہیں، محلے کے بچے جو کہ معصوم ہوتے ہیں نے یہ پوچھا کہ یہاں تو ایک صوبائی اسمبلی کا ممبر رہتا ہے اس کے گھر پر پولیس کا چھاپہ کیسا؟

جناب سپیکر! سیاست دان اور منتخب ممبرز تو محبت کے فرشتے ہوتے ہیں۔ ہم تو ملک کی ایک بڑی پارٹی کے ممبر ہیں۔ اختلاف رائے ہو سکتا ہے۔ ان کا طریق کار اور ہے ہمارا طریق کار دوسرا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب اصل پوائنٹ کی طرف آئیں اور مختصر کریں۔

سید ظفر علی شاہ، بہتر ہے۔ جناب سپیکر! آئین کے آرٹیکل 4 کو ملاحظہ فرمائیں۔ اس میں لکھا ہے کہ

4۔(الف) ہر شہری کا خواہ کہیں بھی ہو، اور کسی دوسرے شخص کا جو فی الوقت پاکستان میں ہو، یہ ناقابل انتقال حق ہے کہ اسے قانون کا تحفظ حاصل ہو ــــــــ

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کھوسہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! آپ ہاؤس کا ماحول دیکھیں کہ وزیر اور پیپلز پارٹی کے ممبران خوش گپیوں میں لگے ہوئے ہیں۔ جبکہ اتنے اہم موضوع پر بات ہو رہی ہے جو کہ ملکی نوعیت کا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی آپ کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے۔ I call the House to order. جی شاہ صاحب۔

سید ظفر علی شاہ، 4۔ (1) ہر شہری کا خواہ کہیں بھی ہو، اور کسی دوسرے شخص کا جو فی الوقت پاکستان میں ہو، یہ ناقابل انتقال حق ہے کہ اسے قانون کا تحفظ حاصل ہو اور اس کے ساتھ قانون کے مطابق سلوک کیا جائے۔

(2) خصوصاً ــــــــ

(الف) کوئی ایسی کارروائی نہ کی جائے جو کسی شخص کی جان، آزادی جسم،

شہرت یا املاک کے لیے مضر ہو ' سوائے جبکہ قانون اس کی اجازت دے۔

جناب سپیکر ! مجھے یہ اس قانون کا حوالہ بتا دیں جس قانون کے زور پر انہوں نے یہ سب کچھ کیا میں ہاؤس کے فلور پر کہہ رہا ہوں کہ میں ابھی اسی وقت ہاؤس چھوڑ دوں گا' ممبر شپ چھوڑ دوں گا اگر یہ بتا دیں کہ کس قانون کے سہارے انہوں نے قائد حزب اختلاف کے گھر پر گولی چلائی ؟ کس قانون کے حوالے سے انہوں نے قائد حزب اختلاف اور دیگر معزز اراکین ' میاں صاحب ' شاہد ریاض ستی ' ایس اے حمید صاحب کے گھروں کی دیواروں اور دروازوں سے چھلانگیں لگا کر اندر گئے ؟ وہ کون سا قانون تھا ؟ مجھے اس قانون کا حوالے دے دیں کہ کس قانون نے ان کو ایسا کرنے کی اجازت دی تھی؟ اور جناب سپیکر! میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ یہ سیاست دان جو کہ بڑی بے ضرر چیز ہوتے ہیں ۔ یہ تو بے چارے بہت معصوم ہوتے ہے ۔ ان کو اگر یہ ویسے ٹیلیفون پر کہہ دیتے کہ جناب آپ House arrest ہیں ' باہر نہیں جا سکتے تو وہ نہ جاتے۔ یہ کچھ تمیز رکھیں' کچھ فاصلہ رکھیں اور اس مشینری کو ---

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب سپیکر ! تحریک استحقاق کے بعد short statement ہوتی ہے جس کا مطلب short ہوتا ہے ۔ بلکہ اس کے لیے وقت مقرر ہے ۔ کہیں تقریر کے لیے دس منٹ لکھا ہے اور ایک جگہ پر لکھا ہے کہ سپیکر صاحب مقرر کریں گے لیکن یہاں no limit time دیا جا رہا ہے اور وہ بھی تحریک استحقاق پر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب کی یہ بات بالکل جائز ہے ۔ میرے خیال میں ظفر علی شاہ صاحب بھی اس کو جانتے ہیں کیونکہ یہ آپ عدالت میں مقدمہ نہیں لڑ رہے ۔ آپ عدالت میں دلائل نہیں دے رہے۔ (قطع کلامیاں) شاہ صاحب آپ میری بات سنیں۔ فاضل رکن نے ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے--- اس کے بعد یہ ہے کہ تحریک استحقاق کے بعد آپ short statement دے سکتے ہیں ۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا ! میں sum up کر رہا ہوں

جناب ڈپٹی سپیکر ، جو آپ لگے ہوئے ہیں یہ short statement کے زمرے میں نہیں آتا یہ آپ

کو تسلیم کرنا پڑے گا۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! میں sum up کر رہا ہوں۔ لاءمنسٹر صاحب نے پونے دو گھنٹے لیے ہیں۔ تو ہمیں دس منٹ تو دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے۔ کہ short statement دیں مہربانی شکریہ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! آپ کی رولنگ کے باوجود اب ہاؤس in order نہیں آپ اس وقت بھی حالت دیکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ان کا اللہ ہی حافظ ہے۔ ان کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے وہ بار بار کہہ رہے ہیں کہ ہاؤس کو آرڈر میں لائیں اور یہی بات ہے کہ ہمارے فاضل وزراء صاحبان کے کانوں تک جوں تک نہیں رینگتی۔ جو بات سپیکر کرے یہ اس کا بھی کوئی نوٹس نہیں لیتے۔ برائے مہربانی ہاؤس کا تقدس قائم رکھیں ایک دوسرے کے کندھوں پر ہاتھ رکھنا' خوش گپیاں لگانا' جپھیاں ڈالنا میرے خیال میں یہ کسی طرح جائز بات نہیں۔ جی شاہ صاحب آپ ذرا relevant رہیں۔

وزیر اطلاعات، پوائنٹ آف آرڈر! جناب والا! میں آپ کی توجہ ------

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ وزراء پوائنٹ آف آرڈر کم کریں۔ یہ پارلیمانی تاریخ کا حصہ ہے۔

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے ان کو floor دے دیا ہے میرے خیال میں آپ قابو میں آنے والے نہیں ہیں۔ اب میں نے ان کو floor دے دیا ہے اب میں ان کو کیسے بٹھاؤں ــــ آپ ناراض نہ ہوں جی۔

وزیر اطلاعات، جناب والا! میں چودھری وصی ظفر صاحب کی بات کی پر زور تائید کرتے ہوئے آپ کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ہاؤس کا وقت دو بجے تک ہے اور ابھی لاء اینڈ آرڈر کے بارے میں---

جناب ڈپٹی سپیکر، سید ظفر صاحب وہ بات تو ہو گئی ہے۔ میں نے ان کا پوائنٹ vaild قرار

دیا ہے۔ تو اب اس میں آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کی کیا ضرورت ہے؟

وزیر اطلاعات، لیکن جناب سپیکر ------

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے بھائی میں نے یہ بات کہہ دی ہے۔

چودھری پرویز الٰہی، پوائنٹ آف آرڈر! جناب والا ابھی ایک اطلاع ملی ہے اور میں نہایت افسوس کے ساتھ آپ کے سامنے یہ گزارش کر رہا ہوں کہ پولیس کو جس طرح کھلی چھٹی دے گئی ہے۔ جس طرح انھوں نے ہمارے گھروں میں تشدد کیا ہے ہمارے کارکنوں پر تشدد کیا ہے۔ ابھی اطلاع دی گئی ہے کہ اس وقت ایس پی سٹی اور ان کے ساتھ پچاس کے قریب پولیس والے مسلم لیگ ہاؤس میں داخل ہو چکے ہیں۔ ہر کمرے سے سارے کاغذات باہر پھینک دیے ہیں اور ایک ایک کمرے میں تلاشی لے رہے ہیں اور وہاں پر ہمارے جتنے لوگ موجود ہیں ان کو انھوں نے مارنا شروع کیا ہوا ہے۔ یہ اطلاع بھی میرے پاس آئی ہے۔ (شیم شیم)

جناب ڈپٹی سپیکر، ایک منٹ میری بات سنیں

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر! یہ غور کریں کہ ہمارے گھروں پر پولیس کے چھاپے ہاؤس کے اندر پولیس، ہاؤس کے باہر پولیس اب کوئی ایسی جگہ نہیں بچی جہاں پولیس نہ ہو۔ ہمارے مسلم لیگ کے دفتر میں پولیس ہمارے قائد حزب اختلاف کے گھر پر پولیس ------

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ میری بات تو سنیں

(اس مرحلے پر حزب اختلاف کے تمام معزز اراکین اسمبلی نے کھڑے ہو کر نعرہ بازی کی)

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! یہ حد ہو چکی ہے۔ اور یہ حد سے گزرتے جا رہے ہیں انھوں نے تمام حدیں پھلانگ دی ہیں۔ کوئی حد بھی ہوتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میری بات تو سن لیں۔ بیٹھیں تشریف رکھیں۔ دیکھیں میں نے اس وقت بھی یہی بات کی تھی کہ اگر حالات ایسے پیدا کر دیے جائیں کہ سپیکر کارروائی جاری نہ رکھ سکے۔ صبح بھی آپ کے پاس ایک اطلاع آئی تھی کہ جناب وہ تو ابھی باہر ہی کھڑے ہیں وہ تو مونچھوں کو تاؤ دے رہے ہیں۔ ان کو معطل نہیں کیا گیا یہ آپ کی ایک خبر تھی۔ یہاں پر اس کا آرڈر رانا اکرام ربانی صاحب نے پڑھا وزیر قانون نے وہ آرڈر مجھے باہر دکھا دیا تھا۔ میں نے آپ سے بات کی لیکن پھر بھی آپ

کی تسلی نہیں ہو رہی تھی ۔ تو خدا کے لیے disinformation پر اس طرح اعتبار نہ کیا کریں ۔ جیسے کہا تمہارا کان لے گیا کان کو ہاتھ نہیں لگایا اور ڈانگیں لے کر پیچھے چل پڑے ۔ ایسی بات نہ کیا کریں میرے خیال میں اس کا ایک طریقہ ہے۔۔۔

چودھری پرویز الٰہی ، نہیں نہیں یہ بات صحیح ہے ۔یہ بات صحیح ہے

جناب ڈپٹی سپیکر ، میری بات سنیں میرا مقصد یہ ہے ۔۔۔۔۔

چودھری پرویز الٰہی ، جناب والا ! یہ بات بالکل صحیح ہے آپ چیک کرا سکتے ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہو سکتا ہے کہ کسی مہربان نے ہاؤس میں گرمی پیدا کرنے کے لیے یہ اطلاع دی ہو۔۔۔

چودھری پرویز الٰہی ، جناب والا ! رمضان بھٹی صاحب ہمارے جائنٹ سیکرٹری ہیں انھوں نے خود مسلم لیگ ہاؤس سے باہر آ کر اطلاع دی ہے ۔ وہ ذمہ دار آدمی ہیں ۔

سید تابش الوری، جناب والا ! آپ نے صبح والی بات کی ہے ۔ ہم نے تو آپ کے کہنے پر وہ بات مان لی تھی ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب والا ! وزیر قانون اشارہ کر رہے ہیں کہ انہیں دبا کر رکھو۔ آپ ان کا اشارہ دیکھ لیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو آپ اس کو کسی طریقے سے لے آئیں میں تو اس وقت اس بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا ۔ اور نہ ہی سپیکر کے پاس بحیثیت سپیکر کوئی ایسی طاقت ہے ۔ کیونکہ رولز کے مطابق کام کرنا پڑتا ہے ۔ آپ کی یہ بات نوٹ ہو گئی کارروائی میں بھی آ گئی پریس میں بھی آ گئی۔ اب ہم آگے چلیں ۔ ظفر علی شاہ صاحب! آپ ذرا مہربانی فرما کر اس کو wind up کریں ۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا ! میں آپ کی اجازت سے sum up کر رہا ہوں ۔ جناب والا! قائد حزب اختلاف نے جناب کو جو ریفرنس دیا ہے ہم یہ ساری بات اس تحریک استحقاق کی support میں کر رہے ہیں کہ اس وقت صوبے کی مشینری ' پولیس کس حد تک آگے بڑھتی جا رہی ہے ۔ جناب والا! چونکہ آپ نے law کا حوالہ پوچھا تھا تو میں نے آپ کے سامنے آئین کا حوالہ پیش کیا ہے ۔ privileges Act میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ پندرہ دن پہلے کی اور پندرہ دن بعد کی یہ کیا logic ہے ۔ آپ

بھی اس وقت اسمبلی کے معزز رکن تھے جب وہ Act بن رہا تھا۔ آپ کے ووٹ سے یہ Act بنا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ پندرہ دن پہلے اور پندرہ دن بعد۔ جناب والا! ریکارڈ کی بات ہے کہ تین تاریخ کو اجلاس ختم ہوا تھا اور یہ بھی ریکارڈ کی بات ہے کہ حزب اختلاف کے ممبران کی گرفتاریاں 6 اکتوبر سے لے کر 13,12 اکتوبر تک ایک ہفتے کے اندر اندر جاری رہی ہیں۔ جناب والا! preventive detention اور Criminal Cases میں پہلے preventive detention کی بات کرتا ہوں کریمنل کیسز کی بات بعد میں کریں گے۔ جناب والا! preventive detention میں یہ کہیں نہیں لکھا ہوا کہ---

جناب ڈپٹی سپیکر، اب آپ کسی اور تحریک پر چلے گئے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں جناب والا! اسی پر ہوں

جناب ڈپٹی سپیکر، نہ اس پر کیسے؟

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! میں لاء کی بات کر رہا ہوں کہ پندرہ دن پہلے اور پندرہ دن بعد ----

جناب ڈپٹی سپیکر، میں آپ کو تین منٹ دیتا ہوں اس میں اپنی بات کو ختم کریں۔

سید ظفر علی شاہ، جی مہربانی۔ پندرہ دن پہلے اور پندرہ بعد اس کی گرفتاری نہیں ہو سکتی۔ جناب والا! ماسوائے ان کے کہ کوئی ایسا law یا کوئی ایسا crime جس کا تعلق پاکستان کی سٹیٹ سے ہو۔ اور ایسے حالات ہوں جن کی زد میں وہ آ سکتا ہے۔ لیکن ہماری detention کے آرڈر پھر ان کی واپسی اور ان کی غنڈہ گردی۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ مجھے سٹیٹ بتا دے سرکار بتا دے اور سرکار کا وکیل بتا دے۔ کہ فلاں قانون کے تحت انھوں نے فلاں فلاں ممبران کے گھر چھلانگیں لگائیں ہیں' ٹیلی فون چوری کیا ہے' وہاں سے سامان چوری کر کے لے آئے ہیں' وہاں پر اہل خانہ کے ساتھ بدتمیزی کی ہے۔ یہ سب کچھ بغیر کسی وارنٹ کے اور بغیر کسی detention order کے کیا گیا ہے۔ خود میری اپنی تحریک استحقاق ہے جس میں انھوں نے ہمارے detention order جیل میں جا کر serve کرائے۔ جناب والا! ہمارا کیس بڑا fool proof ہے۔ میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ہماری یہ جتنی بھی تحاریک استحقاق ہیں یہ رولز 55 کے عین مطابق ہیں۔ ان کو admit فرمایا جائے اور مجلس استحقاق کے سپرد کیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ۔میں نے آپ کی تحاریک استحقاق سنی ہیں آپ کی بحث بھی سنی ہے وزیر قانون کا موقف بھی سنا ہے ۔ اس سے پہلے بھی میں نے آپ کی دو تحاریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی ہیں ان میں واضح طور پر voilation ہوئی تھی میں نےاس کرسی پر بیٹھ کر اپنے ذہن میں بالکل صحیح فیصلہ کیا ہے ۔ میں نے ان تحاریک استحقاق کو in order قرار دے کر استحقاق کمیٹی کی سپرد کیا ہے ۔ میں نے آپ کی یہ تمام تحاریک استحقاق پڑھی ہیں ۔ میں کافی عرصہ سے اس اسمبلی کا ممبر بھی ہوں میں یہ سمجھتا ہوں کہ کون سا دائرہ کار تحریک استحقاق کے زمرے میں آتا ہے ۔ یہ بات ٹھیک ہے یہ ایک تحریک تھی ۔ آپ نے تحریک نجات کے نام تحریک سے چلائی۔ بہر حال آپ کے مطابق تمام ملک اس میں حصہ لے رہا تھا اور ساری قوم شامل تھی ۔ حکومت کے نقطۂ نظر میں ساری نہیں تھی کم تھی ناکام ہوئی یہ ایک version ہے لیکن انتظامیہ نے جو رول وہاں پر ادا کیا ہے دیکھنا یہ ہے کہ آیا وہ تحریک استحقاق بنتی ہے یا نہیں بنتی ------میں نے اس کو رول 55 کے مطابق دیکھنا ہے اس میں اس کے زریں اصول دیے گئے ہیں اس میں بتایا گیا ہے تحریک استحقاق کا کیا دائرہ کار ہے اور آپ نے کس صورت میں اسے قبول کرنا ہے۔otherwiseملک میں باقی قانون موجود ہیں ۔ ملک کا قانون قائم ہے اگر کسی شخص کے ساتھ چاہے وہ ایم پی اے ہو یا نہ ہو زیادتی ہو تو قانون اس کو تحفظ فراہم کرتا ہے ۔ میں اب اس سلسلے میں اپنا آرڈر پڑھ کر سناتا ہوں .....

پہیہ جام ھڑتال کے دوران اراکین پر پولیس تشدد سے متعلقہ تحاریک استحقاق پر چیئر کی رولنگ

MR SPEAKER: The order will dispose of the following Privilege Motions moved by:

privilege Motion No 2 moved	by Arshad Amran Sulehri
Privilege Motion No.2 moved	by Mr Usman Ibrahim
Privilege Motion No.2 moved by	Mr Usman Ibrahim
Privilege Motion No.2 moved by	Mr S A Hameed
Privilege Motion No.2 moved by	Ch Pervaiz Elahi
Privilege Motion No.2 moved by	Mr Imtiaz Ahmad

Privilege Motion No.2 moved by	Mr Shahid Riaz Sati
Privilege Motion No.2 moved by	Sardar Zulfiqar Ali Khan Khosa
Privilege Motion No.2 moved by	Mr Inamullah Khan Niazi
Privilege Motion No.2 moved by	Mr Muhammad Saqib Khurshid
Privilege Motion No 2 moved by	Mr Abdur Rauf Mughal
Privilege Motion No.2 moved by	Mr Obaidullah Sheikh
Privilege Motion No.2 moved by	Mr Sultan Azmat Hayat
Privilege Motion No.2 moved by	Khawaja Muhammad Aslam
Privilege Motion No.2 moved by	Syed Zafar Ali Shah Sahib Chaudhri Tanveer Khan & Raja Muhammad Basharat.

The common question raised in all the said motions is whether or not the alleged acts of misbehaviour are unforeseeable hinderance of the police into the houses of the movers to counter the wheel-jam-strike-call made by the Opposition contitutes a breach of privilege. The motions have been opposed by the government. The Minister for Law and Parliamentary Affairs pointed out that the whole objective was to topple the constitutionally established government by trying to paralyse the normal activities of the citizens by creating a sense of terror amongst them through acts of violence and by creating the impression the government was incapable of maintaining Law and Order in giving protection to the citizens. In these circumstances it was the legal duty of the government to have taken appropriate measures in

accordance with law for the safety and protection of the public The state action complained against the privilege motion pertains to the discharge of its legal obligation duty by the government. There is nothing in the Law or the Constitution providing immunity to an MPA from such an action on the ground of privilege.

I have carefully considered the matter. The motions do not involve any breach of privilege granted by the Constitution or the Law. The acts complained against can at best be regarded as violation of the ordinary law of the land. The law provides various forum for the redress of these grievances even otherwise the nature and the magnitude of the cases is such that it may be beyond the capacity of the Assembly to handle their hearing and investigation in a proper way. Consequently the discretion of the Assembly in these matters is neither possible nor required. In view of the above finding the privilege motions are baised by Rule 55(1) and Rule 55(4) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1973 and are ruled out of order.

آوازیں، شیم شیم۔

سید تابش الوری، [**********]

جناب ڈپٹی سپیکر، میں اس پر کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتا یعنی فیصلہ آپ کے حق میں ہو پھر تو شاباش اور اگر آپ کے خلاف ہو تو پھر شیم شیم کی آوازیں۔ آپ کو فیصلہ تسلیم کرنا چاہیے۔ اب ہم تحاریک التوائے کار کو ٹیک اپ کرتے ہیں۔

(اس مرحلے پر اپوزیشن کے تمام اراکین احتجاجاً کھڑے ہو گئے)

چودھری پرویز الٰہی، [**********]

***(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا)

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں یہ فیصلہ لکھوایا میں نے تھا ٹائپ کسی اور نے کیا ہے ....(قطع کلامیاں) ....

چودھری پرویز الٰہی ، [**********]

جناب ڈپٹی سپیکر ، جناب قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ابھی ان کی تحاریک استحقاق رہتی ہیں ۔ کیا ہم آگے تحاریک التوائے کار پر چلیں ----

چودھری پرویز الٰہی ، [**********]

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں میں آپ کو پہلے کیا بتاتا ...

چودھری پرویز الٰہی ، [**********]

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ میں ایمان داری سے کہہ رہا ہوں کہ یہ فیصلہ میرا ہے اور ایمان کے مطابق ہے

چودھری پرویز الٰہی ، [**********]

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں نہیں ۔ آپ سپیکر کو چیلنج کرتے ہیں میں یہ تمام کاروائی حذف کرتا ہوں کیونکہ سپیکر کے Conduct کو زیر بحث نہیں لایا جا سکتا ۔ اب آپ کوئی اور بات ہے تو کریں

ایک اور رولنگ بھی آپ سن لیں sine die کی آپ نے پچھلے اجلاس میں سپیکر صاحب سے رولنگ مانگی تھی.....

چودھری پرویز الٰہی ، جناب والا وہ بھی اسی قسم کی ہو گی .....

جناب ڈپٹی سپیکر ، ہم نے رولنگ پڑھنی تو ہے .....

چودھری پرویز الٰہی ، اس میں بھی کوئی فرق نہیں ہو گا ، جس طرح پہلی پڑھی ہے یہ بھی اسی طرح ہو گی.....

جناب ڈپٹی سپیکر ، اس کو کاروائی کا حصہ تو بنانا ہے ۔ آپ نے اعتراض کیا تھا کہ sine die کا سپیکر صاحب نے جو پچھلا فیصلہ دیا ہے وہ قانون کے مطابق نہیں وہ بھی میں پڑھ دیتا ہوں یہ راسے صاحب کا فیصلہ ہے .....

سید ظفر علی شاہ ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! یہ بڑی حیران کن بات ہے کہ آپ ابھی sine die والے اعتراض پر رولنگ دے رہے ہیں ۔ سپیکر صاحب کا حکم ہے یا جس کا بھی حکم ہے ۔ جناب

***(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا)

سپیکر! مجھے بڑے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ اسی مسئلے پر میں نے ایک تحریک استحقاق پیش کی ہے اور اس تحریک استحقاق کو سپیکر صاحب نے اپنے چیمبر میں kill کردیا ہے اگر وہ مسئلہ ہاؤس میں پیش ہی نہیں ہوا تو اس پر آپ رولنگ کیسے دے رہے ہیں یا تو آپ میری پہلے تحریک استحقاق ہاؤس میں پیش کریں اور پھر اس کے بعد اپنا یہ آرڈر سنائیں ۔ میری تحریک استحقاق ریکارڈ پر ہے ۔ جناب والا! یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے کہ گھوڑا پیچھے ڈنڈا آگے.....

جناب ڈپٹی سپیکر : سید ظفر علی شاہ صاحب! آپ میری بات سنیں۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ پچھلے اجلاس میں یہ مسئلہ پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے بھی اٹھایا گیا تھا اور چیمبر میں بھی اس سلسلے میں بات ہوئی تھی کہ یہ غیر قانونی ہوا ہے .....

سید ظفر علی شاہ ۔ جناب والا! جب اجلاس ہوا ہی نہیں ' اجلاس ملتوی ہو گیا اور جب اجلاس ملتوی ہو گیا تو پوائنٹ آف آرڈر کیسے raise ہو گیا ۔ جناب سپیکر! ضابطے کے تحت چلیں ۔ جس وقت سپیکر صاحب نے اجلاس sine die ملتوی کر دیا پھر پوائنٹ آف آرڈر کہاں پر اٹھا ' پوائنٹ آف آرڈر تو کسی جگہ پر اٹھا ہی نہیں ۔ میں نے تحریک استحقاق پیش کی ہوئی ہے اس کو آپ پہلے لائیں .....

اجلاس کو غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی کرنے کے لیے
جناب سپیکر کے اختیارات پر چیئر کی رولنگ

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں نہیں .....(قطع کلامیاں) .....یہ کوئی طریقہ نہیں اس پر میں فیصلہ دیتا ہوں۔

.....(قطع کلامیاں).....

ADJOURNMENT: adjournment includes 'adjournment sine die'. Clarifying that adjournment of the Assembly includes 'adjournment sine die', Mr Muhammad Haneef Ramay, Speaker ruled as under----

"A question has arisen whether the Speaker is competent to adjourn a sitting sine-die.

According to rule 21 of the Rules of the Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, the Speaker may adjourn a sitting of the Assembly. The power to adjourn includes the power to adjourn from day-to-day or

sine-die. 'Adjournment sine-die' means the termination of a sitting of the House without any definite date being fixed for its next sitting. Adjournment sine-die is not a synonym for prorogation under the Constitution because the latter power vests in the Governor under Article 109 of the Constitution while the former is exercised by the Speaker.

The point that adjournment includes adjournment sine-die is manifest from sub-rule (2) of Rule 182 which clearly provides that the Assembly may be adjourned till the next working day or sine die by the Speaker.

My view is supported by the precedents as well. The Rules of Procedure and Conduct of Business in National Assembly 1973 contains exactly the same provisions about adjournment as in our existing rules. The National Assembly was adjourned sine-die several times, for example on 12th December, 1975, 12th May 1976, 26th November, 1976 and 22nd December, 1976. The Punjab Assembly had also been adjourned sine-die on a few occasions in the past i.e., on 30th October, 1974 and 3rd July 1989.

In view of the above discussion I hold that the term adjournment' used in rule 21 ibid includes 'adjournment sine-die.

چودھری پرویز الٰہی ، جناب والا ہماری یہ بات درست ثابت ہوئی ہے کہ فیصلے آپ پہلے کر کے آتے ہیں اور یہاں آ کر صرف وقت ضائع کیا جاتا ہے اور ہماری کوئی شنوائی نہیں ہوتی ۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ آدھے اسمبلی ممبران پر پولیس کے raid ہوں ' ہاؤس کے باہر بھی پولیس ہو ' ہمارے گھروں پر بھی پولیس ہے یہ کون سا انصاف ہے ' یہاں بھی اگر انصاف نہیں ملتا تو ہم کہاں جائیں عدالتوں میں تو پہلے ہی آپ نے جیالے جج لگا دیے ہیں ۔ ہم اس کے خلاف احتجاج کے طور پر آج پھر یہاں دھرنا مارتے ہیں .....

(اس مرحلے اپوزیشن کے تمام اراکین سپیکر کی کرسی کے سامنے دھرنا مار کر بیٹھ گئے)۔

MR SPEAKER:

In excercise of the powers conferred on me under Clause (3) of Article 54 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, Muhammad Haneef Ramay, Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab with immediate effect.